تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین

نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

10.236

کنز القدیم فی آثار الکریم

۱۳۵۵ھ

یعنی

حضرت خواجہ حاجی حافظ عبدالکریم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی)

کے حالات وواقعات وتعلیمات وکشف وکرامات پر مشتمل کتابِ لاجواب

مرتبہ ومؤلفہ

قاضی عالم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین

نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

حضرت خواجہ حاجی حافظ عبدالکریم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات وواقعات وتعلیمات وکشف وکرامات پر مشتمل کتاب لاجواب

کنز القدیم فی آثار الکریم

۱۳۵۵ھ

مؤلفہ قاضی عالم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

Marfat.com
Marfat.com

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

85201

نام کتاب .... کنز القدیم فی آثار الکریم

موضوع .... سوانح عمری حضرت حافظ محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی)

تصحیح .... شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

کمپوزنگ .... ورڈ میکر

پرنٹرز .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر .... ملک شبیر حسین

ہدیہ .... روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

۴۰ اُردو بازار لاہور فون 7246006

Marfat.com
Marfat.com

فہرست

نذر ۹

دیباچہ ۱۰

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے روحانی نسبت اور فیوض ۱۸

حسنِ سیرت وصورت ۱۹

حضرت باوا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایت ۱۹

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہمعصروں میں مقام ۲۰

سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ۲۱

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کے ساتھ رابطہ اتحاد ومودت قلبی ۲۲

مزار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری ۲۳

حضرت سلطان العارفین جناب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی نوازشات ۲۴

مدینہ منورہ کے حضرت شیخ محمد مدنی المغربی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وعقیدت ۲۷

باب اوّل ۳۲

ابتدائی حالات

شجرہ نسب ۳۲

ولادت باسعادت ۳۵

زمانۂ طفولیت ۳۵

تعلیم وتربیت ۳۶

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسنِ قرأت ۳۷

Marfat.com
Marfat.com

بیعت ۳۸
خلافت ۴۱
جذبۂ عشقِ الٰہی ۴۲
طبیعت میں جلالیت اور استغنا ۴۷
سفرِ حج ۵۱
باب دوم ۵۶

فیوض و برکات

کشف و کرامات ۵۶
روحانی و باطنی تصرف اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت ۸۰
وعظ میں قطع کلامی کرنے والے کو سزا ۸۱
فرمانِ مرشد کی تعمیل اور بچوں کی صحت یابی ۸۲
سرکاری جہاز پر سفر اور مطلوبہ مقام پر تبدیلی ۸۳
دانت کا درد جاتا رہا ۸۷
دردِ ریح سے نجات مل گئی ۸۷
پنڈت جی مقدمہ جیت گئے ۹۲
رقم بھی ملی اور ٹھیکہ بھی ۹۴
خاکروب صحت یاب ہو گیا ۹۶
ناقابل علاج پھوڑا صحیح ہو گیا ۹۸
لاعلاج امراض سے شفا ۹۹
بغیر چھٹی ملے عرس میں شرکت ۱۰۰
آگ سے بچ گئے ۱۰۱
کنوؤں میں پانی کا نکلنا ۱۰۲
قلیل طعام میں برکت ۱۰۶
گم شدہ کا مل جانا ۱۱۱
اولیاء کرام کی روحانیت سے استفادہ ۱۱۳

Marfat.com
Marfat.com

مراتب عالیہ ۱۱۵
''اپنے پیشوا کو غوث اور قطب ہی سمجھنا چاہیے'' ۱۱۶
مجذوب کا معذرت کرنا ۱۱۸
جنوں کا حضور سے فیضیاب ہونا اور آسیب زدوں کا شفا پانا ۱۲۳
ہدایت خلق ۱۲۹
مرزا قادیانی کے حالات پر ایک نظر ۱۳۶
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ ۱۴۷
جانوروں پر رحم ۱۵۵
آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عفو و حلم ۱۵۶
کلمات طیبات ۱۶۲
باب سوم ۱۸۸

معمولات

طریق وضو ۱۸۹
نماز و اوراد شبا روزی ۱۹۱
جمعہ کی نماز ۱۹۷
درود شریف ۱۹۹
جمعرات اور اتوار کا حلقہ ذکر ۲۰۲
ضروری نوٹ ۲۲۶
ذکر نفی اثبات یعنی کلمہ طیبہ ۲۲۸
کیفیتِ حلقۂ ذکر ۲۴۰
المتحابون فی اللہ ۲۵۲
تلاوت قرآن مجید ۲۵۸
قرآن مجید کی عزت و عظمت ۲۶۶
ختم خواجگان قدس اللہ اسرارہم ۲۶۸
صبح کا ختم ۲۶۹

Marfat.com
Marfat.com

شجرہ شریف حضرات خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ ۲۷۱
عرس شریف ۲۷۲
عرس شریف کے فوائد ۲۷۲
باب چہارم ۲۷۴

انتقال

آخری چند ماہ کی علالت ۲۸۰
اسم یا قدوس کے متعلق تھوڑی سی وضاحت ۲۹۰
اڑ بھمبیری ساون آیا ۲۹۱
وصال ۲۹۲
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آثار رحمت وکرامات ۲۹۷
غُسل ۲۹۸
اولیاء اللہ کو حیات جاودانی ۳۰۴
درد دل ۳۰۹
قطعات تاریخ وسن وصال قبلہ عالم جناب حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ ۳۱۰
حلیہ شریف ۳۱۳
جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ۳۱۴
مکتوبات شریف کا اُردو ترجمہ ۳۱۵
دعائے حزب البحر! ۳۱۷
عید گاہ ۳۱۹
باب پنجم ۳۲۵

جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب قدس سرہٗ کے فرزندانِ با کمال کا مختصر حال

مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۶
وفات ۳۲۷
مولوی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۹

Marfat.com
Marfat.com

قطعہ تاریخ وفات ۳۲۹
حاجی حرمین الشریفین جناب مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۳۳۰
دعا ۳۳۳
باب ششم ۳۳۴

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام

جناب الحاج حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۳۳۴
حضرت مولٰینا الحاج صوفی صافی مولوی ثناءاللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۳۳۶
الحاج صوفی محمد نیاز الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۳۳۷
حضرت مولٰینا و بالفضل اولٰینا راس المفسرین استاذ المحدثین فقیہ اعظم الحاج ابو یوسف
مولوی محمد شریف صاحب سلمہ ربہ ۳۳۷
حضرت الحاج مولٰینا مولوی حکیم خادم علی صاحب سلمہ، ربہ، ۳۳۹
حضرت مولوی فضل احمد سلمہ ربہ ۳۴۰
میاں محمد عبداللطیف صاحب سلمہ ربہ سب جج ۳۴۱
مخلص باللہ حاجی رحمت اللہ صاحب سلمہ ربہ ۳۴۳
حافظ دین محمد صاحب سلمہ ربہ ۳۴۴
حاجی صوفی میراں بخش صاحب سلمہ ربہ ۳۴۵
الحاج مولوی محمد یوسف صاحب میر پوری سلمہ ربہ ۳۴۵
الحاج مولوی دیوان علی صاحب سلمہ ربہ ۳۴۶
حافظ مولوی محمد اکبر صاحب سلمہ ربہ ۳۴۶
سید حاکم شاہ صاحب سلمہ ربہ ۳۴۷
سید فضل شاہ صاحب سلمہ ربہ ۳۴۸
سید راجن شاہ صاحب سلمہ ربہ ۳۴۹
صوفی حاکم الدین صاحب سلمہ، ربہ، ۳۵۰
مولوی نور حسین صاحب سلمہ ربہ ۳۵۰

Marfat.com
Marfat.com

صوفی نواب الدین صاحب سلمہٗ ربہٗ ۳۵۱
الحاج مولٰینا مولوی محمد سعید صاحب کاشغری سلمہ ربہٗ ۳۵۲
بندۂ مسکین عالم الدین ۳۵۳
یادرفتگان رحمہم اللہ تعالیٰ ۳۵۵
جناب بابو کرم الدین صاحب مرحوم ومغفور ۳۵۵
سائیں کریم بخش صاحب مرحوم ومغفور ۳۶۰
مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۰
حاجی نظام الدین صاحب مرحوم ومغفور ۳۶۲
سید غلام شبیر صاحب بی۔اے مرحوم ومغفور ۳۶۲
سائیں نورالحسن صاحب مرحوم ومغفور ۳۶۴
ملخص از ملفوظات ۳۶۴
حضرت غوث صمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۸
باب ہفتم ۳۶۹

متفرقات

تضمین از ظفر بادشاہ بر مناجات حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۹
مناجات از مؤلف ۳۸۲
شجرۂ مقدسہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۳۸۳
خاتمہ الطبع ۳۸۴

Marfat.com
Marfat.com

نذر

ہر مصنف یا مؤلف اپنی تصنیف و تالیف کو کسی بزرگ ہستی کی خدمت میں قدردانی اور قبولیت کے لئے پیش کیا کرتا ہے۔ چونکہ اہل اللہ اور ان کے کلام کی قدر اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اس لئے خاکسار اس ناچیز تالیف کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے التجاء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمام احباب کے لئے مغفرت و بخشش کا وسیلہ بنائے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بندۂ مسکین خاکسار

عالم الدین عفی عنہ

Marfat.com
Marfat.com

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیآء

والمرسلین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ واولیائہٖ واتباعہٖ اجمعین

امابعد! یہ کتاب فیض انتساب جو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین ہادی سبل شیخنا و شیخ الکل حاجی حرمین شریفین (زادہما اللہ تعالیٰ شرفاء وعزا) صاحب فضل عمیم حضرت حافظ محمد عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا

کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

کی زندگی کے حالات اور شبا روزی عبادت و معمولات کا مجموعہ ہے جس کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ حلقہ بگوشان سلسلہ عُلیہ نقشبندیہ مجددیہ کریمیہ و چشتیہ و قادریہ وسہروردیہ بالخصوص اور دیگر اہل اسلام بالعموم اپنی اپنی استعدادِ خدادا کے موافق ان پر عمل کر کے اس مقصد و مطلب تک پہنچنے کی کوشش کریں جس کے لئے حضرت انسان ضعیف البنیان پیدا کیا گیا ہے اور غیر مسلم گروہ میں سے بھی اگر کسی شخص کی قسمت میں ہدایت ہو تو وہ بھی تائید الٰہی سے ایک خدارسیدہ بزرگ بندے کے حالات کا مطالعہ کر کے اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہو کر راہِ راست اور صراط مستقیم پر آجائے اور خاکسار کو بھی ثواب اور سعادت دارین حاصل ہو۔ ورنہ۔ شعر

بمقبولی کسے را دسترس نیست

قبول مقبلاں در دست کس نیست

Marfat.com
Marfat.com

نیز بزرگوں نے لکھا ہے کہ مریدوں کیلئے ان کے پیروں کا ذکر اور تذکرہ حالات ان کے ایمان کو تازہ کرتا اور ان کی جان کو حلاوت بخشتا ہے اور ہر حرف کے بدلے جو ان کے حالات میں لکھا جاتا ہے بہت سی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

برمرید صادق و صاحب تمیز ہست ذکر سیرت پیراں عزیز
ذکر پیراں تازہ ایمانش کند قصۂ آں جلوہ برجانش کند
جو ہے خادم صادق و صاحب تمیز ذکر پیر اپنے کا ہے اس کو عزیز
ذکر پیراں دے بڑھا ایمان کو ان کا قصہ جلوہ بخشے جان کو

بزرگوں نے فرمایا ہے کو جو مرید تین دن تک اہل اللہ کے حالات مطالعہ نہ کرے اس کا دل سیاہ اور قلب مردہ ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ظاہر و باطن میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے متخلق اور عملی نمونہ ہوتے ہیں۔ یہی لوگ صادقین اور سچے جانشین اور حقیقی اور اصلی توحید کے مالک ہوتے ہیں۔ العلماء ورثۃ الانبیاء انہی لوگوں کی شان میں ہے۔ ان کا کلام معجز نظام خفتہ دلوں کو غفلت کی نیند سے بیدار کرتا ہے اور مردہ قلوب کو دائمی حیات بخشتا ہے۔ مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر:۔

بے عنایات حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

احکام شرعی کی پابندی سے غرض و غایت امراض باطنی کا ازالہ ہے اور وہ اہل اللہ کی صحبت اور ان کے اقوال و اعمال پر اعتقادی و عملی طور پر پابندی سے حاصل ہوتا ہے۔ جب تک امراض باطنی سے نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ نہ ہو جائے اصلی توحید اور حقیقی روحانی ترقی حاصل نہیں ہوسکتی۔ موجودہ زمانہ کے مسلمان طالب علم جو مدارس دینی میں تعلیم پاتے ہیں ان کی عمر کا بہترین اور قیمتی حصہ علوم رسمیہ کے مطالعہ میں گزر جاتا ہے اور وہ علوم جن سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہوتا ہے ان سے بے نصیب رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے عالم اپنی ساری ہمت اور طاقت کو زیادہ تر مناظرہ اور مجادلہ میں صرف کرتے ہیں جس سے سوائے فتنہ اور فساد کے کوئی مفید اور معتدبہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا اور تہذیب نفس اور

Marfat.com
Marfat.com

ریاضت و مجاہدہ کی طرف جو مشاہدہ انوار تجلیات اور معرفت ذات و صفات الٰہی کی شاہراہ اور اصل اصول ہے بالکل توجہ نہیں کرتے۔ دوسری طرف وہ طلباء جو سکولوں اور کالجوں میں مروجہ تعلیم پاتے ہیں وہ ابتداء سے انتہا تک امور شرعی اور ضروریات اسلام اور ان کی پابندی سے ناواقف اور جاہل اور غافل رہتے ہیں۔ جو علوم ان کو پڑھائے جاتے ہیں وہ صرف تن پروری، دنیا پرستی، جاہ طلبی وغیرہ سکھاتے ہیں اور خواہشات نفسانی اور ہواجسِ شیطانی کو زیادہ زیادہ ابھارتے اور مدد دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک احکام شرعی کی پابندی اور عبادات لایعنی اور لاحاصل کام ہوتے ہیں اور مذہب کانٹے کی طرح ان کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے جس کی تقلید اور اتباع سے باہر نکلنا ان کا فرض اولین ہوتا ہے۔ اسی ملحدانہ ترقی کو اصلی اور حقیقی ترقی سمجھتے ہیں۔ آخرت اور عاقبت کا خیال ان کو خواب میں بھی نہیں آتا۔ ان کی تمام عمر دنیاوی سج دھج اور نفسانی حظوظ و لذت کی طلب میں بسر ہو جاتی ہے اور آخر کار دل میں سینکڑوں حسرتیں لئے ہوئے اس دنیا سے نامراد رخصت ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے گئے گزرے وقت میں اگر کوئی صاحب سعادت یہ چاہے کہ توحید حقیقی حاصل ہو اور علوم رسمیہ اور علوم حقیقیہ میں تمیز ہو تو اسے چاہئے کہ اہل اللہ کی مجلس اور صحبت تلاش کرے اور فیض و برکات حاصل کرے ورنہ ان کے اقوال و اعمال ہی کا مطالعہ کرکے اپنے ظاہر و باطن کو ان کے مطابق درست کر لے۔ شعر:

گر وصال یار نبود یا خیالش ہم خوشم
در بیابانِ محبت خارہم در پاخوش است

کیونکہ یہ لوگ ان علوم و اسرار کے مالک ہوتے ہیں جن سے علمائے رسمیہ بالکل ناواقف اور کوسوں دور ہوتے ہیں اور ان کے کلام میں وہ کچھ اثر ہوتا ہے جو بیان سے باہر ہے۔ شعر:

دادیم تراز گنج مقصود نشاں
ما گر نرسیدیم تو شاید برسی

دنیا میں رہ کہ اس کے تعلقات کو دل سے ترک کرنا اور علائق کو توڑ دینا اور روح کا

Marfat.com
Marfat.com

عالمِ سفلی سے عالم بالا کی طرف پرواز کرنا یہ وہ حقیقی اور اصل ترقی ہے جس کی خاطر انسان کو اس دنیا میں پیدا کیا گیا ہے اور جس کے آگے موجودہ ترقی سائنس وغیرہ بے حقیقت اور ہیچ ہے۔ اگر زمانہ بھر کے تمام سائنس دان جمع ہو کر یہ چاہیں کہ کسی شقی القلب کو راہِ راست پر لائیں اور اس کے اخلاق رذیلہ کو اوصاف حمیدہ سے مبدل کریں تو ہرگز نہ کرسکیں گے لیکن مردانِ راہِ خدا کی ایک ہی نظر اور توجہ اور اشارہ ہی اس تبدیلی کے لئے کافی ثابت ہوا ہے جہاں ڈاکٹروں کے مجرب نسخے کارگر نہیں ہوتے وہاں صرف گدایانِ کوئے دوست کی توجہ، دم، کلام مسیحائی کا کام کر جاتے ہیں۔ غرض اگر ترقی سے مراد خدا کی معرفت اور حقیقت تک پہنچنا ہے تو وہ ذوق وشوق کے ساتھ اطاعت اسلام اور اہل اللہ کے اقوال و اعمال کے مطالعہ اور ان کے مطابق کاربند ہونے میں ہے۔ اگر دنیاوی جاہ وجلال اور حرص و ہوا کے بھنور میں پھنس کر دنیا سے نامراد اور خسر الدنیا والآخرۃ ہو کر جانے کا نام ترقی ہے تو وہ مغربی تہذیب اور اس کے طریق عمل میں ہے لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے نظر بصیرت بخشی ہے وہ دیکھ بھال کر پاؤں رکھتے ہیں۔ یہ مضمون بجائے خود ایک مستقل تحریر کا محتاج ہے اس کو چھوڑ کر خاکسار اپنے ان کرم فرما اور محسن مہربان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس تالیف کے فراہم کرنے میں خاکسار کو مدد دی۔ بابو محمد اسماعیل صاحب کلرک ملٹری گراس فارم اور مولوی فضل احمد صاحب اور دیگر احباب جنہوں نے اپنے چشم دید حالات و واقعات کا بہت سا مجموعہ عطا فرمایا خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان سے بڑھ کر حاجی محمد علی صاحب و حاجی محمد زمان صاحب نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شکریہ کے مستحق ہیں اور خاکسار کی گردن پر ان کے احسان کا اس قدر بارگراں ہے کہ خاکسار اس سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ ان ہر دو بزرگواروں نے اپنے کاروبار کو چھوڑ کر نہایت عرق ریزی اور شبا روزی محنت سے دوسروں کے بھیجے ہوئے حالات اور مضامین کو صاف اور درست کر کے ترتیب دیا۔ حقیقت میں تمام کتاب کی تالیف و ترتیب کا سہرا انہی دو بزرگوں کے سر پر ہے۔ خاکسار تو صرف اس کا ناقل ہی ہے۔ اگر یہ دوست خاکسار کو مدد نہ دیتے تو خاکسار تنہا کچھ نہ کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ زیادہ ان کو فیوض و برکات وظاہری باطنی ترقیات عطا فرمائے۔ خاکسار حاجی مولوی

Marfat.com
Marfat.com

محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں کا احسان بھی فراموش نہیں کرسکتا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے مسودہ پر نظر ثانی فرمائی اور صاف و درست فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شیخ حسن الدین صاحب کو خوش رکھے اور اپنے ظاہری باطنی عطیات سے مالا مال کرے جنہوں نے اس کتاب کی کتابت و طباعت کا کام اپنے ذمہ لیا اور نہایت احسن وجوہ سے بڑے شوق و محبت کے ساتھ اس کام کو انجام تک پہنچایا۔ خاکسار اپنے محسن اور مربی اپنے قبلہ گاہ مرحوم و مغفور کے جانشین حاجی حرمین شریفین زبدۃ الاولیاء خلاصۃ الاصفیاء صاحبزادہ عالی مقام حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ المنان کا نہایت ہی ممنون و مرہون احسان ہے جنہوں نے نہایت مہربانی اور کمال شفقت سے اس کار خیر کو خاکسار کے سپرد فرما کر خاکسار کی عزت افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر ثابت قدم رکھے اور دن دگنی اور رات چوگنی ظاہری باطنی ترقی فرمائے اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل سب احباب کا خاتمہ بالخیر کرے اور ان کے طفیل اس خاکسار روسیاہ کو بھی جس نے اپنی تمام عمر لاطائل اور بیہودہ کاموں میں صرف کر دی ہے اپنے فضل و کرم سے بخشے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم ‏ ‏ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

خاکسار بندۂ مسکین

قاضی عالم الدین

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی فخر خاندانِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مقبول بارگاہِ رب الرحیم حضرت حاجی محمد عبدالکریم صاحب قدس سرہٗ کی شخصیت پر ایک اجمالی نظر

لمؤلف مسکین

پیر ما سرتاج جملہ اولیا ست — ظاہر و باطن پُر از نورِ خداست
گام برگامِ نبی مصطفیٰ است — منبع صدق و صفا وہم سخاست
دل پراز رعب و جلال ذوالجلال — چشم پرنور ازجمالِ لایزال
سربسر درعشقِ احمد فانی است — فیض او فیض مجدد ثانی است
طالباں را چوں توجہ مے دہد — پرتوِ طور از دل و جاں سرزند
دافع شرک خفی ہست و جلی — درمیانِ مجلسش نائد شقی
صحبتش چوں پارس آں وارد اثر — قلب مردہ راکند تابندہ زر
فیض پیرم درجہاں چوں آفتاب — ہر دم و ہر لحظہ رخشاں بے حجاب
سینہ اش گنجینۂ علم لدن — جسملہ گفتارش بہ از درّ عدن
درثنائے حق گذارد روز و شب — جز بحمد ذکر بکشائد نہ لب
ازدمِ اوہوش مے آئد بدم — وازنگاہش ازنظر برتر قدم
خلوتش درانجمن آراستہ — در وطن وارد سفر پیراستہ
یاد کردش رانہ باشد بازگشت — ازوقوفِ قلب چوں دل برگذشت

Marfat.com
Marfat.com

بردل سالک نظر چوں افگند — غرق نور وحدتش یکسر کند
گاہ سوزِ عاشقی جوش آورد — ناز معشوقی گہے جاں پرورد
گاہ محبّ وگاہ محبوب است او — گاہِ طالب گاہ مطلوب است او
ازدل پُر درد چوں آہے زند — ولولہ درقدسیاں مے افگند
صورت و سیرت بدارد چوں نبی — ہر کہ بیند گویدش ہذا ولی
الغرض چوں پیرمن اندر جہاں — کس نکردہ سرّ وحدت راعیاں

اسم وارد بامسمّٰی اے فہیم
ہست محبوب خدا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ خواجگانؒ خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت باواجی صاحب قدس سرہ سجادہ نشین چورہ شریف کے اجل و اعظم اور اول خلیفہ ارجمند و جانشین حق پسند تھے۔ اگر چہ جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت والفت تمام دوستوں کے ساتھ اس قدر تھی کہ ہر ایک یار یہی کہتا تھا کہ جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو محبت و الفت میرے ساتھ ہے وہ کسی اور کے ساتھ نہیں لیکن جو خاص رابطہ قلبی اور محبت و الفت جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جناب حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی وہ کسی اور دوست کے ساتھ نہ تھی اور جو حسن عقیدت اور اخلاص جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا وہ بھی کسی اور یار میں پایا نہ جاتا تھا۔ گویا پیر و مرید ایک دوسرے پر شیدا اور فریفتہ اور عاشق تھے اور اس شعر کے مصداق تھے:۔

من تن شدم تو جاں شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے یاروں کے مجمع میں جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے بیٹے ہیں۔ جس نے ان کے ساتھ بغض و کینہ یا حسد و عداوت رکھی اس نے گویا میرے ساتھ بغض و کینہ و حسد و عداوت رکھی اور جس نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے میرے ہی ہاتھ پر بیعت کی۔ جس نے ان کو دوست

Marfat.com
Marfat.com

رکھا اس نے گویا مجھے دوست رکھا اور جس نے ان کو دشمن جانا اس نے مجھے دشمن جانا۔

حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوم وصال سے پہلے مرض الموت میں اپنے صاحبزادہ مست وار المعروف لالہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خاص طور پر بھیج کر جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا اور آخری دیدار فیض آثار اور ملاقات بابرکات اور مقالات اور وصایا اور نصائح سے سرفراز فرمایا اور کچھ تبرکات بھی مرحمت فرمائے بلکہ بعض حضرات صاحبزادگان صاحبان کو بھی جو اس وقت موجود تھے جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق وصیتیں فرمائیں مگر افسوس کہ صاحبزادگان صاحبان نے جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان وصیتوں کے موافق عمل نہ کیا۔ جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں انتقال سے پہلے عرض کیا کہ اگر حضور فرمائیں تو سید جماعت علی شاہ صاحب اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی کو بھی بلا لیا جائے تو باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کے دیکھنے کو دل بہت چاہتا تھا۔ آپ آ گئے تو سب آ گئے۔

اسی طرح جناب خواجہ دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت ملا صاحب نے بھی ایک دفعہ جبکہ ان کے ہاں عرس شریف کے موقعہ پر حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر مگر مؤثر اور رقت آمیز وعظ فرمایا تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کہ میرے بھائی خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے یہ (حافظ عبدالکریم صاحب) سچا شخص ہے اور ولی و خاص دوست ہے۔ جو کوئی حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے یا میری اولاد میں سے ان کے ساتھ حسد یا عداوت رکھے گا وہ جھوٹا ہے۔

جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات ولایت سے متحقق ہونے اور جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمال استعداد باطنی سے متصف ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صرف قرآن مجید اور چند ایک معمولی فقہ' حدیث' تفسیر کی کتابوں کے سوا زیادہ ظاہری علوم حاصل نہیں کئے تھے مگر اس حدیث کے موافق کہ جس کا علم ظاہری کم ہو مگر عمل زیادہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے ضروری علوم سے کفایت کر دیتا

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ ایسے ایسے علوم و معارف اور اسرار و دقائق کا انکشاف فرماتے تھے کہ بڑے بڑے عالم بھی حیران رہ جاتے تھے اور جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نظر کیمیا اثر میں منظور اور ان کے دل فیض منزل میں مقبول ہونے کا ہی اثر تھا کہ آپ کا معمولی کلام بھی کشش اور جذب سے بھرا ہوتا تھا۔ جس کے سننے سے سامعین پر وجد کی حالت طاری ہوتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے بمقام چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر بحیثیت صدر ذکر کے متعلق مختصر وعظ فرمایا۔ آپ کے سیدھے سادھے الفاظ نے اہل مجلس کے دلوں کو ہلا دیا۔ سب پر اس قسم کی رقت طاری ہوئی کہ ان کو اپنے سروپا کی ہوش نہ رہی اور تمام مجلس اس شعر کا مصداق بن گئی۔ شعر:۔

ازاں افیوں کہ ساقی درمے افگند
حریفاں را نہ سرماند نہ دستار

اسی طرح اور بھی کئی جگہ جب کہیں وعظ کا اتفاق ہوا تو آپ کے سادہ وعظ نے سامعین کے دلوں پر جادو کا اثر کیا اور ان کے دلوں کا نقشہ بدل دیا۔ وعظ کے متعلق آپ کی توجہ موجہ کا یہ بھی اثر تھا کہ اگر آپ نے کسی کم علم دوست کو وعظ کے لئے فرمایا تو اس کے وہ سادہ اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ سننے والوں کے دلوں میں جذب و کشش پیدا کر دیتے تھے۔ آپ کے حلقہ بگوش غلاموں میں سے کئی ایک کم علم دوست اچھے خاصے وعظ بن گئے ہوئے ہیں۔ جب وہ وعظ کرتے ہیں تو بڑے بڑے ذی علم ان کا منہ تکتے رہ جاتے ہیں اور حیران ہو کر کہتے ہیں کہ معلوم نہیں یہ الفاظ کہاں سے نکل رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے روحانی نسبت اور فیض

حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ظاہری اور باطنی نسبت اور فیض کے علاوہ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ساتھ اویسی اور روحانی نسبت بھی غالب تھی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے آپ کے باطن پر متواتر فیوض و برکات و واردات فائض و وارد ہوتے رہتے تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے محبت اور کمالات میں اس قدر مستغرق تھے کہ سراپا کمالات مجددیہ اور اخلاق محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم

Marfat.com
Marfat.com

بن گئے ہوئے تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع کے باعث جناب سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں ایسے دلدادہ اور فریفتہ تھے کہ کشفی نظر میں ایک ہی وجود دکھائی دیتے تھے۔ فرق صرف تابع اور متبوع کا تھا۔ اسی محبت کا اثر تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحالت خواب و مراقبہ اکثر دفعہ آپ اپنے دیدار فیض آثار اور کمال شفقت اور مہربانی سے سرفراز و ممتاز فرماتے رہے تھے۔ ایک دفعہ ایک واقعہ میں جب کہ بہت سے اصحاب کرام اور اولیاء عظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے تو کسی نے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا کہ حضور عالی یہ کون شخص ہیں جن کی نسبت حضور اس قدر مہربانی و شفقت فرما رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ہیں میرے دیوانے حافظ راولپنڈی کے رہنے والے۔

حسنِ سیرت وصورت

حسن سیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن صورت بھی عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ جس نے دیکھ لیا فریفتہ ہو گیا اور دوستوں کے متعلق تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی محبت و عشق الٰہی کی آگ کا شعلہ دل میں ایسا بھڑک اٹھتا تھا کہ ماسوی اللہ کو جلا کر خاک کر دیتا تھا۔ آپ کا وجود مبارک صفات جلال و جمال کا جامع اور مظہر تھا۔ چہرہ رُعب جلال سے پُر اور آنکھیں نور جمال سے تاباں تھیں۔ جب کسی طالب پر نظر پڑتی تھی اس کا حال متغیر ہو جاتا تھا اور بے خودی اور جذب و محویت کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے۔ آپ کا خلقِ عظیم اور محبت یاروں کے ساتھ اس قدر تھی کہ ہر یار یہی سمجھتا تھا کہ جو محبت میرے ساتھ ہے وہ کسی دوسرے یار سے نہیں ہے۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایت

حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس علیہ میں اگرچہ کئی عالم، حافظ، قاری خوش الحان حاضر رہتے تھے اور بعض کے دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوتی تھی کہ امام ہو کر جماعت کرائیں مگر آپ کی موجودگی میں جب کبھی جماعت کا موقعہ آتا تھا تو جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب نماز پڑھا دو یا جماعت کرا دو۔

Marfat.com
Marfat.com

جناب باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک یہی حال رہا کہ آپ کی موجودگی میں کسی اور کو جماعت کے وقت امامت کے لئے ارشاد نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کو جرأت ہوتی تھی کہ پیش امام ہو کر جماعت کرائے۔ اسی طرح کھانا تناول فرمانے کے وقت جب تک جناب باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے ساتھ نہ بٹھا لیتے تھے کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ اکثر ایسا بھی اتفاق ہو جاتا تھا کہ کھانا تیار ہے۔ میزبان بلانے کے لئے حاضر ہے مگر جناب باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب کو آ لینے دو پھر کھائیں گے۔ گھنٹہ گھنٹہ اسی انتظار میں گزر جاتا تھا۔ جب آپ حاضر ہو جاتے تو پھر ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے تھے۔

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہمعصروں میں مقام

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر مجذوبوں میں سے جموں میں سائیں جیون شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور گجرات میں سائیں کرم الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجذوب تھے۔ ان دونوں بزرگواروں کا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بہت اچھا اعتقاد تھا۔ اکثر دوستوں کو جو ان کی خدمت میں حاضر ہوتے حضرت صاحب کی خدمت مبارک میں بھیج دیتے چنانچہ کئی دوست ان ہر دو صاحبان کی رہنمائی سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں داخل ہوئے۔ مقام شرقپور ضلع شیخوپورہ میں مولوی شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی خاندان کے چشم و چراغ اور نہایت برگزیدہ بزرگ تھے۔ ان کا بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اس قدر اعتقاد تھا کہ اکثر دوستوں کے آگے بیان فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مبارک اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان دوستوں کو جو راولپنڈی میں ملازم تھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم نے اپنے ایک دوست مسمی شیر محمد کو راولپنڈی کسی محکمہ میں ملازم تھا فرمایا تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوتے رہا کرو مگر اس نے کسی وجہ سے سستی کی۔ جب کسی موقعہ پر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسا معلوم

Marfat.com
Marfat.com

ہوتا ہے کہ تم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے۔ اگر حاضر ہوتے رہتے تو تم پر کوئی رنگ چڑھا ہوتا۔ جاؤ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس کے بعد وہ دوست جب تک راولپنڈی میں رہا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے متمتع اور بہرہ مند ہوتا رہا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ راولپنڈی جو چشتی خاندان کے نہایت اعلیٰ اور مقبول بزرگوار ہیں ان کا بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں نہایت خلوص اور حسن عقیدت تھا۔ جب کبھی راولپنڈی میں تشریف لاتے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے ضرور تشریف لاتے اور اپنے دوستوں کو بھی حاضر خدمت ہونے کی تاکید فرماتے۔

ملانا مولوی احمد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن میرا شریف ضلع اٹک چشتی خاندان کے نہایت برگزیدہ اور خدا رسیدہ مرد تھے۔ بڑے اخلاص اور محبت کے ساتھ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عیدگاہ حاضر ہو کر بڑے ادب و تعظیم کے ساتھ بیٹھے رہا کرتے تھے اور حد سے بڑھ کر معتقد تھے۔

سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوران سفر میں سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نقشبندی مجددی خاندان کے ایک نہایت اعلیٰ اور برگزیدہ صاحب حال و استغراق بزرگ تھے۔ سائیں صاحب کے ایک معتقد مسمی اللہ دیا نے جو اس وقت مجلس میں حاضر تھا بیان کیا کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مجلس کو ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ باکمال آ رہے ہیں (حالانکہ ابھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس پہنچے بھی نہ تھے) جب وہ تشریف لائیں سب ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ دوستوں نے عرض کیا کہ حضرت جی وہ کون ایسے بزرگ ہیں جن کی تعظیم کے لئے اس قدر تاکید فرما رہے ہیں؟ فرمایا کہ چورہ شریف کے ایک کامل ولی کا ایک خلیفہ کامل آ رہا ہے۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں پہنچے۔ سلام و تعظیم کے بعد سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (بلے بلے کیا نور دا دریا ٹھاٹھاں ماریا ہے) یعنی نور کا دریا رموجیں مار رہا ہے۔ سبحان اللہ۔ ولی را ولی مے شناسد۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولوی فقیر اللہ صاحب بکوٹ والے جو سلسلہ قادریہ کے مشہور و معروف صاحب کشف و کرامات بزرگ ہو گزرے ہیں جب کبھی راولپنڈی شریف تشریف لاتے تو سب سے اول نہایت ادب و تعظیم اور بڑی عقیدت و ارادت کے ساتھ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے۔ اسی طرح حافظ صاحب سموگڑھی ضلع اٹک والے جو حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص منظور نظر خلفاء میں سے تھے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے دوست تھے۔ جب کبھی بھی اس طرف تشریف لاتے تو ہمیشہ آپ ہی کے پاس قیام فرماتے اور آپ کے فیضان صحبت سے محظوظ و متلذذ ہوتے اور آپ کی انتہائی تعظیم و تکریم فرماتے۔ اکثر یہ بھی کہتے تھے کہ باوجود صحبت خلق کے خلوت مع اللہ کی نعمت جس قدر جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل و میسر ہے فی زمانہ اس قدر اور کسی بزرگ میں نظر نہیں آتی۔

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کے ساتھ رابطہ اتحاد و مؤدت قلبی

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ طفولیت کا ذکر ہے کہ مسماۃ حیات بی بی جو ایک نہایت عابدہ و زاہدہ صالحہ اور شب بیدار بی بی تھیں اور محلہ شاہ چراغ صاحب میں رہتی تھیں ان کے عالم رویا کا واقعہ ہے کہ جناب غوث اعظم پیران پیر دستگیر عالی جناب شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دیگر بہت سے اولیاء کرام کی معیت میں تشریف لائے ہیں اور سب کے ہاتھوں میں سبز رنگ کے جھنڈے ہیں۔ شاہ چراغ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار کے پاس آ کر قیام فرمایا اور مجلس منعقد کی گئی۔ مسماۃ مذکورہ نے پوچھا کہ آج کیسے تشریف آوری ہوئی ہے تو ارشاد فرمایا کہ آج حافظ محمد عبدالکریم صاحب کو اپنا خلیفہ مقرر کرنے آیا ہوں اور بعد اس کے حسب دستور سب میں اس تقرر کا اعلان اور خوشی کا اظہار ضروری تھا۔ لہٰذا یہ مجلس اس جگہ قائم کی گئی اس کے بعد ایک سبز جھنڈا جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان شریف پر ثبت و قائم کر کے سب حضرات تشریف لے گئے۔

85201

Marfat.com
Marfat.com

میرٹھ کے ایک مشہور و معروف مجذوب فقیر جو اس وقت بھی زندہ موجود ہیں اصلی نام تو ان کا معلوم نہیں گھوڑے شاہ صاحب کے نام سے بہت مشہور ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں براہِ راست میرٹھ سے جناب قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان شریف پر پہنچے۔ اس وقت جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈیوڑھی میں رونق افروز تھے۔ راولپنڈی شریف کے رئیس اعظم و ذیلدار چودھری گلسراج صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی فضل احمد صاحب و حاجی محمد زمان خادم دربار عالیہ جناب قبلہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ اور علاوہ ان کے پانچ چھ آدمی اور بھی موجود تھے جونہی گھوڑے شاہ صاحب دروازہ کی دہلیز پر پہنچے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آئیے گھوڑے شاہ صاحب تشریف لائیے۔ وہ حضرت گھوڑے شاہ صاحب آئے اور دیوانہ وار آپ کی قدمبوسی کر کے فدا و شیدا ہو رہے تھے۔ پیشتر آپس میں کوئی شناسائی نہ تھی۔ گھوڑے شاہ صاحب کہنے لگے جناب میرا نام آپ کو کس نے بتایا؟ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو آپ کو یہاں لایا۔ گھوڑے شاہ صاحب سے حاجی محمد زمان صاحب دریافت کرنے لگا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے اور کیا غرض و غایت ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ مدت مدید سے بارگاہِ الٰہی میں دعا و التجا کرتا رہا کہ مجھے اس زمانہ کے قطب کی زیارت نصیب ہو۔ آخر کار میری دعا خداوند کریم و رحیم نے منظور فرمالی اور مجھے...... جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عالم مثال میں زیارت بھی کرائی گئی اور تمام پتہ نشان بھی بتایا گیا اور امر ہوا کہ راولپنڈی شریف جا کر زیارت کرلو۔ سو میں تو امراً حاضر ہوا ہوں۔ گھوڑے شاہ صاحب نے اس تھوڑے سے قیام میں جو باتیں کہیں ان کا بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ مکاشفہ صحیح اور یک بیک جو اس شخص کا دیکھا گیا ہے بہت کم فقرا میں دیکھا گیا ہے۔ یہ واقعہ ہوتے وقت جتنے حضرات وہاں موجود تھے بفضل خداوند کریم تا حال تمام زندہ موجود ہیں۔

مزار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اولیاء اللہ و بزرگان دین کے مزارات پر حاضری سے بھی دلچسپی تھی اور مزارات کی خدمت و حاضری کو حصول سعادت و ترقی درجات

Marfat.com
Marfat.com

اور بلندی کمالات و حالات کا ذریعہ جانتے اور سمجھتے تھے۔ لاہور میں جب کبھی رونق افروز ہوتے مزار پاک عالی جناب حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ضرور حاضر ہو کر فیوضات عالیہ اور کمالات حالیہ سے فائز المرام ہوتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمعہ چند احباب کے بروز جمعرات بوقت تہجد حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر تشریف لے گئے۔ بڑی مخلوق جمع تھی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک طرف گوشہ میں مراقب بیٹھ گئے۔ دعا و فاتحہ کے بعد آپ نے حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آج ہماری مہمانی کھا کر پھر جانا۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوستوں کو جو آپ کے ساتھ تھے فرمایا کہ آج داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مہمانی فرمائی ہے۔ دیکھئے کیا کھلاتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ ایک مجاور صاحب آئے اور ہر ایک دوست کے آگے پرچ میں خطائیاں رکھتے گئے۔ دوسرا شخص آیا اور چاء کے پیالے بھر کر دیتا گیا۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے عجب دربار گوہر بار ہے ظاہری و باطنی فیوض و برکات کا دریا چل رہا ہے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے اپنے مہمانوں کی ظاہری تواضع اور خاطر مدارات فرماتے ہیں اس سے کئی گنا زیادہ باطنی دولت سے نوازتے اور ممتاز فرماتے ہیں۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرت سلطان العارفین

جناب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی نوازشات

اَخیر اکتوبر ۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بموقعہ عرس شریف حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے جس کے متعلق دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا کہ فقیر اپنی خواہش وارادہ سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ حضرت خواجہ

Marfat.com
Marfat.com

صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے دعوت دیا گیا ہوں اور خالق کی طرف سے بھی یہاں حاضری کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ اس سفر مبارک میں راقم الحروف بندہ عالم الدین اور مولوی فضل احمد صاحب و حاجی محمد زمان صاحب خادم دربار عالیہ راولپنڈی شریف بھی ہمراہ تھے۔ جب اجمیر شریف کے ریلوے سٹیشن پر پہنچے اور گاڑی سے اترے تو بغیر کسی قسم کی اطلاع دینے کے وہاں کی درگاہ عالیہ کے گدی نشین صاحب کی طرف سے ایک شاہانہ تشریف آوری کا اہتمام و انتظام دیکھ کر ہم حیران تھے کہ ان حضرات کو تو ہم نے آنے کی اطلاع بھی نہیں دی ہوئی اور نہ پہلے کچھ واقفیت و آشنائی ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا اور خالق نے یہاں آنے کے متعلق فرمایا بلانے اور بھیجنے والے جانتے ہیں پھر ہمیں اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی۔ وہاں پہنچ کر چند یوم قیام کیا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار پُرانوار پر تشریف لے جاتے اور وہاں متوجہ روح پُرفتوح ہو کر برکات وافاضات بے غایات سے مشرف و معزز فرمائے جاتے۔ ان ایام میں بے شمار نوازشات خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئیں۔ وہاں کے سجادہ نشین صاحب بھی بڑی تواضع اور بے حد تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور جناب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دستار فضیلت و شرافت بندھائی گئی بلکہ آپ کے طفیل آپ کے ہر سہ خادمان کو جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے انہیں بھی علیحدہ علیحدہ دستار ہائے فضیلت عطا کی گئیں۔

مولانا مولوی محمد شریف صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ رونق افروز تھے۔ ایک دن بعد نماز عصر حسب معمول آپ مزارات پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت امام علی الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر حاضر ہو کر آپ شہر کی قدیمی عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں شاہ مونگا ولی صاحب کا مزار ہے۔ جب آپ قبر کے نزدیک پہنچے تو آپ نے السلام علیک کہی۔ قبر کو معاً جنبش ہوئی۔ آپ نے دونوں ہاتھ قبر پر رکھے اور دیر تک قبر

Marfat.com
Marfat.com

پراسی طرح جھکے رہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب وخاکسار و دیگر دوست بھی ہمراہ تھے۔ سب نے دیکھا کہ قبر اچھی طرح ہل رہی ہے۔ سب اس واقعہ سے حیران تھے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو دوستوں نے اس واقعہ کی نسبت دریافت کیا کہ مزار پر حاضری کے وقت ہم نے قبر کو ہلتے دیکھا ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس وقت فقیر نے وہاں پہنچ کر السلام علیک کہا تو اس وقت عجب کیفیت طاری تھی۔ صاحب قبر نے ازراہِ ادب لیٹا رہنا مناسب نہ سمجھا اور تعظیم کے لئے کھڑا ہونا چاہا۔ میں نے قبر پر فوراً ہاتھ رکھ دیئے اور ان کو اسی طرح لیٹا رہنے دیا۔ بڑی دیر تک آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے دوست مرا نہیں کرتے۔ اس بیان سے دوستوں پر عجیب حالت طاری ہوگئی۔ اس واقعہ کو کئی سال گزر گئے۔ جب جناب صاحبزادہ صاحب سلمہ ربہ' اسلامی ممالک کی سیر کر کے واپس تشریف لائے اور آپ نے دمشق شہر کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد ایوب صالح المعروف بابا گردی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا تذکرہ کیا کہ آں صاحب کا جسد مبارک روئی سے ڈھکا ہوا ہے' منہ' دانت' بال پر پوست اسی طرح قائم ہیں صرف پاؤں ننگا ہے باقی حصہ پر روئی ڈال رکھی ہے تو آپ نے تمام واقعہ جو نیچے درج کیا جاتا ہے سن کر مندرجہ بالا واقعہ اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا کہ اگر فقیر قبر پر ہاتھ نہ رکھتا تو شاہ صاحب قبر سے باہر آجاتے۔ حاجی محمد علی صاحب نے جو جناب صاحبزادہ سلمہ ربہ' کے ہمسفر تھے اپنے سفرنامہ یعنی گلدستہ ریاض اسلام کے صفحہ ۷۹ پر بابا گردی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کو اس طرح درج کیا ہے۔

ترکوں کی حکومت میں ایک حاکم بابا کردی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ زائرین کو کثرت سے آتے جاتے دیکھ کر کہنے لگا کہ ان بزرگوں کی کونسی ایسی کرامت ہے جو لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ اس طرح اور بہت سے بے ادبی کے کلمات کہے۔ یکایک قبر شق ہوگئی اور شیخ صاحب قبر سے باہر آگئے۔ ترک حاکم کو یہ دیکھ کر غش آگیا۔ تین دن رات اس حالت میں پڑا رہا۔ آخر بہت خیرات کرنے کے بعد جب ہوش آیا تو حاکم نے اپنے فعل پر نادم ہو کر توبہ کی اور ارادہ کیا کہ آپ کو پھر اسی زمین میں دفن کر دیا جائے اور وہاں شاندار مزار بنایا جائے۔ رات کو شیخ صاحب نے خواب میں فرمایا

Marfat.com
Marfat.com

خبردار اولیاء اللہ کی نسبت پھر ایسے کلمات اپنی زبان سے نہ نکالنا۔ میرا وعدہ تو قیامت کے دن قبر سے باہر آنے کا تھا لیکن چونکہ تمہاری اس حرکت سے پیشتر ہی باہر آنا پڑا ہے اب یہاں ہی میرا بدن رُوئی سے ڈھانپ دو۔ دایاں پاؤں ننگا رہنے دو تا کہ لوگ زیارت کر سکیں اور اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔ آٹھ صدیاں گزر چکی ہیں مگر بال پوست وغیرہ اسی طرح قائم ہیں۔ آپ کا مزار جبل قاسیون کے دامن میں واقع ہے۔

مدینہ منورہ کے حضرت شیخ محمد مدنی المغربی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وعقیدت

حضرت شیخ محمد مدنی المغربی رحمۃ اللہ علیہ جو طرابلس الغرب کے باشندے تھے اور بعمر نو سال آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور تادم واپسیں وہیں مقیم رہے۔ بڑے بزرگ اور زمانہ کے ابدال تھے۔ ۱۹۳۴ء میں ان کا انتقال و وصال ہوا۔ جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ جبکہ ۱۹۳۲ء میں بارادہ حج بیت اللہ تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ مغربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے۔ واللہ اعلم جناب قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے شناسائی تھی یا نہیں جب مدینہ منورہ پہنچ کر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے متعلق دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ واقعی بہت بڑے بزرگ ہیں مگر ان کی ملاقات وزیارت بہت مشکل ہے کیونکہ وہ اکثر دروازہ بند رکھتے ہیں۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد جناب صاحبزادہ صاحب نے حاجی محمد علی صاحب کو کہا کہ شیخ مغربی صاحب ایک بزرگ یہاں رہتے ہیں وہاں ضرور چلنا چاہئے۔ شیخ مغربی صاحب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رباط میں رہتے تھے۔ جب جناب صاحبزادہ صاحب وحاجی محمد علی صاحب رباط کے اندر داخل ہوئے تو ایک بزرگ سفید ریش صحن میں کھڑے تھے جو کہ حضرت شیخ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے بواب (دربان) تھے اور ان کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی اور حاجی محمد علی صاحب کو انہوں نے دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا آپ ہی حضرت شیخ مدنی کی ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں؟ جناب قبلہ صاحب زادہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں۔ بواب صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور وہاں سے ہی کھڑے ہوئے آواز دی۔ یا شیخ آپ کے مہمان آگئے ہیں۔ یہ آواز دے کر قبلہ صاحبزادہ صاحب

Marfat.com
Marfat.com

مدظلہ العالی کو حجرہ کا پتہ وراستہ بتایا۔ جب مہمان حجرہ کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت شیخ مغربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود دروازہ پر تشریف لا کر پردہ اٹھا رہے تھے اور نہایت خوشی و انبساط سے مرحبا مرحبا اھلاً وسھلاً فرما رہے تھے۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی اور حاجی محمد علی صاحب نے معانقہ و مصافحہ اور دست بوسی کی۔ شیخ صاحب موصوف بھی بڑی شفقت اور خلوص سے پیش آئے اور جناب صاحبزادہ مدظلہ العالی کو خاص اپنی مسند مبارک پر بٹھایا اور پھر جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مبارک کے متعلق دریافت فرمایا۔ ان کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت دیرینہ واقفیت ہے اور خاص ارادت وعقیدت ومحبت والفت ہے۔ بہت دیر تک جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور فرمانے لگے کہ جناب حضرت حافظ صاحب پر حق تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص منظور نظر ہیں۔ ان کا وجود مخلوق کے لئے نعمت غیر مترقبہ اور رحمت الٰہی ہے۔ جب وہاں سے رخصت کا وقت آیا تو شیخ مغربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مؤثر دعا مانگی اور جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں السلام علیکم کا پیغام اور کچھ دیگر تحائف اور ہدیے بھی بھیجے۔ جب جناب صاحبزادہ مدظلہ و حاجی محمد علی صاحبان حضرت شیخ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو مولوی ضیاء الدین صاحب و حاجی مولوی سرور دین صاحب مہاجرین مدینہ منورہ کو زیارت و ملاقات کا علم ہوا۔ وہ حیران تھے کہ ہم عرصہ تین سال سے برابر کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح حضرت شیخ مغربی کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہو مگر جب گئے دروازہ بند پایا اور عرض کرنے پر بھی کامیاب نہ ہوئے۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ اور حاجی محمد علی بمعہ دیگر صاحبان حج سے واپس تشریف لائے تو پہلی ملاقات میں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لاؤ بھائی ہمارا وہ تحفہ جو شیخ مغربی صاحب نے بھیجا ہے۔ حاجی صاحبان حیران تھے کہ ہم نے تو خط میں بھی اطلاع تک نہیں دی تھی مگر جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کو پہلے ہی سے تمام واقعہ کا علم ہے۔ جب شیخ مغربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبرک آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت خوش ہوئے اور

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا شیخ محمد مدنی صاحب اس زمانہ کے ابدال ہیں۔ جب دریافت کیا گیا کہ جناب کیا ان سے پہلے بھی کبھی ملاقات ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا یہ معاملات اور واقعات عوام الناس کی سمجھ وادراک سے بلند و بالاتر ہوتے ہیں۔ ظاہر ملاقات تو نہیں ہوئی مگر وہ مجھے جانتے ہیں اور میں ان کو جانتا ہوں۔ الغرض ولی راولی مے شناسد والا معاملہ ہے۔

منشی فضل احمد صاحب آرمی کنٹریکٹر (ٹھیکیدار) جو راولپنڈی ہی کے رہنے والے ہیں نصیر آباد چھاؤنی میں مقیم تھے۔ کسی کام کے لئے اجمیر شریف گئے۔ وہاں سے واپس نصیر آباد جارہے تھے کہ اثناء سفر میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو مجذوب تھے۔ فقرا و اہل اللہ کے متعلق گفتگو تھی۔ منشی فضل احمد صاحب کہنے لگے کہ ہاں صاحب ایسے لوگ پہلے زمانہ میں گزر گئے۔ آج کل ایسے خدا رسیدہ بزرگ کہاں ہیں۔ وہ مجذوب صاحب فرمانے لگے کہ نہیں صاحب اس زمانہ میں بھی بڑے بڑے کامل ولی اللہ موجود ہیں مگر ہم تم آنکھوں کے اندھوں کو نظر نہیں آتے۔ یہ ضروری بات ہے کہ اللہ کا بندہ بننا ہو تو پہلے کسی اللہ کے بندہ کا بندہ و غلام بنے۔ منشی فضل احمد صاحب نے کہا تو فرمائیے جناب اس وقت اگر کوئی ولی کامل موجود ہے۔ انشاء اللہ ان کی غلامی اختیار کرنے میں دریغ نہ ہوگا۔ وہ صاحب فرمانے لگے کہ راولپنڈی میں جناب حضرت حافظ جی صاحب بہت بڑے درجہ کے ولی اللہ ہیں بلکہ فی زمانہ ولیوں کے سردار ہیں۔ منشی فضل احمد صاحب چونکہ راولپنڈی شریف ہی کے رہنے والے تھے جب نصیر آباد سے راولپنڈی شریف پہنچے تو جس دن گھر میں آئے اس سے دوسرے دن بمعہ اہل وعیال جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہو گئے۔ منشی صاحب کے اس طرح عقیدت ومحبت اور ذوق وشوق سے بمعہ اہل وعیال داخل طریقت ہونے سے راولپنڈی شریف کے مقامی دوست حیران تھے۔ منشی فضل احمد صاحب سے وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا اور اپنی گزشتہ عمر پر حسرت و افسوس ظاہر کیا کہ ہم جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کے پاس رہ کر آپ کے کمال سے لاعلم اور آپ کے فیوض و برکات سے محروم رہے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے متعلق جس قدر لکھا جائے کم ہے اور یہ بیان کبھی ختم ہونے میں نہیں آسکتا۔ آپ کی تمام عمر اس حرص اور خواہش میں بسر ہوئی کہ مخلوق خدا صراط مستقیم پر ثابت قدم ہو

Marfat.com
Marfat.com

جائے اور شریعت مقدسہ کی پابندی اور خدایادی میں بیداری کے امور ترویج پائیں۔ مدت العمر آپ کی اسی سعی وکوشش میں گزری بلکہ محض لوجہ اللہ دور و دراز ممالک کے سفر کئے۔ بر و بحر میں پھرے اور اپنی ان تھک کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے طریقت کے باغ کو سرسبز و شاداب فرمایا اور پروان چڑھایا جس کے بیان کرنے کی چنداں ضروری نہیں۔ بمصداق ع

حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلآرام را

کیونکہ ہر کہ دمہ پر روز روشن کی طرح آپ کا کمال ظاہر ہے۔ جب آفتاب نکلتا ہے تو تمام جہان دیکھتا ہے۔ اس امر کی ضرورت نہیں رہتی کہ آفتاب نکلنے کے دلائل بیان کئے جائیں یا اشتہار دیا جائے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ہاں یہ مسلمہ و متفقہ فیصلہ ہے کہ قدرت خداوندی اپنے ایسے برگزیدہ بندگان کے متعلق زمین و آسمان میں منادی کرا دیتی ہے جب کوئی شخص جملہ فرائض خداوندی کا پابند بن کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے اور اپنے خالق کے ساتھ ایسا مشغول ہو جاتا ہے کہ اس کا قلب جلال خداوندی کے نور میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ جب اس پر نگاہ جائے تو اللہ یاد آئے۔ پس یہی کمال کی نشانی ہے۔ جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اس سے محبت کرتے ہیں اور روئے زمین پر اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہی اس کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہی درجۂ محبوبیت ومقبولیت حاصل تھا اور آپ کی بزرگی وعظمت اور کمال اس قدر بڑھے ہوئے تھے جو حد بیان سے باہر ہیں۔ ایسی حالت میں کون ہے جو کماحقہ آپ کی شان اور مرتبہ کو جان و پہچان سکتا ہے اور بیان کر سکتا ہے۔ جب ہمارے محدود فہم و ادراک آپ کے مرتبہ کو جاننے سے قاصر ہیں تو پھر بیان کرنا تو اور زیادہ مشکل ہے۔ المختصر یہ کہ حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیوم وقت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین تھے۔ معتقدین ومحبین کے بار بار اصرار وتکرار کی وجہ سے اور طالبینِ حق کی ذوق انگیزی اور حصول برکت کی غرض سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات لکھنے کی جرأت کرتا ہوں ورنہ اپنا تو عقیدہ یہ ہے جو دوستوں کی آگاہی کے لئے ظاہر کئے دیتا ہوں کہ اولیاء

Marfat.com
Marfat.com

اللہ مرا نہیں کرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف چلے جاتے ہیں اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔ جو مبارک نفوس فنافی اللہ اور بقاباللہ کہ درجہ پر فائز ہو گئے ہیں اور جنہوں نے اپنی حیات کو مٹا کر عروج کامل حاصل کرلیا ہے ان کا مقصد اس دنیا میں آنے سے صرف یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین شاہ مدنی ﷺ کی شریعتِ مطہرہ کے احکام کو زندہ رکھیں اور یہی حضرات حقیقت میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کے نائب اور وارث ہیں اور اسی لئے یہ حضرات ظاہری موت کے درجہ سے گزر کر حیات ابدیہ کے مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرات صوفیائے کرام کے نزدیک ان کی موت عین حیات ہے۔ موت حقیقت میں سانس کے آنے جانے کی گرفتاری سے آزادی کا نام ہے۔ خدا رسیدہ بزرگ اور اولیاء اللہ کبھی فنا نہیں ہوتے بلکہ دنیا سے جانے کے بعد خداوند کریم کے فضل و کرم سے جو قوت ان کو عطا فرمائی جاتی ہے وہ اس دنیائے دوں میں رہنے کی حالت میں حاصل نہیں ہوتی۔ ولی کامل و مکمل کی روح جب اس جسم عنصری کی چار دیواری سے علیحدہ ہوتی ہے تو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسے شمشیر میان سے علیحدہ ہوتی ہے۔ شمشیر میان سے نکلنے کے بعد ہی اپنے جوہر دکھاتی ہے اسی طرح اولیائے عظام و بزرگانِ کرام جب اس عالم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ان کے تصرفات اور اثرات اس عالم میں زیادہ ہو جاتے ہیں اور ان کے جاننے والے ان سے سچی محبت وعقیدت رکھنے والے ان کے فیوض و برکات سے بہت زیادہ متمتع و منتفع ہوتے ہیں۔ کسی خدا رسیدہ بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

فیض می بخشند فیاضان بعد از موت خود
سنگ بعد از سوختن سازد بے ایواں سفید

اسی وجہ سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کے انتقال و وصال کے بعد بہ نسبت ان کی ظاہری زندگی کے زیادہ کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

(بندہ خاکسار عالم الدین عفا اللہ عنہ)

Marfat.com
Marfat.com

باب اوّل

ابتدائی حالات

شجرہ نسب

زبدۃالاولیاء سیّدی ومرشدی جناب حضرت حافظ حاجی محمد عبدالکریم صاحب قدس سرہ ذات کے مغل تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد شہر غزنی علاقہ کابل کے رہنے والے تھے اور ان کے جداعلیٰ کا نام شریف غلام مصطفیٰ خان صاحب تھا جن کا سلسلہ نسب شاہ بابر سے جاملتا ہے جو کابل اور دہلی کے درمیان اونٹوں اور دیگر اشیاء کی تجارت کیا کرتے تھے۔ غلام مصطفیٰ خاں صاحب کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک کا نام حسین خاں اور دوسرے کا نام الہہ داد خاں تھا۔ جب غلام مصطفیٰ خاں صاحب کا انتقال ہوگیا تو باپ کے فوت ہوجانے کے بعد دونوں بیٹوں نے بدستور تجارت کا کام سنبھالا اور دونوں بھائی اکٹھے تجارت کے کام میں مشغول ومصروف ہوئے۔ پنجاب میں ان کی سکونت اختیار کرنے کا باعث اس طرح بتلاتے ہیں کہ ان دنوں میں جناب شاہ بری لطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مبارک قصبہ نور پور شاہاں میں ہے جو راولپنڈی سے بارہ میل کے فاصلہ پر شمال کی طرف دامن کوہ میں واقع ہے۔ بہت مشہور ومعروف ولی تھے۔ دور دور تک ان کا شہرہ پہنچا ہوا تھا۔ اس علاقہ میں آپ جیسا کوئی صوفی کامل سالک متشرع اور کوئی نہ تھا۔ جوق در جوق لوگ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مستفیض ومستفید ہوتے۔ جناب شاہ صاحب مذکورہ کی ولایت کا شہرہ جب ان دونوں بھائیوں کے کانوں میں پہنچا تو جناب حسین خاں صاحب

Marfat.com
Marfat.com

کے دل میں غائبانہ عشق ومحبت کی آگ بھڑک اٹھی۔ انہوں نے جناب شاہ صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اپنے دوسرے بھائی الہہ داد خاں صاحب کو فرمایا کہ جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ الہہ داد خاں صاحب نے اپنے بھائی کی جدائی گوارا نہ کی۔ غرض دونوں بھائی شوق اور محبت کے ساتھ جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں پہنچے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر جب حسین خاں صاحب پر پڑی تو ان کا حال متغیر ہوگیا۔ دنیا کی محبت دل سے نکل گئی، کاروبار بھول گئے، مستی اور جذب کے آثار ظاہر ہو گئے۔ غرض یہاں تک نوبت پہنچی اور اس قدر متاثر ہوئے کہ دوسو اونٹ بمعہ اسباب تجارت سب کے سب خدا کی راہ میں صدقہ کر دیئے اور شاہ صاحب کی غلامی اختیار کرلی۔ شاہ صاحب نے آپ کا نام شاہ حسین سائیں رکھا۔ شاہ صاحب کے وصال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک شاہ صاحب کے مزار مبارک کے مغرب کی طرف ہے۔ جب زائرین زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو پہلے آپ ہی کی زیارت کرتے ہیں پھر شاہ صاحب کی زیارت تک پہنچتے ہیں۔ شاہ صاحب کے بعد آپ بھی اپنی زندگی میں مرجع خلائق تھے اور نہایت ہی زاہد اور باکمال تھے۔ الہہ داد خاں صاحب نے جب اپنے بھائی کا یہ حال دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے اصلی وطن کو خیر باد کہا اور پنجاب کی سکونت اختیار کی۔ یعنی حسین خاں صاحب تو شاہ صاحب کے مرید ہو گئے اور وہیں رہے۔ انہوں نے شادی نہ کی۔ تجرید اور تفرید میں تمام عمر بسر کر دی۔ الہہ داد خاں صاحب نے بھی اپنے بھائی کے پاس نور پور شاہاں میں اقامت اختیار کرلی اور دو پشت تک وہیں متوطن رہے۔ چنانچہ الہہ داد خاں صاحب کے صاحبزادہ اللہ رکھا خاں صاحب کی شادی شاہ صاحب نے محمد دین صاحب کی لڑکی کے ساتھ کر دی۔ محمد دین صاحب شاہ صاحب کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ اللہ رکھا خاں صاحب نے انقلاب روزگار کے باعث بمقام راولپنڈی بود و باش اختیار کرلی۔ جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ شجرہ نسب اس طرح پر ہے:

Marfat.com
Marfat.com

بابر بادشاہ

کامران

سلطان ابو القاسم

عبدالصمد

محمد زمان

خوشحال خاں

عبدالغنی

مرزا فتح الدین

غلام مصطفیٰ بخت

الٰہ داد خاں صاحب — حسین خاں المعروف شاہ حسین سائیں صاحب

اللہ رکھا خاں صاحب (بن الٰہ داد خاں صاحب)

شاہ درگاہی صاحب

نذر محمد صاحب — میاں پیر بخش صاحب

حافظ محمد عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بن نذر محمد صاحب)

جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جناب درگاہی صاحب بھی اپنے وقت میں صوفی و باکمال شخص تھے۔ تصوف اور درویشی میں نہایت اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ نہایت بابرکت شخص تھے۔ ان کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی۔ اب تک قصبہ نور پور شاہاں میں کاغذات مال

Marfat.com
Marfat.com

میں شاہ درگاہی صاحب کے نام اراضی درج ہے۔

جناب حضرت حافظ صاحب کے والد ماجد نذر محمد صاحب بھی نہایت مُتَدَیِّن پابند شریعت، نیک سیرت، جمیل وشکیل، درویش صورت، بردبار، حلیم اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ہر ماہ میں ایک بار شاہ چراغ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے اور کھانا پکا کر خدا کی راہ میں لوگوں میں تقسیم کیا کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ حسب معمول فقرا کو کھانا کھلا رہے تھے کہ ایک بزرگ جنہوں نے کثیف کپڑے پہن رکھے تھے دعوت میں شامل ہوئے۔ نذر محمد صاحب نہایت تعظیم سے پیش آئے اور ہر طرح خاطر مدارات کی۔ کھانا کھاتے کھاتے انہوں نے نذر محمد صاحب کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور ایک لقمہ دیا کہ لو کھالو۔ آپ نے لقمہ تو لے لیا اور بجائے منہ میں ڈالنے کے گریبان کے اندر نظر بچا کر ڈال دیا کیونکہ ان بزرگ نیک سیرت صاحب کے کپڑے نہایت گندے تھے اور جسم اور بالوں میں گرد اٹکا ہوا تھا۔ آپ نے کراہت کی اور لقمہ نہ کھایا۔ آپ نے فرمایا سخی مرد تو نے میری عطا کو قبول نہ کیا اچھا جا۔ اگر تجھے نہیں تو تیری اولاد کو ضرور حصہ ملے گا۔ آپ کے فرمان کو اللہ تعالیٰ نے سچ کر دکھایا۔ قبلہ عالم حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند کو خدا نے وہ شان دی کہ اظہر من الشمس ہے۔

ولادت باسعادت

جناب حضرت حافظ صاحب قدس سرہ کی ولادت باسعادت بوقت صبح بروز سہ شنبہ بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۸۴۸ء مطابق رجب المرجب ۱۲۶۴ھ بمقام راولپنڈی ظہور میں آئی۔ آپ کے والد ماجد کو خبر دی گئی تو آپ بہت خوش ہوئے اور شاہ چراغ صاحب کے مزار پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور عقیقہ کے دن آپ کا نام مبارک محمد عبدالکریم رکھا گیا۔

زمانۂ طفولیت

جناب حضرت حافظ صاحب ابھی تین ماہ ہی کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں اور ابھی دو برس گزرنے نہ پائے تھے کہ والد صاحب کا سایہ بھی سر سے اٹھ جانے کے بعد آپ کے چچا میاں پیر بخش صاحب اور آپ کی پھوپھی مسماۃ

Marfat.com
Marfat.com

حیات بی بی صاحبہ آپ کی تربیت اور پرورش کے متکفل ہوئے۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ آپ کی والدہ کے انتقال کے بعد شان ایزدی سے آپ کی پھوپھی صاحبہ کو ایسی پیرانہ سالی میں دودھ اتر آیا چنانچہ آپ نے ڈیڑھ سال حضور کو دودھ پلایا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ نہایت ہی زاہدہ' عابدہ' خدایاد اور شب بیدار تھیں۔ دور دور سے عورتیں آ کر ان سے فیض حاصل کرتیں۔ جب حافظ صاحب اپنی پھوپھی صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھتے تو عرض کرتے کہ پھوپھی صاحبہ مجھے بھی ایک جائے نماز بنا دو تاکہ میں بھی نماز پڑھا کروں اور جب کبھی ان کو تہجد پڑھتے دیکھتے تو عرض کرتے کہ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ رات کو اٹھوں اور تہجد پڑھوں۔ پھوپھی صاحبہ شفقت اور محبت سے فرماتیں میرے لال تو ابھی بچہ ہے۔ ابھی تجھ پر عبادت فرض نہیں ہے اور نہ ابھی تیرا وقت ہے۔ جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا۔ پھوپھی صاحبہ اکثر نماز کے بعد بالخصوص تہجد کے بعد حافظ صاحب کے حق میں دعا فرمایا کرتیں کہ یا اللہ! اس بچے کو تو اپنا بندہ بنا اور دین و دنیا میں اس پر برکت نازل فرما اور اس کو اپنے مخلصوں میں سے کر لے۔ چنانچہ حافظ صاحب فرماتے تھے کہ اس دعا کی ٹھنڈک اور سرور اب بھی اپنے دل میں محسوس ہوتی ہے اور یہ سب کچھ اسی دعا کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کی طبیعت کو لڑکپن سے ہی کچھ اس طرح پیدا کیا تھا کہ آپ کسی سے بے جا ٹھٹھا ہنسی نہ کرتے' نہ کسی سے لڑتے نہ جھگڑتے' آوارہ گردی اور بے ہودہ گفتگو سے جو اکثر بچوں کی عادت ہوا کرتی ہے اور بازاری لوگوں کا طریقہ ہے سخت نفرت تھی۔ اگر کبھی بچوں کے ساتھ مل کر کھیلنے کا اتفاق بھی ہوتا تو لڑکوں کو فرماتے کہ بھائی ہم اس لئے پیدا نہیں ہوئے کہ اپنی عمر کو کھیل کود میں ضائع کریں۔

تعلیم و تربیت

جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر آٹھ برس کی ہوئی تو ان کے چچا صاحب نے آپ کو محلہ کی مسجد کے امام قاضی محمد زمان صاحب مرحوم کے سپرد کیا کہ ان کو قرآن مجید کی تعلیم

Marfat.com
Marfat.com

دیں۔ قرآن مجید آپ نے قلیل عرصہ میں پڑھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے مُنیہ' مشکوٰۃ شریف' احیاء العلوم' مثنوی شریف و دیگر کتب فقہ و احادیث و تفسیر بھی قاضی صاحب سے ہی مطالعہ فرمائیں۔

اثناءِ تعلیم میں آپ اکثر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے اور اس کے عجائبات دیکھ کر حیران ہوا کرتے اور بہت غور و فکر کیا کرتے۔ جب ان کا یہ حال قاضی صاحب کو معلوم ہوا تو قاضی صاحب نے آپ کا نام آسمانی رکھ دیا۔ چنانچہ سب لڑکے جو ان کے ہم سبق تھے وہ بھی آپ کو آسمانی کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ایک شخص نے جو بچپن میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قرآن شریف پڑھا کرتا تھا بیان کیا کہ طالب علمی کے زمانہ میں ایک دن مجھے حضرت صاحب نے کہا کہ آؤ دیکھیں کہ زمین اور آسمان کیسے ہیں کتنے بڑے ہیں اور ان میں کیا کیا خدا تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ دیکھو وہ شہر لاہور ہے۔ کتنا بڑا شہر ہے اس بلند مکان کے بالا خانہ پر کیسی خوشنما اور رنگین اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین کیسی فراخ اور چوڑی ہے مگر آسمان اس سے بھی زیادہ وسیع اور چوڑا ہے۔ جب اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں اتنی بڑی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی شان جو ان کا پیدا کرنے والا ہے کتنی بڑی ہوگی اور ہم کیسے ضعیف اور ذرہ جیسے عاجز مخلوق ہیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بچپن کی حالت میں اکثر اوقات اپنے آپ کو میں گم پاتا اور بے خودی میں ایسا معلوم ہوتا کہ میں نہ دنیا میں ہوں اور نہ آخرت میں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسنِ قرأت

جب آپ کی عمر سولہ برس کی ہوئی تو آپ کو قرآن شریف کے حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ اڑھائی سال کے عرصہ میں آپ نے قرآن مجید خداداد استعداد اور ذہن رسا سے حفظ کرلیا۔ فن قرأت آپ نے مولوی محمد حسین صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا جو اس فن میں اس وقت استادِ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرأت کا لب و لہجہ بھی دلکش عطا فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید کو اس ترتیل اور خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے کہ سننے والے فریفتہ ہو جاتے اور ان کا شوق بڑھ جاتا۔ غرض یہ کہ جو شخص ایک دفعہ چند آیات سن لیتا وہ دوبارہ سنـ

Marfat.com
Marfat.com

بارہ سننے کا خواہاں ہوتا۔ رمضان المبارک میں تراویح میں جس مسجد میں آپ نے قرآن مجید سنانا ہوتا وہاں لوگ مغرب کی نماز کے بعد اپنی اپنی جگہ مخصوص کرنے کی غرض سے رومال یا جاءنماز بچھا جاتے تھے تاکہ پھر جگہ نہ مل سکنے کے باعث اس نعمت سے محروم نہ ہونا پڑے۔ عشاء کے وقت جگہ ملنی ناممکن ہو جایا کرتی تھی۔ باوجود روزہ کی تکان کے سننے والوں کے دلوں میں ایسا شوق اور ولولہ پیدا ہوتا کہ بس کرنے کو جی نہ چاہتا اور یہی آرزو کرتے کہ جناب قرآن مجید پڑھتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ مسلمان تو بجائے خود غیر مسلم لوگ یعنی سکھ اور ہندو وغیرہ بھی آپ کی قرآن خوانی اور خوش الحانی پر شیدا اور فریفتہ ہو جاتے اور مسجد کے متصل جو گلی ہے اس میں محض قرآن مجید کی سماعت کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔

آپ کے چچا صاحب جو رنگریزی اور چھاپہ گری کا کام کر کے معاش حاصل کیا کرتے تھے انہوں نے حضرت صاحب کو اپنی دکان پر ہی کام سکھانے کے لئے اپنے پاس بٹھا لیا۔ کاروبار سے فراغت پا کر آپ تعلیم بھی حاصل کیا کرتے۔ دکان پر عین کاروبار کی حالت میں بھی تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتے۔ مستری علیم اللہ صاحب کو (اللہ تعالیٰ ان کو بخشے اور جنت میں جگہ دے) جو حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص دوستوں اور مریدوں میں سے تھے محض قرآن خوانی کے باعث حضرت صاحب کے ساتھ دلی محبت اور الفت پیدا ہو گئی تھی جب ورکشاپ سے فارغ ہو کر آتے یا جس روز رخصت ہوتی حضرت صاحب کی خدمت میں دکان پر آ جاتے اور محبت کے مارے ساتھ ساتھ کام بھی کرتے اور قرآن مجید کا دورہ بھی شروع رہتا۔

آپ کے چچا صاحب کیا جانتے تھے کہ یہ یتیم بچہ ہونہار ہو کر ایک وقت اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندوں کا ہادی، رہنما اور پیشوا بنے گا۔ اور مخلوقِ خدا اس کے فیض سے مستفیض اور سیراب ہو گی۔

بیعت

جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک بیس سال کی ہوئی تو آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شوق اور ولولہ پیدا ہوا۔ اسی ارادہ پر اکثر فقرا صالحین کی خدمت میں حاضر ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

اور جہاں کہیں مرد صالح کا حال سنتے اس کی مجلس میں پہنچ جاتے۔ مگر کسی جگہ بھی بیعت کا اتفاق نہ ہوا۔

ایک دفعہ حافظ صاحب سموں گڑھی والے جو خاندان چشتیہ کے بزرگوں میں سے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ یہ بزرگ علاوہ علم باطنی کے علم ظاہری میں کمال رکھتے تھے۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ گو آپ ہمارے سلسلہ میں بیعت تو نہیں ہوتے مگر ہماری طرف سے بھی کچھ حصہ آپ کو ضرور ملے گا۔ بے شمار خلقت آپ سے مستفیض و مستفید ہوگی۔

مستری علیم اللہ صاحب جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے بہت ہی خدایاد اور نیک نیت مرد تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب کے ساتھ محض خالصاً لوجہ اللہ محبت اختیار کی ہوئی تھی۔ ان کا دلی منشاء اور ارادہ یہی تھا کہ کسی طرح جناب حافظ صاحب (حضرت صاحب) بھی جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بن جائیں تو بہت ہی اچھا ہو گا۔ چنانچہ جب حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی تشریف لائے تو مستری صاحب مرحوم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کشاں کشاں جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی۔ حضرت صاحب کی ظاہری، باطنی صورت و سیرت اور استعداد دیکھ کر جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عاشق ہو گئے اور بہت شفقت اور مہربانی ان کے حال پر فرمائی اور بیعت و انابت سے مشرف فرما کر نسبت خاصہ اور ذکر قلبی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ حضرت صاحب کا سینہ بے کینہ پہلے ہی خیالات فاسدہ کی کدورتوں اور خصلتوں سے پاک و صاف تھا۔ حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ عالی نے سونے پر سہاگہ کا کام کر دیا۔ پہلے ہی توجہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حال متغیر ہو گیا اور بے خودی اور محویت کے آثار طاری ہو گئے۔ دنیائے دنیہ کی محبت کا رہا سہا زنگار جو باقی تھا وہ بھی دور ہو گیا۔ دل پر انوار و اسرار چمک اٹھے۔

جس طرح حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت صاحب کے شیدائی تھے اسی طرح حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر سو جان سے عاشق تھے۔ گویا دونوں جانب

Marfat.com
Marfat.com

اس شعر کے مصداق تھے۔شعر:۔

الفت کا جب مزا ہے کہ ہو تم بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

غرض تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت صاحب کی طبیعت کا رنگ ڈھنگ کچھ اور ہو گیا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اس قدر دل میں بڑھ گئی کہ ہر دم بے چین اور بے آرام رہتے۔ ہفتہ عشرہ میں جب تک ایک دو بار ملاقات و دیدار فیض آثار سے مشرف نہ ہوتے اور قدمبوسی نہ کر آتے صبر و قرار نہ آتا۔ بسا اوقات طبیعت میں ایسا ولولہ اور شوق اٹھتا کہ جب دیکھتے کہ بہت عمدہ اور نفیس کھانا گھر میں پکا ہے اور گھر والوں نے کھانے کے لئے آگے رکھا ہے آپ کھانے سے ہاتھ اٹھا لیتے اور بدستور اسی کھانے کو اٹھا کر دستر خوان میں باندھ لیتے اور اسی وقت ریل پر سوار ہو کر بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمقام چورہ شریف حاضر ہو جاتے اور جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ آپ اکثر خیال رکھتے کہ جب کبھی کوئی تازہ میوہ شہر میں بکنے کے لئے آتا خواہ کس قدر گراں ہوتا پہلی دفعہ ضرور ہی خرید کر بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں لے جاتے۔ اسی طرح بزازوں کی دکان پر جو اچھا اور قیمتی کپڑا دیکھتے تو خیال کرتے کہ یہ کپڑا بابا جی صاحب کے پہننے کے لائق ہے جھٹ خرید لیتے اور بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کرتے بلکہ ایک دفعہ لنگرا سٹیشن (جو چورہ شریف کے متصل ریلوے سٹیشن ہے) کے سٹیشن ماسٹر نے بیان کیا کہ جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں آنے جانے پر جس قدر کرایہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ریل والوں کو دیا ہے شاید ہی کسی اور نے اس قدر دیا ہو۔

ایک دفعہ جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی خاص باعث سے چورہ شریف چھوڑ کر مٹھین نام موضع میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں قیام فرمایا۔ وہ جگہ ایک جنگل اور پتھریلی زمین تھی۔ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دوران قیام تک جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر پندرہ روز کے بعد وہاں حاضر ہوتے اور پندرہ دن کے لئے ضروری سامان اکل و شرب یعنی گھر کی تمام ضروریات بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے لے جاتے رہے۔ غرض یہ کہ

Marfat.com
Marfat.com

حضرت صاحب نے اپنی ہمت اور اخلاص کو عملی طور پر ثابت کر دکھایا اور خدمت و تواضع سے بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو خرید لیا۔

اگرچہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان حرکات کو دیکھ کر ان کے خویش و اقارب ناخوش ہوتے اور اکثر اوقات زجر و تنبیہ بھی کرتے لیکن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و شوق و ذکر الٰہی میں ایسے مستغرق تھے کہ بالکل پروا نہ کرتے۔ ادھر یہ عشق و شوق دن بدن بڑھتا جاتا تھا ادھر دنیاوی کاروبار کی محبت دل سے نکلتی جاتی تھی۔ دل پر ذکر و فکر کا غلبہ اس قدر چھایا کہ دکان پر بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ آپ اکثر صبح کے وقت اور عصر کے بعد عشاء تک سرداروں کے باغ میں تشریف لے جایا کرتے اور وہاں تنہا بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول رہتے۔ کبھی لئی کے کنارے پر جو شہر کے گرداگرد ایک ندی ہے چلے جاتے۔ کئی کئی راتیں آپ باہر ہی بسر کرتے۔ کبھی کبھی آپ پیر بدھائی نام قبرستان میں جو راولپنڈی شریف سے مغرب کی جانب لئی کے پار کنارہ پر ہے تشریف لے جاتے اور وہاں گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

خلافت

جب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت سے موزوں اور سرفراز فرمایا تو آپ پر بڑی رقت طاری ہوئی۔ خدمت اقدس میں عرض کی کہ حضور اس غلام کو حضور کی محبت ہی کافی ہے، یہی پسند ہے کہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر باقی زندگی اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کی جائے۔ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حکم کا بندہ ہوں اور اس امانت کو آپ کے حوالہ کرنے پر مامور ہوں۔ یہ میرا اپنا کام نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ جس سے کام لینا چاہتا ہے اس کو اپنے بندوں میں برگزیدہ کر لیتا ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو سن کر بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو قبول کیا پھر بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص ملبوس متبرکہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قدم بوسی کر کے بڑی خوشی سے قبول کیا اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا۔ رخصت کے وقت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند ایک مفید اور کارآمد نصیحتیں فرمائی جن میں سے زیادہ

Marfat.com
Marfat.com

ضروری یہ تھیں کہ بیٹا! دنیا کی طرف منہ نہ کرنا بلکہ اس کو پیٹھ پیچھے ڈال کر ہمہ تن خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا' دل کو ماسوی اللہ سے الگ رکھنا' کسی حال میں خدا تعالیٰ سے غافل نہ ہونا' سب کچھ اسی ذات پاک کی طرف سے سمجھنا' ان باتوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر جادو کا کام کیا۔ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مبارک سنتے ہی دل بالکل دنیا کی طرف سے سرد ہو گیا اور محبت الٰہی کی آگ کا شعلہ ایسا باطن میں بھڑکا کہ ماسویٰ کو جلا کر بالکل محو کر دیا اور یہ حال ہو گیا اگر نماز میں کھڑے ہیں تو گھنٹوں قیام میں گزار دیتے اور اگر سجدہ میں سر رکھا ہے تو سر اٹھانے کو جی نہیں چاہا اور اگر مراقبہ میں بیٹھے ہیں تو تمام رات محویت اور بے خودی میں گزر گئی۔ پہلے پھر بھی کبھی کام کے لئے دکان پر جا بیٹھتے تھے مگر اب تو یہ حال ہو گیا کہ کاروبار بالکل ترک ہو گیا۔ دن رات سارا وقت خدا کی یاد میں گزر جاتا۔ ہر گھڑی تازہ شوق' نئی امنگ' تازہ ولولہ آپ کی طبیعت میں جوش مارتا۔ کھانے پینے اور سونے کی لذت دل سے فرار ہو گئی۔ لوگوں کی صحبت اور ان کے کلام سے نفرت ہونے لگی۔ یہاں تک کہ آپ دل میں یہ خیال کرتے کہ مجھے کوئی السلام علیکم بھی نہ کہے تو اچھا ہے۔ خلوت میں آپ ایسی جگہ بیٹھتے جہاں کوئی شخص ان کو نہ دیکھے۔ آنے جانے میں ایسا راستہ اختیار کرتے جدھر کسی آدمی سے ملنے کا اتفاق نہ ہو۔ غرض اس جذب اور ولولہ کی حالت میں بے اختیارانہ کبھی کسی طرف تشریف لے جاتے کبھی کسی طرف۔

جذبۂ عشقِ الٰہی

ایک دفعہ دکان پر سے کام کرتے کرتے ایسا کچھ دل میں جوش آیا کہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔ چچا صاحب نے دریافت کیا کہ کہاں جاتے ہو؟ مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور بازار کی طرف نکل گئے۔ اس جذب کی حالت میں کچھ معلوم نہ ہوتا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ شہر سے نکل کر سید پور کی سڑک پر جا نکلے۔ چلتے چلتے سید پور گاؤں سے آگے پہاڑوں میں چلے گئے۔ پھرتے پھرتے سید پور و نور پور کے پہاڑوں کے ایک درہ میں چشمہ کے کنارے پر جا پہنچے۔ جہاں ایک پتھر کی سل صاف اور شفاف پڑی ہوئی تھی۔ با قدرت نے پہلے ہی جائے نماز بنا رکھی تھی۔ یہ تنہائی کی جگہ آپ کو پسند آئی۔ دل

Marfat.com
Marfat.com

نے کہا آج رات اسی جگہ بسر کرنی چاہئے چنانچہ اسی پتھر کی سل پر بیٹھ کر مطالعہ قدرت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ وہاں آپ کو خوب لذت آئی اور اس قسم کے مشاہدے اور مکاشفے کا ظہور ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ حتیٰ کہ رات آگئی اور اندھیرا چھا گیا۔ سنسان جنگل ہے ہُو کا عالم ہے آس پاس درخت اپنے پتوں کی سبز پوشاک پہنے خاموش اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہیں یا پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیاں ہیں جو زبان حال سے اپنے خالق کے دربار میں حیران و پریشان صورت میں اپنے درد کا اظہار کر رہے ہیں۔ جب رات نے اچھی طرح اندھیرے کی سیاہ چادر میں تمام جہان کو لپیٹ لیا تو جنگل کے شب زندہ دار جانور بھی اپنی اپنی غاروں سے نکل کر اپنی اپنی مختلف بولیوں میں ذکر الٰہی کے گیت گانے لگے اور دیوانہ اور مستانہ وار ادھر ادھر اچھلنے کودنے لگے۔ ایک طرف سے شیر کے دھاڑنے کی آواز سنائی دی جس کے سننے سے دل دہل گیا اور وہ لطف و مزہ جاتا رہا۔ دل میں خیال آیا کہ شائد کسی درندہ کی خوراک کیلئے اللہ تعالیٰ یہاں لے آیا ہے۔ اپنے مرنے کا تو مجھے چنداں فکر نہیں البتہ افسوس ہے تو یہ کہ جس کام کے لئے تو نے مجھے پیدا کیا تھا وہ مجھ سے کچھ بھی نہیں ہو سکا۔ تیری بارگاہ کے لائق مجھ سے کچھ عبادت نہیں ہو سکی۔ تمام عمر تیری نافرمانی میں بسر ہو گئی۔ کون سا منہ لے کر تیرے حضور میں حاضر ہوؤں گا۔ اسی اثنا میں پہاڑ کے اوپر سے نیچے کی طرف کسی چیز کے اترنے کی آہٹ و سرسراہٹ سنائی دی۔ اس وقت دل پر عجب کیفیت طاری ہوئی۔ ایک طرف خوف دوسری طرف رجا۔ کبھی خوف چھا جاتا۔ کبھی رجا غالب آ جاتی حتیٰ کہ وہ چیز جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سربسجود عجز و نیاز اور مناجات میں مشغول تھے کہ وہ چیز جو کہ حقیقت میں پہاڑ کے درہ میں رہنے والا ایک زمیندار شخص تھا بولا کہ آپ کون صاحب ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شخص کھڑا رہا۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجز و نیاز اور مناجات سے فارغ ہوئے تو وہ شخص حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر گر پڑا اور بہت منت و سماجت کے ساتھ عرض کی کہ حضور میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں تاکہ میرے دل کی آرزو پوری ہو۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دل سے دریافت کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ دل نے فتویٰ دیا کہ ضرور اس کے گھر جانا چاہئے۔ ایسے حال میں یہ شخص خود بخود نہیں آیا اللہ تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com

نے اس کو بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ اس شخص کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لے گئے جو پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا۔ اس نے حضور کی خوب خدمت وتواضع کی' کھانا کھلایا' صاف ستھرا بستر اور چارپائی ایک علیحدہ مکان میں دے دی اور مصلّےٰ اور پانی وغیرہ حاضر کر دیا اور عرض کیا کہ جناب میرا یہ کتا رات کو کھلا پھرتا رہتا ہے۔ جب جناب نے نماز کے لئے اٹھنا ہو تو پہلے مجھے جگا دینا ایسا نہ ہو کہ یہ کتا آپ کو کچھ تکلیف دے۔ جناب نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تہجد کے وقت وضو کیا' نفل ادا کیے اور چپکے سے بغیر اس کو اطلاع دیئے اس کے گھر سے نکل پڑے۔ کتا پاس ہی بیٹھا رہا۔ اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر گردن نیچی کر دی اور دم ہلاتے ہوئے ساتھ ساتھ ہولیا۔ جب آپ نور پور شاہاں کے قریب پہنچے تو کتا واپس چلا گیا۔ آپ نے صبح کی نماز نور پور شاہاں میں ادا کی اور مزارات پر دعا وفاتحہ کے بعد واپس راولپنڈی تشریف لے آئے۔ یہ پہاڑی چشمہ جناب کو بہت پسند آیا۔ اکثر وہاں جناب تشریف لے جاتے اور بڑے بڑے اسرار و معارف جناب پر منکشف ہوتے۔ چنانچہ جناب نے ارادہ کیا کہ وہاں ایک چھوٹا سا مکان بنا کر ذکر و مراقبہ میں مشغول رہا کریں مگر گھر کے لوگ اس بات پر راضی نہ ہوئے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک یاد آ گئی کہ **لا رهبانية في الاسلام** یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ نیز مشائخ طریقت کا قولہ ہے کہ **الصوفي هو الكائن والبائن** یعنی صوفی وہ ہے جس کا ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن اس کا ان سے جدا ہو۔ یعنی باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔

بابو کرم الدین صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ میں جناب قبلہ عالم حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر توبہ و بیعت کرنے سے پہلے ریلوے سٹیشن حسن ابدال پر تار بابو تھا۔ بابو محمد قاسم وزیر آبادی بکنگ کلرک تھا۔ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوپہر کے وقت گاڑی سے اترے۔ بابو محمد قاسم آپ کو اپنے ہمراہ مکان پر لے گیا اور کھانا حاضر پیش کیا مگر آپ نے تناول نہ فرمایا اور باہر چلے گئے۔ بابو محمد قاسم کی اور میری روٹی اکٹھی تھی میں نے اس سے دریافت کیا کہ وہ صاحب کون تھے؟ بابو محمد قاسم نے کہا کہ وہ حافظ قاری خاندان نقشبندیہ کے بڑے بزرگ اور چورہ شریف والے حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com
Marfat.com

اجل و اعظم خلیفہ ہیں۔ راولپنڈی کے رہنے والے ہیں پھر جب میں نے قبلہ عالم حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے حضرت باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا تو میں نے ایک دفعہ حسن ابدال تشریف لانے اور اسی وقت چلے جانے کا واقعہ دریافت کیا تو آپ نے ایک آہ سرد بھر کر فرمایا کہ وہ دن بھی نہایت ہی عجیب تھے اور فرمایا کہ جوش محبت میں میں جناب باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وقدم بوسی کے ارادہ پر گھر سے نکل کر سٹیشن پر آیا مگر افسوس کہ اس وقت کوہاٹ کو جانے والی گاڑی چلی گئی تھی۔ واپس گھر جانا مناسب نہ جانا۔ پشاور کو جانے والی گاڑی کھڑی تھی۔ حسن ابدال کا ٹکٹ لے کر اس میں سوار ہو گیا۔ سٹیشن سے اترنے پر بابو محمد قاسم اپنے گھر لے گیا مگر ولولہ عشق اور فرط محبت کے باعث بھوک و پیاس کا مطلق خیال نہ تھا۔ اس واسطے وہاں کھانا کھانے کو دل نہ چاہا۔ باہر آکر چورہ شریف کا راستہ دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس طرف کوئی صاف راستہ نہیں۔ پہاڑیوں میں راستہ کہاں۔ غرض میں غلبہ محبت و جوش عشق میں دو دن اور رات بھی چلتا رہا۔ دوسرے دن مقامِ ٹھین میں جہاں حضرت باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے۔ بصد مشکل پہنچا۔ گھر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں باہر کسی گاؤں میں تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے جب اس گاؤں کا راستہ دریافت کیا تو گھر سے جناب مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے پیغام بھیجا کہ اس وقت اس جگہ سے کہیں نہ جاؤ اگر جاؤ گے تو قصور معاف نہیں ہو گا۔ اندر سے کھانا بھیجا مگر کھانے کو جی نہ چاہا۔ عصر کے وقت جناب باوا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھوڑی پر سوار تشریف لے آئے۔ ملاقات کے بعد فرمایا کہ میں دوپہر کا کھانا کھا کر لیٹا ہوا تھا خواب میں آپ کو حیران و پریشان دیکھا اسی وقت اٹھ کر چلا آیا۔ وہاں سے دوستوں نے رو رو کر عرض کیا کہ حضرت جی آج ہمارے ہاں شادی ہے۔ حضور کا رہنا باعث غنیمت تھا مگر حافظ جی آپ کی محبت نے مجھے وہاں رہنے نہ دیا۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت صاحب کے ہمراہ سفر میں تھا حضور موضع پڑانگ متصل چارسدہ علاقہ پشاور میں رونق افروز تھے۔ عصر کے

Marfat.com
Marfat.com

بعد حضور حسب معمول باہر تشریف لے گئے۔ مولوی فتح محمد صاحب، سید فضل شاہ صاحب اور چارسدہ کے نواب وسوداگر وغیرہ بھی ہمراہ تھے دریا کے کنارے ایک مصفا جگہ ریت پر آپ روبقبلہ بیٹھ گئے اور ہم سب کو بھی آپ نے الگ الگ بیٹھ کر ذکر ومراقبہ کرنے کا حکم دیا۔ دوست ذرا آپ سے ہٹ کر مراقبہ میں مشغول ہو گئے لیکن میں سب سے زیادہ قریب مگر آپ سے پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں کبھی روتے ہیں کبھی مراقب کبھی کچھ کلام فرماتے ہیں لیکن چونکہ میں ذرا فاصلہ پر تھا آپ کا کلام مجھے اچھی طرح سنائی نہیں دیتا تھا لیکن قیافہ اور حال سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کچھ باتیں کررہے ہیں پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ اسی جگہ لیٹ گئے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر سب دوست پاس جمع ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور کی حالت میں افاقہ ہوا مگر خاموش اور چہرہ مبارک پر ایسے جلالیت اور رعب داب کے آثار اور انوار ظاہر تھے کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ گفتگو کر سکے یا آپ سے کچھ دریافت کر سکے۔ عشاء کی نماز تک یہی حال رہا۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ دوستوں سے باتیں کرنے لگے مگر پھر بھی دوستوں کو جرأت نہ ہوئی کہ اس حالت کے متعلق کچھ دریافت کرتے۔ تنہائی میں حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ آج نہایت ہی واردات کا ظہور ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور بیان فرمائیں تو بڑی مہربانی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت جناب رسول کریم ﷺ کی سواری آ گئی تھی اور حضور ﷺ کے ہمراہ بہت سے اولیاء اللہ تھے۔ میرے حال پر نہایت ہی شفقت اور عنایت فرمائی جس کا ظاہر کرنا مناسب نہیں۔ دوسرے روز بھی حسب معمول دریا پر سیر کے لئے تشریف لے گئے اور دوستوں سے الگ ہو کر دریا کے کنارے دور تک نکل گئے۔ بندہ بھی پیچھے پیچھے تھا۔ جوں جوں آپ چلتے تھے آپ کا چہرہ زیادہ انوار واسرار کا مظہر بنتا جاتا تھا اور جلالیت کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے اور یہ مصرع زبان پر تھا۔

نظر گر خاک پر ڈالیں ابھی گلزار ہو جائے

جب واپس مکان پر تشریف لائے تو حضور نے خود فرمایا کہ عجیب عجیب انکشاف کا

Marfat.com
Marfat.com

ظہور ہوا۔ ایسے حال میں اگر ولی اللہ کی نظر کسی پر پڑ جائے تو اس کا بیڑا پار ہو جاتا ہے اور اس کی حالت کچھ اور ہی ہو جاتی ہے۔

طبیعت میں جلالیت اور استغنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چورہ شریف کے عرس مبارک سے فارغ ہو کر دوست اپنے اپنے گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ لنگر اسٹیشن پر خلفاء ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کر رہے تھے۔ بابو چراغ دین صاحب سٹیشن ماسٹر تھے۔ خلفاء کو ایک جگہ بیٹھے دیکھ کر خوش طبعی اور مزاح کے طور پر کہا کہ آپ صاحبان کو فقیری کا دعویٰ ہے کیا کسی کی کوئی حاجت بھی پورے کر سکتے ہو یا ان سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ ہی دے رہے ہو؟ معلوم ہوتا ہے کبھی کسی خواندہ آدمی سے آپ صاحبان کا واسطہ نہیں پڑا۔ سب خلفاء خاموش ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں جلالیت پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا بابو صاحب ادب کو نگاہ رکھو۔ حاجت کا پورا کرنا خداوند کریم کا کام ہے۔ آخر تم کو کیا مطلب ہے۔ بابو صاحب نے عرض کیا میں نے سنا ہے کہ خالق اپنے دوستوں کی بات پوری کر دیتا ہے۔ اگر آپ خدا کے دوست ہیں تو میری تبدیلی یہاں سے کسی اچھی جگہ کرا دیں۔ ورنہ میں جان لوں گا کہ فقیری محض مخول ہے۔ حضرت صاحب نے بطور ظرافت فرمایا اچھا یہ بات ہے آج کل تو خدا تعالیٰ کے ساتھ بات چیت نہیں آپ ہمیں پھر کبھی کسی وقت یاد دلانا آپ کی تبدیلی ہو جائے گی۔ بابو صاحب نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ لکھ لیا اور تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ خط یاد دلایا کہ اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ دعا کی گئی ہے۔ انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر آپ کی تبدیلی ہو جائے گی۔ جب اٹھائیس دن گزر گئے تو پھر بابو صاحب کا خط آ گیا کہ ایک ماہ میں چند دن باقی رہ گئے ابھی تک تبدیلی کا حکم نہیں آیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بہت حیران ہوئے کہ چورہ شریف اکثر حاضر ہونا پڑتا ہے اور اگر اس بابو کی تبدیلی نہ ہوئی تو اسے دیکھ کر شرمندہ ہونا پڑے گا۔ خالق کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے خالق تیرا بندہ وعدہ دے چکا ہے اب تو ہی عزت رکھنے والا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

میری دعا قبول فرما۔ دعا کے ساتھ ہی قبولیت کے آثار ظاہر ہو گئے۔ آپ نے خط لکھ دیا کہ فکر نہ کرو انشاء اللہ تبدیلی ہو جائے گی۔ ادھر سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط اور ادھر سے افسران بالا کی طرف سے تبدیلی کا حکم دونوں اکٹھے موعودہ ماہ کی آخری تاریخ کو پہنچ گئے اور پھر لطف یہ کہ راولپنڈی کے متصل ہی چک لالہ سٹیشن پر تبدیلی ہوئی۔ چک لالہ پہنچ کر بابو چراغ دین حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا لڑکا اس اور اس کا بھائی نظام الدین کلرک بھی غلاموں میں شامل ہو گئے۔

ابتدا میں حضرت صاحب کے توکل کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ گھر میں نہایت تنگدستی کی نوبت آ گئی اور گھر والوں نے گھر کی ضروریات کے لئے تقاضا کرنا شروع کر دیا جس سے جناب کے دل پر بہت اثر پڑا۔ جناب اس پریشانی اور پراگندگی کی حالت میں عیدگاہ تشریف لے گئے۔ بہتیرا دل کو ذکر وفکر کی طرف لگایا مگر اطمینان نصیب نہ ہوا۔ نماز بھی ادا کی لیکن بڑی بے مزگی اور بے لطفی سے۔ آخر اس اضطراب اور تذبذب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عجز وانکساری کے ساتھ دعا کی کہ یا اللہ! تو بے کسوں کا دستگیر اور بے چاروں کا چارہ گر ہے۔ تیری بارگاہ سے کوئی نا امید نہیں گیا۔ یا اللہ تو میری اس پریشانی کو دور کر اور میری تنگدلی اور تنگدستی کو جو میرے ذکر وفکر میں حارج ہو رہی ہے رفع کر۔ دعا کر چکنے کے بعد جناب عیدگاہ سے اٹھ کر لئی ندی کے کنارہ پر جو قبرستان ہے ادھر تشریف لے گئے۔ اس دن تازہ بارش ہوئی تھی۔ بارش کا پانی اونچی جگہ سے بہہ کر قبرستان کے درمیان سے ہو کر لئی میں گرتا تھا۔ جناب ایک قبر کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اس کے اردگرد چار دیواری تھی۔۔ پانی کی نالی کسی چیز کی وجہ سے رک گئی تھی اور چار دیواری پانی سے بھری تھی۔ جناب نے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ پانی قبر میں چلا جائے اور قبر نیچے بیٹھ جائے ایک لکڑی لے کر پانی کے گزرنے کا راستہ صاف کیا۔ جب پانی سب کا سب نکل گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جہاں سے پانی گزر رہا تھا وہاں کپڑے کی ایک پوٹلی بندھی پڑی ہے۔ جب اس کو کھول کر دیکھا تو اس میں بہت سے پونڈ (اشرفیاں) بندھی تھیں۔ جناب فرماتے ہیں

Marfat.com
Marfat.com

کہ ان اشرفیوں کو دیکھ کر نفس پہلے تو بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی مگر دل نے کہا کہ اس مال کو لینا نہیں چاہئے یہ چوری کا مال ہے۔ کوئی چور کسی کا مال چرا کر یہاں دفن کر گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہو۔ غرض دل اور نفس کی بہت سی قیل وقال کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ اس مال کو نہیں لینا چاہئے۔ چنانچہ جناب نے اس مال کو بدستور باندھ کر زمین میں جہاں کہ پہلے تھا دبا دیا اور اوپر مٹی ڈال دی۔ اس واقعہ کے بعد جناب کے دل کی وحشت اور پریشانی جاتی رہی اور واپس عیدگاہ میں آکر پھر دعا کی کہ الٰہی تو مجھے اپنے پاس سے اپنے فضل وکرم سے عطا فرما۔ اس قسم کے مال پر مجھے فریفتہ نہ کر۔ تیری بارگاہ میں کچھ کمی نہیں۔ اثناء دعا میں الہام ہوا کہ یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ اسی رات خواب میں جناب کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑھیا عورت ہاتھ میں جھاڑو لئے ہوئے جناب کی بیٹھک اور گھر کو صاف کر رہی ہے۔ جناب نے اس کو فرمایا کہ تو کون ہے؟ اور یہاں کیوں آئی ہے اور بے اجازت ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس نے عرض کی آپ مجھے نہ دھتکاریں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئی ہوں۔ میں آپ کی خدمت کروں گی۔ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔ آپ کے پس پشت رہ کر خدمت کروں گی۔ چنانچہ اس سے دوسرے دن ہی اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کھول دیا اور اس قدر مال آ گیا جس سے گھر میں بھی خوشحالی اور آسودگی ہو گئی اس دن سے آج تک پھر اللہ تعالیٰ نے تنگی نہیں دکھائی اور اب تو ماشاء اللہ یہ حالت ہے کہ امیری فقیری کے لباس میں خدمت کر رہی ہے۔

جوانی کے زمانہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید اس ترتیل اور خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے کہ سننے والوں کے دلوں پر برقی تاثیر ہوتی اور رقت اور بے خودی کے آثار ظاہر ہوتے۔ جن دنوں میں سردار ایوب خاں صاحب کابلی راولپنڈی قیام رکھتے تھے۔ سردار صاحب موصوف کے ایک بھائی سردار محمد ابراہیم خاں جو جناب کا معتقد اور مخلص تھا اور عموماً جناب کی خدمت عالیہ میں عیدگاہ حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کو ان کے گھر ماتم پرسی کے موقعہ پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت مجلس میں تمام کابلی افغان

Marfat.com
Marfat.com

میری دعا قبول فرما۔ دعا کے ساتھ ہی قبولیت کے آثار ظاہر ہو گئے۔ آپ نے خط لکھ دیا کہ فکر نہ کرو انشاء اللہ تبدیلی ہو جائے گی۔ ادھر سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط اور ادھر سے افسران بالا کی طرف سے تبدیلی کا حکم دونوں اکٹھے موعودہ ماہ کی آخری تاریخ کو پہنچ گئے اور پھر لطف یہ کہ راولپنڈی کے متصل ہی چک لالہ سٹیشن پر تبدیلی ہوئی۔ چک لالہ پہنچ کر بابو چراغ دین حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کالڑکا اس اور اس کا بھائی نظام الدین کلرک بھی غلاموں میں شامل ہو گئے۔

ابتدا میں حضرت صاحب کے توکل کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ گھر میں نہایت تنگدستی کی نوبت آ گئی اور گھر والوں نے گھر کی ضروریات کے لئے تقاضا کرنا شروع کر دیا جس سے جناب کے دل پر بہت اثر پڑا۔ جناب اس پریشانی اور پراگندگی کی حالت میں عیدگاہ تشریف لے گئے۔ بہتیرا دل کو ذکر وفکر کی طرف لگایا مگر اطمینان نصیب نہ ہوا۔ نماز بھی ادا کی لیکن بڑی بے مزگی اور بے لطفی سے۔ آخر اس اضطراب اور تذبذب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عجز وانکساری کے ساتھ دعا کی کہ یااللہ! تو بے کسوں کا دستگیر اور بے چاروں کا چارہ گر ہے۔ تیری بارگاہ سے کوئی ناامید نہیں گیا۔ یااللہ تو میری اس پریشانی کو دور کر اور میری تنگدلی اور تنگدستی کو جو میرے ذکر وفکر میں حارج ہو رہی ہے رفع کر۔ دعا کر چکنے کے بعد جناب عیدگاہ سے اٹھ کر لئی ندی کے کنارہ پر جو قبرستان ہے ادھر تشریف لے گئے۔ اس دن تازہ بارش ہوئی تھی۔ بارش کا پانی اونچی جگہ سے بہہ کر قبرستان کے درمیان سے ہو کر لئی میں گرتا تھا۔ جناب ایک قبر کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اس کے اردگرد چاردیواری تھی۔۔ پانی کی نالی کسی چیز کی وجہ سے رک گئی تھی اور چاردیواری پانی سے بھری تھی۔ جناب نے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ پانی قبر میں چلا جائے اور قبر نیچے بیٹھ جائے ایک لکڑی لے کر پانی کے گزرنے کا راستہ صاف کیا۔ جب پانی سب کا سب نکل گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جہاں سے پانی گزر رہا تھا وہاں کپڑے کی ایک پوٹلی بندھی پڑی ہے۔ جب اس کو کھول کر دیکھا تو اس میں بہت سے پونڈ (اشرفیاں) بندھی تھیں۔ جناب فرماتے ہیں

Marfat.com
Marfat.com

کہ ان اشرفیوں کو دیکھ کر نفس پہلے تو بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی مگر دل نے کہا کہ اس مال کو لینا نہیں چاہئے یہ چوری کا مال ہے۔ کوئی چور کسی کا مال چرا کر یہاں دفن کر گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہو۔ غرض دل اور نفس کی بہت سی قیل وقال کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ اس مال کو نہیں لینا چاہئے۔ چنانچہ جناب نے اس مال کو بدستور باندھ کر زمین میں جہاں کہ پہلے تھا دبا دیا اور اوپر مٹی ڈال دی۔ اس واقعہ کے بعد جناب کے دل کی وحشت اور پریشانی جاتی رہی اور واپس عیدگاہ میں آکر پھر دعا کی کہ الٰہی تو مجھے اپنے پاس سے اپنے فضل وکرم سے عطا فرما۔ اس قسم کے مال پر مجھے فریفتہ نہ کر۔ تیری بارگاہ میں کچھ کمی نہیں۔ اثناء دعا میں الہام ہوا کہ یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ اسی رات خواب میں جناب کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑھیا عورت ہاتھ میں جھاڑو لئے ہوئے جناب کی بیٹھک اور گھر کو صاف کر رہی ہے۔ جناب نے اس کو فرمایا کہ تو کون ہے؟ اور یہاں کیوں آئی ہے اور بے اجازت ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس نے عرض کی آپ مجھے نہ دھتکاریں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئی ہوں۔ میں آپ کی خدمت کروں گی۔ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔ آپ کے پس پشت رہ کر خدمت کروں گی۔ چنانچہ اس سے دوسرے دن ہی اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کھول دیا اور اس قدر مال آ گیا جس سے گھر میں بھی خوشحالی اور آسودگی ہو گئی اس دن سے آج تک پھر اللہ تعالیٰ نے تنگی نہیں دکھائی اور اب تو ماشاء اللہ یہ حالت ہے کہ امیری فقیری کے لباس میں خدمت کر رہی ہے۔

جوانی کے زمانہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید اس ترتیل اور خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے کہ سننے والوں کے دلوں پر برقی تاثیر ہوتی اور رقت اور بےخودی کے آثار ظاہر ہوتے۔ جن دنوں میں سردار ایوب خاں صاحب کابلی راولپنڈی قیام رکھتے تھے۔ سردار صاحب موصوف کے ایک بھائی سردار محمد ابراہیم خاں جو جناب کا معتقد اور مخلص تھا اور عموماً جناب کی خدمت عالیہ میں عیدگاہ حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کو ان کے گھر ماتم پرسی کے موقعہ پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت مجلس میں تمام کابلی افغان

Marfat.com
Marfat.com

اوران کے علماء وفضلاء جمع تھے لیکن سوائے گھر کے خاص اشخاص کے کوئی اور واقف نہ تھا۔ صاحب خانہ نے سب کو جناب کی نسبت واقف کر کے تعریف کی۔ سب نے بالاتفاق عرض کیا کہ جناب بھی کچھ قرآن مجید پڑھیں۔ اول تو آپ نے کچھ عذر پیش کیا لیکن جب ان کی آرزو کو زیادہ دیکھا تو جناب نے صرف سورۂ اخلاص پڑھی۔ سب پر بے حد رقت اور محویت طاری ہوگئی اور سب نے جناب کی قدم بوسی اور دست بوسی بھی کی اور اخیر دم تک معتقد بنے رہے۔

مندرجہ بالا واقعہ کی نسبت جب سردار ایوب خاں کو علم ہوا تو انہیں قرآن مجید سننے کا بہت شوق ہوا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں ایک خاص مصاحب کو روانہ کیا جس نے عرض کیا کہ سردار صاحب قرآن مجید سننے کے بہت خواہشمند ہیں۔ تشریف لے چلیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا فقیر اس کا محتاج نہیں ہے۔ اسے مال ومتاع پر فخر ہوگا۔ میں اللہ تعالٰی کی آیات بیچنے کے لیے نہیں آ سکتا۔ جب سردار ایوب خاں کو علم ہوا تو انہوں نے سردار محمد ابراہیم سے سفارش کی۔ آپ حافظ صاحب کو ضرور یہاں لائیں چنانچہ سردار صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور میری خاطر آپ تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ مجھے اس امر کے لئے مجبور نہ کریں میں لالچ کے بدلہ وہاں نہیں جا سکتا۔ اگر سردار صاحب کو شوق ہے تو خود یہاں آئیں۔ چنانچہ سردار صاحب عیدگاہ حاضر ہوئے۔ قدم بوسی اور دست بوسی کے بعد عرض کیا کہ حضور میری کیا مجال ہے کہ حضور کو کوئی تکلیف دوں۔ آپ نے سردار صاحب کو چند نصیحت آمیز کلمات فرمائے۔ ان سے سردار صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بعدہٗ آپ نے قرآن شریف کا ایک رکوع پڑھ کر سنایا جس سے سردار ایوب خاں صاحب پر وجد کی حالت طاری ہوگئی اور اخیر دم تک معتقد رہا۔

جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیادار امیروں اور دولت مندوں کی مجلس اور ان کی آمد ورفت کو چنداں پسند نہیں فرماتے تھے اور اگر اتفاق ہو بھی جاتا تو بہت جلدی دعائے خیر فرما کر رخصت فرما دیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خاکسار جناب کی خدمت عالیہ میں بمقام راولپنڈی حاضر تھا کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ والئے کشمیر کے ایک

Marfat.com
Marfat.com

مصاحب (مسمی غلام محمد) کی طرف سے جو جناب کا نہایت ہی معتقد اور مخلص تھا۔ بدیں مضمون خط آیا کہ چند دن کے بعد مہاراجہ صاحب والئے کشمیر راولپنڈی تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر ان کا ارادہ ہے کہ جناب کی زیارت سے بھی مستفیض ہوں۔ ان کے آنے تک حضور درِ دولت پر ہی تشریف رکھیں تا کہ مہاراجہ صاحب جناب کی زیارت و ملاقات سے بہرہ مند ہو سکیں۔ اس مصاحب کا خط پڑھ کر جناب دیر تک خاموش رہے اور غور و تفکر کے بعد فرمایا کہ فقرا کے ساتھ مہاراجوں کا کیا کام اور فقرا کو مہاراجوں کے ساتھ کیا واسطہ۔ مہاراجہ صاحب کے راولپنڈی پہنچنے سے ایک دو دن اول ہی جناب اس خاکسار کو ہمراہ لے کر گوجر خان کے دوستوں کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں سے پنجاب کے علاقہ کی طرف سیر و سیاحت کے لئے چلے گئے۔ حتیٰ کہ مہاراجہ صاحب راولپنڈی تشریف لا کر اور انتظار کر کے واپس چلے گئے۔ تب جناب نے بھی مراجعت فرمائی۔ بعض دوستوں نے مہاراجہ صاحب کے شوق ملاقات کا تذکرہ کیا تو جناب نے فرمایا کہ ان لوگوں کی ملاقات اور ان کی مجلس میں بیٹھنا سراسر فتنہ و فساد کا باعث ہوتا ہے حتیٰ المقدور ان سے بچنا چاہئے۔

سفر حج

ایک دفعہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی بیان فرمایا کہ جب پہلی دفعہ حج بیت اللہ شریف کے ارادہ پر مکہ معظمہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا تو صرف مولوی فیروز دین صاحب مرحوم ہی میرے ہمراہ تھے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف جانے کی تیاری کی تو سنا گیا کہ بعض وجوہات کی بناء پر حکومت نے مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے کا حکم امتناعی جاری کر دیا ہے اور کسی حاجی کو جانے کی اجازت نہیں ملتی۔ یہ سن کر دل نہایت ہی بے قرار ہوا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیض و برکات حاصل کرنے کا ارادہ تھا۔ خیال آیا کہ شاید نبی کریم ﷺ فقیر پر ناراض ہیں۔ اسی وجہ سے حاضر ہونے سے محروم کر دیا گیا ہوں۔ طبیعت نہایت ہی بے چین ہو گئی۔ اس حیرانی و پریشانی میں نیند اڑ گئی۔ ہر وقت گریہ و زاری رہتی۔ ایک رات تہجد کے وقت بحالت مراقبہ اسی خیال

Marfat.com
Marfat.com

وتصور میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول مقبول ﷺ تشریف مبارک لے آئے ہیں اور بڑی مہربانی وشفقت سے فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب آپ گھبرائیے نہیں اس وقت واپس جانا ہی بہتر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ کو بلائیں گے۔ تسلی رکھیں۔ حضور ﷺ کی تسلی سے دل کو تسکین ہوگئی اور حسب ارشاد فقیر واپس چلا آیا لیکن محبت کی آگ برابر ہوئی تھی۔ جب تک قدم بوسی نہ ہو جاتی اس دل بے قرار کو کیسے قرار آ سکتا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد دوسری بار جب حج کے لئے ارادہ ہوا تو اس کی کیفیت یوں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی کہ حاجی نور دین صاحب مرحوم سوداگر چرم ساکن پشاور اور ان کی والدہ ماجدہ اور چند دوست حج کے ارادہ پر راولپنڈی حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم حج کے لئے چلے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی میرا ارادہ نہیں۔ جب حضور ﷺ بلائیں گے تب جاؤں گا۔ آپ جائیں اور میرے لیے دعا کریں۔ غرض وہ دوست بمبئی پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر پھر انہوں نے لکھا کہ جناب تشریف لے آئیں اور بذریعہ تار مطلع فرما دیں تا کہ آپ کے لئے ٹکٹ خرید لیا جائے۔ ابھی جہاز کی روانگی میں چند دن باقی ہیں۔ جناب نے پھر بھی تار میں یہ ہی جواب دیا کہ میرا ابھی ارادہ نہیں ہوا۔ میرا ٹکٹ نہ خریدیں۔ اسی رات تہجد کی نماز کے بعد آپ اسی فکر وخیال میں سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ جناب فخر موجودات ﷺ تشریف لائے ہیں اور بڑی محبت وشفقت سے میرے سر پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب تعَال یعنی حافظ صاحب آ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے اور فوراً تیاری کر دی۔ گھر کے لوگ حیران تھے کہ اس قدر جلدی ارادہ ہوگیا۔ فرطِ شوق ومحبت کے سبب آپ کے آنسو جاری تھے۔ اسی دن تھوڑا سا ضروری سامان لے کر سٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ شہر کے کسی دوست کو بھی اطلاع تک نہ ہوئی۔ حاجی نور دین صاحب کو بمبئی تار دی کہ میرا ٹکٹ خرید لیں میں بھی آ رہا ہوں۔ بمبئی پہنچ کر ایک دن قیام رہا۔ جہاز تیار تھا۔ بہت جلد سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان جب جہاز عین وسط سمندر میں پہنچا نہایت طوفان آ گیا جس سے جہاز کا چلنا مشکل ہوگیا۔ ساتھ ہی جہاز کے تہ خانوں میں جو سامان از قسم تیل ورنگ روغن تھا اس میں

Marfat.com
Marfat.com

آگ لگ گئی۔ آگ کے شعلے جہاز سے نکل نکل کر آسمان تک جاتے تھے اور سب دھواں دھار ہو گیا۔ کپتان نے جہاز کا لنگر ڈال دیا اور جہاز کھڑا کر دیا۔ اس وقت حاجیوں کی عجیب کیفیت تھی۔ کوئی بال بچوں کو یاد کر کے روتا اور کوئی اپنے مکانوں اور مال ومتاع کو یاد کر کے واویلا کرتا۔ کوئی اپنی بے وقت موت کو سامنے دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ ہر طرف سے یالطیف یا لطیف کا شور برپا تھا۔ کپتان نے تمام حاجیوں کو ایک ایک لائف بیلٹ (کاک) دے دیا کہ اس کو اپنی کمر میں باندھ لیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی ایک کاک لے کر حاضر ہوا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کہ اس کا کیا فائدہ؟ اس نے کہا کہ اس کے باندھنے سے چوبیس گھنٹہ تک آدمی ڈوبتا نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ مروت نہیں۔ میں تمام حاجیوں سے پہلے اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔ وہ اس بات کو سن کر متعجب ہوا اور کاک واپس لے گیا پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاجیوں کو نصیحت فرمائی کہ اے اہل جہاز سنو اب مال ومتاع اور بال بچوں کو یاد کرنے کا وقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا وقت ہے۔ اس وقت دو قسم کی موت سامنے ہے۔ دیکھئے خالق اب کس قسم کی موت مارتا ہے۔ آگ میں جلاتے ہیں یا پانی میں ڈبوتے ہیں۔ ایسے حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تاکہ غفلت میں جان نہ نکلے۔ اس نصیحت کے بعد آپ الگ ہو کر جہاز کی اوپر کی منزل پر چلے گئے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ نوافل کے بعد آپ مراقبہ میں مشغول ہو گئے اور اسی حالت میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ نورانی صورت نفیس لباس پہنے آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ حافظ صاحب السلام علیک۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو السلام علیکم فرماتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ حضرت صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جہاز کا یہ حال ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آگ بجھ گئی ہے فکر نہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور حاضری ہو گی کیونکہ حضور ہی کے بلائے ہوئے آپ آئے ہیں۔ اتنی بات کہہ کر جب وہ جانے لگے تو حضرت صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی کیا تعریف ہے؟ اپنی کیفیت وحقیقت سے آگاہ فرمائیں تو انہوں نے فرمایا کہ حافظ صاحب مجھ ہی کو عبدالقادر کہتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور

Marfat.com
Marfat.com

حضور ﷺ کی اجازت سے باہر کے خاص خاص دوستوں اور محبوں کو حضور کی جانب سے مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ کام میرے سپرد ہوا ہے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کریم کا شکریہ ادا کیا اور فرمانے لگے کہ لوگو مبارک ہو آگ بجھ گئی۔ اس وقت شعلوں کا حال بدستور تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ جناب آگ اسی طرح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ بجھ گئی ہے۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ایک دفعہ نہایت سخت دھماکہ ہوا اور معلوم ہوا کہ آگ کے شعلے آسمان کی طرف چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد آگ بالکل بجھ گئی۔ لوگوں کی جان میں جان آئی۔ جو لوگ جہاز میں موجود تھے سب نے اپنے اپنے گھروں میں بذریعہ تار و خطوط اطلاع دی کہ جہاز کا حال خطرناک ہو گیا تھا مگر صاحب کی دعا برکت سے صحیح و سالم کنارہ تک پہنچ گیا۔ سب کے سب حضرت صاحب کے معتقد ہو گئے حتیٰ کہ آپ بخیر و عافیت مقاماتِ مقدسہ زادھما اللہ شرفًا و کرامۃ کے فیوض و برکات سے سرفراز و ممتاز ہو کر واپس تشریف لائے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے روضۂ مبارک پر پہنچ کر یہ کیفیت ہو گئی کہ وہاں سے ایک لمحہ بھی جدائی گوارا نہ ہوتی تھی۔ روزانہ یہی دعا مانگتا کہ الٰہی اب مجھے واپس مت لے جا۔ میں تیرے حبیب کے قدموں میں ہی مرنا پسند کرتا ہوں۔ میری موت مدینہ منورہ میں ہی واقع ہو تاکہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ اٹھوں۔ مسجد مبارک نبی کریم ﷺ میں عشاء کی نماز کے بعد ایک بزرگ نورانی صورت نے حضرت صاحب سے ملاقات کی اور فرمایا کہ حافظ صاحب کیا آپ نے یہ دعا کی تھی کہ میری موت مدینہ منورہ میں واقع ہو۔ حضرت صاحب نے کہا ہاں تو اس بزرگ نے فرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب سے کہہ دو کہ واپس ہند تشریف لے جائیں۔ ابھی ان کے فیض سے بہت سی خلق خدا فیض یاب و مستفیض ہوگی اور ان کی قبر بھی وہیں ہوگی۔ چنانچہ قبر کی جگہ بھی اسی وقت دکھا دی گئی۔ جہاں اب روضہ بن چکا ہے جس میں حضرت صاحب کے بڑے صاحبزادے مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم نے آپ سے پیش دستی کی اور اپنے لیے جائے قرار بنا لی۔ اللھم اغفرلہ پھر حضرت صاحب نے اس بزرگ سے عرض

Marfat.com
Marfat.com

کیا کہ جناب حضور ﷺ نے مجھے کیوں نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی خاص حکمت ہوگی جس کا راز پھر کسی وقت ظاہر ہوگا۔ الحمدللہ کہ وہاں سے واپس آنے پر آج تک لاکھوں خلق خدا مستفید و مستفیض ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔

حاجی محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ موجودہ روضہ میں جب حضرت صاحب نے اپنے لئے جگہ وقف کی تو شہر کے ایک مولوی جس کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں جو ہمیشہ حسد کیا کرتا تھا یہ بات پھیلانی شروع کر دی کہ حافظ صاحب کو کیا غیب کا علم ہے کہ ان کی موت راولپنڈی میں ہوگی اور آیا اسی جگہ دفن کئے جائیں گے۔ حضرت صاحب نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے قبر کی جگہ بتلا دی ہے۔ آپ کا فرمان مبارک کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میری قبر اسی روضہ میں ہو گی۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبر ٹھیک اسی جگہ بنائی گئی ہے جو آپ نے اپنی زندگی میں اپنے لئے وقف کر دی تھی۔ اب مولوی صاحب مذکور اپنے کئے پر پشیمان ہیں اور کہتے ہیں کہ افسوس ہم تمام عمر غفلت میں رہے۔ ہم نے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہچانا۔ غرضیکہ آپ کے اقوال کو اللہ کریم نے سچا کر دکھایا اور آپ کی قدر و منزلت آپ کے وصال کے بعد معلوم ہو رہی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

باب دوم

فیوض و برکات

کشف و کرامات:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بیان کشف و کرامات سے پیشتر بالاختصار واضح کر دیا جائے کہ کشف و کرامات کیا چیز ہیں اور یہ کن لوگوں کو عطا فرمائے جاتے ہیں۔

کشف خاصانِ خدا کی ایک روحانی حالت کا نام ہے جو صدیقین اور مقربین بارگاہ لَم یزلی کا حصہ ہے وہ ایک نور ہے جو نفس کے تمام صفات ذمیمہ سے پاک و صاف ہو جانے پر قلب مومن میں پیدا و ہویدا ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ان حقائق و معارف کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے جن کا پہلے اسے صرف سماعی علم تھا اور غیر واضح طور پر ان کو سمجھتا تھا۔ اس مقام میں ان تمام مشکلات کے عقدے حل ہو جاتے ہیں جن کو وہ اپنے علومِ کسبیہ کی وساطت سے نہیں سمجھ سکتا۔ اسی مقام کا نام معرفت حقیقی ہے اور یہی کشف ہے۔ الغرض مکاشفہ سے مراد یہ ہے کہ لوازم بشریت کا حجاب دور ہو کر حقیقت اصلیہ ایسے واضح طور پر عارف کامل کیلئے کھول دی جاتی ہے کہ وہ انہیں بالکل کھلم کھلا دیکھتا ہے جس میں شک و شبہ کو کسی قسم کا مطلقاً دخل نہیں ہوتا اور یہ مرتبہ بغیر فنافی الرسول ہونے کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ علم خفی ہے جس کے متعلق جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا ہے ان من العلم کھیئات المکنون لایعلمہ الا اھل المعرفۃ باللہ تعالیٰ فاذا انطقوا بہ لم یجھلہ الا اھل الاغترار باللہ تعالیٰ ولاتحقر واعالماً اٰتہ اللہ تعالیٰ علمامنہ فان اللہ تعالیٰ لم یحقرہ اذا اٰتہ العلم۔ یعنی بے شک ایک حصہ علم کا وہ ہے جو بطور

Marfat.com
Marfat.com

اسرار مخفیہ رکھا گیا ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ کے عارف ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب وہ لوگ اس علم کو الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں تو صرف جاہل و مغرور آدمی اس کا انکار کیا کرتے ہیں۔تم ایسے عالم کی تحقیر مت کرو جس کو خداوند کریم نے یہ علم دیا ہو کیونکہ جب خداوند تعالیٰ نے اس کو علم دیا تو اس کو حقیر نہیں رہنے دیا۔

یہی علم تھا کہ حضرت امیر المومنین جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں منبر پر عین خطبہ جمعہ پڑھنے کی حالت میں اپنے سپہ سالار حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو جو ملک شام میں کفار کا مقابلہ کر رہے تھے زور سے پکار کر فرمایا ''یا ساریة الجبل'' چنانچہ ادھر حضرت ساریہ نے بھی آپ کی آواز سنی اور اس پر عمل کیا اور دشمنوں پر فتح پائی۔ چنانچہ جب اس غزوہ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم واپس آئے تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے بعینہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز یا ساریة الجبل کے لفظوں سے سنی اور اس معاملہ کی پورے طور پر تصدیق ہو گئی۔اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن مجید تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک صاحب داخل ہوئے آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ تم فلاں فعل کر کے آئے ہو؟ اس شخص نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کیفیت جو اس شخص کے ساتھ گزری بیان کر کے فرمایا کہ کیا ایسا ہوا ہے یا نہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ہاں ایسا تو ہوا ہے پھر اس شخص نے کہا کہ کیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر وحی نازل ہونے لگی جس سے آپ کو یہ خبر حاصل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں وحی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے مگر آپ نے ارشاد فرمایا ہے: اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے اشیاء کا معائنہ کرتا ہے۔علیٰ ہذا القیاس اس قسم کے بے شمار واقعات خاصان بارگاہ ربانی سے منقول ہیں اور یہی کشف ہے۔ نیز ارشاد ہے: ان اکرمکم عند الله اتقکم یعنی جو زیادہ تر متقی ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ کرامت والا ہے۔تو بحسب متقضائے وقت صلاحیت اولیاء اللہ کو ایسے امور جو انسانی قدرت سے فوق ہوں ان کی قدرت اور تصرف کی اجازت عطا فرمائی جاتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامات:

مافوق العادۃ آثار و کمالات یا خوارق عادات جو کسی ولی اللہ سے صادر ہوں ان کو کرامات کہتے ہیں اور یہ کرامات یا خوارق عادات محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحب کرامت کے متقرب الی اللہ ہونے اور اس اعزاز کا جو بارگاہ رب العلمین میں ولی اللہ کو حاصل ہوتا ہے گویا ان کے اظہار کے لئے ہوتے ہیں۔ خوارق عادات اور کراماتِ اولیاء اللہ مسلمانوں کے نزدیک جائز اور ممکن ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سبب اور مسبب کا تعلق ممکن ہے اور سبب کے بغیر مسبب کا وجود میں آنا عادت الٰہیہ میں جاری ہے۔ سو مسلمانوں کو اپنے اس عقیدہ صحیحہ پر راسخ و مستحکم رہنا چاہئے کیونکہ حق جس کے تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور جس کے تمام مسلمان اہل سنت والجماعت معتقد ہیں یعنی کہ خوارق عادات یا کرامات اولیاء اللہ حق ہیں اور ثابت ہیں کیونکہ صحابہ اور تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں اس امر کو بہ تواتر تسلیم کیا گیا ہے اور جس کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ ثبوت خوارق عادات کو قرون ثلاثہ نے تسلیم کیا چنانچہ آج تک اہل اصول، فقہا، محدثین، متکلمین کا یہی اعتقاد و مذہب ہے اور اسی اعتقاد پر تمام مسلمان آج بھی ثابت وقائم ہیں۔

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ رنگون ملک برہما (برما) تشریف لے گئے۔ خاکسار بھی ہمراہ تھا۔ صوفی عبدالرحمٰن صاحب جو حضور کے اجل و اکمل خلیفہ ہیں اور ان دنوں اِنسن علاقہ رنگون کے ورکشاپ میں فٹر کا کام کرتے تھے کے مکان پر قیام فرماتے۔ ایک رات آپ تہجد کی نماز کے لئے اٹھے تو صوفی صاحب نے وضو کرایا۔ وضو فرمانے کے بعد جب نماز کے لئے تیار ہوئے تو جناب نے فرمایا کہ خدا خیر کرے۔ راولپنڈی میں فساد ہوتا نظر آ رہا ہے۔ چنانچہ چند دن بعد جناب صاحبزادہ صاحب مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط آ گیا جس میں راولپنڈی کے فساد کی خبر درج تھی۔

اسی طرح ایک اور واقعہ کا ذکر ہے کہ آپ ملک برہما (برما) تشریف لے گئے۔ ابھی چند دن قیام فرمایا تھا کہ جناب نے جلد واپس آنے کا ارادہ فرمالیا۔ وہاں کے دوستوں نے زیادہ دن ٹھہرنے کے لئے اصرار کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ دل یہی چاہتا ہے کہ بہت جلد

Marfat.com
Marfat.com

واپس چلے جائیں۔ اس میں خالق کی کوئی حکمت ہوگی۔ چنانچہ جناب نے دوستوں کے اصرار کے باوجود واپسی کا ارادہ کرلیا۔ راولپنڈی شریف پہنچنے کی دیر تھی کہ تمام پنجاب میں فساد برپا ہوگیا۔ متعدد سٹیشن جلا دیئے گئے۔ تاریں توڑ دی گئیں۔ آمد ورفت کا سلسلہ بند ہو گیا اور کچھ مدت تک وہ تباہی رہی۔ کہ الاماں۔

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید پور جو راولپنڈی سے جانب شمال پہاڑ کے دامن میں واقع ہے تشریف لے گئے۔ اس وقت مستری عبداللہ صاحب مرحوم بھی ہمراہ تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ اس پہاڑ کے درہ میں پڑھیں گے۔ اردگرد علاقہ کے تمام دوست جمع ہو گئے۔ جمعہ کے وقت عجیب ہی نظارہ تھا۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اونچی سل پر جو اس وقت قدرتی طور پر منبر کا کام دے رہی تھی کھڑے ہو کر وعظ ایسے دلکش پیرایہ میں فرمایا کہ تمام نمازی زاری کرتے تھے۔ واعظ کے بعد آپ نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ ادا فرمائی۔ چونکہ جگہ ناہموار تھی اس لیے دوست دور دور تک جہاں جہاں ان کو جگہ ہموار ملی اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول تھے۔ اللہ اکبر کی تکبیروں سے پہاڑ گونج اٹھے۔ شام تک تسبیح وتہلیل میں مشغول رہے۔ شام کی نماز بھی وہاں ہی ادا کی گئی۔ رات کو سیف علی پٹواری کے ہاں دعوت تھی۔ جب کھانا سامنے آیا تو آپ نے فرمایا یہ کھانا مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ میزبان تو شرم کے مارے بول نہ سکا۔ البتہ وہاں کا قاضی جو فقرا سے بدظن تھا جھٹ بول اٹھا سبحان اللہ۔ آپ اگر فقیر ہیں تو اس پٹواری کے حق میں دعا کریں کہ خدا اس کو لڑکا عطا فرمائے۔ قاضی صاحب کی بات سن کر جناب کی طبیعت میں کچھ جلالیت آ گئی۔ فرمایا کہ خالق کے نزدیک یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہی ہوگا۔ قاضی صاحب ایسی باتوں کا کہاں اعتبار کرتے تھے۔ کہنے لگے کہ آپ لکھ دیجئے۔ چنانچہ آپ نے لکھ دیا کہ لڑکا ہی ہوگا۔ اس وقت پٹواری کی بیوی کو حمل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مدت حمل گزرنے کے بعد لڑکا ہی عطا فرمایا۔ قاضی صاحب اس واقعہ سے معتقد ہو گئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے۔

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب چورہ شریف بتقریب سعید عرس شریف تشریف لے

Marfat.com
Marfat.com

گئے، جناب کے ہمراہ اور بھی بہت سے دوست تھے۔ جب گاڑی قطبال سٹیشن سے کچھ آگے نکل گئی لائن کی شہتیریاں ٹوٹ گئیں جن کے باعث انجن لائن سے پھسل گیا اور گاڑیوں کا سلسلہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔ سخت زور کا دھماکہ ہوا جس کو سن کر تمام مسافروں کے دل دہل گئے اور حواس باختہ ہو گئے۔ حضرت صاحب و دیگر دوست اس وقت مراقبہ کی حالت میں محو تھے کہ ناگاہ سب کے سب جھٹکا کے باعث گاڑی کے اندر گر پڑے۔ حضرت صاحب یہ حال دیکھ کر سب سے پہلے کھڑکی کی طرف آئے اور منہ باہر نکال کر دیکھا تو عجب سماں تھا کہ اگلی گاڑیاں (بوگیاں) یکے بعد دیگرے ریل کی پٹڑی سے الگ ہو کر ایک نہایت گہری غار میں گر رہی ہیں اور ایک دوسری پر گر کر ریزہ ریزہ اور چورہ چورہ ہو رہی ہیں۔ آپ سب سے پچھلی گاڑی (بوگی) میں سوار تھے۔ ایسی حالت میں کھڑکی سے چھلانگ لگا کر اترنا بھی نہایت مشکل تھا۔ اتنے میں جناب والی گاڑی (بوگی) بھی اس گہرے گڑھے کے دہانہ پر پہنچ گئی۔ قریب تھا کہ وہ ابھی الٹ کر اس میں گر پڑے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آدھا حصہ گاڑی کا اس خندق کے باہر ٹھہر گیا اور آدھا حصہ خندق کے دہانہ پر ہوا میں معلق رہا اور ایک دم گاڑی کھڑی ہو گئی۔ سب سے اول جناب ہی گاڑی سے اترے۔ اس کے بعد باقی دوست نکل آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سب دوستوں کی جانیں بچائیں۔ گرد و نواح کے لوگ اور انگریز بھی جمع ہو گئے اور اس نظارہ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اس آخری گاڑی میں ضرور کوئی اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ ہو گا جس کے طفیل یہ گاڑی صحیح و سالم رہی۔ آپ نے فرمایا ہاں ان سب ذاکروں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم کیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موضع بڑ کی متصل گوجر خاں ایک دوست راجولی درزی کے ہاں قیام تھا۔ رات کو ذکر کے حلقہ اور مجلس سے فارغ ہو کر سوئے ہی تھے کہ رات کے دو بجے کے قریب نیند سے بیدار ہو کر بغیر اس کے کہ کسی کو اطلاع دیں آپ تن تنہا سٹیشن گوجر خاں تشریف لے گئے۔ جب دوستوں نے اٹھ کر موجود نہ پایا تو حیران ہو کر ادھر ادھر تلاش کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں سٹیشن کی طرف سے آ رہا ہوں۔ میں

Marfat.com
Marfat.com

نے راستہ میں اس قسم کی شکل وشباہت کے بزرگ کو جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوست سب سٹیشن پر پہنچے تو دیکھا کہ آپ گاڑی کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ عرض کیا کہ حضرت یہ کیا واقعہ ہے اتنی جلدی واپس تشریف لے جانے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ میرا بہت جلدی واپس جانا ہی اچھا ہے۔ مجھے نہ روکو۔ غرض دوست خاموش ہو گئے۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر پہنچے دیکھا تو جناب مولٰنا مولوی عبدالرحمٰن صاحب بخار میں سخت بیمار ہیں اور بے ہوش پڑے ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے جلدی بے موقع آنے کا باعث یہ ہی تھا۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ مجھے فرمان ہوا کہ مولوی صاحب اس وقت سوہاوہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ جمعہ کے دن وہاں جاؤں گا۔ فرمایا نہیں جس طرح کہا جاتا ہے عمل کرو۔ چنانچہ حسب ارشاد اسی وقت گاڑی پر سوار ہو کر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کے گھر پہنچا۔ دیکھا تو ان کی والدہ درد سر سے سخت تکلیف میں ہے۔ میں نے السلام علیکم کے بعد کہا کہ مائی جی اٹھو۔ مجھے حضرت صاحب نے بھیجا ہے ایک تو یہ کہ وہ درد کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتی تھی لیکن حضرت صاحب کا نام سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کلام الٰہی پڑھ کر دم کیا۔ جوں جوں دم کرتا جاتا تھا درد سے آرام آتا گیا حتیٰ کہ بالکل تندرست ہو گئی۔ اور بہت بہت دعائیں دیں۔ غرضیکہ آپ کے جلدی بھیجنے میں یہی مصلحت تھی۔

مولوی صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا جناب صاحبزادہ حضرت مولٰنا مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ نے موضع چوہڑ کی طرف سیر کا ارادہ کیا۔ ایک دوست اتفاقاً اسی وقت موٹر کار لے کر آ گیا اور اس نے عرض کیا کہ اس کار پر تشریف لے چلیں۔ مولٰنا صاحب مجھے بھی ہمراہ لے کر کار پر سوار ہو گئے۔ چلتے چلتے جب کار ریل کے پل پر سے گزری تو اتفاقاً وہ کار خراب ہو گئی اور رفتار کے قابل نہ رہی۔ ہم کار سے اتر پڑے حیران تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دوست جلال دین تانگہ دوڑائے آ رہا ہے۔ جلال دین سے دریافت کیا

Marfat.com
Marfat.com

کہ کس طرف جا رہے ہو؟ اس نے عرض کیا آپ کی روانگی کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا کہ جلال دین ٹانگہ لے کر مولوی صاحب کے پیچھے جاؤ۔ یہ سیدھی سڑک چھوڑ کر ریل کے پل کی طرف جانا موٹر کار ٹھیک نہیں تھی۔ مولوی صاحب کو پیدل چلنے میں تکلیف ہو گی۔ حضور عالیٰ کے فرمان کے بموجب میں ٹانگہ دوڑاتا ہوا آیا ہوں۔ باقی کا سفر چنانچہ ہم نے ٹانگہ پر ہی کیا۔ حافظ دین محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی اس وقت ہمراہ تھا۔

مولوی صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب نے فرمایا تو نے پہلے بیعت کی ہوئی ہے۔ دوبارہ بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے کہا کہ یا حضرت میں نے کسی جگہ بھی بیعت نہیں کی۔ حضرت صاحب نے غصہ آمیز لہجہ سے فرمایا کہ تو غلط کہتا ہے تو سید حیدر شاہ صاحب جلالپوری کا مرید ہے۔ تم ان سے کیوں بدعقیدہ ہو گئے ہو۔ جاؤ وہاں ہی جا کر توبہ کرو۔ غرضیکہ آپ نے اسے بیعت نہ کیا اور مجلس سے نکال دیا۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ شخص کہاں بیعت ہے کہ ناگاہ میرے سامنے شاہ صاحب کی روح مبارک حاضر ہوئی۔ فرمایا کہ حافظ صاحب اس شخص کو میں نے مردود کر دیا ہے۔ یہ بہت بے ادب اور گستاخ اور بدعقیدہ ہے۔ آپ اس کو ہرگز قبول نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ بے ادبی اور بداعتقادی سے بچائے۔

مولوی صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا۔ ملاقات کے بعد حضور عالیٰ نے فرمایا کہ آج سید حیدر شاہ صاحب جلالپوری کا انتقال ہو گیا ہے اور شاہ صاحب نے جاتے وقت فقیر کو فرمایا ہے کہ حافظ صاحب ہم اب جاتے ہیں آپ ابھی ہمارے بعد کچھ مدت رہو گے اور جاتی دفعہ ایک ٹوپی بھی عنایت کی اور چند مفید باتیں بھی فرمائیں جن کا اظہار مناسب نہیں چنانچہ اس روحانی رابطہ کی وجہ سے شاہ صاحب کے چند ایک خاص دوست حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صاحب کمال ہو کر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے جن میں سے ایک سید حاکم شاہ صاحب ساکن وڑائچانوالہ ضلع گجرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی توجہ سے بہت

Marfat.com
Marfat.com

مخلوق فیض یاب ہو رہی ہے۔ جناب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی ان کی حالت دگرگوں ہوگئی اور باطن میں تڑپ اور سوز اور درد کے آثار ظاہر ہوگئے۔ اسی طرح جب میاں صاحب ساکن کھڑی متصل جہلم مصنف سیف الملوک اور قاضی صاحب ساکن آئی اعوان شریف والوں کا انتقال ہوا تو ہر دو موقعہ پر حضرت صاحب نے دوستوں کو ان صاحبان کے وصال کی اطلاع دے دی تھی کہ یہ صاحبان بھی جاتی دفعہ ملاقات کر گئے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا کہ کاغان کے علاقہ کا رہنے والا ایک دوست غلام علی نام جو بکریاں چرایا کرتا تھا ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ ملاقات کے بعد حضور نے اسے فرمایا کہ تمہارا ملک سنا ہے بہت اچھا ہے۔ آپ کے ملک کی سیر کو دل بہت چاہتا ہے۔ کبھی ہمیں بھی وہاں لے چلو۔ وہ دوست نہایت خوش ہوا اور عرض کیا کہ حضور کی نہایت ہی شفقت اور عنایت ہوگی ضرور تشریف لے چلیں۔ حضور نے فرمایا کہ بھائی ہم ضعیف اور کمزور ہوگئے ہیں موٹر یا ٹانگہ کے بغیر سفر نہیں کر سکتے۔ کس طرح لے جاؤ گے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت جہاں تک ٹانگہ وغیرہ جاتا ہے وہاں تک لے جائیں گے۔ اس سے آگے اپنے کندھوں پر اٹھا کر حضور کو لے چلیں گے۔ انشاء اللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ حضور نے فرمایا تمہاری محبت ظاہر ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو زیادہ زیادہ محبت بخشے۔ ہم آپ کے ملک کو کشفی حالت میں کئی مرتبہ دیکھ چکے ہیں۔ اس ضعیفی میں وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ بھلا سنو وہاں فلاں جگہ دریا بہہ رہا ہے۔ اس کے کنارے کنارے خوب عمدہ سڑک جاتی ہے۔ سڑک پر فلاں جگہ ایک بڑا درخت ہے جس کے نیچے بہت سی بکریوں کے ریوڑ دوپہر کے وقت جمع ہو جاتے ہیں۔ فلاں مقام پر آپ کا گاؤں ہے۔ آپ نے جب تمام حالات بیان کئے تو وہ تمام کیفیت سن کر حیران ہوا اور آپ کے اس کشف کے باعث ان کے اعتقاد و محبت میں بہت اضافہ ہو گیا۔

مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا عرض کیا کہ گھر سے آئے دو تین دن ہو گئے ہیں اجازت فرما دیں تو گھر چلا جاؤں۔ حضور

Marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا کہ آج نہ جاؤ۔ میں خاموش ہو گیا کچھ دیر کے بعد میں نے دوبارہ عرض کیا جس پر حضور نے فرمایا کہ دل نہیں چاہتا کہ آج آپ جائیں مگر آپ کی مرضی۔ میں جب سٹیشن پر پہنچا تو پیچھے سے حضور نے ایک دوست کو روانہ کیا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ واپس آ جاؤ آج گھر نہ جاؤ چنانچہ میں واپس حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ دوسرے دن حضور نے خود ہی اجازت فرمائی۔ جب گھر آیا تو معلوم ہوا کہ کل میرا ایک بھائی گھر آیا ہوا تھا اور بہت بے ہودہ بکواس کر کے چلا گیا۔ میرے اس روز گھر نہ آنے کے باعث فتنہ وفساد رک گیا ورنہ ممکن تھا میں بھی گھر ہوتا تو فی مابین زیادہ فساد کی نوبت پہنچ جاتی اور بہت نقصان ہوتا۔ حضور کے فرمان کے بموجب کتنی بلا ٹل گئی۔

نیز مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور بہت سے دوست حضرت صاحب کی مجلس میں حاضر تھے۔ تہجد کا وقت تھا حضور نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مستری عبداللہ صاحب دوستوں کے لئے پلاؤ پکا رہے ہیں۔ صبح دوستوں کو یہ ہی کھلائیں گے۔ مستری عبداللہ صاحب کوٹلی مچھراواں ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے حضرت صاحب کے نہایت ہی مخلص اور مقرب اور متواضع اور خدمتی دوست تھے اور قلعہ کے ورکشاپ میں کام کرتے تھے۔ ان دنوں موضع مریڑ حسن میں رہا کرتے تھے۔ غرض ابھی اشراق کا وقت نہیں ہونے پایا تھا کہ مستری صاحب پلاؤ کا تھال رومال سے ڈھانپے ہوئے حضرت صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گئے۔ حضور نے فرمایا کہ مستری صاحب اتنی جلدی یہ پلاؤ کیسے پکا کر لے آئے۔ مستری صاحب نے عرض کیا کہ رات کو خواب میں دیکھا کہ میں نے پلاؤ پکا کر حضور کی خدمت میں اسی طرح حاضر کیا ہے۔ نیند سے بیدار ہو کر اسی وقت پلاؤ پکانے کا تردد کیا اور صبح سے پہلے پہلے پلاؤ تیار کر لیا۔ خواب سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت صاحب نے مجھے پلاؤ پکانے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم سب دوستوں نے خوب کھایا۔ اللہ تعالیٰ مستری صاحب مرحوم کو بخشے۔ آمین

مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں خدمت عالیہ میں راولپنڈی شریف حاضر تھا اور بھی چند دوست موجود تھے۔ دوستوں کے خطوط کے جواب آپ لکھوا رہے تھے

Marfat.com
Marfat.com

کہ اسی اثنا میں آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا اور زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ اوہو آگ لگ گئی آگ لگ گئی پھر کچھ دیر آپ خاموش رہے پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ کے چہرے کا رنگ بدستور ہو گیا۔ ہم سب حیران ہو گئے کہ کہاں آگ لگ گئی۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد شہر کے دوستوں میں سے ایک دوست حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کیا کہ فلاں محلہ میں فلاں دوست کے گھر میں آگ لگ گئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور آگ جلدی بجھا دی گئی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب موضع ڈاباں علاقہ شیخوپورہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں مولوی احمد دین صاحب مرحوم نہایت ہی مخلص اور فدائی دوست تھے۔ ان کے مکان پر قیام تھا۔ اس وقت جناب کے ہمراہ خاکسار اور دوسرے بہت سے یار تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کا کھانا تناول فرما کر جناب نے قیلولہ فرمانے کا ارادہ کیا اور دوسرے دوستوں کو بھی آرام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اکثر دوست وہیں ادھر ادھر سو رہے مگر صوفی میراں بخش و حاجی نظام دین مرحوم اور مولوی امیر علی نے آپس میں صلاح کی کہ آؤ ہم نہر پر چلیں جو وہاں سے قریب ہی بہتی ہے۔ وہاں درختوں کے سایہ تلے آرام کریں گے۔ جب وہ تینوں دوست نہر پر پہنچے تو کپڑے اتار کر انہیں دھونے میں مشغول ہو گئے اور ساتھ ہی ایک دوسرے کو ہنسی ٹھٹھہ کرنے لگے اور بے ہودہ باتوں میں مصروف ہوئے۔ اسی اثنا میں حاجی نظام دین صاحب مرحوم جو نہایت ہی ذاکر اور فرشتہ سیرت دوست تھے واویلا کرنے اور رونے لگے اور دوسرے دوستوں سے کہنے لگے چلو چلیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ہم پر ناراض ہو رہے ہیں۔ غضب الٰہی نازل ہونے والا ہے۔ حاجی صاحب نے فوراً کپڑے پہن لیے اور دوسرے دوستوں نے بھی ویسے ہی کپڑے لپیٹ لیے اور جناب کی خدمت میں گاؤں کیطرف روانہ ہوئے۔ حاجی صاحب تمام راستہ میں ڈرتے اور کانپتے ہوئے آئے۔ تینوں دوست جناب کی خدمت میں سلام عرض کر کے خاموش بیٹھ گئے۔ جناب نے تینوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ صرف پیٹ بھرنے کے لئے اللہ والوں کے ساتھ پھرتے ہو باہر جا کر بے ہودہ کاموں میں مشغول

Marfat.com
Marfat.com

ہو کر ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اگر تمہارا یہی حال ہے تو تمہیں ہمارے ساتھ رہنے کا کیا فائدہ۔ غرض جناب نے ان تینوں کو بہت ڈانٹا۔ مولوی امیر علی بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں خیال گزرا کہ شاید حاجی صاحب یا صوفی صاحب نے یا کسی اور دوست نے شکایت کی ہوگی۔ یہ خیال دل میں گزرا ہی تھا کہ جناب نے فرمایا امیر علی مجھے کسی نے نہیں بتایا۔ اللہ کریم اپنے بندوں پر تمام جہان کے حالات ظاہر کر دیتا ہے اور وہ ذرہ بھر پوشیدہ نہیں رہتا۔ ہم سب نے توبہ کی اور معافی مانگی۔ جناب نے معاف تو کر دیا لیکن ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تاکہ اس غفلت کا تدارک ہو جائے۔ امیر علی کو فرمایا کہ تم تمام رات ذکر کرتے رہو اور دوستوں کو بھی ذکر میں مشغول رکھو۔ حاجی صاحب کو فرمایا کہ تم باہر سڑک پر وعظ کرو اور صوفی صاحب کو فرمایا کہ تم پنکھا ہلاتے رہو اور اس طرح جناب نے ان کی اس غفلت کی تلافی فرمائی۔

بابو کریم دین صاحب مرحوم جن کی بیعت کو تو جناب خواجہ خواجگان خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی لیکن تربیت اور تعلیم و تکمیل جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور برکت سے ہوئی تھی وہ محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ دوران قیام لالہ موسیٰ سٹیشن ایک دفعہ ان کے پاس ایک شخص عربی لباس پہنے صوفیوں کی سی وضع قطع بنائے آیا۔ بابو صاحب نے ان کو نیک آدمی سمجھ کر بہت خدمت و تواضع کی۔ اس نے بابو صاحب سے اس رنگ ڈھنگ کی باتیں کیں اور کشف و کرامات بیان کیے کہ بابو صاحب اس کے دام تزویر میں آ کر اس کے معتقد ہو گئے۔ جب بابو صاحب نوکری سے فارغ ہو کر گھر آتے تو عرب صاحب بابو صاحب کو قبرستان میں ہمراہ لے جاتے اور وہاں جا کر کہتے کہ اس قبر والے کا یہ حال ہے۔ اس قبر والے کی ایسی حالت ہے۔ غرض ایسے ایسے داؤ پیچ کھیلے کہ بابو صاحب اس سے مسخر ہو گئے اور جناب حضرت صاحب کی طرف سے اعتقاد و محبت کم ہونے لگی بلکہ جب کبھی حضرت صاحب کا ذکر آتا تو وہ مکار عربی یوں کہتا کہ حضرت صاحب ہیں تو نیک آدمی مگر ابھی جس منزل اور مرتبہ پر میں ہوں وہ نہیں پہنچے۔ لالہ موسیٰ کے بعض دوستوں نے جب یہ حال دیکھا تو انہوں نے بابو صاحب کو بہت نصیحت کی کہ یہ کوئی مکار اور فریبی آدمی معلوم

Marfat.com
Marfat.com

ہوتا ہے۔ اس کو نکال دینا چاہئے مگر بابو صاحب کسی کا کہا نہ مانتے تھے بلکہ الٹے دوستوں کو کہتے تھے کہ یہ شخص بہت ہی اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے۔ اس معاملہ کے متعلق دوستوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں بذریعہ نیاز نامہ عرض کیا اور جو کچھ واقعات ظاہر ہوتے تھے سب تحریر کر کے التجا کی کہ جناب اس کے متعلق اپنی فراست باطنی سے معلوم کر کے ارشاد فرمائیں کہ یہ شخص کیسا ہے اور کیا کچھ اس کی حالت ہے۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں عرض داشت پہنچی اور جناب نے ملاحظہ فرمایا تو اس کے جواب میں آپ نے بابو صاحب کی طرف لکھا کہ جہاں تک اس عرب کے متعلق فقیر نے اپنی کشفی نظر میں دیکھا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص طریقت والوں میں سے نہیں ہے۔ درویشی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کی باتوں پر نہ جائیں جو کچھ بیان کرتا ہے سب جھوٹ ہے۔ جب بابو صاحب کے پاس جناب کا نوازش نامہ صادر ہوا اور بابو صاحب نے پڑھا تو پھر بھی بابو صاحب کے اعتقاد میں جو عرب صاحب کے حق میں راسخ ہو چکا تھا کچھ فرق نہ آیا۔ دوستوں نے پھر سمجھایا کہ جو کچھ جناب حضرت صاحب نے فرمایا ہے درست ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہئے مگر بابو صاحب فرماتے ممکن ہے کہ حضرت صاحب کے کشف میں غلطی واقع ہوگئی ہو۔ دوستوں نے پھر حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ بابو صاحب نہیں مانتے۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ بابو صاحب کو کچھ نہ کہو۔ تھوڑے دنوں میں ہی بابو صاحب کو خود پتہ لگ جائے گا کہ یہ شخص جھوٹا ہے یا سچا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد اس نے بابو صاحب سے کہا کہ اب میں واپس مدینہ شریف اپنے گھر جانا چاہتا ہوں۔ میرا پتہ مدینہ شریف کا یہ ہے۔ اگر آپ نے یا آپ کے کسی دوست نے آنا ہو تو اس پتہ پر آجائے یا خط لکھنا ہو تو اس پتہ پر لکھیں مگر میرے پاس کرایہ نہیں ہے آپ مجھے قرض حسنہ کے طور پر کرایہ کے لئے روپے دے دیں۔ گھر پہنچ کر بذریعہ منی آرڈر آپ کو روانہ کر دوں گا۔ بابو صاحب نے بڑی خوشی سے روپیہ کرایہ کے لئے دے دیا اور پتہ لکھ لیا۔ جب روانہ ہونے لگا تو بابو صاحب کو کہا کہ آپ مجھے چند برتن اپنے وطن کے خرید دیں ان کو میں سوغات کے طور پر اپنے وطن لے جاؤں گا اور ان کی قیمت بھی آپ کو روانہ کر

Marfat.com
Marfat.com

دوں گا۔ غرض اسی طرح بہت سا مال اور اسباب بابو صاحب سے لے کر گاڑی پر سوار ہو گیا۔ کچھ دنوں تک تو بابو صاحب منتظر رہے کہ آج خط آتا ہے۔ اب منی آرڈر آتا ہے مگر جب بہت عرصہ گزرنے پر بھی کسی قسم کا پتہ نہ لگا تو بابو صاحب نے حاجیوں کی معرفت سے اس شخص کا پتہ دریافت کیا لیکن معلوم ہوا کہ اس نام کا کوئی شخص مدینہ منورہ میں نہیں رہتا بلکہ پتہ بھی نامکمل ہے۔ اب تو بابو صاحب بہت پچھتائے اور اپنے کیے پر بہت نادم وشرمندہ ہوئے۔ جناب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور اقرار کیا کہ آئندہ ایسے لوگوں سے احتیاط رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لٹیروں سے بچائے۔ آمین

ایک دفعہ بابو کرم دین صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جب میں جناب حضرت صاحب کی وساطت اور وسیلہ سے جناب خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر توبہ وانابت اور بیعت سے مشرف ہوا اور جناب خواجہ علیہ الرحمہ نے مجھے جناب حضرت صاحب کی خدمت اور مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرمائی۔ ان دنوں راولپنڈی سٹیشن کے متصل موضع مریڑ حسن کے پاس ایک بروری سائیڈنگ سٹیشن تھا میں وہاں ملازم تھا۔ جناب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو پنجاب کی طرف تشریف لے گئے۔ چند دنوں کے بعد میں نے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ حضور بڑی خوشی سے سٹیشن پر تشریف لائے۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد میں نے عرض کیا کہ جناب باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کی طرف سے واپس مراجعت فرمائیں۔ مجھے بھی اطلاع فرمائیں تاکہ زیارت سے مستفید ہوسکوں۔ جناب حضرت صاحب نے فرمایا بابو صاحب جیسے آپ کے پاس تار ہے اس سے بہتر ہمارے پاس بھی تار ہے۔ جب باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں گے تو آپ کو خبر ہو جائے گی۔ اطمینان رکھیں۔ چنانچہ جس رات کو جناب باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی تشریف لائے اسی رات خواب میں مجھے بتلایا گیا کہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فلاں وقت فلاں گاڑی پر تشریف فرما ہوں گے۔ چنانچہ ٹھیک اسی گاڑی پر جیسے کہ خواب میں دیکھا تھا باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میں زیارت سے مشرف ہوا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں ابتدا حال میں ایک دفعہ میں جناب حضرت

Marfat.com
Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ جناب اس وقت عیدگاہ میں عالم تحیر و تفکر میں محو و مستغرق تھے۔ جب جناب کو اس حالت سے افاقہ ہوا تو جناب نے عالم معرفت کے متعلق گفتگو شروع کی۔ اثنائے تقریر میں جناب نے فرمایا کہ یہ عیدگاہ کسی دن گلزار بن جائے گی اور خدا کی مخلوق گروہا گروہ یہاں آ کر فیض و برکت حاصل کرے گی۔ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج عیدگاہ کی وہی حالت ہے کہ رشک جنت بنی ہوئی ہے اور بالکل اس شعر کی مصداق ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

مولوی صاحب مذکور بیان فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ میں محو تفکر تھے کہ اتنے میں ایک شخص جناب کی خدمت میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی ظاہر شکل و شباہت مولویانہ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص صاحب علم ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے عرض کیا کہ مجھے خاندان عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کا شوق ہے۔ جناب میرے حال پر توجہ فرمائیں اور مجھے داخل طریقت فرمائیں۔ جناب نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ اس نے اصرار کیا۔ جناب کے بڑے صاحبزادہ جناب مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب قدس سرہ بھی اس وقت خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ ہم دونوں نے اس کے لئے سفارش کی۔ جناب نے ہماری سفارش قبول فرما کر اس کو بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ جب اس نے بیعت کے لئے ہاتھ باہر نکالا تو جناب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ کیا تو نے پہلے قادیان میں بیعت کی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ جناب نے فرمایا جب تک تمہارا دل قادیان کی کدورت سے صاف نہ ہوگا اور ادھر کا عقیدہ نہ چھوڑو گے تم داخل طریقت نہیں ہو سکتے۔ غرض جناب نے اس کو بیعت نہ کیا ایسے ہی رخصت کر دیا۔ جناب نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایسے آدمیوں کی سفارش نہیں کرنی چاہیے۔ ایسے لوگ مفسد اور فتنہ پرداز ہوتے ہیں۔ دوسرے دوستوں کو بھی خراب کرتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب حکیم حامد علی صاحب مرحوم جو علم طلب میں کمال دستگاہ رکھتے تھے اور فقراء کی محبت و اعتقاد ان کے رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی میرے ہمراہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ حکیم صاحب فرمانے لگے کہ اگر فلاں فلاں آرزو میری جناب کی توجہ و برکت سے پوری ہوگئی تو میں مانوں گا کہ جناب اللہ تعالیٰ کے مقبول ولی ہیں۔ جب جناب کی زیارت و قدم بوسی سے مشرف ہوئے تو جناب نے پیشتر اس کے کہ حکیم صاحب عرض کریں فرمایا کہ حکیم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ اطمینان اور تسلی رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔ حکیم صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ اس دن کے بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور جناب کی توجہ و برکت سے ہر معاملہ میں کامیاب اور فائز المرام ہوتا رہا۔ آج کل ان کے قائم مقام حکیم صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی حکیم خادم علی صاحب بہمہ صفت موصوف ہیں۔ انسانی صورت فرشتہ سیرت مجسم مکارم اخلاق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت کرے۔ جناب کے اعلیٰ واجل خلیفہ ہیں نہایت ہی معتقد اور مخلص ہیں۔

مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سیالکوٹ کے متصل موضع بھڑتھ بھی آپ تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں چند دوست تھے۔ لوگوں نے ذکر کے حلقہ کو دیکھ کر بہت مخالفت کی اور دنگہ وفساد پر آمادہ ہو گئے۔ حضور کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ذاکر آدمی جس گاؤں میں جاتا ہے یا وہاں سے گزر جاتا ہے۔ وہاں کچھ نہ کچھ برکت چھوڑ جاتا ہے چونکہ یہاں ذکر کا حلقہ ہو چکا ہے لہٰذا ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس گاؤں کے گھر گھر گلی کوچہ میں کلمہ و ذکر کی آوازیں آئیں گی۔ چنانچہ آج کل اس گاؤں کا یہ حال ہے کہ تمام گاؤں کے زن و مرد داخل طریقت ہو کر حلقہ غلامی میں آ گئے ہیں اور ہر گھر سے ذکر و کلمہ کی آوازیں آتی ہیں اور جب کبھی حضور سیالکوٹ تشریف لے جاتے تو وہاں کے لوگ حضور کی پالکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے۔

مولوی صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور و امرتسر

Marfat.com
Marfat.com

کی طرف دوستوں کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ میں اور سائیں کریم بخش مرحوم جو سچے عاشقوں میں سے تھے ہمراہ تھے۔ سفر سے واپسی پر جب وزیر آباد سٹیشن کے نزدیک پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اتر کر مستری میراں بخش صاحب کو دیکھنا۔ معلوم ہوتا ہے وہ راولپنڈی سے واپس آرہے ہیں۔ جب وزیر آباد کا سٹیشن آیا تو اتر کر دیکھا تو مستری میراں بخش صاحب پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ مستری صاحب جناب کے سابقین مخلص دوستوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔

حافظ دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں رسالپور پلٹن میں امام تھا چند روز کی رخصت پر گھر آیا ہوا تھا۔ جب پھر جانے کا ارادہ کیا تو میری اہلیہ بھی میرے ساتھ جانے کو تیار ہوگئی اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رخصت ہونے کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ تم اپنی اہلیہ کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ اس کو گھر میں رہنے دو۔ اپنی والدہ کے پاس رہنے سے اسے سہولت و آرام رہے گا۔ میں نے بھی اپنی بیوی کو سمجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی اور ساتھ ہی جانے کی ضد کی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ میری بیوی ساتھ ہی جانا چاہتی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا لے جاؤ۔ فقیر کا خیال تھا کہ تکلیف سے بچ جائے مگر تقدیر یونہی ہے۔ تکلیف اٹھائے گی۔ جب میں اپنی اہلیہ کو لے کر رسالپور پہنچا تو جاتے ہی سخت بیمار ہوگئی اور اس سے ایک لڑکی ہوئی جو مرگئی۔ بیماری کی وجہ سے مجھے بھی تکلیف ہوئی لیکن میری بیوی کو تو بہت ہی تکلیف اٹھانی پڑی۔

حافظ صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک حکیم صاحب جو ضلع ہزارہ کے رہنے والے تھے جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھوڑی دیر خدمت میں حاضر رہ کر چلے گئے۔ اس کے جانے کے بعد جناب نے دریافت فرمایا کہ یہ حکیم صاحب کس مشرب کے آدمی تھے۔ مولوی فضل احمد صاحب بھی موجود تھے۔ جھٹ بول اٹھے کہ نیک آدمی معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص مہوسی ہے اور کیمیا گری کی ہوس اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرچکی ہے۔ میں چونکہ حقیقت حال سے واقف تھا۔ میں نے عرض کیا' حضور نے درست فرمایا ہے واقعی یہ شخص اسی طریق کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسے

Marfat.com
Marfat.com

اشخاص کی مجلس سے پرہیز کرنا چاہیے یہ لوگ کسی اور نظر سے حاضر ہوتے ہیں۔ ناحق عمر اور مال و دولت کو ضائع کرتے ہیں اگر اتنی کوشش خدا کی طرف آنے کی کریں تو باکمال ہو جائیں۔

حافظ صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حافظ محمد زمان صاحب نوشہرہ چھاؤنی سے تشریف لائے اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ملاقات کے بعد بہت جلد رخصت کر دیا اور فرمایا کہ سیدھے گھر چلے جاؤ راستہ میں میرے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ میں نے اصرار کیا کہ آج کی رات آپ میرے ہاں قیام فرمائیں صبح کو گھر چلے جانا۔ چنانچہ میرے اصرار پر وہ راضی ہو گئے اور ایک رات رہ کر گھر چلے گئے۔ صبح ان کو رخصت کر کے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حافظ صاحب کو آج کی رات میں نے اپنے پاس رکھا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے حافظ صاحب کو سیدھے گھر جانے کی نسبت کہا تھا تو آپ کے پاس کیوں ٹھہرے۔ میں خاموش ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد حافظ صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا ان سے دریافت کیا کہ گھر میں خیر تو تھی۔ حافظ صاحب نے بیان کیا کہ گھر پہنچ کر دیکھا تو میرا مکان بوجہ بارش گر گیا تھا اور میرے اہل و عیال سب حیران و پریشان باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب کے جلدی رخصت کرنے میں دراصل یہی حکمت تھی کہ گھر والے تکلیف میں ہیں راستہ میں ٹھہرنا مناسب نہیں۔

سید راجن شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی فتح علی شاہ کو بیعت کرانے کے لئے جناب کی خدمت میں اپنے ساتھ لایا۔ سلام اور آداب کے بعد جناب نے حال دریافت فرمایا اور حاضرینِ مجلس میں سے ایک دوست کی طرف مخاطب ہوئے اور اس کو کسی دنیاوی کام کے متعلق صلاح و مشورہ دینے لگے۔ اثناء گفتگو میں میرے بھائی فتح علی شاہ کی طرف توجہ کر کے فرمایا کہ صاحب جب شیطان دل میں وسوسہ ڈالے اور کہے کہ یہ دنیا دار ہیں یہ ولی اللہ نہیں ہیں۔ اس آدمی کو لاحول پڑھنا چاہئے اور اپنے بائیں طرف تین دفعہ تھوکنا چاہئے۔ اتنا فرما کر آپ نے پھر اسی دوست کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ اس کے بعد جناب دولت خانہ کے اندر تشریف لے گئے اور ہم کو فرمایا کہ جاؤ بازار کی سیر کر آؤ۔ جب

Marfat.com
Marfat.com

ہم باہر سیر کو نکلے تو میں نے اپنے بھائی سے پوچھا کہ دوران گفتگو میں تمہاری طرف مخاطب ہو کر یہ فرمانے کا کیا سبب ہے۔ اس نے بیان کیا کہ جس وقت جناب اپنے دوست کو دنیاوی امور کا مشورہ دے رہے تھے اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ جناب میں دنیاوی عقل بہت ہے اور بہت ہی دانا ہیں اور فقیری والی کوئی بات نہیں۔ میں ان سے بیعت نہیں کروں گا۔ میرے دل میں یہ خطرہ گزرا ہی تھا کہ جناب نے جھٹ مجھے آگاہ کر دیا للہذا ب میں بیعت ضرور کروں گا چنانچہ شام کے بعد میرا بھائی حلقہ ارادت و بیعت میں داخل ہو گیا۔

حافظ دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جناب سے بیعت ہونے کے چند دن بعد مجھے اپنے گاؤں سے شہر راولپنڈی میں آنے کا اتفاق ہوا۔ بازار سے چند اشیاء خرید کر واپس چلا گیا اور جناب کی زیارت و قدم بوسی کے لئے حاضر نہ ہوا کیونکہ میں اس وقت ابھی آداب طریقت سے ناواقف تھا۔ چند دنوں کے بعد پھر مجھے راولپنڈی آنے کا اتفاق ہوا۔ جب قدم بوسی کے لئے جناب کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب نے فرمایا کہ پچھلی دفعہ تم شہر میں آئے تھے تو بغیر ملاقات چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں جناب آیا تھا اور بغیر ملاقات کے چلا گیا تھا۔ جناب نے نصیحت فرمائی کہ آئندہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آداب طریقت کے خاف ہے۔ مرید کو لازم ہے کہ جب اپنے پیر کے شہر میں آئے تو پہلے اپنے پیر کی زیارت و ملاقات کرے پھر کوئی اور کام کرے۔

ایک دفعہ ایک شخص فقیرانہ لباس میں عیدگاہ آیا جو کہ ظاہراً عبادت گزار معلوم ہوتا تھا۔ ایک ماہ تک وہ عیدگاہ رہا اور لنگر سے روٹی کھاتا رہا۔ رخصت کے وقت وہ جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں کیمیا گر ہوں۔ چاندی سونا اچھی طرح بنانا جانتا ہوں۔ جناب کی خدمت میں اکثر زیادہ درویش رہتے ہیں' خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ میں آپ کو ایک بوٹی بتاتا ہوں جس سے سونا و چاندی بن جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان درویشوں کا رازق خدا ہے ہم نہیں ہیں۔ جس نے پیدا کیا ہے وہ خود روزی پہنچا دیتا ہے۔ ہمیں کیمیا گری کی ضرورت نہیں۔ اس نے پھر کچھ اصرار کیا آپ نے ایک طمانچہ اس کے

Marfat.com
Marfat.com

منہ پر مارا اور فرمایا کہ میں ایک شیطان سے پیچھا نہیں چھڑا سکا ایک اور شیطان پیچھے آپڑا ہے۔ جاؤ نکل جاؤ۔ خبردار آئندہ کسی درویش کے ساتھ دھوکہ نہ کرنا ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

میاں فقیر محمد صاحب ساکن چوہڑ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ہمارے گاؤں میں رونق افروز تھے۔ چاشت کی نماز سے فارغ ہو کر آپ صحن مسجد میں اپنے وظائف میں مشغول تھے کہ اتنے میں کوہاٹ کی طرف سے راولپنڈی کو جاتی ہوئی گاڑی پر نظر پڑی۔ جناب نے فرمایا میاں صاحب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس گاڑی پر جناب بابا جی صاحب چورہ شریف سے تشریف لا رہے ہیں جلدی چلنا چاہئے تا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ جلدی کے باعث ٹانگہ تو مل نہ سکا گھوڑی پر ہی سوار ہو کر سٹیشن کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں بھی اور چند اور دوست بھی ہمراہ ہو گئے۔ گاڑی بھی سٹیشن پر پہنچ گئی۔ سب مسافر گزر گئے لیکن حضرت بابا جی صاحب نظر نہ آئے۔ آپ نے فرمایا ممکن ہے پلیٹ فارم پر ہی ہمارا انتظار فرما رہے ہوں۔ چلو اندر چلیں۔ جب پلیٹ فارم پر پہنچے تو دیکھا کہ آپ پیپل کے درخت کے نیچے آرام فرما ہیں اور ہمارے انتظار میں ہیں۔ دوڑ کر قدم بوسی کی۔ خیر و عافیت کے بعد حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ جناب نے بہت کرم فرمائی کی ہے۔ غلاموں کو اطلاع دینی تھی۔ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا موقعہ نہ ملا۔ یونہی آنے کا اتفاق ہو گیا لیکن حافظ جی آپ کو کس نے خبر دی کہ ہم آ رہے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ قبلہ۔ اللہ تعالیٰ نے۔ یہ سن کر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور جناب کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کے ہمراہ شہر تشریف لے آئے۔

صوفی رحیم بخش صاحب نعت خواں جھنگ کا باشندہ حضور کا غلام بیان کرتا ہے کہ جھنگ سے پانچ چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں میں مولوی محمد اسماعیل صاحب رہتے ہیں جو اس علاقہ میں بہت بڑے عالم اور قاضی ہیں۔ ان کے خاندان میں ہمیشہ عالم صوفی مشرب اور ولی ہوتے آئے ہیں۔ ان کے والد مولوی فتح محمد صاحب اپنے وقت کے مشہور لوگوں میں سے تھے اور خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی کے خلیفہ تھے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جب جھنگ تشریف لاتے تو ہمارے محلّہ کی مسجد میں قیام فرماتے اور ہمارے حلقہ ذکر

Marfat.com
Marfat.com

وختم وغیرہ میں شامل ہوتے اور بہت خوش ہوتے۔ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب تشریف لائیں مجھے بھی اطلاع کرنا تاکہ میں بھی زیارت کرسکوں۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت صاحب جھنگ تشریف لے گئے۔ ہم نے مولوی صاحب مذکور کو بھی اطلاع دے دی۔ مولوی صاحب موصوف گاؤں سے رات کو ایسے وقت حاضر ہوئے کہ ملاقات کا موقعہ نہ تھا۔ صبح کی نماز کے بعد مولوی صاحب نے ملاقات کا ارادہ کیا تو ہم نے کہا کہ اس وقت حضور مراقبہ میں ہیں اور دروازہ بند ہے۔ اشراق کے بعد انشاء اللہ ملاقات کرائیں گے مگر چونکہ مولوی صاحب کو شوق زیادہ دامن گیر تھا انہوں نے ہماری باتوں کی پروا نہ کی اور دروازہ کھول کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا قاضی صاحب آیئے تشریف لایئے۔ قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ اس سے پہلے میرا اور حضرت صاحب کا کوئی تعارف نہ تھا اور نہ ہی کسی دوست نے ابھی تک تذکرہ کیا تھا حضور کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ میں قاضی ہوں۔ اس بات سے ان کا شوق بڑھ گیا۔ اشراق کے بعد مجلس قائم ہوئی۔ وعظ ونصیحت حضور نے ایسے مؤثر طریقہ میں فرمائی کہ حاضرین پر بہت اثر ہوا۔ آخر میں آپ نے قرآن شریف کا ایک رکوع بھی پڑھا۔ اس وقت مجلس میں ایک حافظ عبدالحق صاحب جو قرآن مجید پڑھنے میں اپنے آپ کو بے مثل سمجھتا تھا کہنے لگا۔ سبحان اللہ جس ترتیل سے جناب نے قرآن مجید پڑھا ہے میری کیا مجال کہ اس طرح ادا کر سکوں۔ آپکا ایک ایک حرف سامعین کے دلوں کو مسحور کر رہا تھا اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور ولی اللہ ہیں جو لطف اور حظ اس مجلس میں دیکھا ہے کہیں نہیں دیکھا۔

صوفی رحیم بخش صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور دوران سفر بمقام لالہ موسیٰ رونق افروز تھے۔ جھنگ کے دوست ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ سردی کے ایام تھے دوست بہت جمع تھے۔ بسترے دوستوں میں تقسیم ہو گئے لیکن جھنگ کے دوست محروم رہے۔ سونے سے قبل آپ نے مولوی فضل احمد صاحب کو بلا کر دریافت فرمایا کہ آپ کو بستر امل گیا ہے؟ عرض کیا جناب ہاں۔ آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ وہ دوست

Marfat.com
Marfat.com

جو اتنی دور دراز سے سفر طے کر کے محض اللہ واسطے آئے ہیں ان کو بھی پوچھا ہے کہ انہیں بھی بستر املا ہے یا نہیں؟ جھنگ کے دوست سردی میں کانپ رہے ہیں۔ میں آرام نہیں کروں گا۔ جب تک کہ دوست بھی آرام میں نہ ہوں۔ ان دوستوں کو دیکھا تو وہ مسجد میں خاموش بیٹھے تھے۔ فوراً بستروں کا انتظام کیا گیا۔ جب وہ آرام سے لیٹ گئے تب آپ نے بھی آرام فرمایا۔ یہ آپ کے خلق عظیم کی ایک ادنیٰ مثال تھی۔

صوفی عبدالرحمٰن صاحب سہارنپوری فرماتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور عید گاہ میں رونق افروز تھے۔ بہت سے دوست خدمت میں حاضر تھے اور آپ دوستوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ مجلس کے بعد حضور سے اجازت لے کر میں نے لئی کی طرف کا قصد کیا تا کہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نالہ لئی پر وضو کر آؤں۔ حضور نے فرمایا لئی سے مچھلی بھی لے آنا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب بہت اچھا۔ دل میں صرف اس قدر خیال آیا کہ آپ کا دل مچھلی کھانے کو چاہتا ہے۔ لئی ندی سے وضو کر کے اٹھنے کو ہی تھا دیکھا کہ ایک مچھلی میری طرف آ رہی ہے۔ حتیٰ کہ قریب پہنچ گئی۔ میں نے ہاتھ کا جھٹکا جو دیا تو وہ اچھل کر کنارہ پر آ پڑی۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ اس کی پشت پر تین کانٹے تھے۔ اگر حرکت کرتی ہاتھ زخمی ہو جاتا اور وہ چھوٹ بھی جاتی۔ مچھلی اچھی خاصی تھی اور بہت خوبصورت تھی۔ قبلہ عالم حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں لے آیا۔ حضور مچھلی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا کہ یہ خالق کا عطیہ ہے۔ گھر لے جاؤ اور اپنی والدہ صاحبہ کو کہو کہ اچھی طرح پکائے۔ جب پک جائے تو پھر لاؤ۔ میں اس کو گھر لے گیا۔ میری والدہ صاحبہ نے جو حضور کی بہت معتقد تھیں بڑے شوق سے پکائی اور میں حضور کی خدمت میں لایا۔ حضو تناول فرماتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ مچھلی اتنی لذیذ ہے کہ آج تک ہم نے کبھی نہیں کھائی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔

مولینا مولوی محمد شریف صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ میں تشریف لے گئے۔ عصر کے وقت ایک دوست بازار سے دودھ اور جلیبیاں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پیالہ ہاتھ میں لیا اور جلیبی

Marfat.com
Marfat.com

کھانے کو ہی تھے کہ آپ نے پیالہ زمین پر رکھ دیا اور دریافت کیا کہ یہ جلیبی مشرک ونجس دکان سے تو نہیں خریدی۔ اس دوست نے عرض کیا کہ نہیں جناب مسلمان دکاندار سے خرید کر لایا ہوں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ صاف صاف بتا دو کیونکہ مشرک نجس ہوتا ہے۔ اس کا پکایا ہوا کھانا درست نہیں۔ اس دوست نے پھر کہا کہ مسلمان دکاندار نے بنائی ہیں۔ آپ نے پیالہ اٹھا لیا اور جلیبی کو دیکھ کر فرمایا کہ جلیبی کہہ رہی ہے کہ میں مشرک کے ہاتھ سے بنی ہوئی ہوں لیکن یہ شخص مسلمان بتا رہا ہے۔ سب دوست بھی حیران تھے اور وہ شخص اصرار کر رہا تھا کہ جلیبی مسلمان کی بنی ہوئی ہے اور آپ فرما رہے تھے کہ مشرک کی بنی ہوئی ہے۔ صاحب خانہ بھی اتنے میں آ پہنچا۔ اس نے یہ ماجرا دیکھ کر عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد فرما رہے ہیں۔ سمبڑیال میں کوئی حلوائی مسلمان نہیں جو جلیبی بناتا ہو۔ وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور اپنے قصور پر نادم ہو کر معاف کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ آپ نے پیالہ واپس کر دیا۔ بھلا دوست کب کھا سکتے تھے۔ انہوں نے بھی پیالے رکھ دیئے۔ گو نقصان تو ہوا لیکن دوستوں پر بہت اثر ہوا کہ نجس چیز کو نہیں کھانا چاہئے اور آپ کا کشف دیکھ کر بہت ہی حیران ہوئے۔

یہ آپ کا اتقا تھا کہ آپ حتیٰ الامکان ہمیشہ مشتبہ اشیاء سے پرہیز فرمایا کرتے تھے۔

مولٰینا صاحب مذکور بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وزیر آباد رونق افروز تھے۔ رات کو ایک دوست کے گھر دعوت تھی۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمعہ دیگر دوستوں کے دعوت کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ نے سائیں جلال دین صاحب خلیفہ مجاز ساکن واہنڈو کو فرمایا کہ ایک موٹا عصا بھی لے لینا۔ چنانچہ سائیں صاحب نے حسب ارشاد ایک عصا ہاتھ میں لے لیا چونکہ رات اندھیری تھی اس لئے روشنی کی خاطر لالٹین بھی ساتھ تھی۔ راستہ میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا نظر آیا۔ سائیں صاحب نے اسے بڑھ کر مار دیا۔ یہ سانپ بہت زہریلا تھا۔ زہر کے اثر سے سائیں صاحب کے بازو کو سوجن ہوگئی اور ساتھ ہی درد نے بیتاب کر دیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا جس سے درد بالکل جاتا رہا اور سوجن بھی اتر گئی۔

عطا محمد سپاہی محکمہ نمک کھیوڑہ بیان کرتا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں جب میں عرس مبارک میں

Marfat.com
Marfat.com

شمولیت کی غرض سے حاضر ہوا تو میرے ساتھ میرا بھانجہ بھی تھا۔ دوستوں کی خدمت کے لئے ہماری ڈیوٹی عیدگاہ والے کنوئیں پر لگی تھی۔ وہاں سے ہم پانی لنگر کے لئے نکال رہے تھے۔ باقی دوست بھی اسی طرح اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ عبادت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک دوست کو فرمایا کہ وہ جو دو دوست کنوئیں پر کام کر رہے ہیں انہیں کہو کہ روٹی کھالیں پھر کام کرنا۔ میں یہ سن کر حیران ہو گیا کہ حضور عالی نے ازراہ شفقت اتنے دوستوں میں سے خاص کر ہم پر کرم فرمائی کی ہے۔ ضرور اس میں بھید ہے۔ تعمیل ضروری تھی کام چھوڑ کر روٹی کھانے لگے۔ میں نے اپنا خیال اپنے بھانجہ پر ظاہر کیا۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ دل میں بار بار یہی آتا تھا کہ کام چھوڑ کر یہاں سے بھاگ جاؤں۔ اس خیال کا آنا ہی تھا کہ ادھر سے حضور عالی کا پیغام پہنچ گیا اور میری جان میں جان آ گئی۔

ایک دوست فضل الٰہی ساکن ڈھوک سیداں ضلع جہلم حال چھاؤنی چک لالہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ ہم قبلہ عالم کی زیارت کے لئے عیدگاہ حاضر ہوئے۔ میرے ہمراہ تین اور دوست تھے جن میں سے ایک ٹیلر ماسٹر تھا۔ جب حضور عالی سے رخصت ہوئے تو عیدگاہ کے ایک خادم کو دیکھا کہ وہ پھول گوبھی کاٹ کر اکٹھا کر رہا ہے۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ یہ جو پھول ہے اگر حضرت صاحب تبرک کے طور پر مجھے عنایت فرما دیں تو بہت اچھا ہے۔ میں نے کہا کہ حضور اگر خود خوشی سے عنایت فرما دیں تو ازیں چہ بہتر لیکن میں خود بخود نہیں مانگوں گا۔ آپ ہی ہمت کریں۔ ماسٹر صاحب سے رہا نہ گیا۔ آخر سوال کر ہی دیا۔ وہاں کیا کمی تھی۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ ایک پھول ماسٹر صاحب کو دے دو۔ خادم نے ایک چھوٹا سا پھول دے دیا۔ اور ہم وہاں سے رخصت ہو گئے۔ راستہ میں ماسٹر صاحب نے کہا کہ اگر وہی بڑا پھول مل جاتا تو ہم اس کو آپس میں بانٹ لیتے۔ میں نے کہا بھائی ہم ہمیشہ یہاں سے تبرک حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس پھول سے حصہ نہیں لیتے۔ سب تم ہی رکھ لو۔ اتنے میں وہ خادم دوڑا ہوا آیا اور کہا چلو جناب حضرت صاحب نے یاد فرمایا ہے۔ جب ہم سب واپس گئے تو آپ نے فرمایا کہ ماسٹر صاحب کو وہی پھول دو جس پر ان کی نگاہ تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

یہ چھوٹا پھول لے لو بلکہ ہمراہیوں کو بھی دو پھول دے دو۔ ماسٹر صاحب نے وہی بڑا پھول اٹھالیا اور خوشی خوشی گھر آ گئے۔ ماسٹر صاحب اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے۔ میں نے کہا یہ تو آپ کے کشف کی ایک ادنیٰ بات ہے۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشاور کے دوستوں کی ملاقات کے لئے وہاں رونق افروز ہوئے۔ جناب صاحبزادہ صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ و حاجی نور دین صاحب بھی ہمراہ تھے۔ ایک دن عصر کے بعد حضور اخوند درویزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ مراقب ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور تبسم فرمایا پھر مراقب ہوئے اور پھر تبسم فرمایا۔ اسی طرح تین بار حضور نے مراقبہ بھی کیا اور تبسم بھی فرمایا۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ نے مزار کے مجاور سے دریافت فرمایا کہ سردار ابراہیم خان صاحب کی قبر کہاں ہے۔ اس نے قریب ہی ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے بتلایا کہ یہ ہے۔ حضور نے وہاں جا کر بھی فاتحہ خوانی کی۔ راستہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ افغان مر کر بھی معارضہ سے باز نہیں آیا۔ ہم نے عرض کی کہ حضور آپ کا دورانِ مراقبہ میں سر اٹھانا اور تبسم فرمانا ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا واقعہ ہوا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہم آخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقب تھے تو یہ صاحب قبر جس کا نام سردار ابراہیم خان ہے عالم مثال میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے معارضہ کرنے لگا کہ حضور آخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تو آپ نے فاتحہ خوانی کی ہے لیکن اس غلام کے حق میں بھی دعائے خیر فرمادیں۔ تین بار میں نے سر اٹھایا اور تین بار مراقب ہوا۔ ہر بار اس نے معارضہ کیا اور ہر بار میں ہنس دیا۔ آخر مجھے مجاور سے دریافت کرنا پڑا کہ سردار ابراہیم خاں صاحب کی قبر بھی پاس ہی ہو گی۔ اس لئے اس کی قبر پر خاص طور پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھا گیا جس کے بعد وہ نہایت خوش نظر آتا تھا۔ سردار ابراہیم کابل کا رہنے والا شاہی خاندان سے تھا۔ راولپنڈی میں مدت تک مقیم رہا تھا اور جب تک راولپنڈی رہا نہایت خلوص اور عقیدت سے ہمارے پاس آتا جاتا رہا۔ اسی محبت کے باعث خان صاحب مرحوم نے زبردستی دعا خیر کروائی۔

Marfat.com
Marfat.com

روحانی و باطنی تصرف اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریل گاڑی پر سوار ہو کر ہرن پور سے کھیوڑہ کی طرف دوستوں کی ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ مولوی فضل احمد صاحب' سید فضل شاہ صاحب و حافظ محمد زمان صاحب تھے۔ ایک سٹیشن پر جب گاڑی ٹھہری تو مولوی فضل احمد صاحب و سید فضل شاہ صاحب وضو کرنے کے لئے اترے۔ ابھی وضو ختم نہیں ہوا تھا کہ گاڑی نے وسل دے دیا اور ان کے فارغ ہونے تک گاڑی چل دی۔ انہوں نے چلتی گاڑی پر سوار ہونے کی کوشش کی لیکن گارڈ نے ان کو روک دیا اور دھکیل کر پیچھے ہٹا دیا۔ جب حافظ زمان صاحب نے دیکھا کہ دونوں دوست گاڑی پر سوار نہیں ہو سکے تو انہوں نے فوراً حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی صاحب اور شاہ صاحب وضو کے لئے اترے تھے گارڈ نے ریل پر سوار نہیں ہونے دیا کیونکہ گاڑی چل پڑی تھی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنتے ہی اپنا سر مبارک کھڑکی سے باہر نکال کر دوستوں کو گاڑی کے پیچھے دوڑتے دیکھا اور پھر انجن کی طرف منہ مبارک کر لیا۔ خدا کی حکمت گاڑی اسی وقت ٹھہر گئی۔ مسافر گاڑی کے بلاوجہ ٹھہرنے کے باعث حیران تھے کہ کیا معاملہ ہے لیکن اتنے میں ہر دو دوست دوڑ کر گاڑی میں سوار ہو گئے اور گاڑی روانہ ہو گئی۔ اگلے سٹیشن پر مولوی فضل احمد صاحب نے گارڈ سے دریافت کیا کہ آپ نے ہمیں گاڑی پر سوار ہونے کے بجائے دھکیل دیا تھا بھلا یہ تو بتاؤ کہ گاڑی کس وجہ سے ٹھہری تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کو دھکیل کر جب میں اپنے کمرہ میں آیا تو کمرہ میں سخت اندھیرا چھا گیا۔ مجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مجھے کہتا ہے کہ تو نے غضب کیا۔ بریک باندھ کر گاڑی کھڑی کر دو۔ میں نے اسی وقت بریک ڈال دی اور گاڑی کھڑی ہو گئی۔ جب آپ سوار ہو گئے تو وہ اندھیرا بھی جاتا رہا اور میں اطمینان سے کمرہ میں بیٹھا۔ گارڈ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا۔ ہر سٹیشن پر جناب کی خدمت میں بڑے ادب سے حاضر ہوا۔ جب گاڑی کھیوڑہ پہنچی تو اس نے بابو مولا داد صاحب سٹیشن ماسٹر سے بیان کیا کہ میں نے سنا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے بھی ہوا کرتے ہیں لیکن آج اپنی آنکھوں سے

Marfat.com
Marfat.com

ایک مرد کامل کو دیکھا ہے۔ چنانچہ اس نے تمام واقعہ بابو صاحب سے بیان کیا اور کہا کہ وہ بزرگ یہاں ہی تشریف فرما ہیں۔ بابو مولا داد صاحب واقعہ سنتے ہی قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر زیارت و بیعت سے مشرف ہوئے۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ دوران سفر میں نوشہرہ علاقہ پشاور میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد وعظ کرتا رہا مگر کسی نے روٹی تک نہ پوچھی اور میں نے بھی کسی سے سوال نہ کیا۔ وعظ کے بعد اسی مسجد میں سو رہا۔ دو بجے ہوں گے کہ ایک درویش نے جو اپنے آپ کو سلطان العارفین حضرت باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ ظاہر کرتا تھا مجھے جگا دیا کہ اٹھو تہجد کا وقت ہے نفل ادا کرو۔ غرض میں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر ابھی وضو کر ہی رہا تھا کہ وہی درویش آ کر مجھ سے معافی کا طالب ہوا اور مجھے ساتھ لے جا کر اپنے بستر پر لٹا دیا۔ میں نے کہا کہ آپ نے جگایا بھی اور پھر اس طرح منت سماجت کرنے کا کیا مطلب؟ اس نے کہا کہ جب میں مسجد میں آیا تو تمہیں سوتا دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ دیکھوں کیسا شخص ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تم تہجد خواں ہوں اور سو رہے ہو اس لئے میں نے جگا دیا۔ جب میں اندر جا کر مراقب ہوا تو بحالتِ مراقبہ مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور جناب قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے آ گئے اور مجھے سخت ڈانٹا کہ میرا بچہ فضل احمد بارہ ایک بجے تک تو وعظ کرتا رہا کسی نے روٹی بھی نہ پوچھی۔ ابھی تھوڑی دیر اس نے آرام کیا ہے کہ تم نے اسے جگا دیا۔ وہ اپنے وقت پر اٹھ کر تہجد پڑھ لے گا۔ اس سے میں ڈر گیا اور آپ سے معافی مانگی اور آپ کو بستر پر لٹا دیا۔ اس کے بعد وہ درویش میری خوب خدمت کرتا رہا اور قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتا رہا اور دوسرے دوستوں کو بھی حضور عالی کی خدمت میں حاضر ہونے کی تاکید کرتا رہا۔

وعظ میں قطع کلامی کرنے والے کو سزا

مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب نے تبلیغ کے لئے دیہات میں روانہ فرمایا اور میرے ساتھ ایک دوست مرزا نام موضع کلیال ضلع راولپنڈی کا رہنے والا بھیج

Marfat.com
Marfat.com

دیا۔ اس کو فرمایا کہ مولوی صاحب کے ساتھ رہنا اور حتی المقدور خدمت و تواضع سے سلوک کرنا۔ ہم مختلف گاؤں میں وعظ کرتے رہے۔ جب ایک موضع سانگرہ ضلع راولپنڈی میں پہنچے تو میں نے وعظ شروع کیا تو وہ دوست اثناءِ وعظ میں میرے کلام پر اعتراض کرنے لگا اور بار بار میری بات کو کاٹنے لگا۔ میں نے پیر بھائی سمجھ کر اس کو کچھ نہ کہا اور نہ ہی اس کو باتوں کا جواب دیا۔ دوپہر کو ہم نے اسی مسجد میں قیلولہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مرزا دوست چیختا چلاتا مسجد سے باہر بھاگ نکلا اور پکارنے لگا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے مار گئے مار گئے۔ میں ناگاہ نیند سے بیدار ہو کر اس کے پیچھے گیا اور اس کو پھر مسجد میں لے آیا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ جب میں سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے سر پر آ گئے اور مجھے مارنے اور دھمکانے لگے کہ تو بڑا بے ادب ہے۔ دورانِ وعظ میں تو کلام کاٹتا اور اس پر اعتراض کرتا ہے۔ کیا اسی غرض کے لئے تمہیں مولوی صاحب کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ تم کو ادب سے رہنا چاہئے۔ اس کے بعد جب تک ہم سفر میں رہے وہ بڑے ادب و تواضع سے رہا۔ سفر سے واپس آ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے اول السلام علیکم کے بعد مصافحہ کیا۔ مرزا میرے پیچھے تھا اس نے بھی سلام عرض کیا اور دست بوسی کی۔ پیشتر اس کے کہ ہم کچھ بیان کرتے حضور نے خود ہی فرمایا کہ مرزا ادب سے رہنا چاہئے۔ وعظ میں قطع کلامی کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس نے معافی مانگی اور اپنے قصور پر نادم ہوا اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔

فرمانِ مرشد کی تعمیل اور بچوں کی صحت یابی

مولوی صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں گھر میں موجود تھا اور میرے تینوں بیٹے بخار میں مبتلا تھے۔ اتنے میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا کہ باہر دوستوں کی ملاقات کے لئے چلے جاؤ۔ میں نے سفر کی تیاری کر دی۔ گھر والوں نے بچوں کی بیماری دیکھ کر باہر جانے سے روکا۔ میں نے کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے مجھے ضرور جانا چاہئے۔ بچوں کا خدا حافظ ہے۔ چنانچہ میں سفر پر چلا گیا۔ دوسرے دن

Marfat.com
Marfat.com

ایک دوست کو گھر روانہ کیا کہ وہ بچوں کا پتہ لے آئے کہ اب کیا حال ہے۔ اس نے واپس آ کر بیان کیا کہ لڑکے راضی خوشی کھیل رہے تھے۔ یہ سن کر دل کو چین ہوا اور بخیر وخوشی سفر کرتا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد جب گھر واپس آیا تو گھر والوں نے بیان کیا کہ تمہارے جانے کے بعد رات کو طبیعت بہت گھبرائی۔ کبھی ایک بچہ کو دیکھتی کبھی دوسرے کو کبھی تیسرے کو۔ بچے بے ہوش تھے۔ بچوں کی بیماری اور اپنی تنہائی پر روتی تھی۔ اسی پریشانی کی حالت میں مجھے اونگھ آ گئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور شفقت سے تینوں بچوں کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے ہیں کہ بیٹی گھبراؤ نہیں اب یہ انشاء اللہ تندرست ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں جاگ اٹھی۔ دیکھا تو بچوں کو پسینہ آ رہا تھا۔ پسینہ خشک ہونے پر بخار جاتا رہا اور بچے تندرست ہو گئے۔

سرکاری جہاز پر سفر اور مطلوبہ مقام پر تبدیلی

حافظ محمد زمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں پلٹن میں بعہدہ امام مسجد ملازم تھا۔ بوجہ تبدیلی مجھے پلٹن کے ساتھ چھاؤنی بھامون علاقہ ملک برہما (برما) جانا پڑا۔ برہما کے قیام کے زمانہ میں ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے اور حاجی رحمت اللہ صاحب کے ہاں رنگون قیام فرمایا۔ مجھے بھی آپ کا فرمان پہنچا کہ آ کر ملاقات کر جاؤ۔ بھامون سے رنگون آنے میں کچھ بحری راستہ بھی طے کرنا پڑتا ہے۔ رخصت لے کر جب بندرگاہ پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ مسافر لے جانے والا جہاز چھوٹ چکا ہے البتہ ایک سرکاری جہاز کھڑا تھا جس پر ہر ایک کو سوار ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ جہاز کے کپتان کے پاس جا کر میں نے کہا کہ میری آمد سے پہلے جہاز روانہ ہو گیا اور مجھے رنگون جانا ضروری ہے۔ آپ مہربانی فرما کر جہاز پہ سوار ہونے دیں۔ کپتان نے نہایت درشت کلامی سے ٹال دیا کہ سرکاری جہاز پر جانے کی اجازت نہیں۔ مایوس ہو کر اپنی پلٹن کے افسر کمانڈنگ کے پاس گیا کہ آپ نے رخصت تو دے دی تھی لیکن سوائے سرکاری جہاز کے اور کوئی جہاز رنگون جانے والا نہیں۔ اگر دوسرے جہاز کا انتظار کیا تو میرے قبلہ اتنے عرصہ تک واپس تشریف لے جائیں گے۔ افسر کمانڈنگ نے جھٹ کپتان کے نام چٹھی لکھ دی۔ کپتان نے

Marfat.com
Marfat.com

جب یہ چٹھی دیکھی تو حیران ہو گیا اور میں جہاز پر سوار ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

بابو کرم دی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ریلیونگ ڈیوٹی سے تبدیل ہو کر مجھے مستقل طور پر ترکی سٹیشن پر بطور نائب سٹیشن ماسٹر مقرر کر دیا گیا۔ میں اپنے ہمراہ ایک شخص مسمی جیون کو کہ وہ بھی جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا اپنے ہمراہ لے آیا تا کہ مکان میں اسباب وغیرہ رکھنے میں آسانی ہو مگر اتفاقاً میرا مکان بابو فضل دین پلیٹر کے پاس رکا ہوا تھا۔ میں دو دن کے بعد جب شیخ جیون کو واپس کرنے لگا تو قلم دوات لے کر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں نیاز نامہ لکھنا چاہا لیکن جونہی قلم اٹھائی کہ کچھ لکھوں بے اختیار گریہ وزاری شروع ہو گئی پھر دوسرے وقت جب لکھنے کا ارادہ کیا تو پھر وہی حالت ہو گئی۔ آخر کار شیخ جیون کو کہہ دیا کہ جو کچھ حال ہے زبانی عرض کر دینا۔ اس نے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ بابو صاحب وہاں اداس اور تنگ ہیں اور ہر وقت روتے رہتے ہیں۔ اگر ان کی تبدیلی راولپنڈی ہو جائے تو بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا اوہو بابو صاحب کا اگر یہ حال ہے تو پھر ان کو یہاں ضرور آ جانا چاہیے۔ اس سے تین دن بعد مجھے حکم پہنچ گیا کہ تمہاری تبدیلی راولپنڈی کر دی گئی ہے۔

دوسرے ہی دن بازار میں مجھے شیخ جیون ملا۔ میں نے کہا کہ میں تبدیل ہو کر یہاں آ گیا ہوں۔ اس نے کہا کیسے؟ میں نے جواب دیا کہ حضور کی محبت نے بلایا ہے۔ یہ سن کر وہ بوڑھا آدمی بازار میں ہی اچھلنے اور کودنے لگا کہ یہ حضور کا باطنی تصرف ہے۔ مجھے حضور نے اسی وقت فرمایا تھا کہ بابو صاحب راولپنڈی تبدیل ہو کر آ جائیں گے۔

بہن غلام مریم صاحبہ اول معلمہ زنانہ سکول بھیرہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میرا لڑکا منظور الحق بھی ساتھ تھا۔ دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ سیدھے گھر چلے جاؤ۔ رخصت ہو کر میں اس ارادہ سے کہ اپنی ہمشیرہ کی ملاقات بھی ہو جائے رتہ امرال متصل سٹیشن راولپنڈی چلی گئی اور اس نے رات کو ٹھہرا لینے کا اصرار کیا۔ یہ دیکھ کر میرا لڑکا منظور الحق دوبارہ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ پھر زیارت

Marfat.com
Marfat.com

کر آؤں۔ حضور نے دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے جو کہا تھا کہ سیدے گھر چلے جاؤ ابھی تک تم کیوں نہیں گئے۔ جاؤ ابھی والدہ کو کہو کہ وقت ضائع نہ کرے اور چلی جائے۔ غرض آپ کے فرمان کے مطابق روانہ ہو کر رات کے دس بجے گھر پہنچی۔ دیکھا تو گھر کے دروازہ کا قفل ٹوٹا پڑا ہے۔ دیکھ بھال اور دریافت سے معلوم ہوا کہ اگر میں رات کو نہ پہنچتی تو چور اپنا کام تمام کر جاتے۔ قفل تازہ ہی ٹوٹا ہوا تھا۔ وقت پر پہنچ گئی اور آپ کی دعا و توجہ سے نقصان سے بچ گئی۔

اسی طرح غلام مریم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے ماموں جناب غلام نبی صاحب جب پہلی دفعہ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ دل تو یہ ہی چاہتا تھا کہ تین چار دن تک آپ کو اپنے پاس رکھیں لیکن آپ کا بہت جلد واپس جانا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ سیدھے گھر جائیں۔ ماموں صاحب حقیقت حال سے نا آشنا تھے۔ نئے بیعت ہوئے تھے۔ بجائے بھیرہ کے گوجرانوالہ چلے گئے۔ وہاں اپنے ایک عزیز کی تیمارداری میں کچھ دن صرف ہو گئے۔ افاقہ ہونے پر گھر پہنچے تو ان کا اپنا لڑکا عبدالحق صاحب جو سرگودھا میں ملازم تھا بیمار ہو کر گھر آیا ہوا تھا۔ اب تو وہ افسوس کرنے لگے کہ میں اگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق پہلے ہی آ جاتا تو اپنے بیٹے کی خدمت کرتا۔ بیٹے کی حالت دگرگوں ہو گئی اور وہ ایک ہفتہ کے بعد داغ مفارقت دے گیا اور ہم سب کو دائمی رنج والم میں مبتلا کر گیا۔

آگے جا کر مزید بیان کرتی ہیں کہ اس واقعہ سے ماموں صاحب کو سبق حاصل ہو گیا جو کام شروع کرتے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھ کر پہلے اجازت لے لیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان کا ارادہ ہوا کہ کپاس کا بیوپار کریں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جب اجازت حاصل کی تو آپ نے فرمایا کہ بالکل اس کام کے نزدیک نہ جانا۔ ماموں صاحب نے ارادہ ترک کر دیا۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ کپاس کا نرخ کم ہو گیا اور وہ شخص جو کپاس کی خرید و فروخت کا مشورہ دے رہا تھا دغاباز و مکار ثابت ہوا۔ الحمد للہ کہ میرے ماموں صاحب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے نقصان سے محفوظ رہے۔

Marfat.com
Marfat.com

نیز غلام مریم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میں بیس سال کی تھی کہ میرا خاوند فوت ہو گیا اور کوئی ذریعہ معاش نہ رہا۔ جب راولپنڈی شریف خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو مائی صاحبہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارش کی جائے کہ دعائے خیر فرمادیں کہ میرے چھوٹے بچوں کی پرورش اور ان کی تربیت کا کوئی سبب بن جائے۔ حضور نے فرمایا جس نے پیدا کیا ہے وہی مسبب الاسباب ہے۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔ اسی دن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پتہ پر میونسپل کمیٹی کی طرف سے چٹھی موصول ہوئی جس میں تحریر تھا کہ تمہاری درخواست منظور ہے۔ تم کو استانی مقرر کیا گیا ہے۔ یکم کو مدرسہ کا چارج لے لو۔ میں نے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اس سے قبل میں کئی دفعہ کوشش کر چکی تھی لیکن کوئی بھی میری درخواست پر غور نہیں کرتا تھا۔

حافظ محمد زمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں ملک برہما (برما) چھاؤنی بھاموں میں توپخانہ کا امام مسجد تھا۔ رخصت لے کر گھر آیا ہوا تھا۔ عرس شریف سے فارغ ہو کر واپس برہما (برما) جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دعا فرمائی اور چند نصیحتیں بھی فرمائیں۔ کلکتہ پہنچ کر جہاز پر سوار ہوا۔ میرے ہمراہ توپ خانہ کا بگل بجانے والا بھی تھا۔ پہلے دن جہاز آرام سے چلتا رہا دوسرے دن جہاز طوفان میں پھنس گیا۔ طوفان اس قدر تیز ہو گیا کہ جہاز کے ڈوبنے میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ ہر شخص نے موت کو سامنے دیکھ کر چیخنا شروع کیا۔ جہاز والوں نے مسافروں کو کارک دے دیئے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ زندگی ختم ہونے والی ہے۔ آؤ کلمہ شریف پڑھیں تاکہ کلمہ پڑھتے پڑھتے جان نکلے۔ ہم نے باآواز بلند کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا۔ جہاز کا ڈاکٹر ہمارے پاس آ کر کہنے لگا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہے ہیں جس کے قبضہ میں زمین و آسمان کی بادشاہت ہے اور موت و حیات اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ڈاکٹر یہ کہہ کر کہ ہاں اس وقت خدا کے سوا کوئی بچانے والا نہیں چلا گیا۔ مجھے قے شروع ہو گئی اور بے ہوش ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے سر پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں گھبراؤ نہیں جہاز ڈوبتا نہیں۔ خیریت سے رنگون پہنچ جاؤ گے۔ ہوش آیا تو اپنے ساتھی کو خوش خبری سنائی۔ تھوڑی

Marfat.com
Marfat.com

دیر کے بعد طوفان کم ہو گیا اور ہم بخیر و عافیت رنگون پہنچ گئے۔

دانت کا درد جاتا رہا

ایک دوست محمد بخش نام موضع سہام متصل راولپنڈی کا رہنے والا بیان کرتا ہے۔ جب میرے پیشوا فوت ہو گئے تو میں کبھی کبھی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا۔ ایک دفعہ میرے دانتوں میں سخت درد پیدا ہوا۔ بہتیرے علاج کیے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ایک دن جناب کی خدمت میں جبکہ آپ عیدگاہ تشریف رکھتے تھے حاضر ہوا اور دانتوں کی تکلیف کے متعلق عرض کیا۔ جناب نے فرمایا کہ جاؤ جا کر ندی لئی میں غوطہ لگاؤ۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ پہلے تو دل ڈر گیا مگر جناب کے ارشاد کے موافق لئی کے کنارہ پر چلا گیا۔ کپڑے اتار کر غوطہ لگایا۔ ایسا معلوم ہوا کہ پانی کے اندر کسی شخص نے میرے منہ پر زور سے طمانچہ لگایا۔ جب پانی سے سر باہر نکالا تو درد بالکل جاتا رہا۔ بہت حیران ہوا۔ جلدی واپس جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کچھ جواب نہ دیا۔

دردِ ریح سے نجات مل گئی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند دوست حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک سید صاحب جنہوں نے اپنا لقب مسیح رکھا تھا۔ مجلس میں آ بیٹھے اور ادھر ادھر فخر و غرور کی بھری باتیں کرنے لگے اور یہ بھی کہا کہ میں مسیح ہوں۔ اسی اثناء میں ایک دوست جس کو درد ریح نے بیتاب کیا ہوا تھا درد کے مارے لنگڑاتا ہوا حاضر ہوا۔ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب کو فرمایا کہ مسیح علیہ السلام تو مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ آپ اس دوست کی ٹانگ سے درد ہی دور کر دیں۔ سید صاحب کی شیخی کرکری ہو گئی۔ سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ حضور نے فرمایا کہ فقیر ایک ادنیٰ غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس درد کا علاج ابھی کرتا ہوں۔ آپ دیکھتے رہیں۔ آپ نے اس شخص کو دور ہی کھڑا کر دیا۔ کچھ پڑھ کر دور سے ہی دم کیا۔ درد اسی وقت جاتا رہا۔ آپ نے پھر فرمایا اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور عطیہ ہے۔ میں اس کا حقیر بندہ ہوں۔ سید صاحب

Marfat.com
Marfat.com

حیران رہ گئے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ دوستوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ اس وقت مجلس میں ہمارے دوست ڈاکٹر عبدالحق صاحب جو ولایت سے سائنس کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر کے آئے ہوئے ہیں آج کل گورنمنٹ ٹیکنیکل سکول لاہور کے پرنسپل ہیں موجود تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو داڑھ کے درد سے بیتاب تھا۔ حضور نے ڈاکٹر صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کی سائنس کیا کہتی ہے؟ اس شخص کا درد کیا آپ دور کر سکتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ اسے کسی ڈاکٹر سے دوا لینی چاہئے۔ ہماری سائنس تو یہ ہی بتاتی ہے لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی نظر سے ہی درد دور ہو سکتا ہے۔ ظاہری اسباب کی ضرورت نہیں۔ روحانی سائنس بہت زبردست ہوتی ہے۔ عرضیکہ حضور نے اسے دور دھوپ میں ہی کھڑا کر دیا اور آپ نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے دم کیا اور وہ شخص بالکل اچھا ہو گیا۔ گویا کہ کبھی درد ہوا ہی نہیں تھا۔

ڈاکٹر اقبال نے فقرا کی تعریف میں کیا اچھا لکھا ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

صوبیدار محمد شیر صاحب ساکن پیر شاہ وسن متصل دینا ضلع جہلم بیان کرتے ہیں کہ میں جمعدار تھا اور راولپنڈی چھاؤنی میں ہی مقیم تھا۔ ہماری پلٹن کو ایک لڑائی میں شریک ہونے کا حکم دیا گیا۔ سب نے تیاری کر لی اور اسباب وغیرہ باندھ لئے۔ موقعہ پا کر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زیارت وقدم بوسی کے لئے حاضر ہوا کیونکہ لڑائی کے میدان سے معلوم نہیں تھا کہ زندہ بھی آؤں گا یا نہیں۔ بڑی گریہ وزاری اور بے چینی اور بے قراری کی حالت میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور عرض کیا کہ میری شاید یہ آخری ملاقلت ہے۔ معلوم نہیں پھر دیدار نصیب ہو یا نہ ہو۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل

Marfat.com
Marfat.com

پر میری اس حالت کا گہرا اثر پڑا۔ تادیر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے بعدازاں فرمایا کہ ایسا جتلایا گیا ہے کہ تم لڑائی پر نہیں جاؤ گے۔ راولپنڈی ہی رہو گے۔ غرض میں ملاقات کر کے جب واپس آیا تو ہمارا اسباب سٹیشن پر سپیشل گاڑی پر رکھا جا رہا تھا اور پلٹن کے سپاہی حوالدار وغیرہ بھی جا رہے تھے۔ میں بھی گھوڑے پر سوار ہوا تو ایک سپاہی نے مجھے بندوق ہاتھ میں دے دی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس میں گولی بھری ہوئی ہے۔ اتفاق سے کسی حرکت کے باعث بندوق چھوٹ گئی اور گولی میرے ہاتھ کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی۔ بندوق کی آواز پر سب افسر جمع ہو گئے اور میری یہ حالت دیکھ کر افسر نے یہ حکم دیا کہ اس کو فوراً ملٹری ہسپتال لے جاؤ۔ غرضیکہ پلٹن روانہ ہوگئی اور میں ہسپتال میں داخل ہو گیا۔ رات کو میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ایسا واقعہ گزرا ہے اور میں یہاں رہ گیا ہوں۔ چند دن کے بعد مجھے صحت ہوگئی اور اپنے کام پر چلا گیا اور حضور کی دعا و توجہ کی برکت سے ترقی کرتے کرتے صوبیداری کا عہدہ پر ممتاز و سرفراز ہو گیا۔

مستری سراج الدین صاحب ساکن موچی دروازہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں انگریزوں اور جرمنی کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی مجھے بھی انگریزوں کی طرف سے اس میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ دورانِ جنگ میں جرمنی والے انگریزوں کے چند آدمیوں کو قید کر کے لے گئے۔ میں ان قیدیوں میں تھا۔ جرمن نے ہم کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ میں سخت بیمار ہو گیا اور مجھے ہسپتال بھیجا گیا۔ جب دیکھا کہ مجھے شفا نہیں ملتی بلکہ مرض بڑھتا جاتا ہے۔ لاعلاج سمجھ کر ہسپتال کے باہر میدان میں چھولداری لگا دی اور چارپائی پر لٹا دیا ہسپتال کے ایک ملازم کو کہہ دیا کہ یہ پنجابی عنقریب مرنے والا ہے۔ جب مر جائے تو مجھے خبر دینا۔ میں اپنی حالت زار اور پردیس کی بے بسی پر روتا اور حسرت کرتا تھا۔ ایک رات کو پریشانی اور حیرانی میں مجھے نیند آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مستری سراج الدین گھبراؤ نہیں انشاء اللہ تعالیٰ اچھے ہو جاؤ گے اور بخیریت اپنے وطن آؤ گے۔ جب میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سرہانے ایک پنجابی ہم وطن کھڑے ہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ فکر نہ کرو میں دوائی دیتا ہوں

Marfat.com
Marfat.com

خالق شفاء دے گا۔ پاس کے میدان سے اس نے ایک بوٹی اکھاڑی اور اس کو پتھر پر رگڑ کر میرے حلق میں ڈالی اور کچھ میرے ناک اور کان میں ٹپکائی اور ایک ٹکیہ میرے ناف پر رکھ دی۔ آدھ گھنٹہ گزرا ہو گا کہ میرے ناک' کان اور منہ سے رطوبت غلیظ نکلنی شروع ہو گئی اور ساتھ ہی اسہال شروع ہو گئے۔ چارپائی سے اٹھنا میرے لئے محال تھا۔ تمام بستر اوجگہ بدبو سے بھر گئی لیکن مجھے ہوش آ گیا اور طبعیت بھی کچھ ہلکی ہو گئی۔ ہسپتال کے ملازم نے میری یہ حالت دیکھ کر ڈاکٹر کو خبر دی۔ ڈاکٹر دوڑا ہوا آیا اور میری حالت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ ویل پنجابی تم بچ گیا۔ پھر مجھے ہسپتال لے گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں بالکل تندرست ہو گیا۔ ایک دن ایک جرمن افسر نے قیدیوں سے آ کر دریافت کیا کہ تم میں سے کوئی لوہار مستری بھی ہے جو یہ کام کر سکے۔ میں نے کہا کہ میں اس کام کو کر سکتا ہوں۔ وہ افسر مجھے کام پر لے گیا مگر اس جرمن افسر نے مجھے کام ختم ہونے تک اپنے پاس رکھا۔ کام ختم کرنے کے بعد مجھے مزدوری کا بہت سا روپیہ ملا اور بحفاظت تمام مجھے انگریزی کیمپ میں بھیج دیا اور میں بخیر و عافیت وطن آ گیا۔

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام فضل دین درزی راولپنڈی کا رہنے والا نہایت خاص غلام تھا۔ اس کا بیٹا فیروز دین راولپنڈی کے ریلوے ورکشاپ میں ملازم تھا۔ اتفاقاً کسی بات پر افسر سے بگاڑ ہو گیا اور صاحب نے اس کو نوکری سے علیحدہ کر دیا۔ وہ بے چارا مع اپنے والد کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسی ملازمت پر گزارا تھا اب کیا کریں؟ حضور دعا کریں کہ کسی اور جگہ روزگار کی صورت بن جائے۔ حضور نے دعا فرمائی اور کہا کہ اسی صاحب کے پاس دوبارہ کام پر جاؤ انشاء اللہ دوبارہ کام پر لگا لے گا۔ اس نے عرض کیا کہ صاحب بہت ناراض ہے۔ امید نہیں کہ وہ مجھے کام پر لگائے لیکن حضرت صاحب نے تاکید فرمائی کہ نہیں پہلے ضرور وہاں جانا چاہئے۔ غرض حسب فرمان حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسرے روز ریلوے ورکشاپ کے دروازہ پر جب پہنچا تو صاحب نے فیروز دین کو دیکھ کر کہا کہ تو کیوں آیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا حساب کچھ بقایا ہے فیصلہ کر دیجئے۔ صاحب نے کہا کہ اس وقت کوئی حساب نہیں ہو سکتا چلو تم اندر

Marfat.com
Marfat.com

جا کر کام کرو۔ چنانچہ وہ بدستور کام کرتا رہا اور حضور کی دعا کی برکت سے کبھی صاحب نے اظہار بھی نہ کیا کہ تمہیں ہم نے نکال دیا تھا۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ شہر کے دوستوں میں سے امیر علی نام ایک دوست نے جو ایک مسجد کا امام تھا خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ جناب عالی میں نوجوان مجرد ہوں۔ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نیک بیوی عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ امیر علی ہم تمہارے لئے بیوی کہاں سے لائیں۔ میں نے عرض کیا کہ جناب اگر اس کے حق میں دعا فرما دیں تو شاید کوئی بہتری کی صورت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ سب دوست دعا کریں۔ حضور نے دعا فرما کر رخصت کر دیا۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ امیر علی کی خالہ اپنی نوجوان لڑکی ہمراہ لے کر امیر علی کے پاس آ گئی اور اپنی لڑکی کا نکاح بلا کسی معاوضہ اور خرچ کے امیر علی کے ساتھ کر دیا۔

ایک دوست عبدالغنی گورہ ہسپتال والے بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست عبدالمجید پلٹن میں ملازم تھا۔ وہ حضور کا بھی غلام تھا۔ اس نے سر کے بال کانوں تک رکھے ہوئے تھے۔ ایک دن اثناء پریڈ میں کپتان صاحب نے دیکھ کر حکم دیا کہ تم بالوں کو کٹا دو۔ اگر نہ کٹاؤ گے تو تمہیں سزا دی جائے گی۔ اس حکم سے عبدالمجید کے دل میں سخت رنج ہوا اور مجھے کہنے لگا کہ میں نے بال بڑے شوق سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رکھے تھے میں ہرگز نہیں کٹاؤں گا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ اس دن شام کو ہم دونوں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت عیدگاہ تشریف رکھتے تھے۔ قدمبوسی کے بعد جب حضور نے خیریت کا حال دریافت فرمایا تو عبدالمجید نے رو رو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا بالوں کو کٹا دو۔ یہ بھی سنت ہی ہے۔ عبدالمجید نے عرض کیا کہ حضور بال کٹوانے کو دل نہیں چاہتا۔ حضور کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ اچھا کل جب پریڈ پر جانے لگو تو یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھتے جاؤ اور جب صاحب تمہاری طرف آئے تو اس کی طرف پھونک دو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ عبدالمجید نے دوسرے دن ایسا ہی کیا۔ پریڈ کے وقت جب

Marfat.com
Marfat.com

صاحب آیا تو اس نے میری وردی وغیرہ کا پورا پورا امتحان لیا اور بالوں کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ اس کے بجائے ایک اور آدمی کو جس نے میری طرح بال رکھے ہوئے تھے غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے کل تمہیں بال کٹوانے کا حکم دیا تھا تم نے کیوں تعمیل نہیں کی۔ اس نے کہا کہ جناب مجھے آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ صاحب نے ڈانٹ کر کہا تم کو ہی حکم دیا تھا۔ غرض اس کو بہت خفا ہوا۔ عبدالمجید خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوا گھر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا سے سختی معافی فرمائی۔

پنڈت جی مقدمہ جیت گئے

پنڈت دینا ناتھ صاحب حضرت صاحب کے ایک عاشق صادق ہیں اور اب راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ حضور کے وصال کے بعد ہمیشہ رات کو حضور کے روضۂ مبارک پر ہی حاضر رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کا خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کا یہ سبب ہوا جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے کچھ روپیہ لینا تھا۔ جب میں نے اس سے روپیہ مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ میں نے دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت میں میرے خلاف سب گواہ گذرے اور مقدمہ خارج ہو گیا۔ پریشان ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ پنڈت جی مقدمہ کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا حضور مقدمہ خارج ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اپیل کرو انشاء اللہ بہتر ہی ہو گا۔ جناب کے حکم سے میں نے اپیل دائر کر دی۔ حضور کی دعا و برکت سے فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔ حضور کو جا کر خوشخبری سنائی اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

بابو محمد اکرم صاحب محکمہ نمک کوہاٹ بیان کرتے ہیں کہ میری ہمشیرہ عرصہ دراز سے بیمار تھی۔ حکیموں ڈاکٹروں کا علاج کرتے رہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ زندگی سے مایوس ہو چکی تھی۔ آخر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں۔ اللہ کریم میری ہمشیرہ کو شفاء عطا فرما دے۔ آپ نے دعا بھی فرمائی اور تعویذ بھی دیئے۔ ایک گلے میں باندھ دیا اور باقی پلانے شروع کئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و توجہ کی برکت سے چند دنوں میں مریضہ تندرست ہو گئی اور اب تک تندرست ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اسی طرح میری بھتیجی کو سِل کا مرض لاحق ہو گیا۔ علاج کراتے کراتے تھک گئے مگر کوئی آرام نہ آیا۔ اسے حضور کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ نے اسے بھی تعویذ دیئے جن کے استعمال سے اس کا مرض دور ہو گیا۔

بابو حاجی فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری تبدیلی جمن شاہ سٹیشن پر ہو گئی۔ یہ سٹیشن ایک سنسان جنگل میں واقعہ تھا جہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ ایک جگہ دور، دوسرے قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فراق، دل نہ لگا۔ ناچار حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بابو کرم دین صاحب کی معرفت عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ تبدیلی راولپنڈی یا نزدیک کے سٹیشن پر ہو جائے۔ حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ عرضی دے دو۔ میں نے اپنے افسران کو عرضی دے دی۔ ایک ماہ کے بعد میری تبدیلی راولپنڈی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

مولوی شاہ ولی صاحب ساکن موہری بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں رونق افروز تھے۔ دوستوں کا ہجوم کثرت سے تھا۔ تمام علاقہ کو حضور نے اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ میرے گھر کوئی اولاد نہ تھی اور بالکل مایوسی ہو چکی تھی۔ میری والدہ نے حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ جناب کے خادم شاہ ولی کے گھر کوئی اولاد نہیں دعا فرما دیں کہ اللہ کریم اسے اولاد عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔ حضور کی دعا سے اللہ کریم نے فضل کیا اور میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔

محمد اسلم حبیب پوری ضلع انبالہ کا بیان ہے کہ بیعت سے قبل ایک ناگفتہ بہ مصیبت میں گرفتار تھا۔ بیعت ہونے کے بعد میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے دعا فرمائی اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے رہائی بخشی۔

نیز مجھے قرآن مجید پڑھنے کا بڑا شوق تھا لیکن یاد نہیں ہوتا تھا۔ ہر چند کوشش کی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر جناب کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے دعا فرمائی اور بہت جلد قرآن شریف پڑھ لیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

سراج الدین ولد مہر حاجی محمد صاحب مالی مقبرہ جہانگیر کا بیان ہے کہ ایک بازاری

Marfat.com
Marfat.com

بدمعاش عورت نے مجھ پر دعویٰ دائر کر دیا جس کی کیفیت یوں ہے کہ اس نے باغ مقبرہ جہانگیر میں آکر ناچنا گانا شروع کر دیا۔ سرکاری باغات یا سیر گاہوں میں ایسا ناچ رنگ قانوناً منع ہے لیکن وہ باز نہ آئی۔ ناچار اسے زبردستی دھکیل کر باہر نکالنا پڑا۔ اس کے حمایتی اتنی بے عزتی کب برداشت کر سکتے تھے انہوں نے مل ملا کر ڈاکہ زنی کا دعویٰ دائر کر دیا۔ ادھر میں نے بھی اپنے افسران کے پاس رپورٹ کر دی اور ساتھ ہی معاملہ کی نازک صورت دیکھتے ہوئے قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا کہ دعا فرما دیں تاکہ اس مصیبت سے نجات ہو اور حق پر فیصلہ ہو کیونکہ ان کا دعویٰ ثابت ہونے پر نوکری سے بھی علیحدہ ہونے کا خطرہ تھا۔ حضور کی دعا و توجہ سے مقدمہ سرکار نے خود اپنے قبضہ میں لے لیا۔ مجھے صرف گواہی کیلئے طلب کیا گیا۔ اس بازاری عورت نے ہر ممکن کوشش کی، روپیہ صرف کیا لیکن حق کے مقابلہ میں باطل کہاں ٹھہر سکتا تھا۔ ادھر میرے قبلہ کی دعا سے میری تسلی تھی۔ آپ کی دعا سے میرے حق میں فیصلہ ہوا اور ان کا مقدمہ خارج ہو گیا۔

رقم بھی ملی اور ٹھیکہ بھی

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہر جہلم میں رونق افروز تھے موضع نوتھیہ متصل جہلم کا رہنے والا ایک دوست مستری طس نام حاضر خدمت ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تو غریب آدمی ہے اسی جگہ تیرے لئے دعا کی جاتی ہے مگر اس نے گھر لے جانے کے لئے بڑا اصرار کیا چنانچہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ہاں تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ رات کو مولوی فضل احمد صاحب مع دیگر دوستان جو ہمراہ تھے مسجد میں سوئے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مستری صاحب نے اپنے گھر میں سونے کیلئے عرض کیا۔ اس کا مکان نہایت پرانا اور کچا تھا جو صرف دو کوٹھریوں پر مشتمل تھا اور وہ بھی اندر آگ جلانے کے باعث سیاہ ہو چکی تھیں۔ ایک کوٹھری میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری میں اس کے اہل و عیال۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہتیرا کہا کہ میں بھی مسجد میں قیام کروں گا مگر اس مرد خدا نے ایک نہ مانی اور اس زندان خانہ میں سونے کے لئے مجبور کیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان پر

Marfat.com
Marfat.com

تکلیف اٹھائی مگر اس کے دل کو ناراض نہ کیا۔ ایک مکان کا یہ حال دوسرے پاس ہی اس کے بال بچے تھے جو کبھی روتے اور جاگتے۔ ایسے حال میں نیند کہاں آ سکتی تھی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دو بجے تک تو کروٹیں لیتے رہے آخر اٹھ کر مسجد کی طرف تشریف لے گئے کہ جا کر نماز تہجد ہی ادا کریں۔ جب مسجد میں داخل ہوئے اور دروازہ دیکھا تو دوست اندر سے دروازہ بند کر کے سوئے پڑے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بے وقت بیدار کرنا نہ چاہا۔ سردی کا موسم تھا۔ آخر باہر کے برآمدہ میں ہی آپ نماز پڑھنے لگے۔ مولوی فضل احمد صاحب کی نیند اتفاقیہ کھل گئی۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ برآمدے میں تھے۔ بے اختیار ان کا نعرہ نکل گیا اور عرض کیا کہ حضرت جی ایسی سردی کی حالت میں آپ تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فضل احمد مستری صاحب کا مکان نہایت تنگ و تاریک تھا۔ نیز ان کے بال بچے روتے جاگتے رہے اس واسطے نیند نہ آئی اور مسجد میں چلا آیا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جناب حضور کو اپنے گھر بلانے سے مستری صاحب کا مطلب یہ ہی تھا کہ ان کی غریبی اور تنگدستی آپ ملاحظہ فرمائیں اور خاص وقت میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔ غرض جوں توں کر کے رات گزری۔ صبح رخصت کے وقت مستری صاحب نے خود اپنے حال کی تنگی اور غربت کا حال ایسے درد بھرے لہجہ میں بیان کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر نہایت گہرا اثر ہوا اور چند منٹ تک آپ بالکل مراقب اور خاموش رہے پھر آپ نے سب دوستوں سے فرمایا کہ آؤ سب کے سب مستری صاحب کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ سب نے دعا کی پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج کے بعد مستری صاحب کو ٹھیکیدار کہا کرو اور مستری صاحب کو فرمایا کہ کسی جگہ ٹھیکہ کا کام تلاش کرو پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہو کر پنجاب کی طرف تشریف لے گئے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد نہر جہلم کی کھدائی شروع ہو گئی۔ مستری صاحب بھی نہر کے افسر سے جا کر ملے کہ مجھے بھی کوئی کام دیا جائے۔ افسر نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ عرض کیا میں مستری ہوں۔ افسر نے کہا کہ تم ٹھیکہ لے لو۔ عرض کیا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے کہ ٹھیکہ کا کام چلا سکوں۔ افسر نے کہا کہ پروا

Marfat.com
Marfat.com

نہیں پیشگی روپیہ مجھ سے لے لو اور جلد کام شروع کر دو۔ غرض روپیہ بھی ملا اور کام بھی شروع کر دیا۔ ایک ہی سال کے عرصہ میں مستری صاحب کی مفلسی دور ہو گئی۔ بڑے مالدار ہو گئے۔ مکان پختہ بنوائے اور گاؤں کے زمیندار جو کبھی ان کو پاؤں دھرنے کے لئے زمین نہیں دیتے تھے ان کے سب محتاج ہو گئے۔ ان کی زمینیں خرید لیں۔ غرض حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اس کی کایا پلٹ گئی۔ جب تک زندہ رہا نہایت مخلص اور خدمت گار رہا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشے۔ اب اس کا بھائی جلال دین بہاول پور و ملتان کے علاقہ میں ٹھیکہ کا کام کرتا ہے وہ بھی اپنے مرحوم بھائی کی طرح نہایت فرمانبردار اور خدمتی ہے۔

خاکروب صحت یاب ہو گیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ (بیٹھک) میں تشریف فرما تھے اور ایک ہندو دوست مسمی بالمکند جو حضور کا معتقد تھا خدمت میں حاضر تھا۔ جناب اس کے ساتھ توحید کی باتیں کرتے رہے کہ جناب کے گھر کے دروازہ پر بہت شور وغل سنائی دیا۔ مسمّی بالمکند نے پتہ کر کے عرض کیا کہ بہت سے خاکروب زن و مرد جمع ہیں اور ایک بیمار کو جوان کا جمعدار ہے۔ چارپائی پر ڈال کر لائے ہیں۔ بیمار درد کے مارے چیخ رہا ہے جس کی چیخ و پکار سے سب کے سب مرد اور عورتیں زار زار رو رہے ہیں۔ خاکروبوں نے عرض کیا کہ یہ شخص بہت بیمار ہے۔ سب ڈاکٹروں اور حکیموں نے اس کو لاعلاج کر دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ یہ نہیں بچے گا۔ اب جناب کی خدمت میں گھر کو واپس جاتے ہوئے اس کو لے آئے ہیں۔ شاید جناب کی دعا سے فائدہ ہو۔ جناب نے بالمکند کو مسکرا کر فرمایا کہ یہ سب خالق کا کام ہے۔ بیمار بھی وہی کرتا ہے شفاء بھی وہی دیتا ہے لیکن درمیان میں کسی اپنے بندے کی عزت و توقیر منظور ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ شفا بخشتا ہے۔ دیکھو دل میں کسی قسم کی کراہت نہ کرنا۔ یہ لوگ بھی خالق کی مخلوق ہیں۔ اس کوزہ میں پانی بھرا ہے اٹھاؤ اور میرے ساتھ نیچے چلو۔ آپ نے بیمار کے پاس آ کر تسلی دی اور اس کو کہا کہ درد کی جگہ پر میرا ہاتھ رکھ دے اس نے آپ کا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھ دیا۔ جناب دم کرتے جاتے تھے اور درد کی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرتے جاتے تھے۔ پانی پر دم کر کے اس کے

Marfat.com
Marfat.com

چہرے اور بدن پر چھڑکا۔ خدا کی حکمت کہ ابھی آپ وہاں ہی تشریف فرما تھے کہ اس بیمار کا درد آہستہ آہستہ کم ہوتا گیا اور وہ بے اختیار ہنسنے لگا اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہاں ہوں؟ اب تو مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ حضور نے اپنے پاس سے دودھ منگوا کر پلایا اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ اسے چارپائی پر لائے تھے جاتے وقت اپنے پاؤں سے چل کر گیا۔ ڈاکٹر اور حکیم جنہوں نے اسے لاعلاج کر دیا تھا دیکھ کر حیران ہو گئے اور جناب کے معتقد ہو گئے۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں بندہ موضع بانٹھ اس مکان میں مقیم تھا جو بندہ کے ایک مخلص دوست حافظ کاظم علی صاحب نے بندہ کو ہبہ کر دیا تھا اور خود بھی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا میں سخت بیمار ہو گیا اور نہایت پریشانی کی حالت طاری ہو گئی۔ اس بدحواسی کی حالت میں ہمیں اور کوئی علاج نظر نہ آیا سوائے اس کے کہ حافظ کاظم علی صاحب کو راولپنڈی قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا جائے اور حالات عرض کئے جائیں۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد بخار کے باعث بے ہوشی طاری ہو گئی اور اس بے ہوشی کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں حضور نے آتے ہی مجھے چارپائی پر بٹھا دیا اور میرے بدن اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ بچہ اب خیر ہو گئی ہے فکر نہ کرو۔ اس کے بعد مجھے ہوش آ گئی۔ گھر سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا تشریف لائے تھے۔ گھر والوں نے کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں کب آئے تھے۔ خیر بندہ چپ رہا۔ دیکھا تو تمام بدن پر پسینہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بخار اتر گیا اور میں تندرست ہو گیا۔ ادھر جب حافظ کاظم علی خدمت اقدس میں پہنچا اور حال بیان کیا تو حضور نے فرمایا کہ تعویذ کی ضرورت نہیں جاؤ مولوی صاحب تندرست ہو گئے ہیں۔ چنانچہ جب وہ واپس آئے تو حال بیان کیا جس کو سن کر وہ حیران ہو گئے اور تعجب سے کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر خدمت ہوتے ہی فرمایا تھا کہ دعا کی گئی ہے۔ خدا فضل کر دے گا اور واپسی پر تم مولوی صاحب کو تندرست پاؤ گے۔

Marfat.com
Marfat.com

ناقابل علاج پھوڑا صحیح ہو گیا

بابو محمد رمضان صاحب ہیڈ کلرک ریلوے سٹیشن لالہ موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میرے بائیں پاؤں کے چھپر پر ایک زخم نکل آیا جس نے بڑھتے بڑھتے تمام چھپر کو گھیر لیا۔ کوئی اس کو مونگری پھوڑا۔ کوئی چنبل کوئی داد وغیرہ بیان کرتا۔ وضو کے وقت اس پاؤں کو کبھی نہ دھوتا تھا۔ ہر وقت اس پر پٹی بندھی رہتی تھی۔ خارش اس قدر ہوتی کہ یہی دل چاہتا کہ اس کو چاقو سے چھیل دوں۔ دو سال تک ڈاکٹری' یونانی' جراحی سب قسم کے علاج کیے گئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں راولپنڈی شریف حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ جناب نے خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ اب پاؤں کا کیا حال ہے؟ بندہ نے پاؤں سے جراب اتار کر دکھلایا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا تمہیں بہت تکلیف ہوتی ہو گی۔ پیشتر اس کے کہ جناب کچھ فرماتے حاضرین دوستوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اسی قسم کا پھوڑا نکلا تھا اور میں نے بہت علاج کیے تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تھا۔ آخر کار ایک شخص نے دوائی بتلائی جس کے لگانے سے مجھے آرام ہو گیا۔ جناب نے اس شخص کو فرمایا کہ دوا بتا دو۔ اس نے کہا کہ جامن کا تیل' کافور' گائے کا مکھن ان تینوں کو ملا کر مرہم بنا لو اور زخم پر استرے سے چھینے لگا کر اس پر مرہم لگا دو۔ بندہ نے لالہ موسیٰ واپس آ کر ایسا ہی کیا۔ وہ دوائی زخم پر اس طرح لگی جیسے زہر قاتل لگتا ہے۔ میری ہائے ہائے کی آواز دور تک جاتی تھی۔ بیقراری اور بے چینی کی کوئی حد نہ تھی۔ خیر جوں توں کر کے صبر کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اوپر کا چمڑا گل سڑ کر دور ہو گیا اور نیچے سے صاف گوشت اور چمڑا نکل آیا۔ خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اتنی تکلیف کے بعد آرام تو آ گیا مگر جب موسم بہار آیا تو پھر پھوٹ پڑا اور اسی طرح خارش اور خلش شروع ہو گئی۔ جب دوبارہ راولپنڈی شریف حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سب حال جیسے کہ گزرا تھا عرض کیا۔ جناب نے فرمایا کہ ایک دفعہ اور لگا کر دیکھو۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور اب اس دوائی کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں۔ جناب نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اچھا پاؤں آگے کرو۔ بندہ نے پاؤں آگے کر دیا۔ حضور نے دَم

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا اور اپنی لب مبارک (لعاب دہن) سے زخم کے گرد حلقہ کر دیا اور زخم کے اوپر بھی لگا دیا اور فرمایا کہ اب دوائی چھوڑ دو۔ کسی دوائی کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کر دے گا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد زخم اچھا ہو گیا اور کسی قسم کا نشان باقی نہ رہا۔ چند دنوں کے بعد پھر اس حلقہ کے باہر کی طرف جو جناب نے انگلی سے کیا تھا تھوڑا سا زخم پھوٹ نکلا۔ اس کی نسبت حضور کی خدمت میں بذریعہ نیاز نامہ گزارش کی۔ حضور نے غائبانہ دعا فرمائی جس سے وہ زخم بھی اچھا ہو گیا۔ اب کئی سال گزر گئے زخم نہیں پھوٹا۔ پاؤں کا ظاہری چمڑا بالکل صاف ہے اور کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

لاعلاج امراض سے شفا

میاں فقیر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے لڑکے فضل الٰہی کے دل کے مقام پر ایک لمبا چوڑا سرخ داغ پیدا ہو گیا۔ دن بدن زیادہ پھیلتا جاتا۔ بہتیرے ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس لے گیا ہر ایک نے یہی جواب دیا۔ کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ غرض مغموم اور مایوس ہو کر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لڑکے کو لے گیا اور تمام ماجرا بیان کیا کہ حکیموں اور ڈاکٹروں نے یہ مرض لاعلاج قرار دیا ہے اس لئے حیران و پریشان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اب آپ ہی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ جناب نے فرمایا کہ صحت و تندرستی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ڈاکٹر وغیرہ کچھ نہیں کر سکتے۔ مایوس نہیں ہونا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ آرام آ جائے گا۔ جناب نے ایک مٹی کا ڈھیلہ لے کر اس پر دم کر دیا اور فرمایا کہ اس مٹی کو مرض کی جگہ پر پھیر دیا کریں۔ جب ہم نے عمل شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کی عجیب حکمت ظاہر ہوئی۔ وہ سرخ داغ دل کے مقام سے ہٹ کر گول اور دانہ کی شکل بن کر ہاتھ اور پاؤں اور سر کی چوٹی تک پھیل گیا۔ حتیٰ کہ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں تک پھیل کر آہستہ آہستہ خارج ہونے لگا اور تھوڑے دنوں میں بالکل دور ہو گیا۔

میاں صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ میرے لڑکے عبدالعزیز کے پاؤں میں گہمیر (ایک قسم کا لاعلاج پھوڑا) ہو گیا۔ ڈاکٹروں سے دو دفعہ آپریشن کرایا ٹخنے کی ہڈی بھی

Marfat.com
Marfat.com

نکال دی لیکن آرام نہ آیا بلکہ ٹانگ میں بھی پیپ پڑ گئی۔ ڈاکٹروں نے یہ دیکھ کر متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ اس ٹانگ کو کاٹے بغیر چارہ نہیں۔ یہ حال سن کر میں حیران و پریشان جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اجازت حاصل کی جائے۔ لڑکے کو بھی ساتھ لے گیا۔ جناب اس وقت حج کے لئے تیار تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حج سے واپسی تک انتظار کرو ابھی ٹانگ نہ کٹواؤ پھر دیکھا جائے گا۔ میں نے بھی اس کام کو ملتوی کر دیا۔ جب آپ حج سے بخیریت تمام واپس تشریف لائے تو میں بھی زیارت و قدم بوسی کے لئے جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب نے خیر و عافیت کے بعد عبدالعزیز کا حال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب ویسا ہی ہے جیسا جناب دیکھ گئے تھے۔ جناب نے ایک مٹی کا ڈھیلہ دم کر کے دے دیا کہ جاؤ اس کو ساری ٹانگ پر پھیرو اور ساتھ ہی ایک ہلکی سے مرہم بھی بتا دی کہ اس کو زخم پر لگایا کرو۔ ہم نے حسب ارشاد استعمال شروع کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس مرض کو دور کر دیا اور بالکل شفا ہو گئی۔

بغیر چھٹی ملے عرس میں شرکت

عطا محمد سپاہی محکمہ نمک کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عرس کے موقع پر میں نے اپنے افسر سے رخصت مانگی لیکن نہ ملی۔ میں بہت مجبور ہوا۔ ایسے مبارک موقع پر شامل نہ ہونا دل کو بے چین کر رہا تھا اور جوں جوں دن قریب آتے جاتے تھے میرا جنون بڑھتا جاتا تھا۔ یہ ہی چاہتا تھا کہ کسی طرح اڑ کر اپنے پیر کے پاس پہنچوں۔ عرس سے ایک دن قبل میرا افسر باہر دورہ پر گیا۔ ظہر کی نماز کے بعد میری عجیب حالت ہو گئی۔ بے خودی کے عالم میں گھر سے چل نکلا۔ چلتے چلتے شام ہو گئی لیکن سفر برابر جاری تھا۔ راستہ میں کانٹے دار جھاڑیاں، پتھریلی ریت، ہر گاؤں سے گزرتے وقت کتوں کا بھونکنا اور پھر یہ کہ اندھیرا اور راستہ کی ناواقفیت ایسے حالات میں بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑا لیکن ہمت نہ ہاری برابر چلتا گیا حتیٰ کہ رات کے تین بجے کے قریب چکوال پہنچ گیا۔ وہاں سے بذریعہ ریل راولپنڈی شریف پہنچا۔ عرس کی بہار دل کھول کر دیکھی۔ ختم شریف میں شامل ہوا حضور عالی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ عرس کے دوسرے دن اسی طرح واپس کھیوڑہ پہنچ گیا۔ قاعدہ

Marfat.com
Marfat.com

کلیہ ہے کہ بغیر اجازت نوکری سے چلے جانے کی سزا سوائے موقوفی کے کیا ہوسکتی ہے لیکن میرے دل میں اس بات کا ذرا بھی فکر نہ تھا۔ واپسی پر مجھے کسی نے بھی نہ پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ میرا افسر ابھی تک باہر ہی تھا۔ مجھے ہر طرح تسلی تھی کیونکہ میرا یقین تھا کہ میں اپنے پیر و مرشد کو مل کر آیا ہوں اور خداوند کریم میری عزت رکھے گا۔ کھیوڑہ سے بذریعہ عریضہ میں نے قبلہ عالم کی خدمت میں یہ واقعہ لکھا۔ آپ نے جواب میں تاکیداً فرمایا کہ خبردار آئندہ بغیر اجازت نوکری سے اس طرح نہ آنا۔

آگ سے بچ گئے

بابو غلام نبی صاحب صابر انسپکٹر ڈاک خانہ جات فرماتے ہیں کہ ۱۹۲۶ء میں ایک دفعہ میں ضلع شاہ پور کے علاقہ میں دورہ کرتا ہوا ایک قصبہ جھاوریاں میں پہنچا۔ رات کو بازار میں ایک بالا خانہ میں قیام ہوا۔ سردی کا موسم تھا۔ سرکاری کام کی کثرت کی وجہ سے رات کے دو بجے تک نہ سو سکا۔ اس خیال سے کہ صبح تہجد کے نوافل میں سستی نہ ہو جائے لیٹ گیا۔ دن بھر کی تھکاوٹ اور پھر دیر سے آرام کرنے کی وجہ سے گہری نیند پڑی۔ تین یا چار بجے کا وقت ہوگا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے جھنجھوڑ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کمرہ سے باہر نکل جاؤ۔ میں فوراً اٹھ بیٹھا۔ دیکھا تو کمرہ دھواں سے بھرا ہوا ہے۔ باہر نکلا تو چھت سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ بالا خانہ کی نچلی دکان میں آگ لگی ہوئی تھی۔ میں نے شور مچا دیا اور لوگ جمع ہو گئے اور آگ بجھانے لگے۔ اس دکان میں مٹی کا تیل، بنولے اور بزازی کا سامان تھا۔ اگر مٹی کے تیل تک آگ پہنچ جاتی تو کسی کو یہ پتہ بھی نہ چل سکتا کہ اس مکان میں کوئی مسافر بھی آ کر شب باش ہوا تھا

نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

الحمد للہ کہ خالق کے فضل و کرم سے آگ پر جلدی قابو پا لیا گیا اور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بروقت امداد سے تمام قصبہ بچ گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

کنوؤں میں پانی کا نکلنا

میاں فقیر محمد صاحب ساکن چوہڑ متصل راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں پانی کی بہت قلت تھی۔ کنواں بھی کوئی نہیں تھا۔ گاؤں سے تین میل کے فاصلہ پر ایک کنواں تھا جس سے بڑی مشکل سے پانی لایا جاتا تھا اور وہ بھی کوئی کوئی لاتا تھا۔ ورنہ اکثر لوگ بارش کے پانی پر جو شاہ پیارا کی زیارت کے پاس ایک جوہڑ میں جمع ہو جاتا تھا گزارا کرتے تھے۔ اس حال میں ایک دفعہ آپ چوہڑ تشریف لے گئے۔ وضو کے وقت حضور نے دیکھا کہ وضو کے پانی میں کیڑے مکوڑے ہیں۔ میاں صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کیسا پانی ہے کہ سرخ کیڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جناب یہ چھپڑ کا پانی ہے پھر میں نے آپ کے لئے گھر سے پانی لا کر وضو کرایا۔ بعد نماز میں نے عرض کیا کہ یہاں پانی کی قلت ہے۔ دوستوں نے بھی عرض کیا کہ دعا فرماویں کہ اس مسجد کے قریب ہی اللہ تعالیٰ ہمیں پانی دے دے۔ جناب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ آؤ سب مل کر دعا کریں۔ چنانچہ سب دوستوں نے مل کر بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ حضور نے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی ہے۔ کنواں کھودو خالق پانی دے دے گا۔ وہ جگہ بہ نسبت دوسری جگہ کے بہت اونچی تھی۔ خیال تھا کہ شاید پانی نہ نکلے مگر جناب کے فرمانے سے ہمیں تسلی تھی۔ حضور نے کدال لے کر خود دستِ مبارک سے افتتاح کیا اور اس کے بعد ہم سب دوستوں نے کنواں کھودنا شروع کر دیا۔ ساتویں روز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی دعا کی برکت سے نہایت ہی عمدہ صاف پانی نکل آیا۔ چنانچہ وہ کنواں اب تک موجود ہے اور اس کا پانی استعمال ہوتا ہے۔ میاں صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ہمارے گاؤں میں لوگوں کو نارو اور پھوڑے پھنسی کی بیماری بکثرت ہوا کرتی تھی جب سے اس کنوئیں کا پانی پینا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اس مرض کو بھی دور کر دیا ہے۔ اس کنوئیں کو تیار ہوئے آٹھ نو سال کا عرصہ ہو گیا تھا کہ ایک دفعہ جناب اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ اس وقت دوستوں نے عرض کیا کہ جناب اس کنوئیں کا پانی اب بہت کم ہو گیا ہے اور گدلا ہو گیا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پانی زیادہ کر دے۔ جناب نے

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ سات عدد کنکر لاؤ۔ جناب نے ان پر پڑھ کر دم کر دیا اور فرمایا کہ ان کو کنوئیں میں ڈال دو اور صبح کے وقت اطلاع دو کہ کس قدر پانی ہے۔ جب صبح کے وقت پانی نکالنے کے لئے ڈول ڈالا تو لوگوں نے دیکھا کہ پانی بارہ فٹ تک پہنچ گیا ہے۔ اس کنوئیں کو دیکھ کر گاؤں والوں نے سمجھا کہ اب ہر جگہ کنواں کھودا جا سکتا ہے۔ پانی بافراط مل جائے گا۔ چنانچہ لوگوں نے آٹھ نو جگہ کنوئیں کھودے لیکن پانی کہیں نہ نکلا۔

حافظ دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب کی خدمت میں حاضر تھا سید حسن شاہ صاحب ساکن موضع کھبل تحصیل گوجر خان جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے بڑی محنت اور مشقت سے اپنے گاؤں میں کنواں کھودا ہے۔ بہتیرا گہرا کھود کر نیچے لے گئے ہیں مگر پانی نہیں نکلا۔ اب ہمارے پاس روپیہ پیسہ بھی نہیں رہا جو مزدوری دے کر اس سے زیادہ گہرا کھود سکیں۔ جناب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو پانی دے دے۔ جناب نے سب حاضرین مجلس کو فرمایا کہ آؤ سب مل کر دعا کریں۔ جناب نے فرمایا کہ دو گز اور نیچے کھودو۔ انہوں نے جا کر ڈیڑھ گز کھودا لیکن پانی نہ نکلا۔ شاہ صاحب پھر دوبارہ جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹھتے ہی تند و ترش لہجے میں عرض کیا کہ ہم نے آپ کے فرمان کے بموجب عمل کیا مگر پھر بھی پانی نہیں نکلا ناحق ہماری محنت ضائع گئی۔ اگر ایسا تھا تو پہلے ہی فرما دیتے کہ ہم لوگ تکلیف نہ اٹھاتے۔ غرض اس طرح شاہ صاحب سخت سست الفاظ بولتے رہے اور جناب خاموشی سے سنتے رہے پھر فرمایا کہ شاہ صاحب آپ جھگڑے کے لئے آئے ہیں۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ کیوں نہ جھگڑوں جو کچھ پاس تھا سب خرچ ہو چکا ہے اب سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں۔ جناب نے فرمایا کہ شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ آپ جائیں اور دو گز اور کھودنے کا میں نے کہا تھا پورا کریں۔ انشاء اللہ پانی نکل آئے گا۔ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ اب تو میں ایک انچ بھی کھودنے کے لئے تیار نہیں۔ پانی ویسے ہی لوں گا۔ غرضیکہ شاہ صاحب نے بہت تنگ کیا دوست جو وہاں جو موجود تھے شاہ صاحب کو سمجھانے لگے لیکن شاہ صاحب نے کسی کی بھی نہ سنی۔ آخر آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب جاؤ کنواں اور نہ کھودو۔ اللہ ویسے ہی پانی دے دے گا۔ شاہ صاحب واپس گھر چلے آئے۔ ان کے

Marfat.com
Marfat.com

لڑکے نے بیان کیا کہ جس دن شاہ صاحب یہاں سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے تھے اسی رات کو ہی کنوئیں میں پانی آ گیا تھا۔ شاہ صاحب نے خود جا کر دیکھا بہت خوش ہوئے اور جناب کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فوراً دریافت کیا کہ ابھی پانی نکلا ہے کہ نہیں؟ شاہ صاحب نے خوش خبری سنائی کہ پانی دس بارہ گز تک آ گیا ہے اور اس وقت سے اب تک یہ کنواں برابر کام دے رہا ہے۔

موضع جاڑ متصل موضع سرصوبہ شاہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ایک نہایت خاص دوست صوبیدار روڈے خاں صاحب پنشنر رہتے تھے۔ ان کے گاؤں میں پانی کا کنواں نہ تھا۔ لوگ بارش کے پانی پر گزارا کرتے تھے۔ سب لوگوں نے مل کر پہاڑی کے قریب کنواں کھودا۔ بہت گہرا لے گئے لیکن پانی نہ نکلا۔ خرچ بھی بہت ہو گیا چونکہ پہاڑی علاقہ ہے نیچے بہت بڑی پتھر کی سل آ گئی۔ بہت کوشش کی گئی کہ اسے توڑا جائے لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جب ہر طرف سے مایوس ہو گئے تو صوبیدار صاحب، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے تمام حالات بیان کئے کہ رقم خرچ شدہ کا کوئی اندازہ نہیں لیکن پتھر کی سل کی وجہ سے اور کھدائی نہیں ہو سکتی۔ حضور کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ صوبیدار صاحب آپ تسلی رکھیں یہ ضروری نہیں کہ پانی کنوئیں کی تہ سے نکلے۔ سل کے آ جانے میں کوئی حکمت ہو گی۔ جاؤ تم کنوئیں کو جلدی سے پکا کرو انشاء اللہ پانی آ جائے گا۔ صوبیدار صاحب اس سے پہلے قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کرامات دیکھ چکے تھے۔ راسخ الاعتقاد تھے گھر پہنچ کر کنواں پکا کرنے کی تیاری کر دی۔ لوگ حیران تھے کہ صوبیدار صاحب کیا کر رہے ہیں۔ پانی تو نکلا نہیں۔ کنواں پکا کر کے خواہ مخواہ روپیہ ضائع کر رہے ہیں لیکن صوبیدار صاحب نے لوگوں کی باتوں کی پروا نہ کی اور اپنے کام میں مصروف رہے۔ جب کنوئیں کا نچلا حصہ تیار ہو گیا تو ایک صبح کو آ کر دیکھا کہ کنوئیں کی دیوار کے وسط میں سے قریباً دس بارہ فٹ کی بلندی سے پانی زور سے نکل رہا ہے اور کنوئیں میں گر رہا ہے۔ صوبیدار صاحب نے ایک بڑا پائپ لے کر پانی کے منبع پر لگا دیا اور کنوئیں کو مکمل کر دیا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ پانی کنوئیں کی دیوار سے نکل رہا ہے۔ کنوئیں کی سطح سے پانی نہیں نکلا اور ہم نے اس کو اسی حالت میں پکا

Marfat.com
Marfat.com

کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو یہ خالق کا خاص عطیہ ہے۔ اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کنواں آج تک برابر کام دے رہا ہے۔ یہ شان خداوندی ہے۔

موضع گوجرا متصل پڈھانہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں پانی کی قلت کی وجہ سے لوگوں کو بہت تکلیف تھی۔ لوگوں نے بہت کنوئیں کھودے لیکن پانی کہیں سے بھی دستیاب نہ ہوا۔ ایک دفعہ آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس گاؤں میں پانی کی تکلیف ہے۔ کئی جگہ کنوئیں کھودے ہیں لیکن پانی نہیں آتا حالانکہ بہت دور تک کھدائی کی ہے۔ عصر کے وقت آپ باہر تشریف لے گئے۔ تمام دوست ہمراہ تھے۔ گاؤں سے سو گز کے فاصلے پر ایک جگہ آپ نے پسند فرمائی اور فرمایا کہ یہاں خدا کا نام لے کر کنواں کھودو۔ گاؤں ایک ندی کے کنارہ پر بہت بلندی پر واقع ہے اور یہ جگہ تو بہت ہی بلندی پر تھی۔ دوست حیران تھے کہ جگہ بہت اونچی ہے کنواں بہت گہرا کھودنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم کی وہ شان ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پانی دیتا ہے اور اگر وہ چاہے تو سوکھی لکڑیوں سے پانی کے چشمے نکال سکتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ دوستوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ پہلے حلقہ باندھ کر ذکر جہر بلند کیا اور پھر آپ نے نہایت خشوع وخضوع سے دعا مانگی اور بسم اللہ کہہ کر کدال سے زمین پر پھٹ لگایا۔ اس کے بعد مولوی فضل احمد صاحب نے بھی پیروی کی اور کھدائی کا کام شروع ہو گیا۔ خدا کی حکمت آٹھ دس گز کے فاصلہ پر ہی پانی آ گیا اور اس کثرت سے آیا کہ آج تک کم نہیں ہوا۔ اب لوگوں کو بہت آرام ہے۔ رہٹ بھی چلتا ہے۔ سبزیاں وترکاریاں بہت ہوتی ہیں۔ حضور کو ہر وقت دعائیں دیتے رہتے ہیں۔

موضع چکوڑا تحصیل چکوال ضلع جہلم کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگ وہاں کنواں کھود رہے تھے کہ ایک فقیر کا وہاں سے گزر ہوا۔ کسی بات پر وہ فقیر کے ساتھ نہایت درشت کلامی سے پیش آئے۔ فقیر کوئی صاحب کمال تھے۔ ان کی بے ہودہ گفتگو اور طرز سلوک پر خفگی آ گئی۔ فرمایا جاؤ یہ کنواں نہیں تنور ہے۔ لوگوں نے کنوئیں کو بہت کھودا لیکن

Marfat.com
Marfat.com

پانی نہ نکلا۔ کئی اور جگہ بھی آزمائش کی گئی لیکن پانی کہیں سے بھی نہ نکلا۔ یہ فقیر کی بددعا کا اثر تھا۔

ایک دفعہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع کالس میں تشریف لے گئے۔ موضع چکوڑا کے آدمی بھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمارے گاؤں تشریف لے چلیں۔ راستہ خراب تھا دوستوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پالکی میں بٹھا کر کندھوں پر اٹھا لیا۔ جب اس گاؤں کے قریب پہنچے تو تمام لوگ اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ذکر جہر کرو۔ صاف زمین پر آپ نے مع دیگر دوستوں کے دو، دو نفل ادا کیے اور کہا کہ بارگاہِ الٰہی میں توبہ واستغفار کرو اور عہد کرو کہ آئندہ کسی فقیر کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہیں آئیں گے۔ انہوں نے نہایت عاجزی سے استغفار کی اور سربسجود ہو کر دعا مانگی۔ اس کے بعد آپ نے زمین پر نشان لگا دیا اور فرمایا کہ یہاں کنواں کھودو۔ خدا کی شان کہ پندرہ گز کے فاصلہ پر ہی پانی آ گیا جو نہایت مصفا اور شیریں ہے۔

راجہ احمد خاں صاحب ساکن کالس تحصیل چکوال ضلع جہلم بیان کرتے ہیں کہ جب چکوڑہ میں پانی کی تکلیف رفع ہو گئی تو میں نے بھی عرض کیا کہ ہمارے گاؤں میں بھی پانی کی قلت ہے دعا فرمائیں خالق ہمیں بھی پانی دے دے۔ آپ نے دعا فرمائی اور راجہ صاحب نے کنواں کھودا اور پانی نکل آیا۔ موضع کالس کے لوگ سب کے سب حضور کے معتقد اور بہت ہی خدمت گزار ہیں۔

غرضیکہ جہاں کہیں بھی پانی کی تکلیف ہوئی اور وہ لوگ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خالق نے مہربانی فرمائی اور پانی بافراط مل گیا۔ کوئی شخص مایوس نہ ہوا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔

قلیل طعام میں برکت

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غلام طالب حسین صاحب ساکن بھمبر تراڑ ضلع راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ہمارے گاؤں میں رونق افروز ہوئے۔ ہمارے والد

Marfat.com
Marfat.com

سکندر خان صاحب نے جو سوداگر فیل تھے دعوت کا انتظام کیا اور موجودہ چند حاضرین مجلس کے لئے صرف ایک دیگ چاولوں کی پکائی۔ جناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر گرد ونواح کے گاؤں سے اور بہت سے دوست جمع ہو گئے۔ مسجد کے اندر اور باہر اور گرد اگرد دوست ہی دوست نظر آتے تھے۔ تقریباً چھ سات سو کا مجمع تھا۔ جب کھانا تیار ہو چکا تو ہمارے والد صاحب بہت گھبرائے کہ کھانا کم ہے اور دوست بہت جمع ہیں۔ بڑی شرمندگی ہو گی اگر کھانا سب نے نہ کھایا۔ اس تردد کی حال میں والد صاحب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حقیقت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ بالکل نہ گھبرائیں انشاء اللہ یہی کھانا سب کے لئے کافی ہو جائے گا پھر جناب نے مولوی فیروز دین صاحب مرحوم کو جو اس وقت آپ کے ہمراہ تھے فرمایا کہ دیگ کا منہ بند کر دو اور صرف اتنا منہ خالی رکھو کہ جس سے کھانا نکال لیا جائے اور نکال کر تقسیم کرتے جاؤ۔ مولوی فیروز دین صاحب کھانا نکال نکال کر رکابیوں میں ڈال دیتے اور دوست کھاتے جاتے۔ حتیٰ کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ جب سب دوست کھانا کھا چکے تو جناب نے فرمایا کہ اب دیگ کے منہ سے ڈھکنا اٹھا دو۔ جب دیکھا تو دیگ خالی تھی۔ جناب نے فرمایا کہ اگر اسی طرح دیگ کا منہ بند کئے ہوئے نکالتے جاتے تو انشاء اللہ کھانا نکلتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کچھ آسان ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب کوٹلی لوہاراں تشریف لائے۔ میں نے حضور کی دعوت کی۔ کھانے کے وقت بہت سے دوستوں کا ہجوم ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب کھانا تھوڑا ہے اور کھانے والے بہت ہو گئے ہیں۔ جناب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تسلی رکھیں یہی کھانا سب کے لئے کافی ہو گا۔ چنانچہ جناب کی توجہ اور برکت سے سب دوستوں نے سیر ہو کر کھایا اور کچھ باقی بھی بچ رہا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں مشرقی میں رونق افروز تھے۔ اس وقت یہ خاکسار اور مولوی فضل احمد صاحب بھی ہمراہ تھے۔ وہاں ایک شخص امام دین نام تھا جو بابا کبابی کے لقب سے مشہور تھا۔ اس کا قاعدہ تھا کہ جب اس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ جمع ہو جاتا تو کسی نہ کسی مولوی صاحب کو بلا کر میلاد شریف کی مجلس اور وعظ کراتا اور وہ روپیہ

Marfat.com
Marfat.com

پیسہ اس کار خیر میں خرچ کر دیتا۔ اس نے جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ جناب آج رات کی میری دعوت قبول فرمائیں۔ جناب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ غریب آدمی ہے اس کو تکلیف ہو گی۔ لہٰذا اس کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس شخص کی یہی عادت ہے کہ جب کچھ پیسے جمع کر لیتا ہے فقرا کی خدمت میں صرف کر دیتا ہے۔ جناب کی تشریف آوری سے پہلے کئی دفعہ مجھ سے دریافت کر چکا ہے کہ جناب حضرت صاحب کب تشریف لائیں گے اور وہ کہتا ہے کہ اگر میری دعوت قبول نہ کی تو میں ناراض ہو کر نماز بھی چھوڑ دوں گا۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اچھا تمہاری دعوت قبول کی۔ چنانچہ اس نے دعوت کی تیاری شروع کر دی۔ جو دوست اسے ملتا اس کو کہتا کہ آج رات کو میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی ہے تم بھی ضرور آنا۔ غرضیکہ تقریباً تمام گاؤں والوں کو دعوت دے دی اور ہر ایک یہی کہتا نظر آتا کہ آج رات کو بابا کبابی نے سب کی دعوت کی ہے۔ شام کی نماز کے بعد جب کھانا کھانے کے واسطے اس کے مکان پر جناب مع دوستوں کے تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے مکان کے اندر باہر گلی تک سب آدمی ہی آدمی کھانا کھانے کے لئے موجود ہیں۔ باہر سے حافظ قاری محمد ابراہیم صاحب بھی جو وہاں درس دیتے تھے۔ مع درویشوں کے آ گئے۔ جب بابا کبابی سے دریافت کیا کہ تم نے اس قدر آدمی بلائے ہیں کیا ان کے لئے کھانے کا بھی کچھ انتظام کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس جو کچھ تھا پکا دیا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کتنی دیگیں پکائی ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے تو صرف تین چار سیر چاول اور آٹھ دس سیر آٹا اور دو اڑھائی سیر گوشت پکایا ہے۔ جناب نے فرمایا کہ پھر اتنے آدمیوں کو کیوں بلایا؟ بابا سادہ آدمی تھا بے اختیار کہا کہ حضرت صاحب میں نے سنا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی برکت سے تھوڑا کھانا بہت آدمیوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ میرے پاس جو کچھ موجود تھا پکا کر تیار کر دیا ہے۔ اب آپ جانیں اور آپکا کام۔ جس طرح چاہیں کریں۔ جناب نے فرمایا اچھا بابا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کرے گا۔ جناب نے سب کھانا ایک جگہ جمع کرا کر اس پر اپنی چادر مبارک ڈال دی اور فرمایا کہ ہمارے اپنے

Marfat.com
Marfat.com

دوستوں میں سے ابھی کوئی کھانا نہ کھائے۔ دوسرے آدمیوں کے لئے حکم دے دیا کہ تھوڑے تھوڑے آدمی آتے جائیں اور کھانا کھاتے جائیں۔ چنانچہ سب لوگ کھانا کھا گئے پھر ہمراہی دوستوں نے بھی کھانا کھایا اور پھر بابا سے دریافت کیا کہ کیا اور بھی کوئی باقی ہے؟ اس نے کہا کہ اس تبرک کو اپنے محلہ میں بھی تقسیم کروں گا۔ غرضیکہ محلہ میں بھی کھانا تقسیم کیا گیا۔ حافظ رسول بخش صاحب مرحوم امام مسجد اور قاری محمد ابراہیم صاحب مرحوم یہ کرامت دیکھ کر نہایت ہی متعجب اور حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بھی عجیب حال ہیں۔

مہر حاجی محمد مالی مقبرہ جہانگیر بادشاہ شاہدرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہدرہ تشریف لائے اور میرے مکان پر ہی رونق افروز ہوئے۔ رات کے کھانے کا انتظام بھی میرے گھر ہی تھا۔ اس وقت آٹھ دس دوست آپ کے ہمراہ تھے۔ میں نے دس پندرہ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو اطراف سے بہت سے دوست آ گئے۔ میں حیران تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ رات بھی زیادہ ہو چکی تھی اور کھانا بھی پک نہیں سکتا تھا۔ شاہدرہ میں نانبائی کی کوئی دکان بھی نہ تھی جہاں سے روٹی مل جاتی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری پریشانی دیکھ کر فرمایا گھبراؤ نہیں کھانا جو کچھ بھی پکا ہے لے آؤ۔ آپ نے اس پر چادر مبارک ڈال دی۔ ہم نے دوستوں کو کھانا کھلایا۔ گھر کے افراد نے کھایا پھر بھی ایک دو آدمیوں کا کھانا بچ رہا۔ حضور کی دعا سے خالق نے برکت عطا فرمائی۔

حاجی محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عرس کے موقع پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعوت کے لئے عرض کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ بہت دوست رخصت ہو چکے ہیں۔ خلفاء اور سیٹھ صاحبان کے علاوہ چند اور دوست مہمان رہ گئے ہیں جو تیس چالیس کے قریب ہوں گے۔ ان کی دعوت کا انتظام کر لو۔ میں نے اہل خانہ اور عیدگاہ کے دوستوں کو بھی شامل کر کے تقریباً ستر اسی آدمیوں کے کھانے کا انتظام کر لیا۔ گرمی کے ایام تھے۔ روٹی کھلانے کا انتظام میں نے اپنے مکان کی چھت پر کیا۔ مقررہ

Marfat.com
Marfat.com

وقت پر دوستوں کی آمد شروع ہوگئی۔ دوست آتے اور بیٹھتے جاتے اور تانتا برابر لگا ہوا تھا۔ مکان کی چھت پر جگہ نہ رہی اور ادھر دوست سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ آواز بھی آرہی تھی خوب آج حاجی صاحب نے دعوت کی ہے۔ جزاک اللہ۔ دوستوں کا اتنا آنا دیکھ کر میں گھبرا گیا۔ بٹھانے کو جگہ بھی نہ رہی۔ میں نے کہا اچھا بیٹھو۔ جگہ ان کو ملے گی نہیں آپ ہی باہر چلے جائیں گے لیکن دوست بھی دوست ہی تھے جس طرح ہوسکا بیٹھ گئے۔ اب اندازہ جو کیا تو میرے پاس اتنے برتن بھی نہیں تھے۔ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلاکر ارشاد فرمایا کہ روٹی لاؤ۔ میں نے عرض کیا حضور ساٹھ آدمیوں کا کھانا پکا ہے جس میں گھر کے افراد بھی شامل ہیں۔ ان دوصد کے قریب آدمیوں کے لئے تو کھانا ناکافی ہے۔ آپ نے فرمایا چار چار آدمیوں کے آگے برتن رکھنا شروع کردو۔ اللہ کریم برکت عطا فرمائے گا۔ مجھے تسلی ہوگئی اور کھانا تقسیم کرنا شروع کیا گیا۔ خداوند کریم کی حکمت کہ دوستوں نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا بلکہ کچھ بچ بھی رہا۔

اسی طرح ایک موقع پر بندہ مسکین قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حاجی محمد علی صاحب نے حضور عالی و جناب صاحبزادہ صاحب سلمہ ربہ اور بندہ کی دعوت کی۔ شام کی نماز کے بعد جب درِ دولت پر حاضر ہوا تو حاجی صوفی ثناء اللہ صاحب، صوفی نیاز دین صاحب اور چار اور دوست کوٹلی لوہاراں سے تشریف لے آئے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ آج بابو صاحب (حاجی محمد علی صاحب) کے گھر دعوت ہے۔ چلو پہلے روٹی کھا آئیں۔ باہر جو نکلے تو دیکھا کہ عیدگاہ کے دوست بھی دعوت کے لئے آگئے ہیں۔ بابو صاحب حیران ہوئے کہ دعوت تو میں نے تین اصحاب کی کی ہے اور یہاں تین کے بجائے تیس موجود ہیں۔ دوستوں سے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کی دعوت نہیں کی۔ آپ کو مغالطہ لگا ہے۔ میں گھر چلا آیا۔ پہلے حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ مع خاص دوستوں کے تشریف لے آئے۔ خیر کھانا رکھا گیا۔ سب نے سیر ہوکر کھایا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ عیدگاہ کے دوستوں کو بھی بلالو۔ بابو صاحب خاموش ہوگئے۔ عیدگاہ کے دوست کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ قبلہ عالم حضرت صاحب نے فرمایا کہ بندوں کی طرح اگر کھاؤ تو روٹی

Marfat.com
Marfat.com

مل جائے گی۔ بسم اللہ کرو اور کھاتے جاؤ۔ چنانچہ دوست کھانا کھاتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ غرضیکہ تھوڑا کھانا تمام کے لئے کافی ہو گیا۔

اسی طرح چاء و شربت وغیرہ کی تقسیم کے موقع پر بار ہا دیکھا گیا کہ تھوڑی مقدار بھی سب دوستوں کے لئے کافی ہو گئی۔ غرضیکہ خالق کا یہ خاص عطیہ تھا کہ جب کبھی دیکھا کہ کھانا تھوڑا ہے اور کھانے والے بہت ہیں تو یہ آپ کا معمول تھا کہ اوپر چادر مبارک ڈال دیتے اور کھانا تقسیم کرتے جاتے۔ خالق برکت عطا فرماتا اور وہ تھوڑا کھانا سب کے لئے کافی ہو جاتا۔

گم شدہ کا مل جانا

ایک دفعہ عرس شریف کے موقع پر ایک دوست محمد زمان نام ساکن سانگرہ ضلع راولپنڈی ایک گدھی پر آٹا لاد کر لایا۔ رات کے وقت گدھی گم ہو گئی۔ بہتیرا تلاش کیا مگر نہ ملی۔ مایوس ہو کر جناب کی خدمت میں عرض کیا۔ جناب نے فرمایا گھبرائیں نہیں انشاء اللہ تعالیٰ مل جائے گی۔ صبح کے وقت جناب کے مکان پر رخصت کے وقت حاضر ہوا تو دیکھا کہ گدھی، جناب کے مکان کے دروازہ کے قریب کھڑی ہے۔ حضور کو اطلاع دی اور وہ دوست اپنی گدھی لے کر بخوشی گھر رخصت ہوا۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ گوجرانوالہ رونق افروز تھے کہ چک نظام علاقہ گوجرانوالہ کے دوستوں میں سے ایک دوست اپنے گدھے پر غلہ لاد کر منڈی میں لے گیا۔ وہاں گدھا باندھ کر حضور کی قدم بوسی کر کے جب واپس گیا تو دیکھا کہ گدھا غائب ہے۔ رات کا سماں اور شہر۔ تلاش کر کے تھک گیا۔ آخر مایوس ہو کر وہ خاکسار کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا۔ خاکسار نے حضور کے آگے عرض کیا کہ جناب یہ غریب آدمی ہے۔ دعا فرما دیں کہ اس کا گدھا مل جائے۔ جناب نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ نماز صبح سے پہلے پہلے جہاں گدھا بندھا تھا وہاں جا کر تلاش کرنا۔ وہ دوست صبح کو وہاں گیا دیکھا تو گدھا اسی جگہ کھڑا تھا۔ اس نے پکڑ لیا اور خدمت میں عرض کیا کہ گدھا مل گیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

عرس شریف کے موقع پر ایک دفعہ ایک دوست لال کڑتی راولپنڈی کا رہنے والا عرس کی مجلس میں شامل ہونے کی خاطر ایک سائیکل والے کی دکان سے سائیکل مانگ کر لے آیا اور اسے اپنی طرف سے بحفاظت ایک جگہ رکھ دیا۔ بعد فراغت مجلس جب جا کر دیکھا تو سائیکل غائب تھا۔ سائیکل نیا تھا اور پھر بیگانہ تھا۔ بہت حیران ہوا۔ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم نیک ارادہ سے آئے تھے جاؤ سائیکل لے جانے والا پکڑا جائے گا۔ پولیس میں رپورٹ کر دو۔ اس دوست نے ایسا ہی کیا۔ دکاندار کو جب علم ہوا تو وہ بھی پریشان ہوا کہ یہ سائیکل مرمت کیلئے آیا ہوا تھا۔ تین چار دن گزر گئے کہ سائیکل چور اسی سائیکل پر سوار ہو کر اسی دکان پر ضروری مرمت کروانے کے لئے لے آیا۔ دکاندار سائیکل کو پہچانتا تھا جھٹ پولیس کو اطلاع دی کہ چور خود چل کر آ گیا ہے۔ پولیس نے موقع پر پکڑ لیا اور چالان کر دیا۔

ایک دفعہ ایک عورت کی بھینس گم ہو گئی۔ بہتیری تلاش کی لیکن نہ ملی۔ آپ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا صبح سویرے لئی کی طرف جانا انشاء اللہ مل جائے گی۔ چنانچہ وہ عورت صبح کے وقت اسی سمت گئی تو بھینس راستہ میں کھڑی تھی۔

ڈھوک رتہ متصل راولپنڈی کا ایک دوست کمہاروں کا کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کا گدھا گم ہو گیا۔ وہ حاضر خدمت ہوا۔ گدھا مل گیا۔ دوسری دفعہ پھر وہی گدھا گم ہو گیا۔ آپ نے پھر دعا فرمائی گدھا مل گیا۔ تیسری مرتبہ پھر گدھے کے گم ہونے کا واقعہ بیان کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اب کی دفعہ گدھا نہیں ملے گا۔ تلاش نہ کر۔ کمہار نے ہر چند تلاش کیا گدھا نہ ملا۔

سید عثمان شاہ صاحب سٹور کیپر کراچی بیان کرتے ہیں کہ ان کا لڑکا جس کی عمر آٹھ نو سال کی ہو گی کہیں چلا گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں راولپنڈی بمعہ اہل و عیال حاضر ہوئے۔ ان کی پریشانی کو دیکھ کر آپ نے تسلی دی اور فرمایا کہ فکر نہ کر لڑکا زندہ ہے اور وہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کا دل اس سے پھیر دے اور وہ گھر حاضر ہو جائے تا کہ اس کے

Marfat.com
Marfat.com

والدین کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ جب رخصت ہو کر کراچی پہنچے تو ان کا لڑکا خود بخود گھر آ گیا۔

محمد ناظم صاحب ڈرافٹسمین بیان کرتے ہیں کہ دوران قیام راولپنڈی جب ان کا دفتر کوہ مری تبدیل ہوا تو وہ رخصت ہونے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسباب وغیرہ لاریوں پر لد کر جا چکا تھا۔ صرف چالیس روپے کے نوٹ پاس تھے۔ گھر جا کر بٹوا جو کھولا تو دیکھا کہ بٹوا خالی ہے۔ بہت پریشان ہوئے کہ کرایہ کے لئے کوئی روپیہ نہیں بچا تھا۔ راستہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں۔ گھر میں۔ غرضیکہ تمام جگہوں کو اچھی طرح دیکھا لیکن نوٹ دستیاب نہ ہوئے۔ آخر آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے چاہا کہ کرایہ کے لئے اپنے پاس سے کچھ رقم دے دیں تاکہ کوئی تکلیف نہ ہو۔ ناگاہ محمد ناظم صاحب جو اٹھے تو وہ نوٹوں پر ہی بیٹھے تھے۔ سب دوست یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس سے پیشتر وہ بہت تلاش کر چکے تھے۔

اولیاء کرام کی روحانیت سے استفادہ

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سال میں ایک دفعہ ضرور جناب شیخ المشائخ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے روضۂ مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے اور وہاں آپ پر نہایت ہی عجیب وغریب حالات و واردات کا انکشاف ہوا کرتا جو بیان سے باہر ہے۔ ایک دفعہ حسب دستور آپ روضۂ مبارک پر حاضر تھے اور خاکسار و مولوی فضل احمد و مولوی ثناء اللہ صاحب و دیگر خلفاء اور دوست بھی ساتھ تھے۔ روضۂ مبارک پر حاضر ہوتے ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عجیب وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ روضۂ مبارک سے باہر نکل آئے ہیں اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے معانق اور بغلگیر ہو رہے ہیں۔ دوست اپنی جگہ پر مدہوش اور اپنے آپ سے فراموش تھے۔ اس حالت میں یہ ہی معلوم ہوتا تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد صاحب کے ساتھ کچھ کلام کر رہے ہیں۔ جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو حضور نے فرمایا کہ دوستو مبارک ہو حضرت مجدد علیہ الرحمہ فقیر کے دوستوں سے بہت خوش

Marfat.com
Marfat.com

ہیں اور سب کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ سب کی طرف سے السلام علیکم عرض کی جس کا جواب حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے بڑی خوشی سے دیا۔

بابو کرم دین صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف لے گئے۔ بندہ بھی ہمراہ تھا۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پاؤں کی طرف مراقب ہو گئے۔ بندہ ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ مزار مبارک پر بیٹھتے ہی جناب کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ مزار مبارک کو پاؤں کی طرف سے بغل میں لے کر بے اختیار زار و قطار روتے تھے۔ اتنے میں ایک افغان آگیا جس نے جناب کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا اور کہا کہ اس طرح کرنا بے ادبی ہے۔ جب وہ چلا گیا تو جناب کی پھر وہی پہلی حالت ہوگئی۔ حالت جذبہ میں بے اختیار رونے اور تڑپنے لگے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد اس حالت سے جناب ہوش میں آئے تو جناب نے بندہ سے دریافت فرمایا کہ جناب حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی ہے یا نہیں؟ بندہ نے عرض کیا کہ زیارت تو نہیں مگر قلبی تاثیر بہت ہوئی ہے جو بیان سے باہر ہے پھر جناب نے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک بیان کیا اور فرمایا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک کچھ کچھ جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا جلتا ہے۔

ایک دفعہ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ خاکسار بھی ہمراہ تھا۔ تہجد کے نفل ادا فرما کر جناب تربت مبارک پر حاضر ہوئے۔ جناب خود تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رُوئے مبارک کے مقابل دو زانو باادب بیٹھ گئے۔ یہ خاکسار پاؤں کی طرف ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب کی حالت دگرگوں ہوگئی اور جذبہ و ولولہ اس قدر غالب ہوا کہ جناب کو کچھ ہوش نہ رہا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغل گیر ہیں اور معانقہ کئے ہوئے زار زار رو رہے ہیں۔ اس محویت کی حالت میں جناب کے منہ مبارک سے بے اختیار بڑے زور سے نعرہ نکلا جس کے اثر سے یہ خاکسار بھی مدہوش اور بے خود ہو گیا۔ اس بے خودی کی حالت میں خاکسار کو روضۂ مبارک کے اندر شمال مشرقی گوشہ میں ایک سفید نور دکھائی دیا جس میں خاکسار کو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مبارک اور بہت سے عجائبات دکھائے گئے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اب بھی خاکسار جب

Marfat.com
Marfat.com

کبھی بیٹھ کر اس واقعہ کو یاد کرتا ہے تو وہ نور آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

اسی طرح پھر ایک بار جناب کے ہمراہ سرہند شریف کی زیارت کی۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد کے پاس جنوبی حجرہ میں سونے کو جگہ ملی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ہمراہی دوست بھی سب اسی جگہ سو گئے۔ خاکسار کو اس رات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت حاصل ہوئی۔ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے خاکسار کو فرمایا آؤ تمہیں بتلائیں کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ اسطرح وضو کیا کرتے تھے۔ جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ وضو کرتے جاتے تھے اور خاکسار دیکھتا تھا۔ پھر تہجد کے لئے جاگ اٹھا۔

غرضیکہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ و بزرگان دین کے مزارات پر خاص طور پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس حاضری کو آپ حصول سعادت و ترقیٔ درجات کا ذریعہ جانتے تھے۔

مراتب عالیہ

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کی مجلس میں ایک بابو صاحب ہندوستانی بھی جو لال کڑتی بازار چھاؤنی راولپنڈی کے رہنے والے تھے حاضر تھے۔ وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑے ادب کے ساتھ اپنے حالات بیان کر رہے تھے اور آپ ان کے مطابق اس کو جواب باصواب دیتے تھے۔ جب وہ جانے لگے تو تنہا ہو کر میں نے بابو صاحب سے پوچھا کہ آپ کس جگہ بیعت ہیں۔ اس نے کہا کہ اسی جگہ پھر اس نے بیان کیا کہ میری بیعت ہونے کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ میرے دل میں فقرا کی بہت محبت تھی مگر بیعت ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ لال کڑتی بازار میں ایک مجذوب درویش پھرا کرتا تھا میں اکثر اس کی خدمت کرتا رہتا تھا۔ ایک رات وہ میرے پاس ہی رہا۔ ایک ملحقہ کمرہ میں جو خالی تھا اس کو بستر کر دیا۔ رات کے دو بجے ہوں گے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ مجذوب کو دیکھا تو بستر پر موجود نہ پایا۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ ناگاہ اسے بستر پر موجود دیکھا۔ یہ حال دیکھ کر میرا دل بہت متاثر ہوا۔ صبح کے وقت جب وہ جانے لگا تو میں نے اس سے عرض کیا کہ

Marfat.com
Marfat.com

سائیں صاحب مجھے ایک بات بتاتے جائیں کہ اس وقت قطب کون ہے جس سے میں بیعت کروں تو اس مجذوب نے کہا کہ عرصہ دس سال کا ہو چکا ہے منصب قطبیت راولپنڈی کے رہنے والے چھاپہ کا کام کرنے والے ایک حافظ قرآن کو عطا ہو چکا ہے مگر اس نے نام نہ بتلایا پھر کچھ عرصہ اس تلاش میں رہا حتیٰ کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات نصیب ہوئی اور بیعت سے مشرف ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بابو کرم دین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مٹی کا برتن جس کو پنجابی زبان میں چاٹی کہتے ہیں بندہ کے پاس ایک مستری کے ہاتھ جو نوشہرہ کو جا رہا تھا اس غرض کے لئے بھیجی کہ اس کو جناب حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا دوں۔ ساتھ ایک رقعہ بھی تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ چاٹی جناب غوثِ دوراں، قطب زماں جناب حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بھیج دیں۔ ان القاب کو دیکھ کر بندہ کے خیال ناقص میں آیا کہ مولوی صاحب نے بڑا مبالغہ کیا ہے۔ جناب حافظ صاحب اگر زیادہ سے زیادہ ہوں گے تو ولی ہوں گے۔ غوث اور قطب ہونے کی زمانہ گواہی نہیں دیتا۔ بندہ نے اس رات خواب میں دیکھا کہ بندہ ایک پہاڑ کی طرف گیا ہے۔ وہاں کیا دیکھتا ہے کہ جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ معہ ایک بزرگ کے باہم سجادہ نشین ہیں۔ جناب نے بندہ کو دیکھ کر بڑے رعب داب اور جلالیت سے فرمایا کہ تم اپنا سبق پڑھو گے یا نہیں؟ بندہ نے عرض کیا کہ پڑھوں گا۔ بندہ نے ایک کتاب کو جو رحل پر پڑی ہوئی تھی کھولا تو اس کے شروع ہی میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ:

"اپنے پیشوا کو غوث اور قطب ہی سمجھنا چاہئے"

جب بندہ بیدار ہوا تو اس خیال سے توبہ کی اور اپنے اعتقاد کو صحیح اور پختہ کیا۔ اس سے پہلے بندہ کا نفس امارہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیر بھائی سمجھتا تھا۔ اس دن کے بعد جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا اور پیر سمجھنے لگا کیونکہ جناب بابا جی علیہ الرحمہ نے بیعت کرنے کے بعد بندہ کو تکمیل کیلئے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد کیا تھا۔

حافظ دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جناب سے بیعت ہونے سے پیشتر میں شہر

Marfat.com
Marfat.com

احمد نگر دکن میں چلا گیا تھا۔ وہاں ایک مجذوب فقیر کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا اس کی خدمت میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد مجھ میں جذب کے آثار پیدا ہو گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ سب کچھ چھوڑ کر اس فقیر کی طرح میں بھی تنہا بیٹھا رہوں لیکن اس نے منع کیا۔ ایسا نہ کرو۔ اپنے وطن جاؤ۔ چند مرتبہ عرض کرنے پر اس نے یہی جواب دیا کہ وطن واپس جاؤ۔ چونکہ مجذوبوں کی کلام ذرا مشکل سے سمجھ میں آتی ہے کیونکہ ان کی بات رمز و اشارہ کے طور پر ہوتی ہے۔ وہاں ایک قادریہ خاندان کے بزرگ شیخ احمد علی خان صاحب رہتے تھے جو بہت معمر اور مرتاض (ریاضت کرنے والا) تھے۔ میں نے ان کی خدمت میں جا کر سب حال بیان کیا انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ تم ضرور اپنے وطن جاؤ۔ تمہیں اپنے وطن میں ہی کامل پیشوا مل جائے گا جس سے تمہارا مطلب حل ہو جائے گا۔ اسی خیال کو مدنظر رکھ کر میں اپنے وطن علاقہ راولپنڈی ملک پنجاب میں چلا آیا۔ اپنے ملک میں جس جگہ کسی بزرگ کی نسبت سنتا اس کی خدمت میں حاضر ہوتا مگر کسی جگہ دل کو تسلی نہ ہوتی۔ ایک دفعہ مجھے بھائی محمد زمان صاحب ساکن سانگرہ کے ساتھ راولپنڈی حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ یہ شخص جناب حضرت صاحب کا مرید تھا۔ وہ مجھے جناب کی خدمت میں لے گیا۔ جناب کی زیارت کرتے ہی دل کی حالت دگرگوں ہو گئی اور اس شعر کے مصداق ہو گیا

؎ آں دل کہ رم نمودے از خوبرو جواناں

دیرینہ سال پیرے بروش بیک نگاہے

جناب نے میرے لئے دعا فرمائی اور فرمایا کہ رات کو آیت کریمہ تین صد (۳۰۰) بار اول و آخر سو بار درود شریف پڑھا کریں۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دوست مظفر شاہ صاحب جو ان دنوں جناب کی خدمت میں رہا کرتے تھے ایک روٹی لے آئے اور کہا کہ یہ روٹی جناب نے تمہارے لئے بھیجی ہے لو کھاؤ اور دو روپے بھی دیئے کہ یہ روپیہ حضور کی نذر کرنا اور بیعت کے لئے عرض کرنا۔ چند روز متواتر اسی قسم کی خوابیں آتی رہیں جن میں صاف جتلایا گیا کہ جناب کی حلقہ غلامی میں داخل ہو جاؤ۔ اب دن بدن غائبانہ محبت دل میں جوش مارتی رہی۔ انہی دنوں میں جناب گوجر خان تشریف لے گئے۔ میں بھی

Marfat.com
Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا اور خواب کا حال بیان کر کے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ جناب نے بیعت سے مشرف فرمایا۔

ابتداءِ حالات میں جبکہ جناب پر جذب غالب تھا اکثر مجذوب فقرا جناب کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور ملاقات کر کے چلے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک مجذوب فقیر کمبل اوڑھے ہوئے جناب کی خدمت میں آیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتے رہے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جا۔ وہ چلا گیا۔ میاں فقیر محمد صاحب ساکن چوہڑ نے جو اس وقت موجود تھے۔ دریافت کیا کہ یہ شخص کیوں آیا تھا؟ جناب نے فرمایا کہ یہ شخص ایک مقام پر بند تھا۔ اس کے شیخ نے اس کو میری طرف روانہ کیا تھا اب اس کا مقصد حاصل ہو گیا ہے اس لئے وہ واپس چلا گیا ہے۔

مجذوب کا معذرت کرنا

اسی طرح ایک اور مجذوب سائیں فتو کے نام سے مشہور تھا۔ راولپنڈی کی گلیوں بازاروں میں پھرتا رہتا۔ لوگوں کو مارتا' گالی گلوچ نکالتا' دکانوں میں چلا جاتا جو چاہتا لے لیتا' کسی کی چیز بازار میں پھینک دیتا' کوئی چیز توڑ دیتا۔ ایک دفعہ مراقبہ اور استغراق کی حالت میں آپ نے دیکھا کہ جناب قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور سائیں فتو سامنے ہوا میں معلق ہے اور جناب کی طرف حقارت کے ساتھ انگلی سے اشارہ کر رہا ہے۔ جب آپ نے اس کی طرف توجہ کی تو وہ دھم سے زمین پر گر پڑا اور چیخنے چلانے لگا۔ جب اس کے بعد آپ دکان پر آئے تو تھوڑی دیر کے بعد وہی سائیں فتو ایک عمدہ قیمتی بوٹ ہاتھ میں لئے حاضر ہوا اور ہاتھ باندھ کر معافی طلب کی۔ جناب کے چچا صاحب جو آپ کے مرتبہ سے ناواقف تھے فرمانے لگے کہ تو ہم کو اس سائیں سے کیوں مرواتا ہے۔ بوٹ اس کو دے دو۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بوٹ اس کو واپس کر دیئے لیکن سائیں لینے پر راضی نہ ہوا اور چلا گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ اس کو بلایا۔ جناب چچا صاحب اس کے دوبارہ آنے پر گھبرائے لیکن آپ نے سائیں کے کان میں چپکے چپکے دو تین باتیں کیں جس سے

Marfat.com
Marfat.com

وہ خوش ہو کر چلا گیا اور جب تک زندہ رہا آپ کے سامنے کبھی گستاخی سے پیش نہ آیا۔

ایسے ہی ایک اور مجذوب سائیں گوہر کے نام سے مشہور تھا وہ بھی دکانوں' مکانوں میں گھس جاتا تھا۔ برتن توڑتا' لوگوں کو مارتا مگر اس کو کوئی بھی کچھ نہ کہتا کیونکہ اس میں کمال درجہ کی ہیبت تھی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک رات تہجد کی نماز کے بعد کشفی حالت میں دیکھا کہ سائیں گوہر میرے سامنے کھڑا ہے مجھے دھمکاتا ہے اور لاٹھی دکھاتا ہے۔ اتنے میں ایک ہاتھ غیب سے حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر ہوا اور میرے ہاتھ میں بھی ایک لاٹھی دے دی اور آواز دی کہ اس کو ایک لاٹھی لگا دو۔ میں نے وہ لاٹھی سائیں گوہر کے سر پر مار دی۔ سائیں چیختا چلاتا بھاگ نکلا۔ صبح اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر جب میں دکان پر جانے لگا تو بازار میں سائیں گوہر کو دیکھا کہ اس کی پیشانی پر بڑا شدید زخم لگا ہوا ہے اور اس پر اس نے سوہاگہ ملا ہوا ہے اور لوگوں کو گالی گلوچ نکال رہا ہے اور برا بھلا کہہ رہا ہے۔ جب نے مجھے دیکھا تو فوراً بھاگ نکلا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب تھوڑی دور گیا تو بہت شور وغل کرنے لگا اور پکارنے لگا کہ ہائے میں مارا گیا۔ لوٹا گیا حتیٰ کہ ایک فاحشہ عورت کے مکان میں گھس کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ میں واپس چلا آیا۔ ظہر کی نماز کے بعد مجھے ایک ضروری کام کے لئے ایک اور دکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ دیکھا تو وہ سائیں مذکور اس دکان پر موجود ہے اور دکاندار کو بھلا برا کہہ رہا ہے اور وہ اس سے ڈرتا ہے اور کچھ نہیں کہتا۔ میں نے جب سائیں کو دیکھا تو کہا اے بے وقوف تو نہیں جانتا یہ کون ہے۔ اٹھ اور خاموشی سے نکل جا۔ لوگوں کو ستانا فقیروں کا کام نہیں۔ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا۔

پھر میں نے سائیں کو کہا کہ چلا جا۔ بازار کے لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آج سائیں کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک شخص نے خیال کیا کہ اب سائیں کچھ نہیں کہے گا۔ اس نے سائیں کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا۔ سائیں نے زور کے ساتھ ایک لاٹھی اس کے سر پر رسید کی۔ میں نے پھر دوبارہ ڈانٹا۔ سائیں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ہائے میں مارا گیا' لوٹا گیا۔ چند یوم دن کے بعد اس کی حالت بدل گئی۔

Marfat.com
Marfat.com

ابتدائی حالات میں حضرت صاحب کے دل میں بار بار شوق پیدا ہوتا کہ کسی ابدال کی زیارت نصیب ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے وظیفہ ماثورہ بھی پڑھتے اور دعائیں بھی مانگتے کچھ مدت اس شوق اور امنگ میں گزر گئی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ گرمی کا موسم تھا۔ نہایت تپش تھی۔ جناب نے دوپہر کے وقت قیلولہ فرمانے کی خاطر حسب معمول اپنی بیٹھک میں جا کر چارپائی پر سونے کا ارادہ فرمایا لیکن نیند نہ آئی۔ بہتیرا تکلف بھی کیا کہ کسی طرح نیند آئے مگر کچھ نہ بنا اور دل میں ارادہ پیدا ہو گیا کہ عیدگاہ چلنا چاہئے۔ دل کو سمجھایا کہ ایسی دوپہر کی سخت گرمی میں گرم لو بدن جلا دیتی ہے۔ عیدگاہ جانے کا کیا مزہ ہوگا پھر اس خیال سے سونے کا ارادہ کیا کہ نماز ظہر کے بعد چلیں گے مگر پھر وہی کشش اور جذب دامن گیر تھے کہ عیدگاہ چلیں۔ یہ جذب اور کشش اس قدر غالب ہوگئی کہ بیٹھک میں آرام کرنا مشکل ہو گیا۔ وجہ بھی معلوم نہ تھی کہ یہ کشش کیوں ہے جو ایسی سخت گرمی میں دل میں پیدا ہو گئی ہے۔ غرض اسی حالت میں عیدگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان دنوں عیدگاہ بالکل جنگل میں واقع تھی۔ اتنی رونق اور آبادی جیسے کہ اب ہوگئی ہے۔ بالکل نہ تھی۔ راستہ میں دھوپ کے باعث کسی آدمی کا نشان تک نہیں ملتا تھا۔ سب لوگ اپنے گھروں میں گھسے ہوئے تھے مگر جناب ہیں کہ آپ کے دل کو جذبہ شوق کھینچے لئے جا رہا ہے۔ جب اس جگہ پر جہاں دونوں سڑکیں جا ملتی ہیں پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہاتھ میں عصا اور ایک جھولا کپڑے کا لئے ہوئے اس طرح کھڑا ہے جیسے کسی کی انتظاری ہوتی ہے۔ جناب اس سے دوچار ہوئے تو السلام علیکم کہی۔ اس نے وعلیکم السلام کہا۔ اس کی آنکھوں اور چہرہ سے رعب و داب ٹپک رہا تھا۔ دل میں خوف بھی پیدا ہوا اور شوق بھی دامن گیر ہوا۔ فارسی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کابل کی طرف سے آیا ہے۔ جناب نے اس سے مصافحہ کیا تو اس کا ہاتھ ایسا سرد معلوم ہوا جیسے ابھی برف سے باہر نکالا ہے۔ یہ دیکھ کر جناب کو بڑا تعجب ہوا کہ ایسی سخت گرمی میں اس کا بدن ایسا سرد ہے۔ غرض اس کو ہمراہ لے کر عیدگاہ کے تھڑے پر لے آئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کابل سے آ رہا ہوں اور کلکتہ

Marfat.com
Marfat.com

جاؤں گا۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص نہایت ضعیف اور سفر کے ناقابل ہے یہ کیسے سفر کر سکے گا۔ بمجرد اس خیال کے وہ درویش مسکرانے لگ پڑا۔ ظاہراً اس کے چہرہ پر سفر کے کوئی نشان نہ تھے بلکہ اس کے جسم کی ٹھنڈک اور منہ کی بشاشت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کسی برفانی درہ سے نکل کر آیا ہے۔ دیر تک آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ آخر دعا و سلام کے بعد اس نے جانے کی اجازت مانگی کہ اب میں جاتا ہوں۔ جناب نے اس کو ٹھہرانا چاہا لیکن اس نے باصرار اجازت مانگی۔ تب جناب اس کو رخصت کرنے کے ارادہ پر عیدگاہ کے باہر تک تشریف لائے۔ جب سڑک سے کچھ دور آ گئے تو اس نے کہا کہ جناب تشریف لے جائیں گرمی بہت ہے۔ میں اب جاتا ہوں۔ جناب نے اس کو رخصت کر کے عیدگاہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ ابھی چند قدم چلے ہوں گے کہ جناب نے پھر اس کو مڑ کر دیکھنے کا ارادہ کیا۔ جب دیکھا تو وہاں کچھ نظر نہ آیا اور اس طرح نظر سے غائب ہو گیا جیسے آسمان پر چڑھ گیا یا زمین میں چلا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بابو کریم دین صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ رونق افروز ہوئے تھے۔ ان دنوں حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے۔ جناب نے ارادہ ظاہر فرمایا کہ دل سرہند شریف حاضر ہونے کو چاہتا ہے مگر ڈر لگتا ہے کہ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل نہیں کی۔ شاید کہیں ناراضگی کا باعث نہ ہو۔ اس کے بعد جناب نے قیلولہ فرمایا۔ قیلولہ کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو گاڑی کا وقت دریافت فرمایا کہ سرہند شریف کو کس وقت گاڑی جاتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جناب باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیدار سے مشرف فرمایا اور سرہند شریف حاضر ہونے کی اجازت بھی فرمائی۔

جناب کے پیر بھائی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری جب پہلے پہلے علاقہ میسور کی طرف تشریف لے گئے اور طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شروع کی۔ آگے وہاں طریقہ قادریہ کے مشائخ تھے اور انہی کے اکثر مرید تھے۔ شاہ صاحب اور ان مشائخ کے درمیان اس مسئلہ پر مباحثہ و تکرار شروع ہو گیا کہ افضل طریقہ کون ہے۔ وہ اپنے طریقہ

Marfat.com
Marfat.com

قادریہ کو افضل کہتے اور شاہ صاحب نقشبندیہ کو۔ شاہ صاحب نے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ طریقہ نقشبندیہ کی فضیلت میں کچھ تحریر کر کے روانہ فرائیں۔ جناب کا بھی خیال اس طرف آ گیا اور کچھ مضمون لکھنے کا ارادہ کیا۔ اسی رات شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خواب میں ملے اور فرمایا کہ حافظ صاحب آپ اس مسئلہ میں دخل نہ دیں۔ جناب نے اس خیال کو فوراً چھوڑ دیا۔

مولوی فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دوران سفر حضرت صاحب ضلع جہلم کے علاقہ میں دینا سے پنڈوڑی کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور پالکی میں سوار تھے۔ ایک قبرستان کے قریب پہنچ کر کہاروں نے چاہا کہ بجائے قبرستان کے اندرونی راستہ کے باہر کے راستہ سے پالکی لے چلیں لیکن جناب نے فرمایا نہیں درمیانی راستہ سے چلو۔ جب قبرستان کے درمیان میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ایک قبر سے باہر نکل کر انتظار میں کھڑی ہے۔ اس عورت نے جونہی پالکی کو دیکھا دوڑ کر مرحبا مرحبا کہتی ہوئی حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میں بڑی دیر سے انتظار میں تھی۔ الحمدللہ کہ میری مدت کی آرزو پوری ہوئی۔ آپ نے تھوڑی دیر وہاں قیام فرمایا اور آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے ایک روپیہ لے کر ایک دوست کو دیا کہ وہ اس عورت کو دے دے۔ اس عورت نے عرض کی کہ حضور جس طرح آپ نے رات کو خواب میں دیا تھا اسی طرح اپنے دست مبارک سے دیں۔ چنانچہ آپ نے خود روپیہ عنایت فرمایا اور خواب کی حقیقت دریافت کی۔ اس نے عرض کی کہ آج رات کو خواب میں آپ کو میں نے دیکھا کہ پالکی پر اسی طرح سوار ہیں اور روپیہ مجھے دیا ہے۔ مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ ان کی زیارت صبح کو ہو جائے گی۔ تسلی رکھو چنانچہ میں اسی انتظار میں بیٹھی تھی۔ خالق کا شکر ہے اور اب میں بہت خوش ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور آگے روانہ ہو گئے۔ اس عورت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ بچپن ہی سے یہ عورت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتی تھی۔ دنیا سے کنارہ کش رہتی۔ جوانی کے وقت گو اس کی شادی ہو گئی لیکن اس نے خاوند کو کہا کہ خدا کے واسطے مجھے آزاد کر دو کیونکہ میں اس لائق نہیں کہ دنیا کے جھگڑوں میں پڑوں۔

Marfat.com
Marfat.com

خاوند نے اجازت دے دی۔ اس عورت نے اپنے لئے قبر بنوائی ہوئی تھی جس میں شب و روز عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول رہتی تھی۔ نہایت ہی زاہدہ عابدہ معلوم ہوتی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس زاہدہ عورت کی کشش ہی ہم کو اس راستہ سے لے آئی۔ بہت ہی مقبول بارگاہ الٰہی ہے۔

جنّوں کا حضور سے فیضیاب ہونا اور آسیب زدوں کا شفا پانا

ایک دفعہ جنوں کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس اکثر جن آیا کرتے ہیں۔ ابتدا میں تو یہ حال تھا کہ دکان پر بھی کام کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں شام کی نماز کے بعد عیدگاہ کے مغربی کونہ کی طرف مشغول عبادت تھا کہ میرے دل نے چاہا کہ اگر اس دفعہ جن آیا تو اسے کہیں گے کہ مسقط کا حلوا کھلائے۔ دل میں خیال آیا ہی تھا کہ معاً میرے ہاتھ پر ایک برتن آموجود ہوا جس میں گرم گرم حلوا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ کارروائی ہمارے جن دوست کی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ حلوا کہاں سے لائے ہو؟ جن نے عرض کیا کہ ایک دکاندار نے ابھی ابھی تازہ حلوا بنایا تھا میں نے تھوڑا سا لے لیا کہ حافظ صاحب کو کھلاؤں گا۔ آپ یہ حلوا کھالیں۔ میں پھر حاضر ہوں گا۔ جن رخصت ہو گیا۔ میں نے حلوا کھانا چاہا لیکن دل نے کہا کہ دکاندار کی اجازت کے بغیر یہ حلوا جن اٹھا کر لے آیا ہے کھانا درست نہیں۔ فوراً رکھ دیا۔ جن چلا گیا تھا ورنہ واپس کر دیا جاتا۔ وہ حلوا اٹھا کر ایک دوست کو دے دیا۔ مجلس میں ایک دوست (جس کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں) موجود تھا۔ جھٹ بول اٹھا حضور وہ حلوا آپ نے مجھے دیا تھا ادب کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے دریافت نہیں کیا تھا کہ اتنا لذیذ حلوا گرم گرم کون دوست لے کر آیا اور آپ نے چکھا بھی نہیں اور مجھے کیوں دے دیا؟ واقعی وہ حلوا مسقط کا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جن اکثر ہمارے پاس آیا کرتا تھا۔

ایک دوست پینڈے خاں کا قصہ مشہور ہے کہ اس کی والدہ کو جن بہت تنگ کیا کرتے تھے۔ علاج کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے۔ ایک دفعہ مغرب کی نماز کے وقت جب کہ آپ قبرستان پیرودھائی کے نزدیک کنارہ لئی پر تشریف رکھتے تھے حاضر ہو کر یہ واقعہ جناب کی

Marfat.com
Marfat.com

خدمت میں پیش کیا کہ آج میری والدہ کو جن نے سخت تکلیف پہنچائی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا عشاء کی نماز کے بعد چل کر دم کر دیں گے۔ چنانچہ بابو محمد امین و محمد بخش کے ہمراہ آپ پینڈے خاں کے گھر تشریف لے گئے۔ پینڈے خاں کی والدہ اس وقت ہوش میں تھیں۔ ایک پلنگ پر آپ کو بٹھایا۔ ہمراہی دوست بھی اسی پلنگ پر دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ آپ نے مائی سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا تکلیف ہے۔ وہ بیان کرنے لگی کہ مجھے جن نے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ میری ہڈیاں چور چور ہوگئی ہیں۔ بہت علاج کر چکی ہوں لیکن اس سے چھٹکارا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کس وقت آتا ہے؟ مائی نے کہا کہ ویسے تو اس کا وقت مقرر نہیں لیکن آج جاتے ہوئے کہہ گیا تھا کہ جس وقت حافظ جی صاحب تشریف لائیں مجھے بلا لینا۔ ہمراہی دوستوں میں سے ایک تو جنات کے وجود سے بالکل انکاری تھا وہ آزمائش کے طور پر ساتھ آیا تھا۔ باتیں سن کر اس نے ہنس دیا۔ آپ نے جن کو آواز دی۔ یکا یک آندھی کی طرح زور سے ہوا آئی' دروازے پھٹ سے کھل گئے۔ ہمراہی دوست، دونوں بے ہوش ہو کر پلنگ سے نیچے گر گئے۔ مائی بھی چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی اور پھر خاموشی ہوگئی اور کہا کہ السلام علیکم۔ آواز تبدیل ہوگئی تھی۔ آپ سمجھ گئے کہ جن آ گیا ہے۔ دوستوں کو اٹھایا وہ پلنگ سے ہٹ کر دوسری جگہ کھڑے ہو گئے لیکن بدن کانپ رہا تھا اور پسینہ آ رہا تھا۔ آپ نے اب دریافت فرمانا شروع کیا کہ تمہا انام کیا ہے؟ کہاں سے آئے ہو؟ جن عرض کرنے لگا کہ میرا نام سائیں دلبر ہے۔ مجھے اس مائی کے ساتھ عرصہ سے محبت ہے اور اب چورہ شریف سے آ رہا ہوں۔

قبلہ عالم: وہاں کب گئے تھے؟

جن: شام کی نماز کے بعد۔

قبلہ عالم: شام کہاں ادا کی؟

جن: آپ کے پیچھے لئی کے کنارے پر۔

قبلہ عالم: کون کون سی سورت میں نے پڑھی تھی۔

جن: پہلی رکعت میں انا انزلناہ دوسری میں انا اعطینا۔

Marfat.com
Marfat.com

مائی بالکل پڑھی ہوئی نہیں تھی۔ سوائے سورۂ اخلاص کے اور کوئی سورت نہیں جانتی تھی۔ آپ نے مزید دریافت فرمایا۔

قبلہ عالم: عصر اور ظہر کہاں پڑھی؟

جن: ظہر چورہ شریف پڑھی اور اس کے بعد وہاں سے کھسکو (محاورہ: یعنی جلدی روانہ ہونا) ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہاں کس وقت پہنچے؟ اس نے کہا کہ اسی وقت پھر آپ کے ساتھ دکان پر کام بھی کرتا رہا اور قرآن شریف بھی سنتا رہا۔ جب آپ قرآن شریف کا دورہ کر رہے تھے میں ساتھ ساتھ کام میں امداد بھی دیتا تھا۔ جب آپ نے دکان بند کی تو میں کشمیر چلا گیا۔

قبلہ عالم: وہاں کب پہنچے؟

جن: اُسی وقت۔

قبلہ عالم: نماز وہاں کہاں پڑھی؟

جن: جامع مسجد میں۔

قبلہ عالم: پھر؟

جن: عصر کی نماز کے بعد شام وعشاء آپ کے پیچھے پڑھی۔ آپ نے پوچھا کہ عشاء میں کون کون سی سورت میں نے پڑھی تھی؟ اس نے جواب دیا کو سورۂ والضحیٰ وسورۂ الم نشرح۔ آپ نے فرمایا کہ سورۂ والضحیٰ سناؤ۔ اس نے تمام سورہ سنا دی حالانکہ وہ مائی ایک حرف بھی پڑھی ہوئی نہیں تھی۔ میرا بھائی ہاشم آپ کو السلام علیکم کہتا ہے۔

قبلہ عالم: (حیران ہو کر) وہ کہاں ہے؟

جن: وہ سامنے سیڑھی پر بیٹھا ہے۔

قبلہ عالم: اچھا دیکھو میرا کہا مانو اس مائی کو چھوڑ دو۔ اس کا بیٹا ہمارا دوست ہے اور اس کی سفارش پر ہم یہاں آئے ہیں۔

جن: دل تو نہیں چاہتا لیکن آپ کے حکم کے آگے کوئی عذر نہیں۔ چلا جاتا ہوں پھر کسی وقت حاضر ہوؤں گا۔

Marfat.com
Marfat.com

قبلہ عالم: نہیں اس کو زیادہ تنگ نہ کرو پھر اس کے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔

جن: بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا تم نے میرے دوستوں کو کیوں نیچے گرا دیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور یہ اتنے بے ادب ہیں کہ آپ کی برابری کرنے کے لئے آپ کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ لیجئے اب ہم رخصت ہوتے ہیں۔ السلام علیکم

مائی دھڑم سے نیچے گری۔ تھوڑی دیر بعد افاقہ ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے؟ وہ عرض کرنے لگی کہ بدن کی ہڈیاں ٹوٹ رہی ہیں۔ مجھے کچھ ہوش نہیں۔ اس واقعہ کی نسبت آپ نے دریافت کیا لیکن مائی نے یہ ہی کہا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جن اب چلا گیا ہے پھر نہیں آئے گا۔ اس واقعہ کے بعد پینڈا خاں اور اس کی مائی کافی عرصہ زندہ رہے۔ کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ **فالحمد للہ علی ذالک**

آپ نے ہمراہی دوستوں سے دریافت کیا کہ جس وقت جن آیا تھا تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ ایک نے کہا کہ مجھے تو یہ معلوم ہوا کہ کسی نے پکڑ کر مجھے زور سے نیچے دے ٹپکا ہے اور کہا بے ادب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہو کر بیٹھے ہو۔ پھر میری جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے ساتھ بیٹھتا۔ دوسرا عرض کرنے لگا کہ میرے کان میں یہ کہا گیا کہ اچھا تم جن کے وجود سے انکاری ہو۔ یہاں تماشہ دیکھنے آئے ہو اگر تم حافظ صاحب کے ساتھ نہ ہوتے تو تمہیں اس کی سزا دیتا۔ بس مجھے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ شکر ہے خدا نے آپ کے طفیل فضل کیا ورنہ معلوم نہیں کیا گت بنتی۔ مجھے آج یقین ہو گیا ہے کہ جن بھی ہیں اور ان میں بہت طاقت ہے۔ لیکن ان کی طاقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

بابو شوق محمد صاحب امرت سری جو آج کل عبادان ملک ایران میں ملازم ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ چند سال پیشتر جبکہ میں عراق میں محکمہ بندوبست میں ملازم تھا اور بطور معاون مہتمم بندوست کے کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ ہمارا کیمپ دریائے دجلہ کے کنارہ پر تھا۔ قریب ہی قدیم زمانہ کا قلعہ تھا جو شکستہ ہو چکا تھا۔ اس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ یہاں جنات کا بسیرا ہے اور کوئی تنہا آدمی دوپہر یا رات کے وقت نہ گزر سکتا تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد میرا ادھر سے گزر ہوا۔ عربی میں مجھے کسی نے آواز دی کہ یہ راستہ نہیں ہے تم کہاں جا رہے ہو؟

Marfat.com
Marfat.com

میں نے چاروں طرف دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ آوازیں آتی رہیں اور میں آخر اسی راستہ سے گزر گیا۔ کیمپ میں آکر اپنے افسر سے ذکر کیا لیکن اس نے اعتبار نہ کیا۔ شام کو میں کام میں مشغول تھا کہ میرا افسر باہر سے آیا کہ تنبو کے قریب میں نے بتی جلتی دیکھی تھی۔ قریب آیا تو روشنی غائب تھی۔ رات کو چوکیداروں نے بھی ایسے ہی روشنی دیکھی۔ وہ اس روشنی کی طرف چلے تو وہ روشنی دریائے دجلہ کی طرف چلنے لگی۔ ہم سب نے اس روشنی کو چلتے دیکھا۔ رات کو مہتمم صاحب اور میں دونوں بیمار ہو گئے۔ ہماری حالتیں متغیر تھیں۔ جنات اپنا اثر دکھانے لگے۔ ڈاکٹر بھی حیران رہ گئے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اگلے دن مجھے کچھ ہوش آیا ہڈیاں چور چور تھیں اور یہی حال میرے افسر کا تھا۔ عشاء کی نماز جوں توں کر کے ادا کی۔ مراقبہ کیا اور اسی حالت میں غشی آگئی۔ رات کو قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ہاتھ میں شمشیر ہے اور فرما رہے ہیں کہ تم کو کس نے تنگ کیا ہے۔ میں نے مودبانہ عرض کیا کہ یہ جنات ہیں جو ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔ حضور عالی نے شمشیر بلند کی اور جلالیت میں فرمایا کہ ابھی ان کو تباہ کرتا ہوں۔ اتنے میں جنات کا بادشاہ حاضر ہوا اور عاجزی سے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ آپ کا غلام ہے غلطی ہوئی معاف کر دیجئے آئندہ تنگ نہ کریں گے۔ غرضیکہ بہت منت سماجت کرنے لگا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ صبح کو میں اور میرا افسر دونوں بخیریت تھے۔ کئی دن وہاں قیام رہا۔ ہم نے پھر روشنی بھی نہ دیکھی اور نہ ہی کسی نے ہم کو تنگ کیا۔

حاجی محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اخبارات میں یہ خبر بڑی سرخی سے درج کی گئی کہ حیدرآباد دکن کی طرف ایک جگہ رات کو غیب سے پتھر برستے ہیں۔ پتھر کسی کو لگتا نہیں لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ پتھر کون پھینکتا ہے اور کس طرف سے آتے ہیں۔ ایک ماہ سے لگاتار پتھر برس رہے ہیں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ وہاں سے ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست نے قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں تمام حقیقت بیان کی ہوئی تھی۔ اتنے میں اخبارات میں بھی پھر خبر شائع ہوئی کہ پتھر ابھی تک برس رہے ہیں اور یہ کام جنات کا معلوم ہوتا ہے۔ اگر کسی صاحب عمل یا بزرگ میں

Marfat.com
Marfat.com

اتنی طاقت ہے تو وہ ہی کوشش کریں۔ شاید انہیں کامیابی ہو جائے۔ حضور نے جب یہ خبر سنی تو اس دوست کی طرف ایک تعویذ لکھ کر روانہ کیا کہ اس مقام پر لٹکا دینا اور ساتھ ہی لکھا کہ جس وقت پتھر برستے ہیں اس سے چند منٹ پہلے ذکر جہر کرنا اور پھر باآواز بلند فقیر کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ بس اتنی سزا دینی اچھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے۔ جاؤ کہیں اور جگہ بسیرا کرلو۔ خالق کی مخلوق کو تنگ کرنا اچھا نہیں۔ اس دوست نے اور دوستوں کی معیت میں آکر ذکر جہر کیا اور ایک درخت کے ساتھ تعویذ باندھ دیا اور آپ کا پیغام اسی طرح بلند آواز سے سنایا۔ خدا کی حکمت اس رات سے پتھر پھینکے جانے بند ہو گئے اور اس دوست نے ایک ہفتہ کے بعد خوشخبری لکھی کہ خالق نے آپ کی دعا سے یہ مصیبت رفع کر دی ہے۔ اس خط کے آنے پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور جواب میں لکھا کہ اس واقعہ کی اطلاع کسی اخبار میں دینے کی ضرورت نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جن صورتِ انسانی میں تبدیل ہو کر علماء وصلحاء کی خدمت میں حاضر ہو کر علم اور ذکر الٰہی سیکھتے رہتے ہیں۔ ذکر کی محفل میں شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ سیالکوٹ میں مولینا مولوی عبدالحکیم صاحب جن کا مزار سیالکوٹ کے مغرب میں تالاب کے نزدیک واقع ہے کے پاس اکثر جن قرآن شریف حفظ کیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کو کافی عرصہ گزر چکا ہے لیکن آج کل بھی ان کے مزار پر رات کے وقت قرآن شریف پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں۔ اسی طرح ایک اور بزرگ تھے آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس ایک جن تعلیم پاتا تھا۔ ایک دفعہ ان کی بیوی بیمار ہو گئی۔ بہت علاج کیے آرام نہ آیا آخر حکیموں نے کہا کہ اگر کہیں سے سیب مل جائے تو اس کا پانی پلانے سے صحت ہو جائے گی لیکن ہمارے علاقہ میں سیب نہیں ہے۔ جب تک سیب آئے گا خدا معلوم مریضہ کی کیا حالت ہو جائے گی۔ وہ صاحب پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگردوں نے دریافت کیا کہ حضور آج کیا وجہ ہے گھر میں خیریت ہے۔ آپ نے حکیموں کے علاج کا ذکر کیا وہ جن بھی سن رہا تھا۔ یہ صبح کا واقعہ تھا۔ تعلیم سے ابھی فارغ ہوئے ہی تھے کہ وہ جن جو شاگرد کی صورت میں تھا سیب لے آیا۔ آپ حیران ہو گئے کہ اس علاقہ

Marfat.com
Marfat.com

میں تو سیب ہے ہی نہیں کہاں سے لے آیا ہے اور پھر اتنی جلدی۔ جن پہلے تو ٹالتا رہا آخرکار اسے اپنا راز بتلانا پڑا کہ میں جن ہوں۔ اب میرا راز فاش ہو گیا ہے لہٰذا اب اجازت چاہتا ہوں پھر وہ جن چلا گیا اور مریضہ کو بھی آرام آ گیا۔

بابو کرم دین صاحب نے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ گوجرانوالہ میں قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ گرمی کے ایام تھے اور چارپائی مکان کی چھت پر بچھائی ہوئی تھی۔ میں بھی پاس ہی ایک چوکی پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے تین دفعہ لاحول پڑھا۔ میں نے حیران ہوکر پوچھا کہ قبلہ خیر تو ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کہ سامنے مکان میں کون رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ مکان مدت سے خالی ہے۔ آپ نے فرمایا تب ہی جنوں نے اس مکان میں اپنا ڈیرا جما رکھا ہے۔

قبلہ عالم فرماتے تھے کہ میرے قبلہ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی ہوئی ہے کہ جنوں کو زیر کرنے کی کوشش نہ کرنا ہاں تعویذ وغیرہ دے دیا کرو۔ چنانچہ آپ کا یہ ہی معمول رہا اور خدا کے فضل سے جن نکل جاتے رہے اور پھر کبھی تنگ بھی نہیں کیا۔

ہدایت خلق

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ تشریف لے گئے۔ خاکسار اور چند مخلص دوست بھی ہمراہ تھے۔ وہاں سے کھڑکپور آپ رونق افروز ہوئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ایک غیر شرع بنگالی جاہل آدمی نے اپنے آپ کو اس علاقہ کا قطب ظاہر کیا ہوا ہے۔ کالا رنگ بالکل ننگا' بدن پر بھبھوت ملے' مسجد کے دروازہ کے باہر ڈیرہ لگایا ہوا ہے۔ مسجد میں کسی کو نماز پڑھنے کیلئے بھی نہیں جانے دیتا اور یوں بکتا ہے کہ نمازوں میں کیا پڑا ہے۔ بہت سی خلقت اس کی معتقد ہو چکی تھی۔ اکثر اچھے اچھے نمازی اور خدایاد کو اس نے خراب کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں میں کوئی دوائی ڈال لیتا تھا جس کے باعث اس کی آنکھیں نہایت سرخ خون آلودہ دکھائی دیتی تھیں اور کوئی نشہ والی شے استعمال کرتا تھا۔ جس سے اکثر مدہوش ہو جاتا کرتا تھا۔ لوگ اس کے سرخ چہرہ اور خون آلود آنکھوں کو دیکھ کر مست اور مجذوب خیال کرتے اور اس سے بہت ڈرتے۔ جو کچھ وہ کہتا فوراً تعمیل کرتے۔ بے ہودہ بکواس اور گالی

Marfat.com
Marfat.com

گلوچ بھی نکالتا مگر کسی کو کیا مجال کہ اُف تک کرے۔ ہر وقت اس کے گرد خلقت کا ہجوم رہتا اور دست بستہ حلقہ اور صف باندھے کھڑے رہتے۔ ایک دوست فرزند علی بھی اس کے دام تزویر میں پھنس چکا تھا۔ حضرت صاحب علیہ کو جب حقیقت معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ بنگال میں جادوگر ہوتے ہیں شاید کوئی جادوگر نہ ہو جس نے اپنی شعبدہ بازی سے لوگوں کو اپنے زیر اثر کیا ہو پھر جناب نے فرمایا اچھا دیکھا جائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا ظاہر ہو جائے گا۔ لوگوں نے یہ خبر اس مجہول کو پہنچا دی کہ پنجاب کی طرف سے بھی ایک فقیر صاحب کھڑ کپور میں تشریف لائے ہیں۔ اس نے اپنے ایک معتقد مرید کو جناب کی خدمت میں بھیجا جس نے آکر بعد سلام بڑے زور سے اس کی طرف سے کہا کہ ہمارے قطب صاحب کا ارشاد ہے کہ میں اس علاقہ کا قطب ہوں۔ میری اجازت کے بغیر آپ علاقہ میں کیوں آئے۔ یا تو اسی وقت اس علاقہ کی حدود سے نکل جاؤ یا مجھ سے اجازت حاصل کرو اور بے اجازت آنے کی معافی مانگو اور اگر چند دن یہاں قیام کا ارادہ ہے تو میری مرضی کے تابع ہو کر رہو ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گا۔ جناب نے فرمایا کہ ہم لوگ بہت دور سے آئے ہیں۔ راستہ کی تکلیف سے طبیعت ذرا تھکی ہوئی ہے اس وقت معاف فرمائیں کل دیکھا جائے گا۔ جیسے حکم ہو گا عمل کیا جائے گا۔ دوسرے روز جناب نے چند شہیدوں کے مزارات پر کھڑ کپور سے کچھ فاصلہ پر تھے فاتحہ و زیارت کے لئے جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ چند دوست اس علاقہ کے جناب کے معتقد تھے اور اس راستہ سے واقف تھے۔ ہمراہ ہوئے۔ زیارت و فاتحہ سے فارغ ہو کر جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو وہاں سے ایک بڑا سانپ سیاہ رنگ نکلا جس کو ایک دوست نے فوراً مار ڈالا۔ وہاں کے مجاور سانپ کے مارنے سے جھگڑنے لگے کہ مدت سے یہ سانپ ان مزاروں پر رہتا تھا۔ جناب نے کیوں مروا ڈالا ہے۔ جناب نے فرمایا کہ یہ موذی جانور اسی لائق تھا کہ اس کو مارا جائے۔ ان جاہلوں کو سمجھا کر قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اتفاقاً دوست اسی راستہ سے لائے جدھر وہ انسان صورت شیطان سیرت بیٹھا ہوا تھا۔ جب جناب اس کے نزدیک آئے تو دوستوں نے عرض کیا کہ جناب یہ ہے وہ قطب۔ وہ شخص آگ کی دھونی رمائے بیٹھا تھا یعنی گرداگرد آگ کا حلقہ تھا اور آپ اندر بیٹھا ہوا تھا۔ جب جناب نے اس کی صورت و سیرت کو باطنی نظر سے دیکھا تو فرمایا کہ یہ

Marfat.com
Marfat.com

تو شیطان ہے مکار ہے دھوکہ باز ہے۔ اس کا کوئی تعلق درویشی سے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ اے شیطان تو نے ہی ہمیں پیغام بھیجا ہے کہ ہماری اجازت کے بغیر کلکتہ کیوں آئے۔ یہ ملک تیرا ہے یا خدا کا۔ ذرا آگ سے باہر آ۔ تجھے مکاری کا مزہ چکھائیں۔ اس نے لال لال آنکھیں اور ڈراؤنی شکل سے آپ کی طرف دیکھا اور کڑک کر کہا: اچھا آ گئے۔ حضور نے بہادر علی دوست کو کہا کہ اس شیطان کو آگ سے باہر نکال لاؤ۔ ذرا اس کی قطبیت تو لوگوں کو دکھاؤں۔ بہادر علی نے اسے گیند کی طرح اٹھا کر پھینک دیا۔ اس وقت اس کے معتقدوں میں سے ایک تھانہ دار بھی وہاں موجود تھا۔ وہ اپنی تھانیداری کے رعب سے جھٹ بول اٹھا کہ آپ دنگا فساد نہ کریں۔ حضور نے اس کو بھی ڈانٹا اور فرمایا کہ تم چپ رہو یہ فقیروں کا آپس میں معاملہ ہے۔ اگر یہ قطب ہے تو معلوم ہو جائے گا ورنہ تم لوگ اس کے مکر سے آزاد ہو جاؤ گے۔ حضور نے دوستوں کو ارشاد فرمایا کہ اس کے مغز پر ذرا جوتیوں سے تواضع کرو تاکہ اس کا نشہ ہرن ہو جائے اور عقل ٹھکانے آ جائے۔ پھر باتیں کریں گے۔ دوستوں نے فوراً جوتوں سے تواضع کی نشہ اتر گیا۔ ہاتھ جوڑ کر فریاد کرنے لگا کہ بابا ہمیں کیوں مارتے ہو۔ خدا کیلئے ہمیں جانے دو۔ آپ نے فرمایا کہ تم تو کہتے تھے کہ میں قطب ہوں۔ اب تمہاری قطبیت کہاں گئی؟ کہنے لگا بابا ہم کچھ بھی نہیں۔ خدا کے واسطے ہمیں چھوڑ دو۔ دوستوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ لنگوٹے کو ہاتھ میں پکڑ کر اس طرح دوڑ گیا جس طرح کمان سے تیر نکلتا ہے۔ جن جن دوستوں کو خراب کیا ہوا تھا اور ان کے مال و ایمان کو برباد کیا ہوا تھا ان پر حقیقت آشکارا ہو گئی۔ انہوں نے بھی دوڑ کر اس شیطان کو جوتیاں اور مکے لگائے اور اس کی خوب خدمت اور تواضع کی حتیٰ کہ وہ کلکتہ سے کہیں باہر چلا گیا۔ دوستوں نے اور لوگوں نے جو اس کے معتقد بن چکے تھے توبہ کی۔ رات کو عشاء کی نماز کے وقت بہت مخلوق کا ہجوم ہو گیا۔ نماز کے بعد وعظ کیا گیا اور اس میں اس قسم کے مجہول اور غیر شرع نام نہاد فقیروں کے متعلق سمجھایا گیا کہ ایسے ایمان کے لٹیروں سے بچنا چاہئے۔ مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

بس بہر دستے نباید داد دست

Marfat.com
Marfat.com

جتنے دن اس علاقہ میں حضور رونق افروز رہے ہر روز اور ہر رات بہت سے لوگ حلقہ بیعت میں داخل ہوتے رہے اور ذکر کی دولت سے مشرف ہوتے۔

ایک دفعہ لاہور رنگ محل مستری احمد الدین صاحب کے مکان پر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے۔ رات کے وقت دوستوں کو مجلس میں حلقہ ذکر کے بعد نصیحتیں فرما رہے تھے کہ ایک دوست بنام حافظ محمد دین موچی دروازہ سے آیا۔ وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی حالت دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تمہارے ڈرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ جناب موچی دروازہ کے قریب ایک بزرگ ایک مکان میں کہیں سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو لاہور کا قطب اور ابدال بتاتے ہیں۔ بندہ ان کی صحبت میں تھا۔ میں نے جب ان کی خدمت میں حضور کی تشریف آوری کا ذکر کیا تو قطب صاحب نے فرمایا کہ تمہارے پیر صاحب نے بڑی غلطی کی ہے میری اجازت کے بغیر لاہور میں داخل ہوئے ہیں۔ تم اسی وقت جاؤ اور ان سے کہو کہ اسی وقت لاہور سے چلے جائیں ورنہ ان کی نسبت اور ولایت سلب ہو جائے گی۔ اچھا اگر رات ہونے کے سبب کہیں نہ جا سکیں تو رات بسر کر کے صبح کو لاہور سے چلے جائیں۔ جناب نے یہ بات سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اچھا بھائی ہماری طرف سے قطب صاحب کو کہہ دو کہ اب رات ہو گئی ہے اس وقت جانا مشکل ہے کل صبح دیکھا جائے گا پھر اس دوست نے اجازت طلب کی کہ جناب مجھے جانے دیں۔ وہ انتظار کرتے ہوں گے۔ مبادا میرے دیر کرنے سے مجھ پر ناراض ہوں اور میرا نقصان ہو جائے۔ جناب نے بہتیرا سمجھایا کہ خیر ہے۔ تھوڑی دیر اور بیٹھو مگر وہ کچھ ایسا سہا ہوا اور خوف زدہ ہوا ہوا تھا کہ اس کو مجلس میں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر جناب نے اس کو اجازت دے دی اور وہ چلا گیا۔

دوسرے رز اشراق کی نماز سے ابھی فارغ ہوئے ہی تھے کہ پھر وہی دوست پیغام لے کر آیا کہ قطب صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی تم کیوں نہیں گئے؟ فوراً چلے جاؤ۔ جناب نے اس کو فرمایا کہ ہم اب لاہور آ چکے ہیں اتنی جلدی یہاں سے نہیں جا سکتے۔ تم جا کر ہماری طرف سے قطب صاحب کو کہہ دو کہ مہربانی فرما کر اس جگہ تشریف لے آئیں۔ ان

Marfat.com
Marfat.com

کی زیارت بھی ہو جائے گی اور پھر جس طرح وہ فرمائیں گے عمل کیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ دوست چلا گیا اور آپ نے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو دنیا میں کیسے کیسے مکار اور فریبی پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ شاید فقیر سادہ لوح ہوتے ہیں۔ دام تزویر میں آجائیں گے مگر یاد رہے کہ طریقت میں تصنع اور بناوٹ نہیں چل سکتی۔ جناب اس کے متعلق دوستوں میں گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں وہ قطب صاحب خود ہی وہاں حاضر ہو گئے۔ لمبا قد' سر پر ہندوستانی ٹوپی' کشمیری دھسہ اوڑھے ہوئے' اکڑتا ہوا آیا اور جس جگہ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے اسی جگہ مسند پر زانو بزانو کندھے ملا کر چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔ دوستوں کو اس طرح بے ادبی سے اس کا بیٹھنا بہت ناپسند آیا مگر جناب نے بھی اور دوستوں نے بڑے حوصلہ اور تحمل سے کام لیا اور کچھ نہ کہا۔ اس نے بیٹھتے ہی ترچھی نگاہ اور غصہ آمیز لہجہ سے جناب کو کہا کہ میں نے جب دو دفعہ آپ کو پیغام بھیجا تھا کہ آپ فوراً چلے جائیں تو آپ نے کیوں حکم عدولی کی ہے اور کیوں نہیں گئے؟ ساتھ ہی کانپتا تھا اور اس کا ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا تھا۔ اس کی اس طرح بے ڈھنگی گفتگو سن کر اب جناب سے بھی نہ رہا گیا۔ جناب نے بھی غصہ سے فرمایا کہ اے بے دین' مکار' شیطان تو کہاں کا قطب ہے۔ تو ہمیں مکر و فریب میں لانا چاہتا ہے۔ چل نکل یہاں سے دور ہو پھر تو قطب صاحب کے طوطے اڑ گئے۔ شرمندہ ہو گئے اور کھسیانی صورت بنا کر پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ بدن پر رعشہ طاری ہو گیا۔ ایسا رعب پڑا کہ زبان سے بات نہ نکلتی تھی۔ بعض جوشیلے دوستوں نے ارادہ کیا کہ قطب صاحب کی قطبیت دیکھیں اور دھول مکا سے تواضع کریں لیکن آپ نے منع فرمایا اور وہ نہایت تیزی سے وہاں سے چلتا بنا۔

اس واقعہ سے قطب صاحب کا سارا راز فاش ہو گیا۔ لوگوں سے اس نے بہت سا روپیہ مکاری سے لیا ہوا تھا جس جس نے سنا آ گرد ہوئے۔ روپیہ کا مطالبہ ہونے لگا اب سوائے اس کے کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ رات کو ہی رفو چکر ہو گئے۔ اللہ کریم ان مکاروں سے بچائے۔ آمین

مولوی ثناء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب کی قدمبوسی و زیارت

Marfat.com
Marfat.com

کے لئے خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ جناب مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم اور دیگر دوست بھی مجلس میں حاضر تھے کہ شیخ احمد الدین جو غیر مقلدانہ عقائد کا پابند اور فقرا کا مخالف تھا مجلس میں آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ پہلے زمانہ میں اچھے اچھے مردان خدا گذر گئے ہیں آج کل تو صرف نام نہاد فقراء ہی رہ گئے ہیں۔ سائیں کریم بخش نماز میں نعرہ مار کر دوسروں کی نماز بھی خراب کرتا تھا۔ غرض اس نے اس قسم کی بے ہودہ گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جناب کے چہرہ مبارک پر جلالیت کے آثار ظاہر ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اگر اس کی زبان سے بے اختیار اسم اللہ کا نعرہ نکل جاتا ہے تو وہ معذور ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی حالت میں بلند آواز سے نعرہ لگائے تو وہ ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ جناب نے مقامات عالیہ اور معارف بلند کی نسبت گفتگو فرمائی۔ شیخ احمد الدین یہ گفتگو سن کر حیران رہ گیا اور اس قدر جذبہ ہوا کہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا اور زار زار روتا تھا۔ سب اہل مجلس حیران رہ گئے کہ اس کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ شخص تو غیر مقلد تھا اور فقراء کا سخت مخالف تھا اور حال یہ تھا کہ دوستوں کے ساتھ فقراء کی باتیں کر کے ہمیشہ لڑتا جھگڑتا رہتا تھا اور ان کو بدظن کرتا رہتا تھا بلکہ باہر سے جو دوست آتے انہیں کہتا کہ تم کیا لینے آتے ہو۔ اکثر اوقات وہ دوستوں سے مار بھی کھا لیتا لیکن اپنی خباثت سے سے باز نہ آتا۔ اب باوجود یہ کہ اس پر اس قدر جذبہ ہوا لیکن قلب سیاہ ہو چکا تھا۔ راہِ راست پر نہ آیا۔ کبھی فقراء کے ساتھ مل جاتا کبھی غیر مقلدوں کے ساتھ مل جاتا۔ ایسے لوگ ہمیشہ خسارہ پانے والے ہوتے ہیں۔

حافظ دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابتدا میں کیمیا گری کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ اس خیال میں منہمک رہتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر ایک اور گاؤں ہے۔ وہاں ایک گھر میں بہت سی پرانی کتابیں پڑی ہوئی ہیں۔ جب میں ان کو دیکھتا ہوں تو ان میں چند نسخے کیمیا گری کے پاتا ہوں۔ میں ان کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک ضعیف شخص میرے پاس آیا اور ایک سنہری رنگ کے ٹکڑے کو میرے ہاتھ میں دے کر کہنے لگا۔ اگر کیمیا بروئے زمین است۔ ہمین است د

Marfat.com
Marfat.com

ہمین است وہمین است۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس گھر کو جا کر دیکھوں جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ جب میں اس گھر میں گیا بعینہ جیسے کہ خواب میں دیکھا تھا سات نسخے پرانے کاغذ پر قلمی لکھے ہوئے دستیاب ہوئے۔ ان کو پڑھ کر میرا شوق اور زیادہ ہو گیا اور ایک نسخہ کی دوائیں لے کر بنایا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سات نسخوں سے سات زمین اور آسمان مراد ہیں۔ اللہ ان کی معرفت فرمائے گا۔ اس سے کیمیا گری مقصود نہیں لہٰذا اس کام سے باز آ جانا چاہئے۔ میں جانتا تھا کہ جناب کا فرمانا حق ہے مگر ہوائے نفسانی دل پر غالب تھی۔ بار بار دل میں یہی خیال آتا رہتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک اور شخص نے مجھے ایک نسخہ بتایا اور کہا کہ یہ میرا تجربہ شدہ ہے۔ خطا نہیں جائے گا۔ اس کو ضرور بناؤ۔ میں نے دوائیں خرید کر گھر میں رکھیں اور ارادہ کیا کہ صبح اس نسخہ کو تیار کروں گا۔ رات کو خواب میں حضرت صاحب کی زیارت ہوئی۔ جناب نے بڑی زجر و تنبیہ کی اور بہت تاکید سے منع فرمایا کہ خبردار کیمیا گری کا خیال نہ کرنا۔ جب میں بیدار ہوا خوف طبیعت پر غالب تھا حتیٰ کہ جناب کی توجہ سے یہ خیال باطل دل سے دور ہو گیا۔

ایک دوست جلال دین راولپنڈی میں ٹانگہ چلانے کا کام کرتا تھا۔ خلافت کمیٹی کے دنوں میں وہ بھی رضا کاروں میں بھرتی ہو گیا۔ جب حضور عالی کو علم ہوا تو آپ نے جلال دین کو فرمایا کہ ایسے غافل لوگوں میں مت شامل ہو۔ تمہاری طبیعت ذکر و فکر سے بند ہو جائے گی۔ جلال دین ہنگامی جوش کی رو میں بہہ رہا تھا۔ اس نے خدمت میں آنا چھوڑ دیا۔ ایک دفعہ جلال دین رضا کاروں میں شامل ہو کر ایک بے نماز اور شرابی آدمی کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں تشہیر کر رہا تھا۔ جب حضرت صاحب کے دربار شریف کے سامنے سے گزرا تو اس وقت حضور عالی موجود تھے۔ اس نے دور ہی سے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا اور رضا کاروں کے ساتھ چلا گیا۔ جناب کو اس کی یہ بے ادبانہ حرکت ناپسند آئی۔ شام کو جب وہ اپنے گھر پہنچا تو اس کو سخت بخار نے آ گھیرا۔ دوسرے دن وہ تو ٹانگہ چلا نہیں سکتا تھا۔ کسی اور شخص کو ٹانگہ چلانے کیلئے کہا۔ وہ ٹانگہ لے کر تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ٹانگہ الٹ

Marfat.com
Marfat.com

گیا اور گھوڑی زخمی ہو گئی۔ جب جلال دین کو پتہ چلا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ شامت و مصیبت مجھ پر جناب کی بے ادبی سے پڑی۔ اسی وقت گرتا پڑتا جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی۔ اس کا بخار بھی اتر گیا اور گھوڑی بھی تندرست ہو گئی۔ دوستوں کو ایسی مجالس سے الگ رہنا چاہیے۔

بابو غلام نبی صاحب صابر انسپکٹر ڈاکخانہ جات بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں میری تبدیلی کرنال ہو گئی۔ وہاں ایک قلندر فقیر تھے جو قدرے مجذوب تھے لیکن قیود شرع سے آزاد تھے۔ مجھے ان کی نفس کشی کے باعث ان سے کچھ عقیدت ہو گئی اور میں اکثر ان کو ملنے جایا کرتا تھا۔ میں نے یہ حالات قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بذریعہ خط لکھ کر بھیج دیئے۔ حضور نے جواب ایسے پر تاثیر پیرایہ میں دیا کہ بہت مسرور اور محظوظ ہوا اور قلندر فقیر کی خدمت میں جانا چھوڑ دیا (صابر صاحب نے حضور کے ارشادات عالیہ کو اشعار میں قلمبند کیا ہے لیکن یہاں مطلب ہی درج کیا جاتا ہے)

اے میرے عزیز مجذوب فقیروں کی خدمت میں زیادہ جانا اچھا نہیں۔ اس قلندر فقیر کو جہاں تک فقیر نے دیکھا ہے شرع سے کوئی لگاؤ نہیں۔ اتفاق سے اگر ملاقات ہو جائے تو خیر ورنہ خاص طور پر نہ حاضر ہوا کریں۔ اتباع سنت لازمی جاننا۔ کوشش کریں کہ اس چند روزہ زندگی میں خدا راضی ہو جائے۔ تہجد ذکر و مراقبہ کی طرف خاص طور پر کوشش رکھیں۔ سب سے زیادہ قیمتی چیز وقت ہے۔ اس لئے اپنے اوقات کو خالق کے ذکر میں بسر کرو کیونکہ جو وقت گزر جاتا ہے پھر ہاتھ نہیں آتا۔

مرزا قادیانی کے حالات پر ایک نظر

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ابتدا میں جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جابجا اس کا چرچا شروع ہوا اور اکثر دوست مجلس میں بیٹھ کر اس کے متعلق دریافت کرتے تو میں جواب میں کہتا کہ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے بتاؤں گا مگر جب کبھی زیارت سے مشرف ہوتا کچھ یاد نہ رہتا۔ ایک دفعہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں

Marfat.com
Marfat.com

جلوہ افروز ہیں اور حضور کے گرداگرد بہت سے اصحاب اور اولیاء صف باندھے حلقہ میں مراقب بیٹھے ہیں۔ میں نے ان میں سے حضرت امام غزالی اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہا کو دیکھا کہ سب سے پیچھے بیٹھے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے مؤدب ہو بیٹھا۔ میرے دائیں طرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس وقت ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ جو بیان نہیں ہوسکتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے تمام مجلس منور تھی اور فرش سے عرش تک نور ہی نور دکھائی دیتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد فرمایا جس کے سنتے ہی تمام اہل مجلس کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا مگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف آواز مبارک ہی سنائی دی۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ میں نے جب دائیں بائیں نظر اٹھا کر دیکھا تو بے شمار لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ان میں کچھ تو اصحاب کرام ہیں اور باقی سب اولیاء امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میرے عزیز تم آگے جاؤ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے تمام اصحاب بیٹھ گئے۔ میں اس وقت سب سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ میں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ جب دائیں طرف نظر کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور کی خدمت میں رونق افروز دیکھا۔ اس وقت میں نے موقع مناسب خیال کر کے دریافت کیا کہ حضور مرزا قادیانی کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ سچا ہے یا جھوٹا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا سنتے ہی منہ مبارک دوسری طرف کرلیا۔ مجھے خوف پیدا ہوا کہ شاید حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہو گئے ہیں اور ناراضگی کے باعث میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تم اس آیت کو پڑھو و من الناس من یعجبک قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا و یشہد اللّٰہ علی مافی قلبہ وھو الدالخصام۔ میں اس آیت کو پڑھنا چاہتا تھا لیکن پڑھی نہ جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پڑھو پڑھو۔ جب میں نے اس آیت کو پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہماری طرف توجہ و التفات فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مرزا قادیانی اس گروہ میں سے ہے جس کے

Marfat.com
Marfat.com

حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یعنی مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مرزا قادیانی کاذب ہے پھر میں نے اس آیت کو زور سے پڑھا تو میں جاگ اٹھا۔ دیکھا تو تہجد کا وقت تھا۔ یہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ فقیر دروغ گو نہیں ہوتے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بنفس نفیس ارشاد فرمایا کہ فضل محمد نام ایک شخص ملازم محکمہ چونگی مرزائی خیال کی طرف مائل تھا۔ جب کبھی وہ مجلس میں آتا تو مرزا قادیانی کا ذکر چھیڑ دیتا اور کہتا کہ مرزا حق پر ہے۔ میں مرزا کی تکذیب کرتا اور اسے راہِ راست کی طرف لانے کی کوشش کرتا۔ انہی ایام میں ایک رات تہجد کی نماز کے بعد مجھے غنودگی سی آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ جسم کے ساتھ بلندی پر اڑ رہا ہوں۔ جب میں نے اوپر نظر کی تو دیکھا کہ مجھ سے زیادہ بلندی پر اور بہت سے اولیاء اڑ رہے ہیں اور تسبیح اور تہلیل پڑھ رہے ہیں۔ جب میں اڑ کر آگے گیا اور نیچے دیکھا تو مجھے ایک نشیب جگہ میں ایک گاؤں دکھائی دیا۔ میں نے اس گاؤں میں اترنا چاہا۔ جب میں وہاں اترا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آریہ اور سکھ لوگ باجہ بجا رہے ہیں اور کچھ عیسائی بھی ان کے ساتھ مل کر گا رہے ہیں۔ ان کے آگے آگے مرزائی لوگوں کو دیکھا کہ قرآن شریف ہاتھوں میں لیے پڑھ رہے ہیں اور ان کے چہرے سیاہ ہیں اور بے ادب معلوم ہوتے ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ میرے قبلہ وکعبہ حضرت مرشدنا ومولٰینا خواجہ فقیر محمد صاحب علیہ الرحمہ جن کا ان دنوں میں وصال ہو چکا تھا میرے پاس کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تینوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں۔ جناب خواجہ علیہ الرحمہ نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا کہ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔ آؤ یہاں سے اڑ چلیں۔ جب ہم تھوڑا سا بلند ہوئے تو میں نے نیچے نظر کی۔ دیکھا کہ وہ لوگ گندگی میں پڑے ہیں اور ایک دوسرے پر گندگی اچھال رہے ہیں۔ اس وقت میرے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مجھے ساتھ لے اڑے تھے فرمایا کہ یہ لوگ ہم میں سے نہیں ہیں۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اس وقت میری زبان سے بے ساختہ الحمدللہ نکلا اور ایسی خوشی ہوئی کہ بیان

Marfat.com
Marfat.com

سے باہر ہے۔ اس خوشی میں میری وہ غنودگی جاتی رہی۔ میں نے اپنے دل کو صاف اور خوش پایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کہ اپنے پیرانِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔ جب میں نے یہ واقعہ فضل محمد کے سامنے بیان کیا تو بجائے اس کے کہ راہِ راست پر آجاتا اور توبہ کرتا مجلس میں آنا ترک کر دیا۔ مجھے اس کی گمراہی پر بہت افسوس ہوا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست
قبول مقبلاں در دست کس نیست

مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج مبارک شروع ہی سے ایسا واقع ہوا تھا کہ عام جلسوں اور مجلسوں میں بہت کم شامل ہوتے تھے۔ مذہبی جھگڑے اور بحث مباحثہ اور مناظرہ میں بھی دخل نہ دیتے تھے۔ اگر کہیں مناظرہ یا مقابلہ کا اتفاق ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جناب کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا اور مخالفوں نے ہر طرح نیچا دیکھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب کو ایک واقعہ بمقام ٹیری علاقہ کوہاٹ میں پیش آیا جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ٹیری کا خان عبدالغفور خاں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت معتقد تھا۔ اس نے آپ کو بڑے شوق اور محبت سے اپنے ہاں بلایا تھا۔ اس وقت مولوی فضل احمد صاحب صوفی عبدالرحمن اور چند ایک اور مخلص دوست بھی سفر میں ہمراہ تھے۔ اس علاقہ کے بڑے بڑے مولوی اور پولیس کا سب عملہ یعنی تھانہ دار سے لے کر پولیس کپتان تک سب مرزا قادیان کے معتقد تھے اور شب و روز مرزائی عقائد کی تلقین کرتے اور مرزا کے مذہب کو رواج دیتے تھے۔ کئی دفعہ ان سے سرحد کے ملا اور مولوی مثل بلا قربوغہ وغیرہ مرزا کی نبوت اور حیات و ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بلا فائدہ مناظرہ کر چکے تھے جس سے اس علاقہ کے اکثر لوگوں کے دل تذبذب میں پڑتے جاتے تھے۔ رات کو جناب نے مولوی فضل احمد صاحب کو وعظ کے لئے فرمایا۔ دورانِ وعظ میں مولوی صاحب کا خیال مرزا قادیانی کے عقائد کی طرف منتقل ہو گیا اور بے اختیارانہ مولوی صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ علماء اہل سنت و جماعت کے

Marfat.com
Marfat.com

فتویٰ کے مطابق مرزا کافر ہے۔ اس بات کو سن کر جس قدر مرزائی وہاں موجود تھے جل بھن گئے۔ ان کو اپنی علمیت پر گھمنڈ تھا۔ ان سے رہا نہ گیا کہ وعظ کے ختم ہونے تک صبر کریں۔ وعظ کے دوران میں ہی شور مچا دیا اور مولوی صاحب کو کہا کہ آپ یا اس لفظ کافر کو واپس لیں اور معافی مانگیں اور توبہ کریں یا مرزا کو کافر ثابت کریں۔ اس حالت میں وعظ تو ختم ہو چکا تھا مگر مرزائیوں کا شور وغل بڑھتا گیا۔ تمام علاقہ میں یہ خبر ہوا کی طرح پھیل گئی۔ مرزائیوں کی طرف سے رقعہ پر رقعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے لگا کہ ہم سے بحث و مناظرہ کرو یا اپنا لفظ واپس لو۔ جناب نے جواباً فرمایا کہ ہم حق کو ظاہر کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور اس غرض کے لئے ضرور مناظرہ کریں گے۔ تم اپنے مناظر بلاؤ۔ جناب نے گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین کی خدمت میں تار دی کہ وہاں سے کوئی لائق مناظر آ جائے مگر ادھر سے کوئی جواب نہ آیا۔ جناب سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور کی طرف بھی ڈبل تار دی مگر بے سود۔ آخر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے جناب نے بہ نفس نفیس اس کام کے لئے کمر ہمت باندھی اور مرزا قادیانی کی کتاب ''ازالہ اوہام'' منگوا کر اس کو مطالعہ کیا اور اس کے عقائد کفریہ پر نشان لگالئے۔ سرحد کے ملا صاحب بھی اس حال کو سن کر مع بہت سے سامان اکل و شرب اور دنبے وغیرہ لے کے آ گئے۔ ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگ اس قدر سامان اونٹوں پر لاد کر کیوں لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ شاید چھ مہینے تک مناظرہ کرنا پڑے۔ تب تک خرچ کافی ہوگا۔ جناب نے ان کی بے سمجھی پر تبسم فرمایا کہ یہ عجب قسم کا مناظرہ ہے جو چھ ماہ تک متواتر رہے گا۔ سرحد کے ملاؤں کو بلا کر جناب نے دریافت کیا کہ آپ لوگ مرزائیوں سے کس موضوع پر بحث کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ آگے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ممات پر بحث کی گئی تھی۔ اب بھی اسی پر بحث ہوگی۔ جناب نے فرمایا کہ مولوی فضل احمد صاحب نے اپنے وعظ میں مرزائیوں کو کافر کہا ہے لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم اسی کے عقائد کفریہ سے اسے کافر ثابت کریں اور دیکھیں کہ آیا اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں۔ دوسرے دن گرد ونواح سے بے شمار مخلوق کا ہجوم ہو گیا۔ سرحد کی طرف سے پٹھان

Marfat.com
Marfat.com

اس کثرت سے آ گئے کہ موضع ٹیری میں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے۔ گلی کوچے میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ یہ حال دیکھ کر مرزائیوں کی طرف سے اس جگہ تھانہ دار جو مرزائی تھا جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اگر اس موقع پر فساد ہو گیا اور ہنگامہ قتل وغیرہ گرم ہو گیا تو اس کے ذمہ دار جناب ہوں گے۔ جناب نے فرمایا کہ ہم ذمہ دار نہیں۔ شرارت آپ لوگوں کی طرف سے سرزد ہوئی ہے اور آپ لوگوں نے شور وغل کر کے گرد ونواح کے لوگوں کو اکٹھا ہے جو کچھ ہوگا سب کا ذمہ آپ کے سر پر ہوگا۔ وہ اتنا کہہ کر 'دیکھا جائے گا' چلا گیا۔ جب مناظرہ کا وقت آیا تو مولوی صاحبان بڑی بڑی کتابیں اٹھا کر سامنے آ بیٹھے۔ گرداگرد خلقت کا رش تھا۔ ہر ایک کے دل میں یہی ولولہ تھا کہ دیکھئے آج کیا ہوتا ہے۔ غرض سلسلہ گفتگو شروع ہوا اور مباحثہ کرتے کرتے جیسا کہ علماء کا قاعدہ ہے منطق معقول کی طرف چلے گئے۔ جب جناب نے دیکھا کہ اصل موضوع سے دور نکل گئے ہیں۔ جناب نے سب کو خاموش کرا دیا کہ آپ لوگ تو کسی اور طرف نکل گئے اور جس امر کے متعلق بحث کی ضرورت تھی اس کو چھوڑ دیا ہے۔ جناب نے مرزائیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھنا تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کے عقائد کیا ہیں اور آیا وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں۔ اس بنا پر ہی تو یہ مناظرہ کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام" کے چند ایک مقام کی بعینہ مرزا صاحب کی تحریر نقل کر کے جو پاس رکھی تھی اس کے مطابق فرمایا کہ سنو مولوی صاحبان کہ جس شخص کے یہ عقائد ہوں اس کے متعلق آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔ سب نے باتفاق عرض کیا کہ ایسے شخص کو ہم کافر کہتے ہیں پھر جناب نے فرمایا کہ اگر مرزا صاحب کے ہی ایسے عقائد ہوں تو پھر۔ مولوی صاحبان نے کہا کہ ہم اس کو بھی کافر ہی کہیں گے۔ جناب نے "ازالہ اوہام" کی تحریر بجنسہ پڑھ کر سنا دی اور ازالہ اوہام سے نکال کر وہ وہ مقامات مرزائیوں کو دکھا دیئے اور فرمایا کہ لوگوں کو بلند آواز سے پڑھ کر سنائیں پھر تو تمام مرزائیوں کے رنگ زرد ہو گئے۔ ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگے۔ سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ جناب نے فرمایا کہ اب کیوں نہیں کہتے کہ مرزا کافر ہے۔ آخر مرزائی مولویوں کے لئے ادھر ادھر بھاگ نکلنے کا موقع نہ رہا۔ ان کو آخر کار کہنا ہی پڑا کہ

Marfat.com
Marfat.com

مرزا کافر ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ چاروں طرف سے شور وغل بلند ہوا کہ مرزا کافر ہے' مرزا کافر ہے۔ عام مرزائیوں نے مرزائی عقائد سے توبہ کی۔ تھانہ دار اور دوسرے عملہ کے لوگ جو مرزائی ہو چکے تھے انہوں نے بھی توبہ کی اور تمام از سرِ نو مسلمان ہوئے۔ جناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مرزائی فتنہ سے لوگوں کو بچا لیا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اسی طرح شیخ عبدالکریم صاحب ساکن گوجرانوالہ آج کل انارکلی لاہور میں بوٹوں کی دکان پر ملازم ہیں اور جناب کے خاص اور معتقد دوستوں میں سے ہیں۔ ان کے اکثر رشتہ دار مرزا کے معتقد ہو چکے تھے۔ ان کا چھوٹا بھائی محمد ابراہیم جواب فوت ہو چکا ہے اللہ کریم اسے غریق رحمت فرمائے چند دن اپنے مرزائی رشتہ داروں کی صحبت میں بیٹھنے کے باعث مرزا کا معتقد ہو گیا۔ یہ بات شیخ عبدالکریم صاحب کو بہت ناگوار گزری۔ انہوں نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح میرا بھائی اس عقیدہ سے باز آ جائے مگر ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ گوجرانوالہ کے بڑے بڑے مولوی صاحبان کی خدمت میں بھی محمد ابراہیم کو لے گیا لیکن اس کے شکوک رفع نہ ہوئے۔ آخر کار شیخ عبدالکریم صاحب اس کو کشاں کشاں راولپنڈی شریف جناب کی خدمت میں لے آئے۔ راولپنڈی سے اس کے ساتھ دوسرے مرزائی بھی شامل ہو گئے اور اچھی خاصی تعداد میں جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب کے صاحبزادہ الحاج مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ جناب نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ساتھ مولوی صاحب بحث کریں گے اور آپ کے شکوک کو رفع کریں گے۔ آپ لوگ بھی اپنے مولویوں میں سے ایک آدمی چن لیں تاکہ وہی گفتگو کرے باقی چپ رہیں۔ انہوں نے ایک مولوی کو منتخب کر کے کہا کہ بس یہی مولوی صاحب گفتگو کریں گے۔ باقی کسی کو بولنے کا حق نہیں ہوگا۔ گفتگو شروع ہوئی۔ جناب صاحبزادہ صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ نے ان کے تمام سوالات و شکوک کو ایک ایک کر کے توڑ دیا پھر جناب مولوی صاحب نے مرزائیوں کے آگے چند سوالات پیش کیے جن کا ان سے کچھ جواب نہ بن آیا۔ لاجواب ہو گئے' رنگ فق ہو گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک دوسرے کے منہ کو دیکھنے لگے۔ لاجواب ہونے کی صورت میں جیسے کہ مرزائیوں کی عادت ہے دوسرے موضوع پر جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں شیخ عبدالکریم صاحب کا بھائی محمد ابراہیم بول اٹھا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ پہلا مذہب ہی سچا ہے۔ میں اس نئے باطل مذہب سے توبہ کرتا ہوں۔ مرزائی صاحبان تو نادم ہوکر چلے گئے۔ جناب کے دروازہ سے نکل کر ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے کہ تو نے یہ جواب کیوں نہ دیا۔ دوسرا کہتا تھا کہ یہ جواب دینا چاہئے تھا۔ غرض جھگڑتے ہوئے نکل گئے اور محمد ابراہیم بھی از سرِ نو مسلمان ہوا اور جناب کے معتقد اور مخلص دوستوں میں سے بن گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت بخشے۔ آمین

مولوی ثناء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص مرزائی عقیدہ کا جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم بھی مجلس میں حاضر تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ جناب مرزا کے متعلق مراقبہ فرمائیں اور بتلائیں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ جناب نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت شاہد حال بتائی گئی ہے۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلاً ۔ اس نے فوراً توبہ کی اور از سرِ نو ایمان واسلام سے مشرف ہوکر چلا گیا۔

ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع بہادر والی متصل سکھیکی سٹیشن تشریف لے گئے اور وہاں کے ذیلدار صاحب کا باغ ایک شخص نے جو مرزا کا معتقد تھا ٹھیکہ پر لیا ہوا تھا۔ چودھری صاحبان اس کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے آئے تاکہ کسی صورت سے یہ شخص اس باطل عقیدہ سے باز آ جائے۔ غرض کیا کہ جناب یہ آدمی مرزا کا معتقد ہے اور ہر وقت ہم سے بحث وتکرار کرتا رہتا ہے۔ اس کو نصیحت فرمائیں کہ اس عقیدہ سے توبہ کرے۔ جناب نے اس کو پہلے تو نصیحت فرمائی اور مرزا کے عقائد کفریہ بتائے لیکن اس نے ضد سے کام لیا۔ آخر آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی شہادت پر عمل کرو گے؟ اس نے کہا کہ ہاں قرآن مجید کی شہادت پر ضرور عمل کروں گا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید منگوایا اور کہا کہ کھولو۔ اس نے کہا کہ اس قرآن شریف کو میں نہیں کھولتا۔ میں

Marfat.com
Marfat.com

اپنے گھر سے لاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے گھر سے ترجمہ والا قرآن شریف لے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو جہاں سے تمہارا دل چاہے کھولو۔ چنانچہ اس نے قرآن مجید کو کھولا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے آگے اور سات اوراق گن کر ساتویں سطر پڑھو۔ جب اس نے ایسا کیا تو یہ آیت مبارک نکلی۔ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ (الـخ)۔ چنانچہ اس نے ترجمہ اور تفسیر حاشیہ کی خود ہی پڑھی جس سے مرزا کی تکذیب ہوتی تھی۔ حاضرین مجلس نے جو وہاں کافی تعداد میں موجود تھے بے اختیار مرحبا کے نعرے بلند کیے اور کہا کہ مرزا جھوٹا ہے توبہ کرو اور راہِ راست پر آجاؤ لیکن اس مرزائی کا دل سیاہ ہو چکا تھا۔ اسے توبہ نصیب نہ ہوئی۔ شرمندہ ہو گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو شیطان کا بھائی ہے۔ لوگو یہ شیطان ہے چنانچہ وہ مجلس سے نکل گیا۔ لوگوں نے اس کا نام شیطان رکھا اور شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے۔

سید راجن شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۱۴ء میں جبکہ جنگ عظیم شروع ہوئی میرا نام بھی لڑائی کے میدان میں جانے والوں کی فہرست میں درج ہو گیا اور اس سبب سے مجھے راولپنڈی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مولوی نیاز اللہ صاحب سے جو میرے بڑے محبّ اور سادات کے نہایت ہی خدمت گزار تھے میری ملاقات ہوئی۔ دیر تک ہم دونوں شیعہ وسنی مذہب پر گفتگو کرتے رہے۔ میرا خیال شیعہ مذہب پر جما ہوا تھا اور میرے تمام رشتہ دار بھی شیعہ تھے۔ مولوی صاحب سنی مذہب پر تھے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سب سے اچھے فقرا ہوتے ہیں۔ میں نے رخصت ہوتے وقت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس کوئی کتاب ہو تو مجھے مطالعہ کے لئے دیں تاکہ فرصت کے وقت سفر میں دل لگا رہے۔ مولوی صاحب نے مجھے "ہدایت الانسان الیٰ سبیل العرفان" جو جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مطالعہ کے واسطے دے دی۔ میں نے ابھی دو دن ہی مطالعہ کیا تھا کہ میرے خیالات میں تبدیلی ہونے لگی۔ میں نے دوبارہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کتاب کے مصنف کس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں؟ مولوی صاحب نے کہا کہ اس کتاب کے مصنف ابھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جناب قبلہ وکعبہ

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی شریف میں ہی زندہ موجود ہیں۔ چلو تم کو زیارت کرا لائیں۔ میرے دل میں اس بیان سے شوق دیدار و زیارت کی آگ سی بھڑک اٹھی اور مولوی صاحب کے ہمراہ جناب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ جناب نے بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ میرا حال دریافت فرمایا۔ میری عادت تھی کہ جب کبھی کسی عالم اور مولوی کے ساتھ گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا تو نہایت دلیر اور بے باک ہو کر کلام کرتا مگر جناب کا رعب داب مجھ پر ایسا غالب ہوا کہ مجھ سے بولا بھی نہ گیا۔ غرض میرے متعلق جو حالات جناب دریافت فرماتے رہے۔ مولوی صاحب بیان کرتے رہے۔ جناب سے رخصت ہو کر اپنی قیام گاہ پر آیا تو رات کو سوتے وقت غنودگی سی آ گئی۔ اسی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ چاند چڑھا ہوا ہے اور اس کی روشنی سے سارا گھر روشن ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید چھت کے سوراخ سے چاند نظر آ رہا ہے۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرا منہ لحاف سے لپٹا ہوا ہے۔ باہر نکل کر چھت کی طرف دیکھا تو کوئی سوراخ نظر نہ آیا پھر سو گیا اور ویسے ہی چاند نظر آیا پھر جاگ اٹھا۔ غرض اس رات میرے ساتھ کئی دفعہ یہی معاملہ ہوا۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا بات ہے۔ بڑی سوچ کے بعد میں نے خیال کیا کہ یہ نور جناب کی توجہ کی برکت سے نظر آ رہا ہے۔ یہ جناب کی صحبت کا اثر ہے۔ صبح ہوتے ہی میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر جب میں رخصت ہونے لگا تو جناب نے فرمایا کہ شاہ صاحب خوب خدا یادی کرو۔ آپ کے بزرگوں کا ورثہ یہی ہے۔ حضور کا یہ فرمانا تھا کہ میرے دل کی عجب حالت ہو گئی۔ جن باتوں کا مجھے خواب میں بھی خیال نہ آیا تھا وہ وارد ہونے لگیں۔ اپنی موت، قیامت، حساب، دوزخ، جنت، عذاب قبر وغیرہ گویا آج ہی مجھ پر واقع ہونے والے ہیں۔ جب اپنے مکان پر پہنچا تو کسی سے بولنے کو جی نہ چاہا۔ جنگل میں تنہا جا کر بیٹھ رہا اور اپنی ضائع کی ہوئی گزشتہ عمر پر افسوس کر کے خوب دل کھول کر رویا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ الٰہی میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ میں نے دنیا میں آ کر کچھ بھی نہیں کیا۔ غرض اس وقت کی حالت جو مجھ پر طاری تھی ناقابل بیان ہے۔ دوسرے روز مجھے پشاور جانے کا حکم ہوا۔ میں نے اپنے دوسرے ہمراہیوں سے کہا کہ تم میرا سامان لے چلو

Marfat.com
Marfat.com

میں شہر سے ہو کر آتا ہوں۔ میں بیعت کے ارادہ سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت جناب عیدگاہ میں رونق افروز تھے۔ میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ جناب نے بیعت فرما کر ذکر تلقین کیا۔ اس وقت مجھے اس قدر جذبہ ہوا کہ تڑپ تڑپ کر میرا بدن زخمی ہو گیا۔ جناب نے ایک دوست کو میرے ہمراہ کر دیا۔ وہ مجھے ٹانگہ پر سوار کر کے چلا گیا۔ جب میں پشاور پہنچا تو وہاں ایک مرزائی کے ساتھ جو ہمارے عملہ کا بڑا ڈاکٹر تھا باہم ہونے کا اتفاق ہو گیا۔ وہ ہر وقت مرزا کی حقانیت کے متعلق مجھ سے گفتگو کرتا رہتا۔ اس کی باتوں سے میرے دل میں کچھ وسوسہ آ گیا۔ ایک روز اس نے مجھے استخارہ کے لئے کہا۔ میں نے اس کے کہنے پر تہجد کی نماز کے بعد استخارہ کیا اور دعا کی کہ خدایا مرزا کا حال مجھ پر سچ سچ واضح کر دے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے گدھے بوجھ سے لدے ہوئے جا رہے ہیں۔ ان کے آگے آگے ایک بڑا قد آور گدھا ہے اور اس پر سب سے بھاری بوجھ لدا ہوا ہے۔ اتنے میں کوئی آواز دینے والا آواز دے رہا ہے کہ یہ سب سے آگے مرزا ہے اور پیچھے اس کے مرید ہیں۔ جب صبح میں نے اس مرزائی ڈاکٹر سے خواب بیان کیا تو اس نے کہا کہ استخارہ میں غلطی ہوئی ہے۔ آج رات کو پھر استخارہ کرنا۔ دوسری رات پھر نماز تہجد کے بعد استخارہ کر کے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے سیاہ کوے ایک گندی نالی سے پانی پی رہے ہیں۔ جب صبح میں نے اس سے بیان کیا تو وہ بہت شرمندہ ہوا اور مجھ پر مرزا کی حقیقت ظاہر ہو گئی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ ایک مرزائی شخص مجھے وسوسہ میں ڈالتا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ جناب نے بہت تسلی آمیز خط ارسال فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے پاس سے دور کر دے گا۔ چنانچہ ہفتہ کے اندر ہی اندر وہ ڈاکٹر ہم سے دور تبدیل ہو گیا۔

سید سردار علی شاہ صاحب[1] وکیل وسیکرٹری انجمن اسلامیہ روپڑ ضلع انبالہ نہایت مخلص دوستوں میں سے ہیں۔ ایک مرزائی کی صحبت سے وہ راہِ راست سے بھٹک کر کادیان (قادیان) کے کید (دھوکا' فریب) میں پھنس گئے۔ جب کچھ عرصہ شاہ صاحب کی طرف

---

[1] مرزائیت سے تائب ہونے کے بعد سید سردار علی شاہ صاحب نے فی اللہ محبت اور خدایادی میں بہت بڑی ترقی کی تھی اور دعوت الی الحق میں شب و روز معروف رہتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

سے خط نہ آیا تو آپ کو فکر پیدا ہوا اور آپ نے دریافت کے لئے ادھر دوستوں کی طرف خط لکھے کہ حقیقت حال سے آگاہ کریں۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ صاحب مرزائی ہو گئے ہیں تو آپ کو بہت رنج ہوا۔ دوستوں نے عرض کیا کہ ایسے مخلص دوست کا جدا ہو جانا درست نہیں۔ دعا فرمایئے کہ وہ راہِ راست پر آ جائیں۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں خود ہی پشیمان ہو کر ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد شاہ صاحب کا خط آ گیا جس میں مرزائی عقائد سے توبہ کی ہوئی تھی۔ دوستوں کو اس خوشخبری سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کو راہِ مستقیم پر چلائے۔ آمین

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کے متعلق مجھ جیسے مسکین کا کچھ لکھنا بعینہٖ روز روشن میں چراغ جلانے کے مصداق ہے۔ آپ مجسم مکارم اخلاق تھے اور دوستوں کو بھی خوش خلقی کی نہایت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن خوش خلقی اور مکارم اخلاق کے متعلق فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو چیزیں کرنے میں نہایت آسان اور کل بروز محشر میزان میں بڑی وزنی ہوں گی۔ ایک حسن خلق اور دوسرے خاموشی۔ پاکیزہ اخلاق کے متعلق فرمایا کہ ایمان اور اخلاق ایسے باہم وابستہ ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام بغیر پاکیزگی اخلاق مکمل نہیں ہوسکتا۔ اسلام اور ایمان کی تکمیل حسن اخلاق پر موقوف فرمائی گئی ہے۔ الغرض سعادت انسانی مکارم اخلاق سے

Marfat.com
Marfat.com

وابستہ قرار دی گئی ہے اور سیدنا و مولانا حضرت سلطان الانبیاء ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کلمات طیبات جب یاد آتے ہیں تو خیال آتا ہے کہ جس عظیم الشان ہستی کے یہ مبارک خیالات تھے وہ بذات خود کس قدر اعلیٰ وارفع درجہ کے مکارم اخلاق سے متصف اور اخلاق نبوی ﷺ کے رنگ میں سر سے پاؤں تک رنگی ہوئی ہوگی۔ بھلا ایسے وجود پاک کے اخلاق کریمانہ مجھ جیسے بے مایہ و تہی دست سے کہاں تک بیان ہوسکتے ہیں وہی چھوٹا منہ اور بڑی بات والی مثل صادق آتی ہے۔ آپ نرم دل رحیم و کریم نہایت سخی بامروت تھے۔ جناب سید المرسلین ﷺ کی متابعت تامہ کی وجہ سے خالق نے ان تمام اخلاق حسنہ سے آپ کو شرف بخشا ہوا تھا کہ جن کے دیکھنے سے خود بخود ہی جناب نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ آپ نہایت درجہ کے حلیم الطبع اور بردبار تھے۔ باوجود دینی و دنیاوی ظاہری و باطنی اقتدار اور عزوجاہ حاصل ہونے کے بھی اگر کوئی نااہل ناشائستگی یا سخت کلامی سے پیش آتا تو آپ اول تو جواب ہی نہ دیتے اور اگر جواب دیتے بھی تو ایسے لب و لہجہ میں کہ مخالف خود بخود شرمندہ اور نادم ہوجاتا۔ اپنے معاملات میں باوجود قدرت کے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا اور نہ ہی کبھی کسی پر خفا ہوئے۔ جب کوئی شخص ملنے اور ملاقات کرنے کیلئے آتا تو نہایت خندہ پیشانی سے ملتے۔ ہر شخص کے ساتھ بڑی تواضع اور شیریں کلامی سے پیش آتے۔ امیر غریب ہر فرقہ اور مذہب کے لوگ حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ہر ایک کو عزت کے ساتھ بٹھاتے اور للہیت و خلوصیت اور شفقت بھری گفتگو فرماتے کہ سننے والے سن کر ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہوجاتے تھے۔ گفتگو ہمیشہ آہستگی سے صاف سادہ اور مختصر مگر پُر معانی الفاظ سے فرماتے۔ سادگی اور صفائی بہت رکھتے اور اسی کو پسند فرماتے تھے۔ دوستوں کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت رکھتے۔ ہر ایک دوست بزعم خود یہی سمجھتا تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جتنی محبت اور شفقت میرے ساتھ ہے دوسرے سے نہیں۔ دوستوں کے ساتھ بلا تکلف گفتگو فرماتے۔ خود بھی تکلف نہ کرتے اور احباب کو بھی تکلف سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ منکسر المزاجی ایسی کہ بعد ختم شریف اگر کوئی دوست

Marfat.com
Marfat.com

شجرہ منظومہ پڑھتا تو اپنا اسم مبارک شجرہ شریف میں پڑھنے سے منع فرما دیتے۔ عرض کرنے پر کہ حضور ہمارے لیے حضور کا اسم پاک راحت کا موجب ہے۔ فرمایا کرتے ''من آنم کہ من دانم'' اپنے پاس بیٹھنے والے دوستوں کو فرماتے کہ میرے پاس کسی دوست کی برائی مت بیان کرو۔ کہ یہی غیبت ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے دوست اس کے مرتکب ہوں۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ سب کی طرف سے میرے سینے میں صفائی اور ٹھنڈک ہو۔ کھانا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بیشمار عطا فرمایا ہوا تھا ہمیشہ سادہ اور ایک ہی قسم کا تناول فرماتے۔ اگر سالن پکا ہے تو تمام نے اسی سالن سے کھایا۔ اگر دال پکی ہے تو تمام نے دال ہی کھائی اور اگر سبزی ساگ وغیرہ سے کوئی چیز پکی تو تمام گھر میں وہی چیز کھائی گئی۔ تکلفانہ اور انواع و اقسام کا کھانا پسند نہ فرماتے۔ بلکہ اگر کوئی دوست دعوت کرتا تو اسے بھی فرما دیتے کہ تکلف نہ کرنا اور ایک ہی چیز پکانا۔ اگر اس معاملہ میں کوئی شخص کچھ زیادہ عرض کرتا بھی تو فرماتے کہ ہاں درست اور مباح تو ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ خالق نے انسان کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ وہ اس دنیائے دوں کی آسائش اور یہاں کی لذات میں سرمست اور مخمور ہے بلکہ یہ تو ایک مسافر خانہ ہے۔ یہاں پر صرف گزر اوقات کر لینا ہی غنیمت ہے۔ مقامی دوستوں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت کیلئے بذات خود قدم رنجہ فرماتے۔ اور جنازہ کیلئے تو راولپنڈی شریف کے علاوہ مضافات میں بھی نو نو دس دس میل کے فاصلہ پر بھی تشریف لے جاتے۔ بروز جمعہ اور علاوہ ازیں بھی وقتاً فوقتاً آپ وعظ اور پند و نصائح سے محظوظ فرمایا کرتے تھے جو نہایت مؤثر اور قساوت قلبی کو دور کرنے والے ہوتے تھے۔ آپ کی مجلس غیبت، بدگوئی، فحش و تفاخر کذب و لغویات سے قطعی اور بالکل مبرا و منزہ ہوتی تھی۔ بلکہ اسرار و معارف اور انوار و اذکار الٰہی سے مملو ہوتی تھی۔ نماز پنجگانہ ہمیشہ باجماعت پڑھتے۔ رات کو زیادہ جاگتے۔ نوافل اور تلاوت قرآن مجید و مناجات میں رات بسر کرتے۔ بعض اوقات صرف آپ کو دیکھنے والے کی حالت متغیر ہو جاتی تھی اور ذکر و فکر میں ان کو استقامت عطا ہو جاتی۔ بعض اوقات ایسے لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے جو باوجود مسلمان ہونے کے شعار اسلام کے تارک اور تہذیب فرنگی کے فریفتہ و

Marfat.com
Marfat.com

دلدادہ ہوتے۔ ان سے بھی بڑی خوش خلقی سے پیش آتے۔ ایک دن ایسے ہی ایک صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تواضع اور مروت فرمائی۔ آدھ گھنٹہ کے بعد وہ شخص چلا گیا تو راقم الحروف نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ جناب ہر ایک کے حال پر شفقت فرماتے ہیں کیا اچھا ہو کہ اگر اس قسم کے لوگ کہ جن کی شکل و شباہت سے یہ بھی امتیاز نہیں ہوسکتا کہ اہل اسلام سے ہے یا کسی اور فرقہ سے۔ ایسی مروت و تواضع نہ فرمایا کریں۔ اس پر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا! دین کے معاملہ میں سختی منع ہے اور مذہبی و دینی تبلیغ ایسی نہیں ہونی چاہیے کہ جس سے لوگ گھبرا اٹھیں اور بجائے اس کے کہ نزدیک آویں دور بھاگ جائیں۔ بلکہ ارشاد الٰہی یونہی ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کہ (اے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) اللہ تعالیٰ کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بحث عمدہ اور احسن طریق سے کرو۔ بلکہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف خوش خلقی سے بلاؤ۔ سختی مت کرو۔ بلکہ نرمی سے پیش آؤ۔ جب تم ان سے اللہ کی باتیں کرو تو ایسے پیرایہ میں کرو جس سے وہ گھبرا نہ جائیں اور جوان کو شاق نہ گزرے۔ اب بھلا تم ہی بتاؤ کہ یہ جو شخص آیا تھا آتے ہی اس کو درکار دیا جاتا تو اس کے دل پر کیا گزرتی۔ آج آیا ہے پھر ایک دو مرتبہ آنے تک انشاء اللہ تعالیٰ اس کی ظاہری حالت بھی بدل جائے گی۔ کبھی آپ کی زبان مبارک سے کوئی جھوٹا کلمہ نہیں نکلا بلکہ دوستوں کو بھی راستی کی تاکید فرمایا کرتے۔ اکثر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ

راستی موجب رضائے خداست

کہا کرتے تھے۔ فرماتے ہمیشہ راستی پر قائم رہو اگر تم کو اس میں ہلاکت بھی نظر آئے تو فکر نہ کرو کہ فی الواقع اسی میں نجات ہے۔ اور جھوٹ سے بچو اگرچہ اس میں فائدہ اور نجات بھی نظر آئے۔ اس لئے کہ وہ فی نفسہٖ نقصان و ہلاکت ہے۔ راستی کی تاکید پر ایک دو حکائتیں بھی بیان فرمایا کرتے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص تھا جس میں تمام بری خصلتیں تھیں۔ وہ حاضر خدمت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

Marfat.com
Marfat.com

برے افعال سے تائب ہونے کی ترغیب وتلقین فرمائی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھ سے یہ سب کام چھوٹنے مشکل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا صرف ایک کام چھوڑ دو باقی کے متعلق پھر دیکھا جائے گا۔ وہ ایک کام کے ترک پر قائل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ اس نے پختہ اقرار کیا اور راستی پر قائم ہوگیا۔ صرف جھوٹ کے ترک کرنے اور راستی پر قائم ہونے کی برکت سے اس کے تمام برے افعال چھوٹ گئے۔

اور دوسری حکایت حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ طالب علمی کی جبکہ ان کی والدہ مکرمہ ومعظمہ نے راستی پر قائم رہنے اور جھوٹ سے بچنے کی وصیت فرما کر انہیں تحصیل علم کی خاطر روانہ کیا تھا۔ بیان فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ان اخلاق حسنہ کے آپ اعلیٰ درجہ کے امین بھی تھے۔ اکثر لوگ آپ کے پاس امانتیں رکھتے اور حسب ضرورت بلا کسی توقف لے جاتے۔ امانت میں اس قدر محتاط تھے کہ اوائل عمر یتیمی کی حالت اور اپنے چچا صاحب کی کفالت میں گزری اور جب ہوش سنبھالا اور نکاح بھی ہوگیا اور کاروبار دکان کا شروع کیا اخراجات خانگی اور دیگر ضروریات بشری کی احتیاج بھی لاحق ہوئی۔ اگر کوئی وقت تنگی یا ضرورت کا آ بھی گیا تو اس کو ایسے ہی بسر کر دیا۔ مگر کسی کی امانت میں تصرف اور دسترس نہ کیا۔ اکثر فرمایا کرتے کہ امانت عزت ہے خائن کبھی امین نہیں ہوسکتا اور نہ کبھی عزت پا سکتا ہے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفائے عہد کے پورے پورے عامل تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ جس میں عہد کی وفا اور پابندی نہیں وہ دیندار نہیں۔ اور یہ بھی کہا کرتے کہ قیامت میں سب سے اچھے خداوند کریم کے وہ بندے ہوں گے جو پاک دلی سے اپنے عہد پورا کرتے ہیں۔ پرہیزگاری وتقویٰ اخلاق حسنہ میں سب سے افضل واعلیٰ چیز ہے اور اسی کے طفیل تمام شرافت و بزرگی اور مقبولیت عبادت نصیب ہوتی ہے۔ یہ آپ کی ذات والا صفات میں اس قدر تھی کہ جو اظہر من الشمس تھی۔ بیان یا تحریر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب ظہیرالدین بابر بادشاہ سے ملتا ہے مگر حسب الارشاد باری تعالیٰ: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اس پرہیزگاری اور تقویٰ کے طفیل خالق نے اتنی بزرگی عطا فرمائی کہ ایک دو نہیں بلکہ بیشمار

Marfat.com
Marfat.com

سادات نے بھی اس تقویٰ کی خاطر آپ کی غلامی کو باعث فخر جانا۔ اور آپ کے غلامان و خادمان کے زمرہ میں داخل ہو کر سعادت حقیقی کے مستحق بنے۔

آپ کا استقلال و استقامت ایسی تھی کہ گویا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون کی مجسم تفسیر تھے۔ دوستوں کو بھی استقامت کیلئے بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ استقامت بہ از کرامت ہے۔ راقم الحروف نے ایک کثیر زمانہ آپ کی خدمت میں بسر کیا اور واقعی دیکھا کہ ایسی استقامت و استقلال کہیں نظر نہیں آیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اصغر مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب اور فرزند اکبر حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات کے وصال پر بندہ موجود و حاضر تھا۔ ایسے فرمانبردار، تابعدار، سعادت مند، ہونہار فرزندوں کی وفات حسرت آیات پر جس قدر ایک ضعیف العمر والد کو رنج و صدمہ ہو سکتا ہے وہ ہر ایک فرد بشر جو صاحب اولاد ہے جان سکتا اور اندازہ لگا سکتا ہے مگر سبحان اللہ وبحمدہ خداوند کریم کے برگزیدہ بندگان کے استقلال و ہمت اور استقامت۔ خود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو حضرات کا جنازہ پڑھایا۔ بدستور حسب معمول اپنے اوراد و وظائف جاری رکھے اور اوقات معینہ پر ادا فرماتے رہے۔ پیارے فرزندوں اور جگر پاروں کی مفارقت کے ہموم و غموم کی وجہ سے ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا۔ واقعی استقامت ہو تو ایسی ہو۔ یقین اپنے خالق کے ساتھ بڑا محکم رکھے تھے اور فرمایا کرتے کہ حق تعالیٰ نے رضا و یقین میں اپنی حکمت و جلال سے تازگی و فرحت رکھی ہے اور جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ مجھے امت سے کسی بات کا فکر و اندیشہ سوائے ضعف یقین کے نہیں۔ انسان جس قدر خالق کے ساتھ محکم یقین رکھتا ہے اتنے ہی انعام و اکرام اس پر مزید ہوتے ہیں۔ خاص کر فہم کا کمال، علم کی زیادتی، عقل کی تازگی اور حلم کی شگفتگی جیسی نعمتیں اسی یقین سے وابستہ ہیں۔ اور یہ یقین ہی انسان کو زمین سے عرشِ بریں پر پہنچا سکتا ہے۔ کیا خوب کہا ہے شاعر اقبالؔ خوش مقال نے۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

Marfat.com
Marfat.com

دوسری جگہ اس یقین کی تعریف بدیں الفاظ کرتا ہے۔

یقیں محکم ' عمل پیہم ' محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ درجہ کے متوکل علی اللہ تھے۔ مگر وہ توکل جس کو عوام الناس جہال نے توکل سمجھ رکھا ہے۔ کہ اپاہج بن کر بیٹھ رہنا اور ہاتھ پاؤں نہ ہلانا اور مثل جمادات کے بیکار ہو کر پڑ رہنا ایسے توکل کے آپ سخت خلاف تھے اور دوستوں کو ایسے توکل سے بڑی سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ فرماتے کہ توکل کے معنی یہ ہیں کہ دلی بھروسہ خالق پر رکھا جائے۔ یہ بھروسہ توحید پر مبنی ہے۔ اور یہ اس وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ اس بات کا انسان کو پختہ یقین ہو جائے کہ فاعل حقیقی سوائے خداوند کریم کے کوئی نہیں۔ اور دنیا میں جو کچھ از قسم مخلوق و رزق' عطا و حرماں' حیات و موت' تونگری و مفلسی موجود ہے وہ اس فاعل حقیقی خداوند کریم کا پیدا کیا ہوا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ جب انسان کی سمجھ میں یہ پوری طرح آ جائے گا تو پھر کوئی شبہ نہیں کہ اس کے خوف و رجا' اعتماد و اعتبار کا مرجع وہی ایک ذات وحدہ لاشریک لہ بن جائے گی۔ کیونکہ وہی فاعل یگانہ ہے تو اس کے ماسوا جو کچھ کسی فعل میں مؤثر ہے وہ باستقلال مؤثر نہیں۔ بلکہ خداوند کریم کا مطیع اور اسی کے زیر فرمان ہے۔ توکل تدبیر کے منافی نہیں اور ان اسباب کو کام میں لانا جو یقینی طور پر ایک شے کے ہونے یا نہ ہونے میں اثر رکھتے ہیں۔ خلاف توکل نہیں۔ مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ اگر کسی شخص کے سامنے روٹی پکا کر رکھی جائے اور اس کو بھوک بھی ہو مگر وہ اس روٹی کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور کہے کہ میں متوکل ہوں۔ اور توکل میں کوشش کا ترک کرنا شرط ہے۔ تو اس کا یہ کہنا اور خیال جنون اور دیوانگی سے کم نہیں توکل سے اس کو کچھ مناسبت نہیں بلکہ اس نے خداوند کریم کی عادت و سنت کو نہیں پہچانا۔ اسی طرح اگر ایک شخص کھیت نہ جوتے نہ بوئے۔ اور منتظر بیٹھ جائے کہ اللہ ویسے ہی فصل پیدا کرے گا اور کاٹ لونگا۔ تو یہ بھی سراسر جہالت اور عادت الٰہی سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اکثر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ توکل کے معنی سمجھانے اور ذہن نشین کرنے کیلئے اس اعرابی کی حکایت بیان

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا کرتے تھے جو کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا اور آپ ﷺ کے استفسار پر کہا کہ اونٹنی کو توکل پر چھوڑ آیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے اس کے گھٹنے کو باندھ اور بعدہ توکل پر چھوڑ کہ توکل تدبیر کے بعد ہے۔ اسی مضمون کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ادا فرمایا ہے۔

گفت پیغمبر باآواز بلند   برتوکّل زانوئے اشتر بہ بند

غور و تدبر اور تامل و تفکر میں بڑی دستگاہ تھی۔ اور دوستوں کو بھی فرمایا کرتے کہ دلوں کو غور و تدبر کا عادی بناؤ۔ اور اکثر غور کیا کرو۔ جو واقعات پیش آئیں ان سے عبرت حاصل کیا کرو اور نتیجہ اخذ کیا کرو۔ گھڑی بھر غور و تفکر رات بھر نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔ مگر یاد رہے کہیں لغزش نہ کھانا۔ مخلوق کے حال میں غور و تفکر کرنا۔ خالق کی ذات میں غور نہ کرنا کہ انسانی ادراک اس کی ماہیت کو سمجھنے سے عاجز اور درماندہ ہے۔ اگر اس کی ذات میں غور و تفکر کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اعلیٰ درجہ کا زہد تھا۔ زہد بھی جس کو حقیقی معنوں میں زہد کہا جاتا ہے نہ یہ کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا اور خداداد مال کو ضائع کرنا۔ بلکہ اصلی زہد یہ ہے کہ جو چیز تیرے قبضہ میں ہے اس پر تیرا بھروسہ اور اعتماد اس چیز سے زائد نہ ہو۔ جو خداوند کریم کے پاس ہے اور جو کچھ تجھ کو ملا ہے تیرا قلب اس پر قناعت کرے۔ اگر تجھے اپنے سے اچھے اور متمول لوگ نظر آئیں تو اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف خیال لیجانا چاہیے۔ اصل تونگری دوسروں کے مال سے نگاہ ہٹا لینا اور طمع سے بچنا ہے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے قانع تھے اور فرمایا کرتے کہ غنا کی دولت بغیر قناعت میسر و حاصل نہیں ہو سکتی اور قناعت ایسی دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ جو شخص اپنے حصہ رزق پر قانع اور راضی نہیں اس کا عمل اللہ تک رسائی نہیں پاتا۔ اور ایسا شخص کل جب خداوند کریم کے حضور میں حاضر ہوگا تو خالق کو اپنے اوپر ناخوش پائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے قناعت حاصل کرو۔ آپ صابر ایسے تھے کہ بڑے بڑے مصائب اور مشکلات کے وقت نہایت اولوالعزمی سے ثابت قدم رہے یہ صبر کی حالت تنگ دلی اور گراں خاطری سے نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ

Marfat.com
Marfat.com

رضا اور نہایت کشادہ دلی کے ساتھ رہتے اور اکثر ایسی حالت میں اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ تمام امور اسی ذات پاک وحدہ لاشریک لہ کی مرضی کے تابع ہیں۔ اور علاوہ ازیں صبر کا بدل معیت الٰہی ہے۔ وہ یہ کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ جب اپنے خالق و مالک کی معیت حاصل ہووے تو پھر اور کیا چاہیے۔ علاوہ ازیں صابر جب اپنے صبر میں پورا اترتا ہے تو رحمت الٰہی کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ رحم اور حلم وعفو جیسے اوصاف جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات میں دیکھے گئے فی زمانہ کہیں نظر نہ آئے۔ آپ فرماتے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے تم زمین والوں پر رحم کرو۔ خداوند کریم تم پر رحم کرے گا۔ حالی صاحب کا یہ شعر بھی فرمایا کرتے

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

جانوروں پر رحم

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں یہ اخلاق حسنہ عملی طور پر دیکھے گئے۔ ایک مرتبہ جناب عیدگاہ تشریف لے گئے۔ ایک کلنگ جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ دیکھا اس کو پکڑ کر آپ نے کپڑے کی پٹی بنا کر اور ٹانگ شکستہ کو راست کر کے باندھ دیا اور پانی وغیرہ بھی پلایا اور اڑا دیا۔ عرض کی گئی جناب مفت اور بے محنت شکار ہاتھ آیا تھا۔ ذبح کر کے کھا لیا جاتا۔ آپ نے فرمایا کہ مخلوق خدا پر رحم کرنا چاہیے۔ وہ پرندہ بیچارہ درماندگی اور مصیبت کی حالت میں دیکھ کر دل کو رنج پہنچا۔ اور خالق نے اسے یہاں اسی لیے پہنچایا کہ اس پر رحم کر کے اس کا علاج کیا جائے۔ اس طرح ہمارے حضرت سیدنا خواجہ شاہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جنگل میں تشریف لیجا رہے تھے دیکھا کہ ایک کتیا چھوٹے چھوٹے بچوں کو لیے بے تاب پڑی ہے بچوں کی محبت کی ماری کہیں جا نہیں سکتی۔ بھوک و پیاس سے نقاہت اتنی ہوگئی کہ اٹھتی ہے تو گر پڑتی ہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آ گیا آپ واپس بازار تشریف لے گئے پاس نقدی نہ تھی اپنی چادر مبارک نانبائی کے پاس قیمت

Marfat.com
Marfat.com

کے عوض رکھ کر کچھ روٹی کباب اور ایک آبخورہ پانی کا لائے اور کتیا کے آگے رکھ کر خود ادب کے ساتھ مراقب ہوگئے۔ بس اسی فعل پر اللہ تعالیٰ نے وہ نعمت عطا فرمائی جو برسوں کی عبادت سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہر ایک جاندار پر رحم کرنا چاہیے کہ بڑے ثواب کا کام ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عفو و حلم

عفو و حلم کا یہ حال تھا کہ راولپنڈی شریف کے مغربی جانب اپنی زمین ہے جہاں زراعت کاشت کی جاتی ہے۔ ربیع کی فصل تھی اور گندم خوب ہری بھری تھی۔ رات کو روزانہ چور کاٹ کر لے جاتے۔ اپنے دوست جو عیدگاہ میں رہتے ہیں کچھ عرصہ رات کو وہاں حفاظت کیلئے جاتے رہے۔ آخرکار ایک دن چور کو جبکہ وہ خود (ہری گندم) کاٹ کر اور باندھ کر چلنے لگا۔ پکڑ لیا۔ اور وہ بوجھ اٹھوا کر اس کو مارتے مارتے آستانہ عالیہ کی جانب لے آئے۔ اور لا کر بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نوافل اشراق وغیرہ اور اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر اپنے حجرہ شریف سے نکلے تو معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ دوستوں کو ملامت کی۔ کہ اس غریب کو کیوں مارا۔ مارنا نہیں چاہیے تھا۔ اندر گھر سے روٹی منگائی اور اس چور کو کھلائی۔ چوری کرنے کی وجہ اور نام وسکونت دریافت فرمایا۔ اور روٹی کھلانے کے بعد اس کو کچھ نقد پیسے بھی دیئے۔ اور نصیحت فرمائی کہ بیٹا پھر چوری نہ کرنا یہ کام اللہ کے نزدیک بہت برا ہے۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مانگ کر لینی چاہیے۔ ایسا برا فعل نہیں کرنا چاہیے۔ نصیحت کرنے کے بعد اس کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح عیدگاہ کے باغ میں سے رات کو گوبھی کی چوری ہونی شروع ہوگئی۔ دوستوں نے راقم الحروف سے ذکر کیا۔ کیونکہ ان دنوں میں جناب قبلہ حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا و بالفضل اولینا قدوۃ السالکین وافتخار العارفین صاحبزادہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ راولپنڈی شریف برائے سیر و سیاحت کوئٹہ تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ بندہ نے عیدگاہ کے دوستوں کو عرض کیا کہ رات کے وقت باری باری ذرا حفاظت رکھیں۔ بوقت سحر جب دوست تہجد ادا کرنے کیلئے اٹھے تو چور جس نے گوبھی کاٹ کر ایک بڑی بوری بھری ہوئی تھی۔ اور واپس جا رہا تھا۔ دوستوں نے اسے پکڑ لیا اور باندھ کر خوب مارا۔ اور بوقت صبح آ

Marfat.com
Marfat.com

کر راقم کو اطلاع دی۔ بندہ نے جا کر چور کو اپنے ہاتھ سے کھولا اور بمعہ مال مسروقہ تھانہ میں پہنچا دیا۔ واپس گھر آ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا کہ وہ غریب اس فقیر کے ذریعہ تکلیف اٹھائے گا اور سزا پائے گا۔ یہ تم نے بہت برا کیا۔ جاؤ جا کر اسے چھڑا دو۔ بندہ نے عرض کی جناب مشکل ہے۔ چور موقع پر سے پکڑا ہوا اور مال موجود اور معاملہ پولیس میں جا چکا بھلا اب کیسے چھوٹ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں تم جاؤ اور پولیس والوں کو کہہ دو چھوڑ دیں۔ بندہ نے دل میں خیال کیا کہ بھلا وہ کیسے اس معاملہ کو چھوڑ سکتے ہیں۔ خیر طوعاً و کرہاً تھانہ میں پہنچا اور تھانیدار سے سب تذکرہ کیا۔ اس نے کہا یہ تو بہت مشکل ہے۔ بندہ نے کہا کہ ہاں واقعی آپ کے قانون کے مطابق تو بہت مشکل ہے مگر اولیاء اللہ کے اور خیال ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب اس معاملہ میں ناراض ہوئے اور بڑی تاکید سے بندہ کو بھیجا کہ تو نے اس غریب کو تھانہ میں پہنچایا اب تو ہی جا اور پولیس والوں سے چھڑا۔ تھانیدار بیچارہ خود اٹھا اور پہلے آ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے فرمان کی تصدیق کر کے پھر تھانہ میں گیا۔ چور اور گوبھی کی بوری زیر نگرانی پولیس حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچائے گئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چور سے پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا اور کیا کام کرتا ہے۔ اس نے بتایا کہ علاقہ کوہ مری کا رہنے والا ہوں اور یہاں تالاب مائی ویرو سے تھوڑا آگے نانبائی کی دکان کرتا ہوں۔ کام کا رزم ہے جس کی وجہ سے ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہوں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گھر سے روٹی منگوا کر کھلائی اور نقد چار آنے بھی دیئے اور اس کے حق میں بہتری و برکت کی دعا فرمائی۔ اسے بھی نصیحت کی کہ نماز پڑھا کرو۔ اور ذکر الٰہی کیا کرو۔ خداوند کریم تمہارے کاروبار میں برکت بخشے گا۔ یہ چوری کا کام بہت برا ہے پھر ایسا نہ کرنا۔

تواضع میں یہ حال تھا کہ فرماتے جب جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی'' کی شان والے سید پیشرو کو ارشاد ہوتا ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ تو بھلا ہماری کیا ہستی۔ جو شخص محض اللہ کے واسطے کسی کی تواضع کرتا ہے خداوند کریم اس کو

Marfat.com
Marfat.com

رفعت و بزرگی عطا فرماتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی پست کرتی ہے۔ بندہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک دفعہ بابو فیض احمد سٹیشن ماسٹر سرکاری طور پر آنکھوں کے معائنہ کیلئے ریلوے ہسپتال میں حاضر ہونے کیلئے آئے اور رات عیدگاہ میں رہے۔ صبح کو 9 بجے انہوں نے ہسپتال میں حاضر ہونا تھا 8 بجے جبکہ حضرت صاحب نوافل اشراق وغیرہ سے فارغ ہوئے تو بابو صاحب موصوف بھی زیارت کیلئے حاضر ہوگئے۔ اور دعا بھی کرائی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں اندر سے ہو کر آتا ہوں۔ مگر بابو صاحب نے بات نہ سمجھی اور حضرت صاحب کے اندرون خانہ تشریف لیجانے کے بعد ہسپتال کی حاضری کیلئے روانہ ہوگئے۔ تین چار منٹ گزرنے کے بعد جناب روٹی لے کر اندر سے باہر تشریف لائے اور بابو فیض احمد صاحب کی نسبت دریافت فرمایا اور آواز دی بابو فیض احمد۔ عرض کی گئی کہ جناب وہ تو آپ کے تشریف لیجانے کے بعد جلدی ہی چلے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بندہ خدا میں نے جو کہا تھا میرے آنے تک ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔ محمد زمان کو حکم فرمایا کہ سائیکل لے کر جاؤ اور ان کو بلا لاؤ روٹی تو کھا جائیں تمام دن بھوکے رہیں گے۔ محمد زمان گیا اور جامع مسجد سے تھوڑا آگے جا کر بابو صاحب موصوف کو ملا اور بتایا کہ حضور عالی روٹی لے کر انتظار فرما رہے ہیں۔ جب بابو فیض احمد واپس آئے تو دیکھا کہ حضور ویسے ہی روٹی اٹھائے کھڑے انتظار فرما رہے ہیں۔ بابو صاحب موصوف نے معذرت اور معافی چاہی کہ جناب بڑی غلطی ہوئی۔ میں آپ کا ارشاد نہ سمجھا اور حضور کو خوامخواہ تکلیف ہوئی۔ آپ نے فرمایا خیر یہ تو کوئی تکلیف نہیں۔ ہاں یہ واقعی فقیر کیلئے تکلیف تھی کہ تم سارا دن بھوکے رہتے۔ مروت و مدارات کے متعلق تو بمصداق ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ بجائے کچھ لکھنے کے عملی طور پر ملاحظہ و معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ عیدگاہ کے فقرا و درویش جنہوں نے محض لوجہ اللہ اپنے گھر بار اور خویش و اقربا کو خیر باد کہہ کر اصحاب صفہ کی یاد کو تازہ کیا ہوا ہے یہ تمام حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مروت و مدارات کا نتیجہ ہے۔ خود قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے کہ فی اللہ دوستوں کی خدمت کرنے کا ایسا ثواب ملتا ہے جیسے فرائض کے ادا کرنے کا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تشدید

Marfat.com
Marfat.com

فرماتے اور تمام عمر اس فریضہ خداوندی کے ایسے احسن طریق سے عامل رہے کہ آج تک جو عروج وکمال اور خوبی و شائستگی آپ کے سلسلہ کو حاصل ہے وہ تمام تر اسی کا نتیجہ و ثمرہ ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جہاد ہے۔ اور امر حق کے اظہار کرنے میں کسی کے خوف کو خاطر میں نہ لاؤ۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ سے یہ بھی تھا کہ باوجود ظاہری و باطنی دانائی و مدبری اور چشم بصیرت رکھنے کے کوئی کام ہوتا تو دوستوں سے مشورہ فرما لیتے۔ اگر عرض کیا جاتا کہ جناب آپ تو بہت بہتر جانتے ہیں بھلا ہمارے جیسے نااہلوں سے مشورہ کی کیا ضرورت تو آپ فرمایا کرتے کہ مشورہ مستحب امر ہے ہمارے آقائے نامدار جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جو کام کرتے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ضرور مشورہ لیتے۔ قرآن مجید میں بھی اس طرح ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنی وہ لوگ جنہوں نے قبول کیا واسطے اپنے رب کے یا ایمان لائے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع بن گئے اور نمازیں پڑھیں ان کا کام آپس میں ہمیشہ مشورہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایسے عمدہ اور مستحسن امر کو کیوں چھوڑا جائے اور اس میں بہت بہتری ہوتی ہے۔ اس لئے جو کام کرنا ہو اس میں اپنے بہی خواہوں سے مشورہ ضرور لے لینا چاہیے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حیا و شرم دیکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ فرماتے کہ جو شخص انسانوں سے شرم نہیں کرتا وہ اللہ سے بھی شرم نہیں کرے گا۔ اور خداوند کریم سے شرم و حیا یہ ہے کہ باعفت رہو کوئی برا خیال بھی دل و دماغ میں پیدا نہ ہو۔ موت و فنا کو یاد رکھو آخرت کی طلب میں لگے رہو آرائش دنیائے دوں سے بچوں۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہرت کو پسند نہ فرماتے تھے۔ جس کے متعلق ایک مخلص و معتقد دوست کی چند سطور نقل کر دیتا ہوں۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ جناب حضرت حافظ صاحب کے ان احسانات اور عنایات باطنی کا جو مجھ گنہگار پر باطنی طور پر فرما رہے ہیں کچھ ذکر کروں اور آپ کے ایام سفر حجاز کی عنایات باطنیہ کا حال لکھوں جو میں نے بچشم خود دیکھی ہیں یا مجھ پر گزری ہیں مگر میرے اس ارادہ سے حضرت قبلہ عالم نے آگاہ ہو کر فرمایا

Marfat.com
Marfat.com

کہ میری بابت کبھی کوئی ایسی بات نہ لکھنا جس سے میری ذات کی نسبت لوگوں کو کسی قسم کا خیال پیدا ہو یا میری شہرت کا موجب یا میرے نفس کی تازگی کا باعث ہو۔ بلکہ حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا من آنم کہ من دانم اور جناب نے بتاکید یہ بھی فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو پھر میں تم سے ناراض ہوں گا۔ چنانچہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کر کے ان تصرفات باطنیہ اور خوارق عادات وکرامات کے لکھنے اور بیان کرنے سے اپنی قلم کو روکتا ہوں اور زبان کو بند کرتا ہوں مگر یہ تو میں بلاتردد عرض کرونگا کہ حضرت قبلہ عالم حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات اس وقت بہت بڑی اور غیر مترقبہ نعمت ہے۔ میں نے منکسر المزاجی کے تحت میں بھی لکھا ہے اور یہی خمول (گمنامی) پسندی تھی کہ شجرہ شریف میں اسم گرامی نہیں پڑھنے دیتے تھے اور یہی خمول پسندی تھی کہ اپنی حین حیات میں اپنے سوانحات مرتب نہیں کرنے دیئے اگر کبھی تذکرہ ہوا بھی تو فرماتے میں جو کچھ ہوں جانتا ہوں اس کام کو رہنے دو۔ اگر عرض کی جاتی کہ حضور معتقدین اور طالبین کیلئے اور بالخصوص آئندہ نسلوں کیلئے بزرگان دین کے حالات مشعل راہ ہدایت ہوتے ہیں تو فرماتے میری زندگی میں تو رہنے دو۔ بعد میں اگر خداوند کریم کو منظور ہوا تو وہ خود ہی وقت پر یہ کام کرالے گا۔

ایثار خالق نے آپ کی ذات میں کچھ ایسا ودیعت فرمایا ہوا تھا کہ ہمیشہ دوستوں کو اپنی ذات پر مقدم رکھتے۔ ایک دو مرتبہ نہیں۔ بلکہ ہمیشہ راقم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ روٹی جب تک تمام مہمان اور دوست و خادم نہ کھالیتے خود تناول نہ فرماتے۔ بلکہ خود بنفس نفیس دوستوں اور تمام خادموں کو روٹی کھلاتے اور ان کے کھالینے کے بعد خود ماحضر تناول فرماتے۔ بارہا ایسا ہوتا۔ کہ پہلے جو دوست موجود ہوتے اور گھر کیلئے روٹی تیار ہوتی۔ عین وقت تناول اور مہمان آجاتے۔ گھر کیلئے جو روٹی ہوتی وہ مہمانوں کو کھلا دیتے۔ اور گھر والے جانیں اور ان کا انتظام جانے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ سب کو کھلا پلا کر جب فراغت پاتے اور خود روٹی تناول فرمانے لگتے تو کوئی ایسا دوست آجاتا جس نے ریل گاڑی پر جلدی پہنچنا ہوتا تو خود تناول فرمانا چھوڑ دیتے اور اس دوست کو روٹی کھلا دیتے۔ خود ویسے

Marfat.com
Marfat.com

ہی گزارہ کر لیتے۔ فیاض ایسے تھے کہ کبھی کسی سائل کو محروم نہ رکھا۔ بلکہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کوئی سائل آیا اور اس کے متعلق آپ کی خدمت میں اگر کسی نے عرض بھی کر دی کہ جناب ان لوگوں نے دریوزہ گری کو پیشہ بنالیا ہے تو آپ فرماتے خداوند کریم ان پر اور ہم پر رحم فرمائے اور اس دنیا کی حقیقت آشکارا کر دے۔ کیا کروں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کا ارشاد سامنے آ جاتا ہے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ کا بیان ایک بحر ناپیدا کنار نظر آ رہا ہے احاطہ تحریر میں لانے سے عاجز آ کر اب ایک مختصر سی بات پر ختم کرتا ہوں کہ جیسے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صحیفہ زندگی کا صفحہ صفحہ ہر قسم کے اخلاق حسنہ سے مملو و لبریز نظر آتا ہے ویسے ہی اس خالق کون و مکان نے آپ کی کتاب زندگی سے عُجب و تکبر اور خود پسندی، تہمت، چغلی، زبان طراری، خصومت، مجادلہ، شماتت، مکر و فریب، غیبت، لعن طعن، فحش، تملق و چاپلوسی، مزاح، خوشامد پسندی، بخل و حسد، ظلم و تعدی، حرص و طمع، طول امل اور فکر باطل، بدگمانی و تجسس، تکلف'' افراط زیب و زینت کے تمام اخلاق ذمیمہ کو محو فرما کر بالکل پاک و صاف بنا دیا تھا۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ واقعی حقیقت ہے جو سب پر آشکارا و ظاہر ہے اور جس کو وہ تمام لوگ کہ جنہوں نے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے بلالحاظ مذہب و ملت تسلیم کرتے اور مانتے ہیں۔

ایں سعادت بزور باز و نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

بالخصوص تمام یاران طریقت اور بالعموم جملہ اہل اسلام کی خدمت میں مخلصانہ و مودبانہ گزارش ہے کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگیوں اور اخلاق حسنہ کے بیان کرنے کی جیسا کہ حق ہے ہرگز طاقت اور یارا نہیں یہ جو کچھ آپ کے مکارم اخلاق اور مبارک عادات یا طریق عبادات کے متعلق لکھا گیا ہے محض اس لئے کہ ان حالات کے پڑھنے والے لوگ اولیاء اللہ اور بالخصوص سیدی و مولائی غوث صمدانی قطب ربانی جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے پودے کو اپنے دل کے میدان میں لگائیں اور دل و جان سے اس طریق پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین کے مستحق بن جائیں۔ اولیاء

Marfat.com
Marfat.com

اللہ کی دوستی و محبت اور ان کی پیروی تمام نیکیوں کی سردار اور عالی درجات پر پہنچانے والی بلکہ اپنے خالق سے ملانے والی ہوتی ہے۔ اور یہی محبت و دوستی اور پیروی نادار مفلسوں کیلئے بڑا قیمتی سرمایہ اور تہی دستوں کیلئے اعلیٰ و اکمل متاع ہے اور خاص کر ہمارے طریقہ انیقہ نقشبندیہ مجددیہ میں طالب کا سلوک شیخ مقتدا کی تقلید اور پیروی پر منحصر ہے۔ پس ضروری ہے واسطے طالبان حق کے کہ ہمہ تن جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں فانی ہو کر اور آپ کی پیروی پر کاربند رہ کر آپ کے اخلاق حمیدہ سے متصف اور آراستہ ہونے کی کوشش رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خداوند کریم اس محبت اور اتباع پیشوا کے طفیل دونوں جہان میں سعادت مند اور مقبول ہوں گے۔ اولیائے کرام کے حالات لکھنے اور شائع کرنے سے اصلی غرض و غایت یہی ہوا کرتی ہے کہ ناظرین و قارئین بغور و خوض پڑھ کر ان پر عمل کریں۔ نہ یہ کہ سرسری نگاہ سے دیکھ کر اپنا وقت بھی ضائع اور لکھنے والے کی محنت کو برباد کر ڈالیں۔ اس موضوع کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان ماگر نہ رسیدیم تو شاید برسی

کلمات طیبات

فرمایا: اعمال کی صحت و قبولیت اخلاص نیت پر منحصر ہے۔ ہر ایک آدمی اپنے عمل سے اسی نتیجہ کا حقدار ہوتا ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کا ارشاد بھی نیت میں خلوص پیدا کرنے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ تمام اعمال میں نیت معتبر ہے اس لئے بڑا ضروری ہے کہ اخلاص نیت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ بغیر اس کے اعمال حق تعالیٰ کے نزدیک ہرگز موجب ثواب نہیں ہوسکتے۔ غور و تدبیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص نیت ذرا مشکل سا کام ہے کیونکہ اس میں سب سے اول نفس کو قابو کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ ہوائے نفسانی جو کہ اندرونی رہزن ہے اس سے چھٹکارا نفس کو قابو کیے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اکثر انسان کو بزعم خود یقین ہوتا ہے کہ وہ ریا نہیں کرتا۔ مگر حق یہ ہے کہ بدوں فضل ایزدی اس غیر محسوس مرض سے بچنا محال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ریا کی رفتار انسانی طبائع میں ایسی غیر محسوس شے ہے کہ ہر ایک شخص کو اس کا پتہ لگنا بھی بہت مشکل ہے۔ بہر حال ریا

Marfat.com
Marfat.com

اور اخلاص ہرگز یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا ہر فعل اور عمل محض حق تعالیٰ کیلئے ہو۔ اس میں کسی قسم کی نمود، غرض، کسی پر دباؤ یا اور کوئی دنیاوی فائدہ بالواسطہ یا بلاواسطہ متصور نہ ہو۔ جب عمل اس ضروری شرط یعنی اخلاص نیت کے ساتھ پورا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں بھی اس کی قدر ومنزلت اور وقعت ہوتی ہے۔ دوستو! اپنی نیتوں کو خالصاً لوجہ اللہ بناؤ یعنی ایسی کہ جس میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہو۔ ایسی نیت اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول بندوں سے مخصوص ہوتی ہے۔ جو مُخلِصِینَ لَهُ الدِّینِ کی جماعت میں داخل ہیں۔ انسان مخلص الایمان تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ اسکے تمام معاملات اور عبادات حق تعالیٰ کی رضامندی اور تقرب کی نیت پر مبنی ہوں۔ یہ پختہ بات ہے کہ جس عبادت میں اخلاص نیت نہیں وہ عبادت حقیقت میں عبادت ہی نہیں بلکہ محض ایک عادت ہے۔ اور وہ بھی بے سود ہے۔

فرمایا: شریعت حقہ کی بڑے ذوق وشوق اور احتیاط سے پابندی کرو۔ اور اس پر ہمیشہ ثابت قدم رہو۔ کیونکہ شریعت حقہ ہی حیات ابدی کا ذریعہ ہے۔ نیز اس شریعت حقہ کی پابندی امراض باطنی کا ازالہ کرتی ہے۔ آئینہ دل جب ماسوائے اللہ کے زنگار سے زنگ آلود ہو جائے تو اس زنگار کو دور کرنے والی بہترین چیز شریعت حقہ کی پابندی ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جسے اس نعمت عظمیٰ کا شرف حاصل ہوا۔

فرمایا: (ایک دن جبکہ باوا ہیرا نند جگی جو راولپنڈی میں دہریوں کا سرگروہ ہے۔ اور باوجود دہریہ ہونے کے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا بھی قائل ہے اور اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ اس کی عادت ہے کہ جب حاضر ہوتا تو کوئی نہ کوئی مسئلہ دہریت کا چھیڑ دیتا تھا) خداوند تعالیٰ نے انسان کے دل کو اس طرح کا بنایا ہے کہ خود بخود اس کو معلوم ہوتا رہتا ہے کہ خدا ہے اور اکیلا وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اس کیلئے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی سمجھانے کی حاجت۔ انسان کا سر اسکی قوت ملکی اور باطن آپ سے آپ گواہی دیتا ہے اور یہ خیال خود بخود اس کے دل سے پیدا ہوتا ہے۔ غرض انسان کی فطرت میں اللہ اور اس کی تمام صفات کا تسلیم کرنا داخل ہے۔ ان میں جو سعید ازلی

Marfat.com
Marfat.com

ہوتے ہیں وہ تو اشاروں ہی میں اپنے مقصود کو پا جاتے ہیں۔ اور شقی و بدبخت کچھ دن تو راہ پر لگ جاتے ہیں مگر ان پر کچھ ایسا شیطان مسلط اور سوار ہے کہ تھوڑے ہی دنوں بعد صراط مستقیم کو چھوڑ کر پھر ضلالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: قلبی امراض بہت پُرخطر اور مہلک ہوتے ہیں۔ جس قدر یہ زیادہ پُرخطر ہیں اسی قدر اس کے مریض بھی زیادہ ہیں۔ چنانچہ جسمانی بیمار ہزار میں سے ایک آدھ ہوتا ہے لیکن قلبی بیمار ہزار میں سے نوسو ننانوے ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ جس کا قلب سلیم ہوگا وہی نجات اور مخلصی پائے گا جس طرح جسمانی مرض کی علامت کھانے پینے کی رغبت کا کم ہونا ہے۔ اسی طرح دلی مرض کی علامت بھی اس کی غذا یعنی ذکر اللہ کی طرف کم مائل ہونا ہے۔ جس طرح خوراک اور غذا کے بغیر بدن قائم نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح دل بھی حق تعالیٰ کی محبت وعشق اور ذکر بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اطمینان قلبی ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور اسی ذکر کے ساتھ ہی دل قلب سلیم ہوسکتا ہے جو شخص ذکر الٰہی میں زندگی بسر نہیں کرتا۔ اس کا دل مردہ ہے۔

فرمایا: طالب اللہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ سعادت کے تین اصولوں پر ہمت و استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اول ملازمت ذکر اللہ کی کہ کسی حال میں بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ رہے۔ دوم نفس امارہ کی مخالفت رکھے تاکہ حرص و ہوا کم ہو جائے اور نفس امارہ مطیع بن جائے۔ یہاں تک کہ ذکر الٰہی سے باز نہ رکھ سکے۔ تیسرا اصول موافقت حدود شریعہ۔ ایسی موافقت کرے کہ تمام حرکات و سکنات ظاہری اور تمام خیالات اور افکار باطنی میں شرعی حدود اور سنن و آداب کو ملحوظ رکھے۔ جب ان تین اصولوں کی پابندی نصیب ہو جائے تو پھر بفضل خداوند کریم دل سراسر ذاکر ہو جاتا ہے اور تمام اعضا فرمانبردار اور نفسانی صفات مغلوب ہو جاتی ہیں اور ظاہر و باطن آباد ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: دنیاوی کاروبار بقدر کفاف (نان ونفقہ، روزمرہ کا خرچ وغیرہ) کر لینا۔ کہ جس کی وجہ سے خود اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو غیر کی احتیاج سے بچایا جائے۔ یہ بھی عبادت میں داخل ہے۔ مگر اس قدر دنیا کی محبت میں مت ڈوبو کہ آخرت اور اس کے

Marfat.com
Marfat.com

بادشاہ کو بھی بھول جاؤ۔ ایک دن مرنا ہے سب غرور وتکبر بیماری میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور موت کے وقت تو سب امراء بھی مفلس ومحتاج ہو کر مرتے ہیں۔ چند روز کا عیش دراصل عیش ہی نہیں۔ بلکہ غلبہ خیالات وتوہمات سے اس چند روزہ دنیا کو دارالقرار سمجھ رکھا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک مسافر خانہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفات اور کمالات کو ایسا ذہن نشین اور مضبوط کرلو کہ کسی وقت بھی اس سے غفلت نہ ہو۔ اس کا حکم سب احکام سے مقدم سمجھو اور سب سے پہلے اس کا کام کرو۔ تمام عالم میں وہی تو ہے اور سب اسی کے سہارے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اسی کی قدرت اسی کی قوت اسی کا انعام اسی کا فیض اسی کا سب کچھ پھر اس کو چھوڑ کر دوسری طرف جو جائے اس سے بڑھ کر کون نادان ہے۔

فرمایا: طالب کو چاہیے کہ جب ارباب جمعیت کی صحبت میں حاضر ہو اس وقت ارادتاً ذکر نہ کرے کیونکہ غرض ذکر سے اس نسبت کا حاصل ہونا ہے۔ فقیر کی دانست میں جب ان بزرگواروں کی خدمت میں جائے تو دل کو لفظی ذکر اور حدیث نفسی دونوں سے بچائے۔ سیدنا ومرشدنا جناب حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان حضرات یعنی ارباب جمعیت کی صحبت میں خاموشی کلام کرنے سے نافع تر ہے کیونکہ ہر کلام سے حدیث نفسی حاصل ہوتی ہے اور فیض الٰہی ہرگز منقطع نہیں ہوتا۔ اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں جن لوگوں کو دوام حضور حاصل ہے۔ ان باتوں کو سن کر ان کا دل پریشان ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مطالعہ کتاب میں مشغول ہے اور دوسرا شخص آکر آواز سے اس کے آگے بولنے لگے تو ضرور اس کتاب پڑھنے والے کا دل پریشان ہوگا۔ پس ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث نفسی سے محترز رہے۔ اور ابتدا میں ایسے شخصوں سے جہاں تک ہو سکے ملے جن پر یہ نسبت غالب ہو۔ ورنہ غیر نسبت والے خواہ کیسے ہی متقی، زاہد مولوی حافظ کیوں نہ ہوں ان سے سوائے نقصان کچھ حاصل نہیں۔ فقیر کی اس سے یہ مراد نہیں کہ زہد وتقویٰ وغیرہ بذات خود متقی وزاہد کیلئے فائدہ مند نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں پر زہد وتقویٰ غالب ہے۔ یہ طالب بیچارہ مبتدی۔ اس کو ان کی صحبت میں وہی نسبت زہد وتقویٰ حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس مطلوبہ نسبت سے جو کہ سب نسبتوں سے شریف و

Marfat.com
Marfat.com

لطیف تر ہے رہ جائے گا۔

فرمایا: طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم میں بندگان خدا کی خدمت بجالانی اور ان کو راحت پہنچانی ذکر و مراقبہ پر مقدم ہے۔ عبادات و نوافل فی اللہ محبت اور خدمت خلق کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اکثر لوگ راہ خدا میں بہت مجاہدہ کرنے سے بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں لیکن مجھے ایک راہ خدا تک پہنچنے کی بہت سہل معلوم ہوتی ہے اور وہ خلق کی خدمت ہے۔ اس میں کوشش کرنی چاہیے شاید کسی صاحب دل کے دل میں گھر ہو جائے اور اس دل سے کہ نظر گاہ حق ہے کچھ حصہ مل جائے۔

خودرا شکن کہ بت شکستن اینست　　بگورز خودی زقید رستن اینست

درگوشۂ خاطر عزیزاں جاکن　　درمذہب ما گوشہ نشستن اینست

فرمایا: طالب صادق کیلئے ضروری اور لازمی ہے کہ ہر حال میں رُوئے دل اپنے شیخ و مرشد کی طرف رکھے اور جو کچھ کہیں سے بھی حاصل ہو۔ اپنے شیخ کی توجہ سے جانے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر بر سبیل تمثیل فرمانے لگے کہ اگر خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ تعالیٰ کی صحبت میں تجھ کو نسبت حاصل ہو۔ اور پھر کسی اور بزرگ سے مل کر کچھ حاصل ہو تو تُو کیا سمجھے گا۔ یہ سوال کرنے کے بعد خود ہی فرمایا: تجھ کو چاہیے کہ اس کو بھی خواجہ صاحب ہی کی نسبت سمجھے۔

ایک روز ایک مرید حضرت قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں چلا آیا۔ جب اس کو بھوک لگی تو اپنے پیشوا کے شہر کی طرف رخ کر کے کہنے لگا شیئًا للہ قطب الدین حیدر۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے۔ ایک مرید کو اشارہ کیا وہ کھانا لے کر گیا۔ جب کھا چکا پھر اسی طرف منہ کر کے کہا الحمدللہ قطب الدین حیدر آپ ہم کو ہر جگہ ہر حال میں یاد رکھتے ہیں۔ جب مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کیا کہتا تھا۔ کہنے لگا یہ عجب آدمی ہے۔ کھانا آپ کا کھاتا ہے شکر قطب الدین حیدر کا بجالاتا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طریق مریدی کا کوئی اس سے سیکھے کہ ظاہراً و باطناً جہاں سے فیض اٹھاتا ہے اپنے ہی پیر کی طرف سے سمجھتا ہے الغرض اپنی ذات کو اپنے

Marfat.com
Marfat.com

شیخ کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کر دے۔ اور اس کے فیض کا منتظر رہے۔ یہاں تک کہ فیض آنے لگے۔

فرمایا: لوگ درویشی کو کچھ اور سمجھتے ہیں مگر ہمارے نزدیک درویشی کی حقیقت یہ ہے۔

ایں طریقہ کاملان است اے پسر کمتراز کم شواگر داری خبر

نیز فرمایا:

تو مشو اصلا وصال اینست و بس تو در و گم شو کمال اینست و بس

فرمایا: جوانی کے دنوں میں ذکر و وعظ پر خوب دل لگتا تھا۔ اور سیر کرنے کو بھی جی چاہتا تھا کہ دور دور ملک میں جا کر اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کریں۔ لیکن اب ضعیفی آ گئی جسم کمزور ہو گیا ہے سفر کی ہمت نہیں رہی لیکن دل میں وہی شوق اور ولولہ موجزن ہے اور خلق خدا کے حق میں یہاں تک شفقت و محبت آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنا ولی بنا لے۔ مگر یہ اس کا اختیار ہے۔ باوجود جسمانی کمزوری کے روحانیت یہاں تک ترقی کر گئی ہے کہ اکثر اوقات زمین باوجود اس قدر فراخ ہونے کے ایک قدم دکھائی دیتی ہے۔ اور باطنی نظر تھوڑے عرصہ میں ہر جگہ کام کر آتی ہے۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

فرمایا: ہم سے جہاں تک ہو سکا اپنی طاقت کے بموجب شریعت حقہ کی اتباع کا خیال رکھا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راولپنڈی میں ایک غیر شرع فقیر کا انتقال ہو گیا۔ اس کا جنازہ ہمارے گھر کے سامنے سے لے جا رہے تھے۔ جنازہ دیکھ کر خیال آیا کہ چل کر اس کا جنازہ پڑھیں مگر جب ان تمام آدمیوں کا دیکھا جو اس کے جنازہ کے ساتھ تھے تو وہ سب بھنگی چرسی غیر شرع تھے۔ اس واسطے ارادہ رہ گیا اور خیال آیا کہ اگر اس کا جنازہ پڑھا تو لوگ کچھ کی کچھ باتیں بنائیں گے۔ پھر دل میں آیا کہ نہیں ضرور جنازہ میں شامل ہونا چاہیے۔ پھر یہی خیال مانع ہوا۔ پاس ہی پیران پیر صاحب کے وعظ کی کتاب فیوض یزدانی موجود تھی خیال آیا کہ اس سے دلیل پکڑیں۔ جو پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماویں گے عمل کیا جائیگا۔ جب کتاب کو کھولا اور سات ورق گن کر اس کی ساتویں سطر کو پڑھا تو اس پر یہ لکھا نظر آیا

Marfat.com
Marfat.com

کہ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاوینگے مگر اللہ تعالیٰ ان کی طرف مہربانی کی نظر نہ فرماویگا۔ یہ پڑھ کر اس کے جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔

فرمایا: بعض لوگ اعتراض کے طور پر کہتے ہیں کہ فقیر کیا بناتے ہیں۔ بیشک ٹھیک ہے فقیر کچھ نہیں بناتے۔ بنانے والا اور ہدایت دینے والا وہی ہے۔ لیکن چونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ اسباب کے ساتھ اس کی حکمت کام کرتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ رازق ہے مگر رزق کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے۔ اسی طرح ہادی بھی وہی ہے مگر جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اہل اللہ کے ذریعہ دیتا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام کچھ اور بنانے کیلئے نہیں آئے۔ بلکہ ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

ایک دفعہ دوستوں کی مجلس میں فرمایا: کہ رازق مطلق وہی واحد حقیقی ہے جو سب کو رزق پہنچا رہا ہے۔ اس کی تقسیم میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا۔ اس کے حکم کے تابع کوئی گلی کوچوں میں پھر کر اور کوئی دکانوں میں بیٹھ کر کوئی کسی پیشے یا ملازمت کے ذریعے اپنا نصیب و مقدر لے لیتا ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی دھن میں لگا رہتا ہے۔ کیا مجال کہ اس کے حکم سے سر پھیر سکے اور اس کے امر کے سوا کسی کو کچھ دے سکے۔

فرمایا: ایک شرک اور کفر ظاہر ہے۔ اور ایک خفی۔ ظاہر شرک و کفر کو ہر شخص جانتا ہے۔ باطنی اور خفی شرک و کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر پر بھروسہ رکھے اور اسباب پر ہی اعتماد رکھے اور مسبب الاسباب پر بھروسہ نہ کرے۔ ہاں اسباب کو اپنے مقصد کے حصول میں واسطہ غیر مقصود سمجھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت اسباب کے پردہ میں اپنا کام کرتی ہے۔ اور اس سے نظام عالم قائم ہے۔ ورنہ وہ مالک حقیقی بغیر اسباب کے بھی جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ خالص توحید یہی ہے کہ درمیان سے اسباب کا پردہ اٹھ جائے۔ اور فاعل حقیقی پر نظر ہو جائے۔ یہ مقام بلند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خاصان خدا اولیاء عظام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور انہی کا حصہ ہے۔ ان کے اتباع سے اور بھی جس کو اللہ تعالیٰ چاہے کچھ حصہ عطا فرما دیتا ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

فرمایا: دشمن ہمیشہ اس گھات میں لگا رہتا ہے کہ اپنے حریف کی جان اور مال کو نقصان

Marfat.com
Marfat.com

پہنچائے۔ انسان کے دو بھاری دشمن نفس امارہ اور شیطان ہیں۔ وہ بھی اس گھات میں لگے رہتے ہیں کہ سالک مومن کے جان اور مال کو نقصان پہنچائیں۔ جان کا نقصان تو یہ ہے کہ اس کو ذکر اور عبادت سے غافل کر کے گناہوں میں مبتلا کریں۔ اور ایسے امور میں مشغول کریں جس سے اس کے ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور مالی نقصان یہ ہے کہ اعمال صالح سے جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہیں اس کو خسر الدنیا والآخرہ بنا کر دنیا سے نامراد جانا پڑے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نفس اور شیطان کے مکروں سے واقف ہوتا رہے۔ یہ بات سوائے اہل اللہ کی مجلس کے حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نفس اور شیطان کے مکروں سے بچائے۔

فرمایا: اب دل میں آتا ہے کہ ظاہری تعلقات بھی مخلوق اللہ سے منقطع کردوں اور حجرہ کے اندر خلوت میں بیٹھ رہوں اور کسی سے میل جول آمدورفت نہ رکھوں مگر کیا کروں خالق کی مرضی نہیں۔ اس نے چند امور میرے حوالہ کیے ہیں جن کیلئے مجھے مجبوراً سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح خالق کی مرضی۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو یہی سعادت دارین ہے۔ ورنہ کیا میں اور کیا میری طاقت۔ اللہ تعالیٰ جس سے کام لینا چاہتا ہے اس کو چن لیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

فرمایا: مرید کا رابطہ اپنے شیخ کے ساتھ جس قدر قوی ہوگا اسی قدر اس پر فیوض و برکات کا فیضان ہوگا اور معرفت زیادہ ہوگی۔ ذکر و عبادت میں سستی نہ آئے گی۔ فنافی الشیخ ہونا ہی عین فنافی الرسول فنافی اللہ ہے۔ مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔ اور جس قدر رابطہ اور محبت کم ہوگی اسی قدر مرید میں سستی اور بے لذتی پیدا ہوگی جو معرفت اور ترقی رابطہ سے ہوتی ہے۔ وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی۔ ظاہری علم سے خواہ کتنا ہی حاصل ہو۔ امراض قلبی دور نہیں ہو سکتے' جب تک کسی شیخ سے رابطہ نہ ہو۔ جو لوگ رابطہ کو شرک کہتے ہیں غلطی پر ہیں۔ رابطہ مرید کیلئے زینہ ہے جس کے ذریعہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ جب تک مرید کامل و مکمل نہ ہو جائے۔ شیخ کی ضرورت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ پس شیخ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر   نور وحدت جس سے آتا ہے نظر

ایک بار حضور نے فرمایا: کہ اب قیامت کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ فسق و فجور، اور بداعتقادی کا زور ہے۔ علماء بداعتقاد اور بدعمل۔ اور فقرا فاسق اور غیر شرع ہوتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ابھی نیک لوگ دنیا میں موجود ہیں مگر تھوڑے ہیں۔ اور دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے۔ جو نیک وجود دنیا سے گم ہو جاتا ہے اس کا نعم البدل مشکل سے میسر ہوتا ہے۔ ڈر ہی لگتا ہے کہ دیکھے اللہ تعالیٰ خاتمہ کس طرح کرتا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ آؤ سب دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ ایمان کے ساتھ کرے۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ خاص موقعوں اور خاص سفروں میں بھی مکروفریب سے باز نہیں آتے۔ پھر حضور نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ جب ہم حج کے سفر میں جہاز میں بیٹھ گئے ہمارے پڑوس میں ایک شخص تھا جو مع اپنی بیوی کے حج کیلئے جا رہا تھا جہاز پر سوار ہوتے وقت نہ اس نے اپنا ٹکٹ خریدا اور نہ اپنی بیوی کا۔ اپنی بیوی کو بسترے کی طرح باندھ کر جہاز میں لے گیا اور اپنی نسبت کہا کہ میں ایک دوست کو ملنے اور رخصت کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ پھر جہاز سے باہر نہ نکلا۔ جب جہاز سے اترنے کا وقت آیا اور ٹکٹ لینے کیلئے افسر جہاز میں آ گئے تو لٹرین میں چھپ گیا اور جہاز سے ویسے ہی باہر نکل گیا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ بلکہ دوران سفر جہاز میں اس کا یہ حال رہا کہ ہم نے ایک دن قیمہ اور ساگ پکایا اتنے میں نماز کا وقت آ گیا ہم نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے رہے اور وہ ہمارا قیمہ اور ساگ چوری چوری کھاتا رہا۔ دیکھنے پر اس کو بہت ملامت کی۔ جس پر وہ بہت شرمندہ ہوا اور معافی مانگی۔ ایسے لوگ حج سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

فرمایا: مدت سے دلی آرزو تھی کہ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا اردو ترجمہ ہو جائے۔ کیونکہ اس کی فارسی اور عربی بہت مشکل ہے۔ اور مضامین اس سے بھی زیادہ دقیق اور عام فہم سے بالاتر ہیں۔ الحمدللہ کہ یہ آرزو پوری ہو گئی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی روح خوش ہو گئی۔ اور مقامات و سلوک مجددی روز روشن کی طرح

Marfat.com
Marfat.com

واضح ہوگئے اور کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ واقعہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ رونق افروز ہیں اور حضور کے حلقہ میں اور بہت سے اولیاء اللہ حاضر ہیں۔ ان میں سے ایک شخص ایک کتاب سنا رہا ہے اور سب سن رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس سے ایک کتاب اس کو دی اور فرمایا یہ لو۔ اب ہماری کتاب کو پڑھ کر سناؤ۔ جب وہ پڑھنے لگا تو میں نے عرض کیا کہ حضور عالی یہ تو حضور ہی کے مکتوب شریف ہیں۔ حضور نے نہایت ہی خوشی کا اظہار فرمایا: اور بڑے سرور کے ساتھ سنتے رہے۔ حضور قدس سرہ کی روحانی قبولیت کا ہی اثر ہے کہ مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ نہایت ہی مقبول عام و خاص ہوگیا ہے اور چاروں سلسلوں کے بزرگ ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

ایک دن حضرت صاحب اپنے فرزند ارجمند مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادہ منظور الٰہی سلمہ ربہ، کو قرآن مجید کا سبق پڑھا رہے تھے چند دوست بھی مجلس میں حاضر تھے سبق سے فارغ ہو کر صاحبزادہ صاحب کو بطور نصیحت کے فرمایا کہ بیٹا جہاں تک ہو سکے بازاری لڑکوں سے الگ رہنا چاہیے۔ ان کا طریقہ ہر دم لڑائی جھگڑا گالی اور بکواس ہے۔ ان کی صحبت میں چال چلن خراب ہو جاتا ہے اور دل کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ پھر حضور نے مثال کے طور پر ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریائے دجلہ پر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا لڑکا دریا کے کنارے بیٹھا رو رہا ہے سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت دوزخ کے ڈر سے رو رہا ہوں۔ فرمایا کہ تو ابھی چھوٹا بچہ ہے۔ مکلّف نہیں ہے۔ عرض کیا کہ حضرت جو کچھ آپ فرما رہے ہیں بیشک درست اور بجا ہے لیکن میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب میری والدہ آگ جلاتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کو آگ لگاتی ہے پھر بڑی لکڑیوں کو آگ لگتی ہے۔ تو ڈرتا ہوں کہ میں بھی دوزخ کی چھوٹی لکڑیوں سے نہ ہو جاؤں۔ پھر فرمایا کہ سابقہ زمانہ میں بچوں کا یہ حال تھا اور اس زمانہ میں یہ حال ہے کہ عمر بھر دوزخ کے ڈر اور خوف خدا سے کبھی رونا نہیں آتا۔ دنیا کے مال سے اگر کوئی کوڑی

Marfat.com
Marfat.com

بھی گم ہو جائے تو اس کا افسوس کئی دن تک نہیں جاتا۔ اگر نماز و ذکر و عبادت وغیرہ دینی امور ضائع ہو جائیں اور قیمتی عمر بیہودہ لہو ولعب میں بسر ہو جائے تو کبھی افسوس نہیں ہوتا۔ یہی دل کی قساوت اور شقاوت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے

فرمایا: مومن کو صرف دین کا غم کھانا چاہیے۔ کیونکہ دنیا کی چیز اگر ضائع ہو جائے تو اس جیسی یا اس سے بہتر یا اس سے ناقص چیز کا مل جانا ممکن ہے۔ مگر جو دین کا کام خواہ کس قدر ہی کم ہو اگر ضائع ہو جائے گا تو تمام عمر اس کی تلافی و تدارک مشکل ہے۔ کیونکہ گزرا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ اسی واسطے رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو صرف ایک ہی غم یعنی دین کا غم لاحق اور غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ دوسرے غموں سے اس کو کفایت کرے گا۔

فرمایا: جس طرح ہر ایک دنیادار اپنے اپنے کام میں ترقی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کل کی نسبت آج مجھے زیادہ نفع اور فائدہ ہو اسی طرح سالک کو بھی لازم ہے کہ کوشش کرتا رہے کہ کل کی نسبت آج اس کی زیادہ ترقی ہو۔ سالک کو کوئی وقت بھی غفلت میں بسر کرنا نہیں چاہیے ورنہ خسارہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن پچھتائے گا۔ حدیث میں آیا ہے من استویٰ یوماہ فھو مغبون جس شخص کے دونوں دن یعنی آج کا اور کل کا برابر ہیں وہ گھاٹے میں ہے۔ نیز فرمایا کہ وہ بہت ہی مبارک آدمی ہے جس کی عمر تھوڑی ہے مگر اس کے اعمال صالحہ بکثرت ہیں اور بے نصیب وہ آدمی ہے جس کی عمر تو بہت ہے مگر اس کے اعمال صالحہ بہت کم ہیں۔ پس جہاں تک ہو سکے سالک کو غافل نہیں چاہیے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشم　　شائد کہ نگاہے کند آگاہ نباشم

فرمایا: مبتدی کو فرض نمازوں کے سوا باقی اوقات ذکر الٰہی میں بسر کرنا چاہیے۔ جب تک ذکر ملکۂ راسخہ اور سلطان الاذکار تک نہ پہنچ جائے۔ نوافل و مستحب میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔

فرمایا: اس راہ میں تصنع اور بناوٹ نہیں چلتی اور نہ ہی کوئی حیلہ و بہانہ کام آتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

جب تک ظاہر احکام شرعی سے اور باطن آداب طریقت سے آراستہ پیراستہ نہ ہو۔ اس راہ میں چلنا مشکل ہے۔

کار مرداں روشنی و گرمی است　　　کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

فرمایا: درویش کیلئے دولتمندوں، عورتوں، اَمَر دوں، غیر شرع فقیروں اور اہل سنت و جماعت علماء و فقراء کے مخالف اور بدعتی گروہوں کی مجلس اور صحبت زہر قاتل ہے۔ مرید کو فروعی مسائل میں بھی اپنے پیشوا کی تقلید کرنی چاہیے۔ اسی میں اس کی سعادت دارین اور ترقی ہے۔ خالق سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمایا: کہ دوستوں کو دنیا۔کے کام میں بھی نیت خالص لوجہ اللہ اور دینی غرض مدنظر رکھنی چاہیے مثلاً اگر کوئی دوست شہر میں کوئی سودا وغیرہ خریدنے کے لئے آئے تو اس کی یہ نیت ہونی چاہیے کہ کسی اللہ تعالیٰ کے مقبول اور برگزیدہ فی اللہ دوست یا اپنے پیشوا کی زیارت کروں گا۔ اس زیارت و ملاقات کے ضمن میں سودا تو خریدا ہی جائے گا۔ اور دینی سودا بھی بہت نفع کا حاصل ہوگا کہ جس وقت وہ اپنے گھر سے روانہ ہوگا۔ ایک ایک قدم کے بدلے اس کے عمل نامہ میں نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک برائی معاف ہوگی اور جب وہ آپس میں خوشی خوشی ملاقات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے گناہوں کو معاف کردے گا۔ گویا دین کے حصول میں دنیا کا حصول وابستہ ہے۔ اسی مضمون پر ایک دفعہ ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ اپنے کسی مرید کے ہاں تشریف لے گئے۔ مرید نے ان کے لئے ایک صاف اور ستھرا مکان تیار کیا ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے قیام فرمایا۔ پھر اس مرید سے پوچھا کہ یہ مکان تو نے کیوں بنایا؟ اس نے عرض کیا کہ حضور اس لئے کہ حضور جیسے بزرگ لوگ آکر یہاں قیام فرمائیں۔ اور مجھے ثواب ہو۔ فرمایا: یہ تمہاری نیت بہت اچھی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دریچہ اس طرف کیوں رکھا ہے۔ عرض کیا۔ اس لئے کہ روشنی اور ہوا آتی رہے۔ فرمایا: کہ یہ نیت تو نے اچھی نہیں کی۔ تمہیں یہ نیت کرنی چاہیے تھی کہ اس دریچہ سے اذان کی آواز سنا کروں گا اور روشنی اور ہوا تو خود بخود آجاتی۔ غرض مومن کی ہر کام میں نیت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہیے۔

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا: کہ طالب کو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور حضور ایسا حاصل کرنا چاہیے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اسی خیال کو ملحوظ رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں میرے ہر فعل پر مطلع ہے۔ اس طریق سے طالب بہت جلدی ترقی کر جاتا ہے۔ فرمایا کہ جب میں ابتدا میں ابھی دکان پر کام کرتا تھا یہ حضور اور مشاہدہ بہت غالب ہو گیا تھا۔

فرمایا: کہ انسان عبادت اور ذکر الٰہی کو ایک فضول اور بیکاروں کا کام سمجھتا ہے اور دنیاوی کاروبار کو اصل مقصود جانتا ہے۔ حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ ماں کے پیٹ سے لے کر مرتے دم تک کی ضروریات انسانی کا اللہ تعالیٰ متکفل ہے اور حسب ضرورت اپنے وقت پر مہیا کرتا جاتا ہے۔ مگر آخرت کا معاملہ انسان کی اپنی سعی اور کوشش پر موقوف رکھا ہے۔ اور یہی انسانی پیدائش سے مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق فرمائے۔

فرمایا: کہ مبتدی کو اول اول عبادت و ذکر الٰہی کا بھی خوب مزہ آتا ہے اور بہت ذوق وشوق پیدا ہو جاتا ہے اور دنیاوی اسباب و زینت بھی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ پھر ان دونوں طرفوں میں سے جس طرف کی محبت غالب آ جائے اسی طرف کھچا جاتا ہے۔

فرمایا: کہ جس شخص کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی رضا ہو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے حال پر مہربانی فرماتا ہے اور اس کو ضائع نہیں چھوڑتا۔ جو شخص دروازہ کھڑکھڑاتا ہے ایک دن اس کیلئے دروازہ کھل جائے گا۔ من دق الباب فقد فتح کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

فرمایا: اے میرے دوستو! یہ نسبت اور محبت جو تمہارے سینوں میں ڈال دی گئی ہے اس کی حفاظت کرو تاکہ پھلے پھولے اور پھل دے۔ اور بعض دوست جو میلے کچیلے کپڑوں والے نظر آتے ہیں ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھو ان کے سینے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نور سے لبریز ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی اور خوش کرنے کی کوشش کرو۔ یہی رضامندی دونوں جہاں میں سرخروئی اور عزت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا اور خویش واقارب اور دنیاداروں کو خوش کرنا دونوں جہاں میں ذلت اور خواری کا باعث ہے۔ نیز مخلوق تو کسی حال میں بھی راضی نہیں ہو سکتی۔

آپ نے ایک دفعہ ایک دوست کو ایک کتاب مطالعہ کیلئے عنایت فرمائی۔ اس دوست نے عرض کیا کہ جناب اس کا ہدیہ کیا ہے۔ فرمایا کہ دل۔ اس نے عرض کیا کہ جناب دل تو دے چکا ہوں۔ جناب نے فرمایا کہ ابھی نہیں۔ جب دل دو گے تو معلوم ہو جائے گا۔ ہم لوگ دل کے حکیم ہیں۔ دل کی نبض کو تاڑ جاتے ہیں۔ طریقت کا معاملہ دل پر ہی موقوف ہے۔ جب تم پورے طور پر دل دو گے ہمیں بھی معلوم ہو جائے گا اور تم کو بھی پتہ لگ جائے گا۔

فرمایا: کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے دروازہ پر کھڑا ہو کر اس کی مخلوق کو اس کی طرف اور اس کی جنت کی طرف بلاتا ہوں مگر افسوس کہ لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔

فرمایا: کہ ہر شے پر خواہ اناج کی قسم ہو۔ خواہ میوہ کی قسم سے اس پر اس کے کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔ خواہ وہ چیز کہاں پیدا ہو اور اس کا کھانے والا کہاں ہو۔ اپنے وقت پر خود وہ چیز کھانے والے تک پہنچ جائے گی یا کھانے والا وہاں پہنچ جائے گا۔ یہ راز اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

برسر ہر دانہ بنوشتہ عیاں ہست ایں رزق فلاں ابن فلاں

فرمایا: کہ عبادت کے دو پر ہیں جن سے عبادت آسمان کی طرف اڑتی ہے۔ ایک اکل حلال۔ دوسرا صدق مقال۔ یعنی حلال کھانا اور سچ بولنا۔ حلال کی باسی اور خشک روٹی میں وہ لذت اور مزا ہوتا ہے جو انسان کے دل کو عبادت پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اور حرام میں سراسر ظلمت بلکہ ایمان کا زوال ہے۔ اور سچ بولنا ہر حال میں نجات کا باعث ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔ اکل حلال کے متعلق آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ مولانا فضل الرحمٰن

Marfat.com
Marfat.com

مرحوم[1] کے ایک خلیفہ صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے بیان کیا کہ مولانا صاحب کے مرید اکثر غریب اور مزدوری پیشہ لوگ ہی تھے۔ ایک مرید جنگل سے ایک گٹھہ لکڑیوں کا لاتا اور بیچ کر اس سے گزارہ کرتا۔ ایک دن اس نے عرض کیا کہ جناب میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں مگر صرف جناب کی۔ یا جناب کے خلیفہ صاحب کی۔ اس سے زیادہ کی مجھ میں طاقت نہیں۔ مولانا صاحب نے منظور فرمائی۔ اس دن وہ دو گٹھے لکڑیوں کے لایا اور ایک سے دعوت کا سامان کیا۔ جب مولانا صاحب اور میں دعوت کھانے کو گئے۔ اس نے روٹی اور مسور کی دال پکائی تھی اور اس میں گھی اچھا ڈالا ہوا تھا۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا حافظ صاحب اس سادہ اور حلال روٹی میں وہ لذت تھی کہ آج تک وہ لذت نہیں گئی۔ یہی دل چاہتا تھا کہ تمام رات ذکر و مراقبہ و عبادت میں گزاریں۔ ذکر کا نور ہر گھڑی زیادہ سے زیادہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ رزق حلال نصیب کرے اور حرام سے بچائے۔

فرمایا: کہ نماز تہجد کی اچھی طرح حفاظت کیا کرو۔ اس نماز سے نفس راہ راست پر آ جاتا ہے۔ سلف صالحین اس نماز کو اصل اصول سمجھتے تھے۔ اور اگر کسی دن نماز تہجد میں سستی واقع ہوتی یا قضا ہو جاتی تو اس کا تدارک کرتے تاکہ پھر نفس سستی نہ کرے۔ فرمایا کہ ہمارے ایک دوست بہت شب بیدار تھے۔ جس رات نماز تہجد میں سستی واقع ہوتی یا قضا ہو جاتی تو اس روز روزہ رکھ لیتے۔ اور اس طرح نفس کی سستی دور کرتے کیونکہ نفس پر نماز تہجد کا پڑھنا آسان ہے اور روزہ رکھنا مشکل ہے اور نفس ہمیشہ آسان کام کی طرف جاتا ہے۔

فرمایا: انسان جتنی تواضع اور خدمت اور غلامی اپنے اہل و عیال اور خویش و اقارب کی کرتا ہے اگر اتنی اپنے خالق اور مولا کریم کی کرے تو کہیں کا کہیں پہنچ جائے۔ مگر کیا کیا جائے ہر شخص کا فکر یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

فرمایا: کہ طریقہ علیہ نقشبندیہ دوسرے طریقوں پر اس لئے فضیلت رکھتا ہے کہ اس میں سنت کا اتباع ہے اور بدعات سے اجتناب۔ اور اس کی بنا شیخ کی محبت اور صحبت ہے۔

---

[1] آپ گنج مراد آباد کے رہنے والے خاندان نقشبندیہ کے ایک ممتاز بزرگ اور جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب کے مخلص دوست و معتقد تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

محبت میں جس قدر محبوب کی محبت زیادہ ہوگی اتنے ہی زیادہ محبوب کے اخلاق ظاہری و باطنی اس میں بطریق جذب وانجذاب وانعکاس پیدا ہوں گے اور یہ طریق بعینہ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریق ہے۔ اور تمام موصل الی اللہ راستوں سے زیادہ نزدیک اور آسان بھی ہے۔

فرمایا: کہ قرآن مجید کی تلاوت کا جب ہی لطف آتا ہے کہ اس کو ایسے تدبر اور تفکر سے پڑھا جائے کہ وعدہ کی آیت پر بقا اور وعید کی آیت پر فنا کی حالت طاری ہو جائے۔ یعنی قرآن مجید اس کی استعداد کے موافق اس کا حال بن جائے اور قال سے نکل جائے۔ لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دوست سورہ مزمل پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا ان لدینا انکالا وجحیماً وطعاما ذا غصۃٍ وعذاباً الیماً (بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب) تو امام صاحب کا رنگ بدل گیا۔ سانس رک گیا۔ جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا۔ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ دیر کے بعد ہوش آئی۔ کبھی کبھی ہمارا بھی ایسا ہی حال ہوتا تھا۔ افسوس کہ اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مگر قرآن مجید ویسے ہی جوان ہے۔

فرمایا: کہ جس طرح آفتاب کی گرمی آتشی شیشے کے بغیر روئی کو جلا نہیں سکتی اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی آگ شیخ کی محبت و عشق کے بغیر طالب کے دل میں شعلہ نہیں مارتی۔ جو لوگ ضرورت شیخ کے منکر ہیں۔ وہ کیا جانیں وہ اس بازار میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ اگر وہ اس بازار کی سیر کریں تو ان کے دل کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔

فرمایا: لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ حضور قلب کے بغیر نماز کامل نہیں۔ جب اول اول نماز میں ذوق آنے لگتا ہے تو کبھی یہ حضور آتا ہے کبھی نہیں مگر جب یہ حضور اس کا حال بن جاتا ہے تو پھر حضور دائمی ہو جاتا ہے حتیٰ کہ جس وقت نماز میں اللہ تعالیٰ کو قلبی رویت سے اپنے سامنے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ہیبت اس کے دل پر غالب آ کر تمام خطرات کو دل سے نکال دیتی ہے اور نمازی کو دنیا و مافیہا سے نکال کو دوسرے عالم میں لے

Marfat.com
Marfat.com

جاتی ہے اور کمال استغراق اور بیخودی میں اس کو وہ لذت آتی ہے جس کا بیان وہی شخص جانتا ہے جو ایسی نماز ادا کرتا ہو۔ دوسرے کیا جانیں۔ اس کا حال اس شعر کے مصداق ہو جاتا ہے۔

شب مہتاب باد خوش لب دریا صنم در بر
کجا دانند حال ماغریقان تموجہا

فرمایا: کہ امراض قلبی میں سے دو مرضیں اس قسم کی ہیں جو تمام امراض کی جڑ ہیں۔ اگر ان کا علاج ہو جائے تو باقی تمام امراض دور ہو جاتے ہیں۔ ایک خود بینی۔ دوسرے بدبینی۔ جہاں تک ہو سکے ان کا علاج کرنا چاہیے۔ ان مرضوں کا علاج نہ تو جسمانی امراض کے حکیم وطبیب کر سکتے ہیں۔ نہ علماء ظاہر۔ کیونکہ وہ خود ان امراض میں گرفتار ہیں۔ بلکہ ان امراض کی شفا اللہ تعالیٰ نے علماء ربانی اور اہل اللہ اور شیوخ کامل ومکمل کے ہاتھوں میں اور ان کے نفوس پاک میں رکھی ہے۔ جو ان امراض سے شفا چاہتا ہے وہ روحانی حکیموں کو تلاش کرے اور ان کا غلام بنے۔

فرمایا: کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ دعا عبادت کا مغز اور اصل ہے۔ مگر دعا کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ دل اور ہاتھ اور وجود پیش نہ کرو جو سراپا گناہوں میں لتھڑا ہوا ہو بلکہ پاک ہاتھ اور دل سے اس کے حضور میں دعا کرو تا کہ جلدی قبول ہو۔ اگر تم ایسے نہیں تو پھر ان لوگوں سے توسل اور تعلق پیدا کرو جن کا بال بال اللہ تعالیٰ کے ذکر اور محبت سے پاک وصاف ہو چکا ہے اور ان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اور معیت حاصل ہے۔ ان کے دل کو اپنے اوپر مہربان کرو تا کہ وہ تمہارے لیے دعا کریں۔ کہ مقبول رارونباشد سخن۔

فرمایا: کہ انسان فطرت میں مقلد پیدا کیا گیا ہے مگر افسوس کہ بروں کی صحبت میں بیٹھ کر ان کے برے افعال کی تقلید میں تمام عمر برباد کر کے دونوں جہان کی ذلت اور خواری مول لے لیتا ہے۔ کیوں نہیں نیک لوگوں کی اور ان کے نیک اعمال کی تقلید کرتا کہ دونوں جہان کی عزت اور آبرو حاصل ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا: طالب کو لازم ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ اور محاسبہ کرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ غافل ہو جائے اور نفس موقع پا کر اس کو ہلاکت میں ڈال دے۔ نفس بڑا مکار ہے ہر دم گھات میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔

فرمایا: کہ دوستوں کو آپس میں فی اللہ محبت ہونی چاہیے۔ کوئی دنیاوی غرض درمیان میں نہ ہو اور اس محبت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے فی اللہ بھائی کے عیب ڈھانپے اور اس کے ہنر کو ظاہر کرے۔ بلکہ دوسرے کو سراپا ہنر اور اپنے آپ کو سراپا عیب و نقص تصور کرے۔

فرمایا: جب دوست خواجگان قدس سرہم کا شجرہ شریف پڑھتے ہیں اور اس میں میرا نام بھی لیتے ہیں تو اپنی حالت کو دیکھ کر شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ ایسے پاک وجودوں کے زمرہ میں کیا میری ہستی۔ مگر یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں سے جب ایک بوڑھی عورت کا حال یاد آ جاتا ہے تو دل کو تسلی آ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خریداروں کی صف میں تو ہیں۔ **احب الصالحین ولست منهم ۔ لعل الله يرزقني صله** تحم میں صالحین کو دوست رکھتا ہوں گو خود ان میں سے نہیں۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل مجھے بھی صلاحیت عطا فرمائے۔

فرمایا: کہ ابتداء حال میں اہل دل اور اہل حال بزرگوں کی کتابوں کا از حد شوق تھا۔ احیاء العلوم مثنوی مولانا روم اور تحفۃ العاشقین ہر وقت مطالعہ میں رہتی تھیں۔ ان سے بہت فائدہ ہوا۔ احیاء العلوم سے نہایت ہی مستفید ہوا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ میرے کتابی پیر ہیں۔ ان کی میں نے کئی دفعہ خواب میں بھی زیارت کی ہے۔ کمال شفقت فرماتے رہے۔ اور روحانی فیوض و برکات سے ممنون فرماتے رہے۔

فرمایا: بعض اوقات حد سے زیادہ مفلسی اور تنگدستی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ **کاد الفقران يكونَ كفرًا** ۔ مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ اسی واسطے مبتدی کیلئے لازم ہے کہ وجہ معاش کے اسباب کا پابند رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے۔

فرمایا: کہ صبح کی نماز کے بعد اشراق تک مراقبہ میں مشغول رہنا ترقیات کا موجب ہے۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد تنہا گوشہ میں

Marfat.com
Marfat.com

بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور کوئی دنیا کی کلام نہ کرے پھر جب سورج اچھی طرح نکل آئے تو اشراق کے نفل ادا کرے۔ اس کو حج اور عمرہ قبول ہوئے ہوئے کا ثواب ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ اس قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرتے اور اس کی بہت حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمارے دلوں کو ایسے عمدہ وقت میں مراقبہ وذکر کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔

فرمایا: کہ جس شخص کی صحبت میں تمہارے دل میں دنیا کی محبت اور خواہشات نفسانی خوب آئیں اس کی صحبت کو زہر قاتل سمجھو اور اس سے بچو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور جس کی مجلس میں اللہ یاد آئے' دنیا کی محبت سے دل سرد ہو' آخرت کا شوق بڑھے اس کی مجلس کو لازم پکڑو۔ وہ اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اس سے دونوں جہان کے فائدے حاصل ہوں گے۔

فرمایا: کہ نماز تہجد' تلاوت قرآن مجید' تنہائی میں ذکر کے وقت رونا اور زاری کرنا' عاشقان الٰہی کیلئے سرمایہ ہے۔ اس کی وہی لذت جانتا ہے جو اس درد میں مبتلا ہو۔ دوسرا کیا جانتا ہے۔ درد نہایت اعلیٰ چیز ہے۔ مولانا عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ دردے دل عطار را

فرمایا: کہ ظاہری باطنی انعام اور کمال جس کسی کو ملا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ان کی محبت اور ان کے دروازہ سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور سب دروازے بند کر دیئے ہیں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھلا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہے اس کو اس دروازے سے گزرنا چاہیے۔ ورنہ محال ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محال است سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز درپئے مصطفیٰ

فرمایا: کہ یہ جو باوا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ کچے دھاگے سے کنوئیں میں لٹکے رہے۔ اس کچے دھاگے سے پیشوا کی محبت مراد ہے۔ پیشوا کی محبت ہی سے سب کام درست ہوتے ہیں۔ اگر یہ ٹوٹ گئی تو پھر ایسے کنوئیں میں گرتا ہے جس سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے جو پیشوا کی طرف سے بدظن کریں دور بھاگنا چاہیے۔

فرمایا: کہ مومن کو دنیاوی مال واسباب سے بڑھ کر اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے

Marfat.com
Marfat.com

اور اس کو فانی دنیا کے بدلے بیچنا نہ چاہیے۔ ایمان بہت اعلیٰ اور باقی رہنے والی دولت ہے۔ اسی پر سارا دارومدار ہے۔ اگر یہ دولت دشمن لوٹ کر لے گیا تو پھر کچھ بھی نہیں۔ سارے جہان کی بادشاہی کی قیمت ایک رائی کے دانہ جتنے ایمان کی قیمت بھی نہیں ہو سکتی۔

فرمایا: کہ دعا کا مانگنا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ ہے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اگر قبول ہوگئی تو بہتر ورنہ آخرت کا ذخیرہ بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے فضول اور بیہودہ امر کی دعا نہ کرے۔ اس کی عظمت اور جلالیت اور کبریائی کو مدنظر رکھ کر اس کی شان کے شایان دعا کرے۔ اسکی بارگاہ میں کسی شے کی کمی نہیں ہے۔ مگر جس قدر کسی کو ضرورت ہو اور اس کے لیے بہتر ہو عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی بہتری ان سے زیادہ جانتا ہے۔

فرمایا: اگر کسی دوست سے زیادہ نہیں ہو سکتا تو اتنا ہی کرے کہ تھوڑا سا وقت صبح کی نماز کے بعد اور تھوڑا سا وقت عصر یا شام کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلیا کرے اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ درمیانی شبا روزی اوقات کو ذکر ہی میں شامل کرلیتا ہے اور اس کا نما ولیوں میں داخل کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

فرمایا: کہ ذاکر کو صرف اسی قدر کھانا چاہیے جس سے عبادت کرنے کی طاقت پیدا ہو۔ اتنا نہ کھائے کہ بوجھ کے مارے اٹھ بھی نہ سکے۔ کھانے کا مقصود طاقت اور طاقت سے مقصود عبادت الٰہی ہے جو انسان کی پیدائش سے غرض ہے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

اور نہ ہی اتنا کم کھائے کہ ضعف کے مارے اٹھنا محال ہو جائے۔ اعتدال پر رہے۔

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید
نہ چندانکہ از ضعف جانت برآید

فرمایا: تمام رات سوتے رہنا اور کچھ وقت بھی نہ جاگنا عاشقان الٰہی کا کام نہیں۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا داؤد من ادعی محبتی و نام

Marfat.com
Marfat.com

لیلۃ فقد کذب ۔اے داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے پھر تمام رات سوتا رہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی والدہ ماجدہ نصیحت فرمایا کرتی تھیں کہ بیٹا رات کو زیادہ نہ سویا کرو۔ کیونکہ جو دنیا میں رات کو زیادہ سوئے گا قیامت کے دن مفلس اٹھے گا۔

فرمایا: کہ توکل ظاہری اسباب کے ترک کر دینے کا نام نہیں۔ بلکہ دل سے اسباب کو نکال دینا ہے۔ یعنی ان کو مقصود اصلی نہ سمجھے۔ مقصود اللہ تعالیٰ ہی ہو۔ اور اسباب کو درمیان میں غیر مقصود جانے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت اسباب کے پردوں کے پیچھے اپنا کام کرتی ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اسباب کو درمیان سے اٹھا دے۔ تو یہ اعلیٰ دولت ہے۔

فرمایا: کہ پہلے خود عمل کرو پھر دوسروں کو اس کے کرنے کی ترغیب دو۔ ورنہ کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بھلا جو شخص خود بیمار ہو وہ دوسروں کا علاج کیا کرے گا۔ اور جو خود وعظ و نصیحت کا محتاج ہو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔

فرمایا: دنیا کا سازوسامان' آسائش و آرام اور اہل و عیال وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر اعلیٰ دولت جسمانی اور روحانی صحت ہے۔ ایک شخص کے پاس ہزار ہا نعمتیں موجود ہوں مگر وہ خود بیمار ہو تو اس کے کس کام۔ یہی حال دل کی بیماری کا ہے کہ عبادت و ذکر سے روک دیتی ہے۔

فرمایا: کشف یہ نہیں ہے کہ لوگوں کے دلوں کی باتیں معلوم کرے۔ یا ان کے عیوب کو ٹٹولتا رہے اور اگر بالفرض یہ بات حاصل ہو بھی جائے تو بھی کسی کے عیوب کا ظاہر کرنا منع ہے اور گناہ ہے۔ بلکہ کشف یہ ہے کہ طالب کا روح عالم ناسوت سے پرواز کر کے عالم ملکوت اور لاہوت کا سیر کرے اور وہاں کے مشاہدات کا بے حجاب معائنہ کرے۔

فرمایا: کہ فقیر وہ نہیں جو لوگوں کو غیب کی باتیں بتائے اور اس طرح لوگوں کا اعتقاد اپنے حق میں مضبوط کرے بلکہ فقیر وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور اس کا کوئی کام شریعت حقہ اور سنت سنیہ کے مخالف نہ ہو۔ اصل فقیر وہی ہے جو شریعت کا پابند

Marfat.com
Marfat.com

ہو۔ غیر شرع فقیر سراسر مسخرہ شیطان ہے' ان سے بچنا چاہیے۔ یہ لوگ ایمان کے لیٹرے اور ڈاکو ہیں۔

فرمایا: اگر علماء کی مجلس میں جاؤ تو اپنی زبان کو نگاہ رکھو یعنی خاموش رہو اور عالم کی باتوں کو سنو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اگر اہل اللہ کی مجلس میں جاؤ تو اپنے دل کو نگاہ رکھو۔ یعنی اس میں غیر خیال نہ آنے دو۔ کیونکہ یہ لوگ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ ان کی وعظ حال سے ہوتی ہے نہ قال سے۔ ان کی خاموشی ہی سراسر وعظ ہوتی ہے۔

فرمایا: کہ ہمارے سیدنا و مرشدنا قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مکھن کھانے سے دانت گھستے ہیں تو گھسنے دو۔ اگر اللہ اللہ کرنے پر لوگ ہنستے ہیں تو ہنسنے دو۔ یعنی لوگوں کے ہنسنے اور ٹھٹھا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ چھوڑو۔ وہ اپنا کام کریں تم اپنا کام کرو۔

فرمایا: سفر تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ محض دنیاوی بیوپار اور تجارت کیلئے سفر کریں۔ دوسرے یہ کہ تجارت بھی ہو اور خدا یادی بھی۔ تیسرے یہ کہ محض رضاء الٰہی کیلئے سفر کریں۔ یہ اہل اللہ کا سفر ہے اور اعلیٰ سفر ہے۔ اس سے اعلیٰ ایک اور باطنی سفر ہے اور وہ یہ ہے کہ اخلاق رذیلہ سے صفات حمیدہ کی طرف سیر کرے۔ اور دن رات زیادہ زیادہ ترقی کرے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ **من استوی یوماہ فھو کغبون**۔ جس کے دونوں دن یعنی آج کا اور کل کا برابر ہیں وہ گھاٹے میں ہے۔

فرمایا: جو عمر گزر چکی وہ واپس آنے کی نہیں اور جو آئندہ آنے والی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس یہی وقت جو موجود ہے اسی میں جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ حدیث شریف میں آیا ہے: **الدنیا ساعۃ اجعلھا طاعۃ** ۔ دنیا یہی ایک ساعت ہے جو گزر رہی ہے اس میں جس قدر ہو سکے عبادت کرلو۔

فرمایا: جو لوگ بیگانی عورتوں کی محبت کو عشق مجازی کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں بلکہ یہ فسق و فجور اور شیطانی کام ہے۔ اس سے کبھی عشق حقیقی حاصل نہیں ہوتا۔ عشق مجازی اپنے پیشوا کی محبت اور عشق ہے۔ اس میں جس قدر ترقی کرے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل ہوگا۔

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا: امیروں اور دنیاداروں کی تعظیم و تکریم اس خیال سے کہ ان سے کوئی دنیاوی فائدہ یا مقصود حاصل ہو منع ہے اور شرک خفی ہے۔ ہاں ان سے میل جول اور محبت کرنا اس خیال سے کہ تمہاری محبت سے وہ لوگ خدایاد ہو جائیں اور نیک بن جائیں تو بہت ہی ثواب کا کام ہے۔

فرمایا: ذاکروں کا اصلی کھانا یہ ہے کہ حلال ہو اور وضو کے ساتھ پکا ہو۔ ذکر ہی کے ساتھ کھائیں اور ذکر کے ساتھ ہضم کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اذیبوا طعامکم بذکر اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ طعام کو ہضم کرو

فرمایا: بعض درویش گوشت کے ٹکڑے کو جو صنوبری شکل انسان کے بائیں پہلو میں ہے دل کہتے ہیں اور پھیپھڑے کی حرکت کو قلب کا جاری ہونا سمجھتے ہیں یہ ان کی غلطی اور بے علمی ہے۔ دل اصطلاح تصوف میں ایک جوہر روحانی ہے جو کثرت ذکر اور تصفیہ و تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور وہ ایک ملکہ دراکہ ہے جس سے عجیب و غریب علوم و اسرار اور مکاشفات کا انکشاف ہوتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں اسی دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے۔

دل چہ ہست آن جوہر روحانی است
دل نہ از جسم است و نے جسمانی است

فرمایا: فقیر کو لازم ہے کہ جو کام کرے استقامت کے ساتھ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہو تو کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فقیر جب اللہ کی یاد میں مصروف ہوتا ہے تو نفس خطرہ میں ڈالتا ہے کہ تو حجرہ میں پڑا جو اللہ کو یاد کرتا ہے بھلا تیری اس یاد خدا سے خلق خدا کو کیا فائدہ پہنچا۔ تو نے علم سیکھا۔ کیوں تو باہر نکل کر مخلوق کو بھی عبادت کی طرف راغب نہیں کرتا۔ غرض کہ وہ نفس کے دھوکہ میں آ کر باہر نکلتا ہے۔ امورات دنیا میں مشغول ہوتا ہے اور اللہ کی ذات سے جدا ہو جاتا ہے۔

فرمایا: ہمارا ایک نہایت ہی مخلص دوست تھا کچھ عرصہ اس کی طرف سے خطوط کا سلسلہ بند رہا۔ صبح کی نماز کے بعد جب توجہ کی جاتی تو وہ توجہ اکثر واپس آ جاتی۔ آخر فقیر

Marfat.com
Marfat.com

نے بذریعہ خط دریافت کیا کہ تمہارے ذکراللہ سے غافل ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے لکھا کہ حضور خطرات نفس بہت آتے ہیں۔ ہر چند ہٹاتا ہوں مگر ہٹتے نہیں اس لئے ذکر بھی نہیں کرتا۔ کہ جب تک دل پاک نہ ہو ذکر کیسے کروں۔ فقیر نے اس کی طرف لکھا کہ دل کو پاک بھی اللہ کے ذکر سے ہی کیا جاتا ہے۔ جوں جوں ذکر کرو گے توں توں خطرات دور ہوتے جائیں گے۔ تم نے گداگروں کو دیکھا ہوگا کہ ایک ہاتھ میں کاسہ ہوتا ہے دوسرے ہاتھ میں لاٹھی، بھیک لینے کی خاطر کاسہ کو بھیک دینے والے کی طرف بڑھاتے ہیں اور دوسرے لاٹھی والے ہاتھ سے کتوں کو ہٹاتے ہیں۔ کیونکہ اگر بھیک ہی کی طرف خیال رکھیں اور کتوں کو نہ ہٹائیں تو ان کے کاٹ کھانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر کتوں کو ہی ہٹاتے رہیں اور بھیک دینے والے کی طرف متوجہ نہ ہوں تو بھیک سے محروم رہنے کا خوف۔ غرض کہ ایک ہی وقت دونوں کام کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح خالق کے ذکر میں مشغول رہو اور دل سے خطرات کو دور کرنے کے لئے ذکر کرو اس طرح خطرات دور ہو جائیں گے اور دل بھی اللہ کے ذکر سے پاک ہو جائے گا۔

فرمایا: حقیقی اور صادق طالب وہ ہوتا ہے جو کوشش اور کمال ہمت سے تمام نفسانی مرادوں کو مٹا دے اور حق تعالیٰ کی محبت میں تمام نفسانی خواہشوں اور آرزوؤں کو تباہ کر دے اور جو کچھ خداوند کریم چاہے اس پر راضی اور خوش رہے اور اس بات کی آرزو نہ کرے جو حق تعالیٰ سے حجاب کا باعث ہو۔

فرمایا: دنیا اہل دنیا کے واسطے دھوکہ اور سراسر غرور ہے۔ آخرت زاہدوں کیلئے سرور ہی سرور ہے اور اہل معرفت کیلئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نور ہی نور ہے۔

فرمایا: علم بڑی دولت ہے مگر اس شخص سے حاصل کرنا چاہیے جو علم سے معلوم کو پہنچ گیا ہو۔ لیکن جو شخص فخر حاصل کرنے کی خاطر علم حاصل کرتا ہے اور اس تحصیل علم سے اپنی بڑائی اور زینت چاہتا ہے تاکہ مخلوق خدا میں مقبول و پسندیدہ ہو وہ دن بدن حق تعالیٰ سے دور اور مہجور ہوتا جاتا ہے۔

فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے وہ اس کے سوا کسی اور کے ذکر میں زبان نہیں

Marfat.com
Marfat.com

کھول سکتا۔ سب سے کمتر چیز جو عارف کیلئے لازمی ہے یہ ہے کہ دنیاوی مال ومتاع اور عزوجاہ وملک سے بیزار ہوجائے۔ اصلی حق تو یہ ہے کہ اگر اس کی محبت ودوستی میں دونوں جہان ترک کردیئے جائیں تو بھی تھوڑا ہے۔

فرمایا: تین چیزیں تمہاری محبت ودوستی کو تمہارے دوستوں کے دل میں زیادہ اور پختہ کرنے والی ہیں۔ جب ان سے ملو سلام مسنون کہنے میں پیش دستی کرو۔ ان کو عمدہ اور پسندیدہ نام سے بلاؤ۔ اور اپنی مجلس میں ان کیلئے جگہ کشادہ کرو۔

فرمایا: دوستو! جوانی کے وقت کو غنیمت جانو اور خوب کام کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہیں بڑھاپا آجائے اور کمزور ہوجاؤ اور پھر ایسی کمی میں رہ جاؤ جیسا کہ میں رہ گیا ہوں۔ یہ اس وقت آپ نے فرمایا جس وقت آپ باوجود پیرانہ سالی کے بھی ایسی عبادت کرتے تھے کہ جوان بھی آپ کی سی عبادت نہیں کرسکتا تھا۔

فرمایا: سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر غالب آئے اور اس کو اپنا مطیع بنائے۔ جو شخص اپنے نفس کو ادب سکھانے سے عاجز رہا وہ دوسروں کے نفس کی کیا اصلاح کرے گا۔ یا ادب سکھائے گا۔

فرمایا: جو شخص لوگوں سے بہت زیادہ میل جول رکھتا ہے اس میں صدق بہت کم ہوتا ہے۔ سب سے اچھا خلق یہ ہے کہ اس کے ہاتھ سے مخلوق کو تکلیف نہ پہنچے بلکہ اگر لوگوں کی طرف سے اس کو تکلیف پہنچے تو برداشت کرے۔ بغیر اس کے کہ کینہ رکھے یا بدلہ لے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا دل حق تعالیٰ کے سِرّ کا مقام ہے اور جس دل میں دنیاوی محبت ہو اس میں اللہ تعالیٰ اپنا سِرّ نہیں رکھتا۔ پس دلوں کی نگہبانی کرو کیونکہ جب تک دل کی حفاظت نہ کی جائے یہ نعمت حاصل نہیں ہوسکتی۔

فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں کہ معرفت طلب کرے اور پھر محروم رہے۔ اگر سارا نہیں ملے گا تو کچھ نہ کچھ ضرور مل رہے گا اور صادق فقراء کی یہ نشانی ہے کہ نہ وہ سوال کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے لڑتے جھگڑتے اور بحث مباحثہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے لڑے جھگڑے تو وہ خاموشی اختیار کرلیتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا: انسان کا ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ انسان نفس و ہوا اور طبیعت اور تمام مخلوق سے آزاد ہو جائے۔ اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ نہ رکھے بلکہ خالق کے ساتھ یقین محکم رکھے کہ نفع و نقصان اور روزی کا مالک وہی وحدہ لاشریک لہ ہے اور ہمیشہ اسی کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگا رہے۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

Marfat.com
Marfat.com

باب سوم

معمولات

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب ارشاد باری تعالیٰ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِی رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ مَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرِ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اطاعت وفرمانبرداری پر دل و جان سے فدا رہے اور اکثر ارشاد فرماتے کہ جناب حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی کی متابعت کیلئے بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور خود بھی اس متابعت پر تاحین حیات شدت کے ساتھ قائم رہے۔ فقیر کا بھی وہی معمول ہے اور اللہ سے دعا و التجا ہے کہ حق تعالیٰ تادم واپسیں اس نعمت عظمیٰ پر استقامت بخشے۔ کوئی شخص بغیر اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات نہیں حاصل کرسکتا۔ مسلمہ ومتفقہ فیصلہ ہے۔ آپ کی اوائل عمر ہی سے یہ عادت مبارک تھی کہ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور یہ دعاءِ مسنونہ پڑھتے: الحمدللہ الذی احیانا بعدما اماتنا والیہ البعث والنشور ۔ اور یہ آیت بھی تلاوت فرماتے۔ الحمدللہ الذی خلق السموت والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ھوالذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلا واجل مسمی عندہٗ ثم انتم تمترون وھواللہ فی السمٰوٰت وفی الارض یعلم سرّکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون اس کے بعد قضائے حاجت کیلئے تشریف لے جاتے۔ پہلے بایاں پاؤں رکھتے پھر دایاں اور دعائے مسنونہ پڑھتے۔ اعوذباللہ من الخبث والخبائث اور بیٹھتے وقت بائیں پاؤں پر زور رکھتے۔ بعد فراغت طاق ڈھیلوں سے استنجا فرماتے اور دل میں یہ دعا پڑھتے اللھم

Marfat.com
Marfat.com

طھر قلبی من النفاق وحصن فرجی من الفواحش۔ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو پہلے داہنا پاؤں باہر نکالتے اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بعدہ رو بقبلہ بیٹھ کر وضو فرماتے۔

طریق وضو

ہاتھ دھونے سے پیشتر یہ دعا پڑھتے: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام ۔ الاسلام حق والکفر باطل ۔ ہاتھ دھونے کے وقت یہ دعا پڑھتے ۔ اللھم انی اسئلک الیمن والبرکۃ واعوذبک من الشوم والھلکۃ ۔ پھر اول دائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر پھر دونوں کو ملا کر دھوتے پھر مضمضہ (کلی) بطریق مسنون کرتے اور یہ دعا پڑھتے ۔ اللھم اعنی علی ذکرک وعلی تلاوۃ القرآن وعلی صلوٰۃ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ اور استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) بھی تین مرتبہ تازہ پانی سے جدا جدا کرتے اور یہ دعا پڑھتے ۔ اللھم انی اعوذبک من النار ومن سوء الدار بحرمۃ النبی المختار والہ الابرار علیہ وعلیھم الصلوٰۃ ۔ بعد اس کے پیشانی پر آہستگی سے پانی ڈالتے اور منہ دھونے کے وقت دستار مبارک ذرا پیچھے ہٹا دیتے تاکہ چوتھائی سر برہنہ ہو جائے۔ منہ دھونے کے وقت بڑی احتیاط فرماتے کہ کپڑوں پر پانی کا قطرہ نہ پڑے۔ نہایت آہستگی سے پانی ڈالتے ۔ منہ دھوتے وقت آپ یہ دعا پڑھتے ۔ اللھم بیض وجھی بنورک یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجھی بظلماتک یوم تسود وجوہ اعدائک ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ ریش مبارک کا خلال بھی فرماتے ۔ اس کے بعد دایاں و بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے اور تین تین مرتبہ خوب ہاتھ پھیرتے تاکہ کہیں سے خشک نہ رہ جائے۔ دائیں ہاتھ کے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم انی اسئلک ان تعطینی کتابی بیمینی وحاسبنی حساباً یسیرا ۔ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے ۔ اللھم انی اعوذبک ان تعطینی کتابی بشمالی اومن وراء ظھری ۔ پھر آپ سر مبارک کا مسح فرماتے ۔ اور یہ دعا پڑھتے ۔ اللھم غشنی

Marfat.com
Marfat.com

برحمتك وانزل علی من برکاتك واظلنی تحت ظل عرشك یوم لاظل الاظلك اشهدان لا الـه الاالله وحده لاشریك لـه واشهدان محمداً عبده ورسوله ۔ پھر آپ دونوں کانوں کا مسح اندر باہر نئے پانی سے کرتے۔ اور یہ دعا پڑھتے۔ اللهم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اللهم اسمعنی منادی الجنة مع الابرار ۔ اس کے بعد گردن کا مسح اسی پانی سے انگلیوں کی پشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اللهم فك رقبتی من النار واعوذبك من السلاسل والاغلال اشهدان لا الـه الاالله وحده لاشریك لـه واشهدان محمداً عبده ورسوله ۔ پھر آپ دایاں و بایاں پاؤں ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے۔ دائیں ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے پاؤں کی انگلیوں کو نیچے کی طرف سے اوپر کو خلال کرتے اور خلال دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرکے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرتے۔ پاؤں دھوتے وقت ہر مرتبہ اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ گویا پاؤں خشک ہو جاتا۔ دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔ اللهم ثبت قدمی وقدمی والدی علی صراط المستقیم یوم تزل الاقدام فی النار اشهدان لا اله الاالله وحده لاشریك له واشهدان محمداً عبده ورسوله علیه الصلوٰة والسلام ۔ اور بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللهم انی اعوذبك ان تزل قدمی علی الصراط یوم تزل اقدام المنافقین والکافرین فی النار اشهدان لا اله الاالله واشهدان محمداً عبده ورسوله علیه الصلوٰة والسلام ۔ وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے۔ اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین واجعلنی من عبادك الصالحین واجعلنی من ورثة الجنة النعیم واجعلنی من الذین لاخوف علیهم ولاهم یحزنون ۔ واجعلنی عبداً شکوراً واجعلنی ان اذکرك ذکراً کثیراً واسبحك بکرة واصیلاً۔ پھر اعوذ اور بسم اللہ اور سورہ الم نشرح و قدر پڑھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔ اللهم اشفنی بشفائك وداونی بدوائك وعافنی من البلاء واعصمنی من الاهوال والامراض والا وجاع۔

Marfat.com
Marfat.com

نماز واورادِ شبا روزی

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب وضو سے فارغ ہوتے تو نماز کے واسطے روبقبلہ بہ تمام ہمت متوجہ ہوتے۔ اپنے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگشت سے زیادہ فاصلہ نہ فرماتے۔ کہ ائمہ اربعہ مجتہدین کے نزدیک یہی مستحب ہے۔ بوقت تکبیر تحریمہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک لے جاتے۔ آپ کی تمام انگشتیں روبقبلہ ہوتیں۔ ہاتھ زیر ناف باندھتے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضوادا فرماتے۔ اس کے بعد نماز تہجد پڑھتے۔ تہجد کی نماز میں اکثر آپ سورہ یٰسین وسجدہ وملک ومزمل۔ واقعہ اور چار قل وغیرہ پڑھتے۔ گاہ بگاہ سورہ یوسف اور سورہ انبیاء بھی پڑھتے۔ کبھی کبھی بیخودی اور محویت کے عالم میں ایک ہی رکعت میں دو اڑھائی پارے قرآن مجید پڑھ جاتے۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہوکر دعائیں مانگتے۔ جن میں تمام احباب کو شامل فرمالیتے۔ کبھی کبھی تہجد کی نماز کے بعد تھوڑی دیر استراحت بھی فرمالیتے اور اکثر صبح تک ہی اپنے باطنی شغل میں شاغل رہتے۔ تہجد کی نماز آپ ہمیشہ بارہ رکعت پڑھتے تھے اخیر اسقام والام کے وقت کبھی آٹھ رکعت اور گاہ بگاہ چار رکعت بھی پڑھتے۔ دوستوں کو بھی نمازِ تہجد کیلئے بہت تاکید فرماتے۔ جن دوستوں کو قرآن مجید کی بڑی سورتیں حفظ نہ ہوتیں انہیں ہر رکعت میں سہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کو فرماتے۔ نماز تہجد سے فارغ ہوکر گاہ بگاہ آپ نہایت خوش الحانی سے مصری قرأت میں سورہ نوح اور سورہ آل عمران کا آخری رکوع تلاوت فرمایا کرتے تھے جس سے خواب غفلت میں سرشار رہنے والے بھی بیدار ہوجاتے۔ سورہ مائدہ بھی گاہ بگاہ تلاوت فرمایا کرتے۔ جب آیت **ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم** پر پہنچتے تو بیخودی کی حالت طاری ہوجاتی۔ ہاتھ پر ہاتھ مارتے اور اس آیت مجید کا بار بار تکرار فرماتے۔ سامعین پر بھی کچھ ایسی حالت طاری ہوجاتی جو بیان سے باہر ہے۔ سننے والا جسم لرزاں اور چشم رواں ہوجاتا۔ جب اس سے آگے **قال الله هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم لهم جنات تجرى من تحتها الانهر خالدين فيها ابداً رضى الله عنهم ورضوا عنه ذالك الفوز العظيم** ۔ تلاوت فرماتے تو رنگ بدل جاتا۔ بشرہ سے انبساط وبشاشت ترشح ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

اور کچھ ایسی حالت معلوم ہوتی کہ جیسے کوئی بہت بڑی دولت ونعمت عظمیٰ کے حصول کا وقت ہے۔ گاہے گاہے مناجات بہادر شاہ جو انہوں نے حکیم سنائی کے اشعار پر تضمین فرمائی ہے خود پڑھتے یا کسی دوست سے سنتے جو کہ آپ کو بہت پسند و مرغوب تھی۔ اسی لیے اس کتاب میں کسی دوسری جگہ درج کردی گئی ہے۔ تاکہ سب احباب اس کے مطالعہ سے بھی محظوظ ہوسکیں۔ اس کے بعد صبح کا ختم شریف جو کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے بموقع سفر حج بیت اللہ شریف وزیارت روضہ اطہر ﷺ عالم رؤیا میں ارشاد فرمایا تھا۔ بمعہ دوستاں پڑھتے۔ ختم شریف پڑھ چکنے کے بعد شجرہ شریف منظوم پڑھا جاتا۔ اگر وقت زیادہ ہوتا تو دوستوں کو مراقبہ کیلئے ارشاد فرماتے۔ ورنہ صبح کی سنتیں پڑھتے اور بعدہ فرضوں کی جماعت خود امام ہو کر ادا فرماتے۔ قرأت بہت طویل فرماتے۔ آپ کی خوش الحانی اور اس پر عربی لہجہ میں قرأت سبحان اللہ سامعین کے قلوب پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی۔ اکثر افراد غیر از یاران طریقت بھی جب کبھی آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے تو کہتے کہ سبحان اللہ قرآن مجید کا پڑھنا آپ پر ختم ہے۔ آپ کی قرأت حضور دل سے ہے جو سننے والوں کے دل کو بھی مؤثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ سامعین کی آنکھیں اللہ کے خوف سے آنسوؤں سے لبریز اور دل میں بے اختیار رقت پیدا ہوجاتی۔ سنت نبوی کے مطابق آپ بالعموم صبح کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرتے۔ ہر ایک نماز اوّل وقت ہی ادا فرمایا کرتے۔ بعد فراغت فریضہ صبح چند مرتبہ آپ کلمہ طیبہ پڑھتے۔ دوست بھی ساتھ شامل ہوتے اور نہایت خوش الحانی سے بآواز بلند پڑھتے۔ اس کے بعد آپ آیت مبارک فسبحٰن اللہ حین تمسون وحین تصبحون پڑھتے اور 33 مرتبہ سبحان اللہ ۔ سبحان اللہ پھر ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیا وحین تظھرون پڑھتے اور 33 مرتبہ الحمدللہ الحمدللہ پڑھتے۔ اس کے بعد ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر اور 34 مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر پڑھتے اور پھر لا الہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمدیحی ویمیت وھوحی لایموت بیدہ الخیر وھوعلی کل شی قدیر ۔ اس کے بعد ان اللہ وملٓئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ

Marfat.com
Marfat.com

وسلموا تسلیما ۔ پڑھتے اور تمام دوستوں کے ساتھ بآواز بلند خوش الحانی سے جناب سرورکائنات ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے۔ اس کے بعد احباب کی طرف متوجہ ہو کر دست بدعا ہوتے۔ بعد فراغت نماز تمام احباب رخصت ہو جاتے۔ اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں تشریف رکھتے اور بمقتضائے حال تا اشراق اپنے شغل باطنی میں مصروف رہتے۔ اس وقت کسی شخص کو خلوت خانہ میں جانے کی اجازت نہ ہوتی تاوقتیکہ حضور عالی اشراق سے فارغ ہو کر خود دروازہ نہ کھولتے۔

بعد فراغت نماز صبح تنہائی میں پہلے تین مرتبہ حزب البحر پڑھتے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ مراقبہ واستغراق میں رہتے۔ اور بعد ازاں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد چار رکعت نماز اشراق ادا کرتے اور دعا فرماتے۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور صرف تھوڑی دیر میں ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر تشریف لاتے۔ تمام احباب و اصحاب حاضر ہوتے۔ ہر ایک سے آپ بڑی شفقت و مہربانی سے حالات پوچھتے اور اپنی توجہ مبذول فرماتے مجلس قائم ہو جاتی اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یا فیوض یزدانی مصنفہ جناب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یا کیمیائے سعادت یا حکایات الصالحین میں سے کوئی ایک کتاب پڑھی جاتی۔ اس وقت آپ کی نظر کیمیا اثر سے حاضرین کو کچھ ایسی کشش روحی اور جذب پیدا ہوتا کہ جس کا بیان کرنا محال ہے۔ جس شخص پر آپ کی نظر پڑتی وہ آپ کی جلالیت سے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اور آپ کی نظر کچھ ایسا کام کر جاتی کہ غافل سے غافل بھی ذاکر ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ کتب مذکورہ کے سماع کے وقت ایسے ایسے نکات و اسرار بیان فرماتے کہ مخالفین بھی سن کر حلقہ غلامی میں داخل ہو جاتے اور آپ کو استاد العارفین تسلیم کر کے اٹھتے اور اپنی زبان سے **ذالك فضل الله یوتیه من یشاءُ والله ذو الفضل العظیم** کہتے ہوئے روانہ ہوتے۔ اس مجلس کے ختم ہونے پر آپ گھر تشریف لے جاتے اور مہمانوں اور درویشوں کو روٹی تقسیم فرماتے۔ جب سب دوست کھانا کھانے سے فارغ ہو جاتے تو بعد ازاں خود ماحضر تناول فرماتے۔ حضرت صاحب کے گھر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں

Marfat.com
Marfat.com

بلکہ حقیقت ہے۔ آپ کے غلاموں سے یقیناً ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جو اس لذت سے بے بہرہ رہا ہو۔ آپ ہمیشہ مسنون طریقہ پر کھانا تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی تاکید فرمایا کرتے کہ حتی الامکان اتباع سنت کا خیال رکھا کریں۔ کہ اس میں دین و دنیا کی سعادتیں ہیں۔ کھانا شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السمآء وھو السمیع العلیم ۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ۔ سورہ لایلاف بھی احیاناً تلاوت فرمالیتے۔ بعد از فراغ طعام یہ دعا پڑھتے۔ الحمدللہ الذی اطعمنا واسقانا واشبعہ وارووانا وجعلنا من المسلمین ۔ اس کے جناب قیلولہ فرماتے۔ دوستوں کو بھی اس سنت کی ادائیگی کی ترغیب و تشویق فرماتے۔ سبحان اللہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی اتباع میں سونا بھی عبادت ہے۔ خلاف سنت ہزاروں مجاہدے اور ریاضتیں کسی کام کی نہیں۔ اور سونا محض اتباع سنت کی خاطر اللہ کریم کو اتنا مرغوب و پسند ہے کہ جس کی قدر و قیمت کل قیامت کو معلوم ہوگی۔

ظہر کے وقت اٹھتے اور تازہ وضو کرتے اور عبادت خانہ میں تشریف لاتے۔ دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے۔ بعدہ چار رکعت نماز سنت گزارتے۔ تھوڑی دیر دوستوں کا انتظار فرماتے۔ مقامی دوست اور باہر سے آمدہ مہمان سب جمع ہوجاتے اور نماز فریضہ خود امام ہو کر باجماعت ادا کرتے۔ اس کے بعد دو رکعت سنت دو رکعت نفل ادا کرتے اور مقتدیوں کی طرف رجوع فرما کر دعا فرماتے اور پھر حلقہ ذکر ہوتا۔ حضرات خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ و اولیائے عظام کا ذکر خیر ہوتا۔ طالبان خدا سے فرداً فرداً احوال پوچھتے۔ ہر ایک کے حسب حال و خواہش سلوک ہوتا اور موافق حال ارشاد فرماتے۔ دوستوں کو انتہائی محبت و الفت و شفقت سے دیکھتے۔ بارہا ایسا ہوتا کہ احباب کا مافی الضمیر خود ہی بیان فرمادیتے اور اس پر نہایت اختصار سے ایسے پر معانی الفاظ اپنی زبان معارف بیان سے فرماتے کہ طالبوں کے مقصد خود بخود ہی حل ہوجاتے۔ گاہے گاہے وقت ملتا تو اس وقت بھی تلاوت قرآن مجید فرماتے۔ اس کے بعد آپ عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ وہاں پر تازہ وضو فرماتے۔ اور جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ کی امامت میں تمام احباب کے ساتھ فریضہ عصر ادا

Marfat.com
Marfat.com

فرماتے۔اس کے بعد تنہا بیٹھ کر استغراق وتفکر میں مشغول رہتے۔شام تک اسی حالت میں گزارتے۔ہاں اگر کوئی فی اللہ دوست دوردراز سے آیا ہوا ہوتا تو اس کی طرف کچھ دیر توجہ فرماتے۔ورنہ بہت کم گفتگو فرماتے۔اور اس وقت کو ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دیتے۔جب شام کی اذان ہوتی تو مسجد میں تشریف لاتے۔جناب صاحبزادہ صاحب امامت فرماتے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام دوستوں کے ساتھ اقتدا فرماتے۔اکثر نماز فریضہ کے بعد دعائے مسنونہ فرما کر معاً سنت کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے۔اور دو رکعت نماز سنت اور پھر دو رکعت نفل پڑھتے۔اور پھر چھ رکعت نفل اوابین ادا فرماتے۔تمام دوستوں کو بھی اوابین کیلئے بہت تاکید فرماتے۔اور نوافل اوابین کے بہت بڑے فضائل بھی بیان فرمایا کرتے۔تمام احباب کو اول رکعت میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کو فرماتے۔جن کو سورہ واقعہ یاد ہوتی۔انہیں اوابین میں واقعہ بھی پڑھنے کی اجازت فرماتے۔نوافل اوابین ادا فرما کر دعائے حزب البحر پڑھتے۔ختم شریف کے بعد شجرہ شریف منظوم کسی خوش الحان دوست کو پڑھنے کیلئے فرماتے اور پھر قرآن مجید کی تفسیر کا درس شروع ہو جاتا۔کوئی ایک دوست قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتا۔جس پر جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدفیوضہم تفسیر روح البیان سے تمام سامعین کو بہرہ ور اور مستفیض و مستفید فرماتے۔اثناء تفسیر میں قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان حقایق و معارف بیان سے نہایت پراثر نکات وکلمات طیبات اور اسرار کا انکشاف فرماتے۔بارہا آپ نے تفسیر روح البیان کا سماع فرمایا: اور علاوہ ازیں متعدد تفاسیر مثلاً رؤفی' قادری' خلاصۃ التفاسیر وتفسیر حقانی و کتبِ تصوف مذاق العارفین و کیمیائے سعادت و مثنوی مولانا روم' حکایات الصالحین وغیرہ کو تو اتنا مطالعہ فرمایا کہ قرآن مجید کی طرح یہ بھی گویا حفظ تھیں۔بلکہ تفسیر روح البیان بھی اسی طرح یاد تھی۔جہاں کبھی کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو آپ فی الفور حوالہ دیتے کہ فلاں تفسیر میں فلاں آیت کے تحت یوں لکھا ہے اور فلاں مفسر صاحب نے یوں لکھا ہے۔تفسیر روح البیان کو آپ بہت پسند فرماتے تھے۔یہ محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ تھا۔اور آپ کو کچھ ایسا فہم و ذہانت عطا ہوئی تھی کہ جو کتاب ایک مرتبہ سن لیتے وہ ایسی یاد رہتی کہ گویا حفظ کرلی ہوئی

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اکثر مجالس میں مثنوی مولانا روم یا اس کا انتخاب موسوم بہ شجرہ معرفت یا فیوض یزدانی و اکسیر ہدایت اور مثنوی تحفۃ العاشقین اور حکایات الصالحین پڑھی جاتی تھیں۔ پڑھنے والا دوست جہاں کہیں پڑھتے پڑھتے کتابت کی غلطی یا کسی اور وجہ سے جھجکا فوراً بلاتوقف آپ تصحیح فرما دیتے۔ تفسیر قرآن مجید کے درس کے بعد دعائے خیر فرماتے اور نماز عشاء آپ اول وقت حسب معمول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے۔ جناب حاجی الحرمین حضرت صاحبزادہ صاحب مدفیوضہم امامت فرماتے۔ اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمعیت تمام دوستان جماعت کے ساتھ فریضہ عشاء ادا کرتے۔ اس کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ادا فرماتے۔ بعدہٗ وتر بھی پڑھ لیتے۔ اور نوافل سے فارغ ہو کر پھر عیدگاہ سے گھر تشریف لاتے۔ گرمیوں میں بعد عشاء عیدگاہ سے تشریف لاتے اور موسم سرما میں مغرب و عشاء اپنے گھر پر عبادت خانہ میں بمعہ تمام دوستوں کے ادا فرماتے۔ عشاء کی نماز کے بعد جلد ہی آپ استراحت فرمایا کرتے۔ اور سونے سے پیشتر سورہ الم سجدہ اور تبارک و چہار قل وغیرہ پڑھ لیتے۔ سوہ فاتحہ آیت الکرسی اور آخری رکوع سورہ بقر کا بھی اور علاوہ ان کے اور بھی کچھ آیات مجید تلاوت فرمایا کرتے۔

لیٹتے وقت مسنون طریق پر لیٹتے۔ دائیں پہلو پر لیٹتے اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور ذکر الٰہی میں شاغل ہو جاتے۔ (یعنی ذکر قلبی سری میں) دوستوں کو بھی ارشاد فرمایا کرتے کہ سوتے وقت ذکر الٰہی میں سویا کریں۔ غفلت کی مذمت اور یاد الٰہی کی تعریف میں اکثر آپ یہ اشعار بھی دوستوں کو سنایا کرتے تھے۔

غفلت از دے یک زماں صد مرگ واں
زندگی یاد است نزد عارفاں
حق چہ باشد یاد آں یزدان پاک
کے بداند قدر او ایں مشت خاک
ایں جہان و آں جہاں فانی بود
غیر یادش جملہ نادانی بود

Marfat.com
Marfat.com

یاد او سرمایۂ ایماں بود
ہر گدا ازیاد او سلطاں بود
چیست سلطانی و درویشی بداں
یاد آں جاں آفرینِ اُنس و جاں
یاد اوگر مونس جانت بود
ہر دو عالم زیر فرمانت بود

رات کا کھانا اکثر آپ عشاء کی نماز کے بعد تناول فرمایا کرتے۔ یعنی شام سے عشاء تک عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ اور دوستوں کو بھی مشغول رکھتے۔

جمعہ کی نماز

جمعۃ المبارک والے دن آپ سب سے پیشتر غسل فرماتے اور پاکیزہ لباس زیب بدن مبارک فرماتے۔ ادائے سنت کی خاطر خوشبو یعنی عطر وغیرہ بھی استعمال فرماتے مگر بہت قلیل مقدار میں اور تیل بھی لگاتے اور نماز جمعہ سیدنا و مولانا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ادا فرماتے۔ اور صلوٰۃ ظہر بہ نیت آخر ظہر بعد ادائے فریضہ جمعہ فرداً ادا کر لیتے۔ نماز جمعہ کیلئے آپ دوستوں کو تاکید فرمایا کرتے۔ اور اس کی فضیلت کے متعلق ارشاد فرماتے کہ یہ دن بڑی عظمت والا ہے۔ حق تعالیٰ نے اس مبارک دن سے اسلام کو عظمت بخشی ہے اور مسلمانوں کیلئے اس کو مختص فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت جمعہ میں ان تمام دنیاوی امور کو جو جمعہ ادا کرنے میں مانع ہوں۔ حرام فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں جناب سیدالانبیا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی و ابی) کا ارشاد پاک بھی ہے کہ اللہ کریم نے تم پر جمعہ فرض فرمایا: اور تارک جمعہ کیلئے وعید سنائی کہ جو شخص دیدہ دانستہ بغیر کسی عذر کے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جس شخص نے تین جمعے بلا عذر چھوڑ دیئے تو گویا اس نے دین اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ نیز فرمایا کہ ایک شخص فوت ہو گیا تھا دوسرے ایک شخص نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر متوفی شخص کے متعلق بیان کیا کہ وہ شخص جمعہ اور جماعت

Marfat.com
Marfat.com

میں حاضر نہ ہوا کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ سائل اس کے متعلق متواتر ایک ماہ دریافت کرتا رہا اور یہی جواب پاتا کہ وہ دوزخی ہے بوجہ جمعہ اور جماعت کے تارک ہونے کے۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ کس قدر سخت اور شدید وعید ہے۔ اس مبارک دن کی عبادات و اعمال اور فضائل دینی کتابوں میں منقول۔ اور حضرات مشائخ رحمہم اللہ سے ادعیہ معمول ہیں اور احکام فقہ کی کتابوں میں درج ہیں۔ تمام دوستوں کو معلوم کرنے چاہئیں۔ کہ دل میں زیادہ شوق پیدا ہو۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درودشریف زیادہ پڑھا کرو۔ بے شک وہ درودشریف اس دن مجھ پر حاضر و پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی شخص درودشریف نہیں پڑھتا مگر مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اس کا درودشریف' یہاں تک کہ فارغ ہو جائے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور بعد انتقال کے بھی۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک۔ اللہ نے زمین پر حرام کردیا ہے۔ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھائے۔ پس نبی اللہ زندہ ہیں۔ اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ قصہ کوتاہ یہ کہ بہت بڑی برکتوں والا دن ہے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں جو دعا مانگو قبول ہوتی ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن بہشت میں داخل ہوئے۔ اسی دن زمین پر تشریف لائے۔ اسی دن انتقال فرمایا: اسی دن قیامت ہوگی۔ جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو عیدالمومنین فرمایا: لہٰذا چاہیے کہ اس کو حقیقی معنوں میں عید بنایا جائے۔ اور حق تعالیٰ کی رضا کی نعمت عظمیٰ کے حصول میں حتی الامکان کوشاں رہنا چاہیے۔ اللہ کریم اس فقیر اور فقیر کے تمام دوستوں کو اس دولت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔ یہ چند کلمات طیبات جو کہ ایک مرتبہ استفسار پر حضور نے فرمائے تھے۔ جمعۃ المبارک کے ذکر میں آگئے۔ پھر اصلی مقصود کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن آپ غسل وغیرہ اور تیل وخوشبو اور پاکیزہ لباس پہننے سے فراغت پاکر اول وقت شہر کی پرانی جامع مسجد میں تشریف لے جاتے پہلے تحیۃ المسجد پڑھتے۔ پھر چار رکعت سنت قبل جمعہ ادا فرماتے۔ جمعہ کے دن بعد زوال' نماز جمعہ سے اوّل' نماز تسبیح بھی پڑھا کرتے اور دوستوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب وتاکید فرماتے۔ 1333ھ تک خود امام ہو

Marfat.com
Marfat.com

کر نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔ 1333ھ میں جب قبلہ حضرت صاحبزادہ صاحب تحصیل علوم سے فارغ ہو کر واپس راولپنڈی شریف پہنچے تو پھر ہمیشہ جمعہ کی امامت جناب صاحبزادہ صاحب کے سپرد فرمائی۔ بعد فراغت جمعہ تمام دوست عبادت خانہ میں جمع ہو جاتے اور حلقہ ذکر ہوتا۔ آپ تمام مجمع کو توجہ دیتے اور حضرت سیدنا و مولانا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار بھی بوقت حلقہ ذکر پڑھتے۔

ہر روز باشی صائما ہر لیل باشی قائما
در ذکر باشی دائما مشغول شو در ذکر ہو
گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکر ہو ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو
سودے ندارد خفتنت ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شو در ذکر ہو
ہو ہو بذکرش ساز کن نام خدا آغاز کن
قفلے زسینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو
علمے بخوانی باعمل فردا نباشی تا خجل
در پیش قادر لم یزل مشغول شو در ذکر ہو
ہر دم خدارا یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو
مسکین احمد مرد شو وز جملہ عالم فرد شو
در راہ حق چوں گرد شو مشغول شو در ذکر ہو

علاوہ ازیں جمعہ کی شب اور اتوار کا دن بھی حلقہ ذکر کیلئے مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ جن کا ذکر اپنے موقع اور محل پر ہوگا۔

درود شریف

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی بھی تاکید فرماتے اور علاوہ اس کے دلائل الخیرات

Marfat.com
Marfat.com

جو درود و صلوٰۃ اور تحیات و مناجات کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ خاص خاص احباب کو بطور وظیفہ کے پڑھنے کیلئے ارشاد فرماتے اور اس کے فیوض و برکات کی بے حد تعریف فرماتے۔ بلکہ دہلی سے کئی سو جلدیں دلائل الخیرات کی منگوا کر جس جس دوست کو اس لائق سمجھا عطا فرما کر پڑھنے کی اجازت فرمائی۔ ایک روز آپ سے عرض کیا گیا کہ جناب کیا جمعہ کے دن کی تخصیص ہے تو فرمانے لگے کہ ہاں جناب سید الانبیاء ﷺ نے اس دن کو سید الایام فرمایا: اور یہ بھی فرمایا کہ جمعہ کے دن درود شریف مجھ پر کثرت سے پڑھا کرو یہی تخصیص کافی ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا جب اللہ تعالیٰ خالق کون و مکان اور اس کے ملائکہ درود شریف پڑھتے ہیں اور پھر ساتھ ہی مومنین کو بھی ارشاد ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی اور درود شریف کے پڑھنے سے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خوشنودی کا اندازہ اس بات سے لگاؤ کہ جس دن یہ آیت مجید نازل ہوئی تو آپ کے رخسار مبارک مارے خوشی کے چمک اٹھے اور خود حضور ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ آج تم لوگ مجھے بشارت اور مبارکباد دو کہ ایسی آیت مجھ پر نازل فرمائی گئی ہے جو دنیا و مافیہا سے مجھے عزیز تر ہے۔ درود شریف پڑھنے والوں کیلئے بڑی فضیلت ہے۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے والے پر دس مرتبہ خالق کی طرف سے رحمت و سلام بھیجا جاتا ہے اور اس کی دس برائیاں مٹا کر دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کی جاتی ہیں۔ اور درود شریف پڑھنے والا جنت میں جناب سرور کائنات ﷺ کے قریب تر ہوگا۔ جب تک کوئی شخص درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتا ہے ستر ہزار فرشتے اس درود خواں پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھنے والوں کیلئے خوشخبری یہ ہے کہ جناب شفیع المذنبین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر درود شریف بکثرت پڑھے گا بالخصوص شب جمعہ اور بروز جمعہ۔ میں کل بروز قیامت اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

درود شریف کی بڑی مجرب خاصیت یہ ہے کہ دیگر تمام عبادتیں کسی قصور یا لغزش کی وجہ سے رد ہو سکتی ہیں مگر درود شریف کسی حالت میں رد نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا خاص طور پر

Marfat.com
Marfat.com

جب دعا مانگو تو اول و آخر ضرور درود شریف پڑھ لیا کرو۔ یقینی امر ہے کہ درود شریف کی برکت سے مجیب الدعوات دعا قبول و منظور فرمائے گا۔ خداوند کریم و رحیم ایسا بزرگ و برتر ہے اور یہ اس کے شایان شان نہیں کہ دعا کا اول و آخر منظور و قبول کرلے۔ اور درمیان سے رد کردے۔ بلکہ ایسی دعا کو حق تعالیٰ لامحالہ منظور و مقبول فرمائے گا۔ درود شریف پڑھنے والے پل صراط پر بھی درود شریف کے نور کی روشنی میں بآسانی گزر جائیں گے۔ اور جو پل صراط سے گزرا وہ جنتی ہوا۔ ہاں یہ ضروری امر ہے کہ درود شریف حضور دل اور محبت اور اشتیاق سے پڑھا جائے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ محبت سے درود شریف پڑھنے والے کا درود شریف براہ راست میرے پیش ہوتا ہے اور میں بذات خود سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ اور بغیر محبت جو درود شریف پڑھے وہ بذریعہ ملائکہ آتا ہے۔ لکھنے والوں کیلئے فرمایا کہ جو شخص میرا نام لکھتے وقت ساتھ درود شریف لکھے جب تک کتاب میں میرا نام اور درود شریف رہے گا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ لکھنے والے پر درود و رحمت بھیجتے رہیں گے۔ اللہ کریم فقیر کے دوستوں کو ایسے بزرگ و برتر عمل کی زیادہ ہمت و توفیق بخشے۔ کہ درود شریف کا ورد رکھنے والا جمیع آفات و بلیات اور فتن و ابتلا سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ اگر کسی شخص کا عقیدہ کسی بزرگ پر نہ ٹھہرے تو محبت کے ساتھ درود شریف کی کثرت رکھے۔ اس کو اس درود شریف کی برکت سے خود رسول اللہ صلی علیہ وسلم اپنی پرورش میں لے لیتے ہیں۔ اور جس بزرگ سے منظور ہو اس کی طبیعت کا رجحان و میلان اس کی طرف کردیتے ہیں۔ خود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر درود ہزارہ پڑھا کرتے تھے اور دوستوں کو اکثر یہ درود شریف پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے۔ صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔ اکثر حل مشکلات کیلئے یہ درود شریف بعد نماز عشاء 313 مرتبہ پڑھنے کو بھی فرمایا کرتے تھے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم صلوٰۃ تنجینا بھا من جمیع الاھوال والأفات وتقضی لنابھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السیئات وترفعنابھا عندك اعلیٰ الدرجات وتبلغنابھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیات وبعدالممات انك علیٰ كل شیءٍ قدیر۔

Marfat.com
Marfat.com

جمعرات اور اتوار کا حلقہ ذکر

پیشتر اس کے کہ حلقہ ذکر کی کیفیت لکھی جائے۔ بہتر و مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذکراللہ کی فضیلت جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان معارف بیان سے سنایا کرتے تھے۔ فی اللہ دوستوں کے افادہ کی خاطر کہ اس سے ذکراللہ کی رُغبت وشوق پیدا ہو لکھی جائے۔ اور وہ یہ ہے۔ فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب کسی شخص کو کہا جائے کہ تم کو ڈپٹی کمشنر یا اعلیٰ افسر نے یاد کیا ہے تو وہ صرف اسی بات پر اتنا فخر کرتا ہے کہ جو حد بیان سے باہر ہے۔ حالانکہ وہ ہمارے ہی جیسے ضعیف و ناتواں اور محتاج بندے ہیں۔ تاہم خوشی سے انسان پھولا نہیں سماتا۔ کس قدر بزرگی اور خوشی و باعث فخر یہ بات ہے کہ وہ خالق انس و جان اس ضعیف و ناتواں انسان کو یاد فرمائے۔ اگر یہ چاہتے ہو تو ذکراللہ میں شاغل رہو۔ کہ خداوند کریم تم کو یاد کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ۔ یعنی پس یاد کرو مجھے میں یاد رکھونگا تم کو۔ اور ہماری یاد سے اس کی یاد اتنی ہی فوقیت رکھتی ہے۔ جیسا ہمارے مخلوق ہونے پر اس کا خالق ہونا۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرا پروردگار مجھے کس وقت یاد فرماتا ہے۔ ان کی اس کلام سے لوگ ڈرے اور دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب میں اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اور یہ آیت مجید جو اوپر لکھی گئی ہے پڑھ کر سنائی۔

پھر فرمایا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کو بہت پسند فرماتے ہیں۔ اور یہ اسی ذات وحدہ لاشریک لہ کو لائق وسزاوار ہے۔ حکم ہوتا ہے اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۔ ذکر کرو اللہ کا بہت اور بے شمار ذکر۔ قرآن مجید میں ذرا تدبر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ذکراللہ کو اس خالق نے کیا فضیلت و بزرگی بخشی ہے۔ ہاں یہ امر ضروری ہے کہ جن کو ذکر کرنے کی ترکیب نہ معلوم ہو وہ سیکھیں اور معلوم کریں کہ ذکر کیسے کیا جاتا ہے۔ اسی لیے خالق نے فرما دیا۔ اُذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ کہ ذکراللہ کا کرو جیسے کہ تم کو سکھایا۔ اب کس نے سکھایا سکھانے والے تو وہی آقائے نامدار جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ اور ان کے بعد علمائے ربانی۔ جن کو آنحضرت ﷺ نے اپنا وارث اور نائب فرمایا:
اسی لیے اللہ کریم نے ایک جگہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے: فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی علمائے ربانی سے دریافت کرو۔ جو تم نہیں جانتے۔ لہٰذا ذاکر کیلئے ضروری ہے کہ وہ پہلے ذکر کرنے کی ترکیب کسی واقف کار اور کامل مرد یعنی مرشد حق نما سے سیکھے اور بعد اس کے ذکر کثیر میں شاغل ہو۔ پھر دیکھے کہ کیا لطف اور حظ آتا ہے۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بعض نافہم اور اس طریق سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ ذکر سے مراد محض قرآن مجید اور نماز ہے۔ میں مانتا ہوں کہ قرآن مجید کو بھی ذکر کہا گیا ہے۔ چونکہ اس میں تمام ذکر ہی کا بیان ہے۔ اور قرآن مجید پر عمل کرنا انسان کو ذاکر بنا دیتا ہے۔ جہاں اللہ کریم نے ذاکرین کا ذکر فرمایا ہے: اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ۔ کہ وہ لوگ جو ذکر اللہ کا کرتے ہیں کھڑے ہو کر۔ بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر۔ انسان ان تین حالتوں سے خارج نہیں ہو سکتا۔ مقصود اس آیت کریمہ سے یہ ہے کہ اللہ کے بندے اپنے اللہ کو ہر وقت یاد کرتے ہیں۔ نماز یا دیگر عبادات اپنے اپنے وقت پر موقوف ہیں لیکن ذکر دائمی جو بغیر قلب کے نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کریمہ سے وہی مقصود ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔ كان رسول الله ﷺ يذكر الله في كل اوانه ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ کو ہر حال میں یاد کیا کرتے تھے۔ بلکہ ذاکرین حالت نوم میں بھی اپنے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ پس جب ادا کر چکو نماز پھر ذکر اللہ کا کرو چلتے پھرتے، کھڑے بیٹھے اور لیٹے اب صاف اور صریح معلوم ہوا۔ کہ یہ ذکر اللہ غیر از نماز ہے۔ اور یہ وہی ذکر اللہ ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک حضرات صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول ہے۔ اور یہ ایسی دولت ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ فرمایا: کہ البتہ ذکر اللہ کا بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ

Marfat.com
Marfat.com

مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحشُرُهُ يَومَ القِيٰمَةِ اَعمٰى ۔یعنی جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا اور غفلت کی۔ بیشک اس کیلئے زندگی میں تنگی ہے۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ یہ قیامت کے دن اندھا اٹھانے کی وعید شدید محض ذکرالٰہی سے اعراض کی وجہ سے ہے۔ تو صاف معلوم ہوا کہ جو ذکرالٰہی میں شب و روز مصروف و شاغل رہتے ہیں وہ دنیا کی زندگی میں بھی مطمئن رہتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: فَاذكُرُوا اللّٰهَ كَذِكرِكُم اٰبَاءَكُم اَو اَشَدَّ ذِكرًا ۔ پس کرو ذکر اللہ کا جس طرح تم اپنے آباؤاجداد کا ذکر کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تر۔ ایام جاہلیت میں عربوں کا قاعدہ تھا کہ بعد اختتام حج اپنے اپنے آباؤاجداد کی یاد میں قصائد پڑھتے۔ جن میں ان کی رفعت شان و بڑائی وغیرہ کا بیان ہوتا۔ خالق نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس آباؤاجداد کے تذکرہ کو ترک کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

ذکراللہ کو اتنی فضیلت بخشی کہ اس پر دارین کی فلاح کا انحصار ہے۔ جیسے کہ سورہ جمعہ کے آخری رکوع میں ارشاد فرمایا: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِى الاَرضِ وَابتَغُوا مِن فَضلِ اللّٰهِ وَاذكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُم تُفلِحُونَ ۔ کہ جب نماز ادا ہو چکے۔ تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کریم کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح و خلاصی پاؤ۔ اس آیت مجید کے معانی پر غور و فکر کرنے سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ ذکراللہ سے مراد وہی ذکر ہے جو پیران طریقت نفی اثبات یا ذکر اسم ذات کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور جس کے متعلق ان حضرات کا فرمان واجب الاذعان ہے کہ چلتے پھرتے کھڑے لیٹے کاروبار میں شاغل رہتے وقت ایک لحہ بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہو۔ اور بمصداق ''دست با کار دل بایار'' ظاہر خواہ کسی صورت یا حالت میں ہو باطن کو اپنے خالق کی یاد سے معمور و مسرور رکھو۔

ایک اور آیت مجید ہے: اَفَمَن شَرَحَ اللّٰهُ صَدرَهُ لِلاِسلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّن رَّبِّهٖ فَوَيلٌ لِّلقٰسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِى ضَلٰلٍ مُّبِينٍ اور وہ شخص کہ کھولا اللہ کریم نے سینے اس کے کو واسطے دین اسلام کے پس وہ اوپر نور و روشنی کے ہے اپنے رب

Marfat.com
Marfat.com

کی طرف سے اور ہلاکت ہے واسطے ان لوگوں کے جو سخت دل ہو گئے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے اور وہی ذکر الٰہی سے غافل لوگ بیچ گمراہی صریح کے ہیں۔ یہاں ذکر اللہ سے غافل لوگوں کو قاسیۃ القلوب اور فی ضلال مبین اور ان کیلئے ویل فرمایا: اس کے مقابلہ میں ذاکرین کیلئے شرح صدر اور فھو علی نور من ربہ فرمایا: اب ذاکر کی فضیلت معلوم کرو کہ ذکر ایسی بے بہا دولت ہے جس کے طفیل شرح صدر للاسلام اور نور اپنے رب کی طرف سے عطا فرمایا جاتا ہے اور فقیر کا پختہ یقین ہے کہ یہ نعمتیں بغیر ذکر الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتیں۔

حق تعالیٰ کو اپنا ذکر جتنا پسند و مرغوب ہے اتنی اور کوئی چیز نہیں۔ انسان کیلئے دنیاوی رسم و رواج کے مطابق مال و اولاد بڑی مرغوب چیزیں ہیں اور ہیں بھی عطیات الٰہیہ سے اپنے بس کی چیزیں نہیں ہیں۔ وہی دینے اور عطا کرنے والا ہے۔ اور انسان اپنی کوتاہ فہمی سے اکثر انہی کی محبت کے باعث یاد حق سے غافل ہوتا ہے۔ اسی لیے صاف اور کھلے لفظوں میں ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۶۳-۹)۔ یعنی اے ایمان والو تمہارے مال و اولاد تم کو غفلت میں نہ ڈالیں اللہ کے ذکر سے۔ اور جو ایسا کرے گا وہ زیان پانے والوں سے ہوگا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مال و عیال ہر حال میں ذکر الٰہی سے غافل کرنے والے نہیں ہوتے ورنہ صلہ رحمی و پرورش عیال کی تاکید نہ ہوتی۔ ہاں زیادہ مشغول اور حد سے تجاوز نہ ہو۔ کہ یاد حق کی فراموشی تک نوبت پہنچ جائے۔ جو سخت مبغوض ہے۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے ذاکر بندوں کی تعریف میں فرماتے ہیں: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ۔ یعنی ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈریں اور جب قرآن مجید پڑھا جائے۔ ان کا ایمان و ایقان زیادہ ہو یعنی تصدیق کریں اور عمل پر آمادہ ہوں اور اپنے اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دوستو! تم نے بارہا دیکھا کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حلقہ ہوتا ہے اکثر دوستوں کو جذبہ ہوجاتا ہے اور یہی وجل

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جیسے خرمے کی ٹہنی یا پتہ جلانے سے تھرتھراتا ہے اسی کو وجل کہا جاتا ہے۔ تو حلقہ ذکر میں جو دوستوں کی حالت ہوتی ہے اس پر غور وخوض کرو گے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ وجل کیا ہے۔ یہی خوف یا محبت اور عشق الٰہی سے تھرتھرانا ہے۔ جو سوائے ذاکرین کے کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ جنہوں نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا اور نہ ہی حلقہ ذکر میں شمولیت کی ہو بھلا وہ اس حالت کی کیفیت کیسے جان سکتے ہیں اور اس ذکراللہ کی لذت اور قدر و قیمت سے کب بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔ انما کا لفظ جو شروع آیت میں موجود ہے صاف بتا رہا ہے کہ وہ مومن نہیں جو ذکراللہ سے متاثر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم تم سب کو زمرہ ذاکرین میں شامل کرے۔ ذکراللہ کی محبت کے طفیل جو مراتب و درجات حاصل ہوتے ہیں وہ انہی حضرات کو علم ہے جن کو یہ دولت عطا فرمائی گئی۔ ان کو سوائے اپنے اللہ کے کسی سے علاقہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ ظاہری طور پر دنیاوی کاروبار میں شاغل دکھلائی دیں۔

تمام قرآن مجید میں جگہ جگہ ذکر کی تاکید اور جابجا ذاکرین کے اوصاف حمیدہ کا بیان ہے جیسا کہ ارشاد ہے: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ ایسے جوانمرد جو ہر آن اور ہر حال میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں جن کو خرید و فروخت لہو میں نہیں ڈالتی۔ مشاغل دنیاوی و مہمات ذاتی انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہرگز غافل نہیں کرتے۔ وہ ایسے اللہ کے بندے ہوتے ہیں جو باہمہ و بے ہمہ بہرحال بمصداق دست با کار دل بایار رہتے ہیں۔ نہ مشاغل ان کے مزاحم نہ تعلقات حارج۔ انتظام دنیاوی و مقتضیات بشری سب کچھ ہیں بھی اور کچھ بھی نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے ہیں۔ پس ایسے ہی لوگ بازی لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔ یعنی اپنے رب پروردگار مالک و خالق کے اسم پاک کا ذکر صبح و شام کرو۔ یہاں جو صبح و شام کے اوقات کا ذکر ہے۔ عموم احوال و اوقات مراد ہے۔ نہ کہ تعین و تخصیص وقت۔ پس معلوم کرو کہ مراد کیا ہے۔ یعنی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اپنے پروردگار کے پاک نام کا ذکر کرتے رہو۔ اگر تعین وقت بھی معنی لیے جائیں۔ تو چونکہ صبح و شام ابتدا و انتہائے اوقات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں جو اس حیات کی تازگی کا باعث و موجب ہوئی ہیں۔ میسر

Marfat.com
Marfat.com

ہوتی ہیں۔ اس لیے بھی ذکر اللہ کے زیادہ مستحق ہوئے۔ اور یہ بھی اس بیان میں لطافت ہے کہ جب اطراف اوقات ذکر میں بسر ہوئے تو درمیان کے وقتوں میں اس کے فیوض و برکات ضرور میسر ہوں گے اور تمام اوقات ذکر اللہ کی مصروفیت میں شمار ہوں گے۔ بہرحال اللہ کا ذکر کسی وقت اور کسی حال پر موقوف نہیں۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے برابر کرنا چاہیے۔ یہی خاصہ ہے حضرات مشائخ طریقت کا اور اسی کو ذکر کثیر فرمایا گیا ہے۔ تمام احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیے اور اپنی سب عبادات سے سوائے اس کی رضا وخوشنودی کے اور نیت نہ رکھے۔ رضائے باری تعالیٰ اور وصال ذات الٰہی جو منتہائے سلوک ہے۔ اسی ذکر الٰہی سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ بغیر اس کے ہرگز یہ نعمت نہیں ملتی۔ سو ذکر الٰہی سے کسی وقت اور کسی حالت میں بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔

ذکر کے متعلق ایک دن کچھ گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ جناب ذکر کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں کہ قرآن پاک میں کہاں کہاں ذکر کیلئے ارشاد ہوا ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کیا اس میں کچھ شک و شبہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ جناب شک و شبہ تو ہرگز نہیں۔ مگر بعض لوگ بوجہ اپنی کوتاہ فہمی کے سوال کیا کرتے ہیں کہ بھائی قرآن مجید میں بتاؤ جو یہ تم ذکر کرتے ہو اس کے متعلق کوئی سند ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا واہ سبحان اللہ۔ قرآن مجید تو شروع سے آخر تک ذکر اللہ کے متعلق علی الاعلان ارشاد فرما رہا ہے۔ اور سارے کا سارا ہی سند ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترضین نے قرآن مجید پڑھا ہی نہیں۔ ورنہ ایسا اعتراض اور سوال نہ کرتے۔ لو ایک آیت مجید بتاتا ہوں۔ جس میں بڑے بڑے نکات اور ذکر اللہ کے متعلق فضیلت ظاہر ہے۔ ساری آیت بھی نہیں بلکہ وہی حصہ جو ذکر کے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے۔ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور بکثرت ذکر کرنے والی عورتیں، تیار کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کی خاطر بخشش اور بہت بڑا ثواب۔

Marfat.com
Marfat.com

اب فضیلت تو ذکر اللہ کی اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا کو لے کر لکھنے لگو تو پوری ایک کتاب بن جائے گی بلکہ کتاب کیا چیز ہے ختم ہونے میں نہ آئے گی اور جو ذاکر ہیں انہیں شک بھی نہیں۔ لہٰذا فضیلت تو ذاکرین کی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات ہی جانتی ہے اسی کے سپرد کرو۔ باقی رہا اس ذکر کے متعلق تو اس پوری آیت مجید میں پیچھے تمام اوصاف بیان کیے گئے۔ مسلمان ہونا' مومن ہونا' نماز پڑھنا' راست بازی' صبر' خشوع' صدقہ دینا' روزہ رکھنا' پاکدامنی وعصمت وغیرہ۔ اب صاف لفظ ذکر اور اس پر بکثرت ذکر کرنا کیسی کھلی اور صریح و بین دلیل ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کا شائبہ نہیں۔ اس میں بہت سے نکات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جیسے مرد ذکر اللہ کا بکثرت کر کے مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا کے انعام واکرام کا مستحق ہوسکتا ہے۔ عورتیں بھی ذکر کثیر کی برکت سے اس انعام کی مستحق ہوسکتی ہیں۔ علاوہ اس کے نماز اور قرآن مجید کی تلاوت مستورات کو ایام معینہ میں معاف ہوتی ہے۔ مگر یہ ذکر جو مشائخ طریقت میں مروج ہے ان دنوں میں بھی منع نہیں آیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذکر کثیر اسی کو فرمایا گیا کہ کسی حال میں بھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا برگزیدہ ومقبول بنایا اور تم بمعہ اپنے بھائی کے ہماری آیات بینات لے کر فرعون کے پاس جاؤ اور اسے اچھی ونرم کلام سے سمجھاؤ شاید وہ سوچ سمجھ کر راہ راست پر آجائے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے مولا میں تن تنہا اور تیرا ایک فقیر بندہ۔ وہ فرعون سرکش اور بڑی افواج والا بادشاہ۔ تو اللہ کریم نے فرمایا: وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ۔ یعنی تم اور ہارون دونوں میرے ذکر میں سستی وغفلت نہ کرنا۔ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی ۔ نہ ڈرو تم میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں تمہاری باتوں کو اور دیکھتا ہوں تمہاری حالت کو۔ تو یہاں ذکر میں ہوشیار رہنے کا ارشاد فرمایا: اس میں نکتہ یہی ہے کہ ذاکر کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ تو جس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جائے اس کے مقابلہ میں ایک فرعون نہیں بلکہ بیسیوں فرعون جیسے اور فرعون بھی ہوں تو کیا کر سکتے ہیں۔ یہ معیت بغیر ذکر الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب آقائے نامدار جناب رسالت مآب ﷺ بوقت ہجرت بمعیت

Marfat.com
Marfat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ شریف سے چل کر غار ثور میں قیام پذیر ہوئے اور کفار مکہ خاص غار کے منہ پر پہنچ گئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ اگر یہ کفار اپنے پاؤں پر بیٹھ کر غار کے اندر نگاہ کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یعنی اے پیارے فدائی وشیدائی صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) فکر نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ تو یہ معیت الٰہی محض ذکر اللہ کے باعث تھی۔ اے دوستو اگر تم چاہتے ہو کہ یہ معیت الٰہی تمہیں بھی میسر ہو تو ہمہ تن بکمال ہمت ذکر الٰہی میں مشغول ومصروف رہا کرو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ ذاکر کو مذکور کی معیت حاصل ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت سے محروم نہ چھوڑے۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ ذاکرین کو خوشخبری اور بشارت دیتا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ۔ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ بشارت دو ان نرم دل لوگوں کو کہ جب وہ ذکر اللہ کرتے ہیں تو ان کے قلوب اشتیاق اور فرط محبت سے تھرتھراتے ہیں۔ کہ یہ ذکر الٰہی ان کیلئے دارین میں باعث خیر وبرکت ہے۔ ایک دوسری آیت مجید میں بھی ذکر کی فضیلت آئی ہے۔ یہاں تک کہ ذاکر کو ہدایت یافتہ کہا گیا اور علی الاعلان فرمایا کہ یہی ذاکر اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ہیں۔ ارشاد ہوا ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ یعنی ان کے اجسام وقلوب ذکر اللہ پر نرم ہوتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔ یونہی ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دراصل ہدایت اسی پر ہے۔ کہ انسان اپنے خالق کے ذکر میں ہر گھڑی اور ہر لحہ مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ کو ذکر نہایت ہی پسند ومرغوب ہے۔ اسی لیے بار بار بتاکید ذکر کیلئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ جیسے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۔ یعنی تمام ماسوا سے دل کو فارغ کر اور اپنے خالق کے اسم پاک کا ذکر کر۔ ذکر کے فضائل بیشمار ہیں۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے کہ تم ان مخالفین ذکر اللہ اور دنیائے دوں میں مستغرق لوگوں کو لہو ولعب میں رہنے دو۔ اور اللہ اللہ کے ذکر میں مصروف

Marfat.com
Marfat.com

رہو۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ ۔ اس کی برکت سے خواہ کیسا ہی گنہگار اور ظالم انسان ہو۔ جب ذکراللہ میں مصروف ہو کر خداوند کریم سے بخشش چاہے وہ خداوند کریم ورحیم ذکراللہ کے طفیل تمام قصور اور گناہ بخش دیتا ہے۔ جس پر قرآن مجید کی یہ آیت مجید شاہد و دال ہے: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ﴿یہاں تک وہ فضائل جو حضرت صاحب ﷫ کی زبان معارف بیان سے بحوالہ قرآن مجید سماع میں آئے تحریر کیے گئے ہیں۔ اب وہ فضائل جو حضور عالی کی زبان حقائق بیان سے بحوالہ احادیث یا بحوالہ اقوال اولیائے امت مرحومہ سماع میں آئے ہیں۔ تحریر کرتا ہوں۔﴾

حضرت صاحب ﷫ نے فرمایا کہ ہر ایک عبادت محدود ہے اور بامر مجبوری بعذر مسموع۔ مگر ذکراللہ تعالیٰ کا نہ محدود نہ بعذر مسموع۔ بلکہ ہر حال ہر وقت ہر لحہ ہر آن میں مطلوب ومحمود ہے۔ ترغیب میں آیا ہے کہ حضرت یحیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے ایک ذکر کثیر ہے۔

ذکر کے فضائل میں حضرت صاحب نے فرمایا: کہ حضرت ابوسعید خدری ﷛ آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اذکروا اللّٰہ حتّٰی یقال انکم مجنون ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تم کو مجنون کہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے حضرت انس ﷛ کی والدہ سے فرمایا: کہ حق تعالیٰ کے حضور میں تو ذکر سے افضل ومحبوب تر اور کوئی شے پیش نہیں کر سکتی۔ اور بہشت میں جنتیوں کو کسی بات کی حسرت نہ ہوگی۔ مگر دنیا میں جو وقت بغیر ذکر گزرا ہوگا اس کی انہیں وہاں جنت میں بھی حسرت ہوگی۔

فرمایا حضرت صاحب ﷫ نے کہ حضرت ابوہریرہ ﷛ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فرماتا ہے اللہ تعالیٰ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجلس میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے تو میں اس کی مجلس سے بہتر مجلس میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت

Marfat.com
Marfat.com

نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ اس حدیث کو مسلم' بخاری' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ سب نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے علاوہ فضیلت ذکر کئی اور فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ سب سے اول اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ ذاکر کے ہمراہ رہتا ہے۔ یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں بھی آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنے بندے کے ہمراہ ہوں۔ جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میری یاد میں ملتے ہیں۔ اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے صحیح کہا۔ پس جب اللہ تعالیٰ ساتھ ہوا تو اور کیا چاہیے۔ سارے کام دین و دنیا کے بن گئے۔ اور جو شخص خداوند کریم کا ذکر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے دور رہتا ہے۔ بھلا بتاؤ پھر کون اس کا یارومددگار بن سکتا ہے۔ اسی حدیث سے یہ فائدہ بھی مستفاد ہوا۔ کہ ذکر اللہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ذکر قلبی اور ذکر لسانی۔ یہ مسلمہ امر ہے یاد رکھو۔ کہ ذکر قلبی کا اثر بہت قوی اور بزرگترین ہے۔ اسی کو ذکر خفی بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ذکر لسانی سے ذکر خفی ستر درجہ افضل ہے۔ یہ ایسا ذکر ہے جس کو فرشتے اعمال نویس بھی نہیں سن سکتے۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مخلوق کو جمع کرے گا اس وقت اعمال لکھنے والے فرشتے اعمال نامے لائیں گے۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا یا سنا ہوگا وہ اعمال ناموں میں لکھا ہوگا اور حضور خداوندی میں پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ کہ اس کے واسطے کچھ باقی رہا ہے یعنی کوئی ایسا عمل رہ تو نہیں گیا جو بندہ نے کیا اور لکھا نہ گیا ہو۔ فرشتے عرض کریں گے بارالہ ہم نے جو کچھ دیکھا اور سنا سب اس اعمال نامہ میں درج کیا۔ کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ اس وقت حق تعالیٰ بندے کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ تحقیق تیرے لیے میرے پاس ایک نیکی ہے' جس کو تو نہیں جانتا' اور میں تجھ کو اس کا بدلہ دونگا۔ وہ ذکر خفی ہے۔ ذکر کیا اس کو علامہ جلال الدین سیوطی اور حضرت ملا علی قاری صاحبان نے۔ اور یہی ہمارے مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ کیلئے ایک بڑی حجت و دلیل ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

نیز اسی ذکر کی تعلیم کیلئے اللہ کریم نے فرمایا حضرت ﷺ کو واذکر ربك فی نفسك ۔یعنی ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا اپنے دل میں۔تیسرا فائدہ جو اس حدیث شریف مذکورہ سے نکلا وہ یہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھ کر ذکر کرنا بھی موجب اجر عظیم ہے۔ذکر زبانی کا یہ فائدہ ہے کہ جب کوئی گناہ سامنے آتا ہے تو بندہ خداوند کریم سے ڈر کر اس کو یاد کر کے اس سے کنارہ کرتا ہے اور باز رہتا ہے۔ایسے ذاکر کی زبان سے کوئی بری بات نہیں نکلتی۔اس کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ جس منہ سے میں اللہ کا نام لیتا ہوں اسی منہ اور زبان سے فحش کلام اور بے حیائی وسخن ناہموار کیسے نکالوں۔وہ اس بات سے بھی شرم کرتا ہے کہ میں اب کسی شخص کی غیبت کیوں اور کیسے کروں کس طرح جھوٹ بولوں۔سو یہ ذکر ہر مصیبت ظاہری و باطنی سے بچاتا ہے اور آخرت میں نجات دلاتا ہے۔وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب اور سعادت مند ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے ذکر وفکر کی توفیق عنایت فرمائی ہو اور اس سے بڑھ کر بدبخت اور روسیاہ کوئی نہیں جس کا تمام وقت واہیات باتوں اور نکمے کاموں میں گزر جاتا ہو۔نہ کبھی ذکر کیا ہو نہ فکر۔ایسے شخص کے خاتمہ کا اللہ ہی حافظ ہے۔فرمایا جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبداللہ بن بشر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ احکام اسلام اور قسم نوافل اس قدر ہیں کہ ان کے ادا کرنے سے عاجز ہوں۔مجھے کوئی ایسا ورد یا عمل فرمایئے کہ کرنے میں آسان ہو اور اجر وثواب میں بہت ہو اور کسی وقت یا جگہ اور کسی حالت پر موقوف بھی نہ ہو تا کہ میں اس پر عمل پیرا ہوں۔جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ ذکر اللہ سے ہر دم اور ہر آن اپنی زبان کو تروتازہ رکھ اور ہمیشہ اس میں شاغل رہ۔اس حدیث میں جو زبان کا لفظ ہے مضمون اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ زبان وقلب ہر دو سے مراد ہے۔کیونکہ یہ ہر آن اور ہمیشہ کا عمل بغیر قلب ناممکن ہے۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔کہ آخری بات جو میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ومرغوب ہے۔تو ارشاد فرمایا کہ تیرا مرنا اس حالت میں ہو کہ تیری زبان ذکر اللہ سے تر ہو۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: لِكُلِّ شَيْءٍ

Marfat.com
Marfat.com

صِقَالة و صقاله القلوب ذكر الله ۔یعنی ہر چیز کی صفائی کیلئے ایک صقالہ ہوتا ہے۔ دلوں کی صفائی کیلئے اللہ تعالیٰ کا ذکر صقالہ ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے عذاب اور قہر سے نجات دینے والی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا فی سبیل اللہ جہاد بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ اگر چہ مجاہد فی سبیل اللہ اتنا لڑے کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ مکرر فرمایا کہ اگر غازی اپنی تلوار یہاں تک کفار اور مشرکین پر چلائے کہ ٹوٹ جائے۔ اور خون سے لتھڑ جائے۔ تو بھی ذاکر درجہ میں افضل وارفع واعلیٰ ہیں۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ ہی حدیث جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں ذکر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خداوند تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔ اسی حدیث کو حضرات احمد وابویعلیٰ وابن حبان وحاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی صحیح اسناد سے بیان کیا ہے۔ پس دوستو ضروری اور لازمی جانو ذکراللہ کو۔ اور لوگوں کے کہنے اور طعنہ زنی پر نہ جاؤ۔ اپنے مالک وخالق کے ذکر میں بذوق وشوق مصروف رہو۔ لوگ دیوانہ کہیں تو کہنے دو۔ ریاکار کہیں تو کہنے دو۔ تم اپنی نیت کو خالص رکھو۔ اور کسی کے کہنے کی پرواہ نہ جانو۔ اس میں شک نہیں کہ ذاکرین کے ساتھ اکثر ایسے لوگ رہے۔ اور آئندہ بھی تا قیامت یہ فرقہ ساتھ ہی رہے گا۔ ان کی باتوں سے دل تنگ نہ ہو۔ اور ذکراللہ کو نہ چھوڑو۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اس قسم کے لوگ موجود تھے جو ذاکرین اللہ کو مضحکہ واستہزا سے پیش آیا کرتے اور ان کو ریاکار کہا کرتے تھے۔ اس امر کا ثبوت یہ حدیث شریف دے رہی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکروا اللہ ذکراً حتیٰ یقول المنافقون انکم راؤن ۔یعنی تم اللہ تعالیٰ کا ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تم کو ریاکار کہیں۔ اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی آیا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہ اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں درہم بانٹتا ہو اور دوسرا ذکر میں لگا ہو تو وہ ذاکر جو ذکرالٰہی میں مصروف

Marfat.com
Marfat.com

ہے اس درہم بانٹنے والے اسے بہتر و افضل ہے۔ بہرحال ذکر اللہ تعالیٰ کا تمام عبادتوں سے بہت بڑا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔ کہ فرمایا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بہت کلام نہ کیا کرو۔ کیونکہ بہت کلام کرنا بغیر ذکر اللہ کے دِل کی سختی اور قساوت کا سبب ہے۔ اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہے۔ ترمذی میں بھی یونہی آیا ہے۔
اس ارشاد نبوی میں واہیات اور بیہودہ باتوں سے منع کیا گیا ہے۔ اور ذکر اللہ کی ترغیب فرمائی گئی۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت لائے ہیں جو بوجہ طوالت تمام چھوڑ کر صرف ذکر کی فضیلت کے متعلق جو حصہ ہے سناتا ہوں۔ کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تو ان کو جن پانچ امور کے بجالانے کا حکم ہوا تھا ان میں سے ایک ذکر اللہ تھا۔ حکم ہوا کہ ذکر اللہ بہت کثرت سے کیا کرو۔ اور اس پر یہ مثال بیان فرمائی کہ جیسے ایک قوم کے واسطے ایک قلعہ ہو اور ان کے قریب ہی ان کا دشمن ہو۔ پس دشمن حملہ کرنے کو آجائے تو وہ قوم اپنے قلعہ میں داخل ہو کر دروازے بند کر لے۔ پس جس طرح یہ قوم اپنے دشمن سے بچ گئی اسی طرح ذاکر اپنے دشمن شیطان لعین سے بچ جاتا ہے۔ ذاکر گویا ذکر اللہ کے قلعہ میں آجاتا ہے جہاں نہ شیطان کی پیش جاتی ہے نہ کسی اور کی۔ سبحان اللہ وبحمدہ ذکر کے فضائل لاتعدولاتحصٰے ہیں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر انسان سوتے وقت ذکر کرتے سو جائے تو جب تک سویا ہوا ہے ذاکروں میں شمار کیا جائے گا۔ اس کا ایسی حالت میں سونا بھی ذکر ہی ہو جائے گا۔ حدیث قدسی میں بھی ایسے ہی آیا ہے۔ مامن عبد یضع جنبہ علی الفراش فیذکر اللہ تعالیٰ فیدرکہ النوم وھو کذالک الاکتب اللہ لہ ذاکراً الی ان یستیقظ ۔ یعنی اگر کوئی بندہ بستر پر سوتے وقت اللہ کے ذکر میں سو جائے تو جاگنے تک اللہ تعالیٰ اس کو ذاکر لکھتا ہے۔ کس قدر اس خالق کی مہربانی و شفقت ہے کہ بندہ تو سو رہا ہے مگر مولا کریم اس کو ذکر کرنے والوں میں شمار فرما رہا ہے۔ حضرت

Marfat.com
Marfat.com

فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو بکثرت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہا کرو تا کہ ہر قسم کی برائیوں سے بچے رہو۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دنیا کی باتیں کر رہا ہے ٹھہر گئے اور فرمایا کہ کیا تو اس بات سے بے خوف ہے کہ اس کلام کے سبب تجھ پر عذاب ہو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تو ایسی کلام کیوں کرتا ہے جس میں ثواب کی امید بھی نہیں اور عذاب سے بے خوفی بھی نہیں علیك بذكر الله یعنی تجھ پر اللہ کا ذکر کرنا واجب ہے۔ کسی اللہ والے نے انہی حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی کہ اے معلم خیر۔ مجھے کچھ نیک ہدایت فرمائیے۔ حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الخير كله في ذكر مولاك والشر كله في حب دنياك۔ یعنی سب بھلائی اور نیکی تیرے مولائے کریم کے ذکر میں ہے۔ اور تمام برائی و بدی دنیا کی محبت میں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کو بمعہ تمام یاران طریقت اپنے ذکر و فکر میں شاغل رہنے کی توفیق رفیق کرے اور حب دنیا اور اس کی تمام برائیوں سے محفوظ و ماموں رکھے۔ آمین۔

ذکر کی فضیلت میں یہ بھی فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذاکر کو اللہ تعالیٰ بغیر طلب اور بن مانگے وہ نعمتیں عطا فرماتا ہے جو سائلین سے بہت بڑھ کر ہوتی ہیں۔ من شغله ذكري عن مسئلتي اعطيته فوق ما اعطى السائلين۔ یعنی جس شخص کو میرے ذکر نے اس بات سے روک رکھا کہ وہ مجھ سے کچھ سوال کرے تو میں اس کو سائلوں سے بڑھ کر عطا کرتا ہوں۔ الغرض ذکر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑی اور اعلیٰ اور افضل عبادت ہے۔ باقی تمام عبادات کا وقت اور مقدار مقرر ہے مگر ذکر اللہ کا نہ تو کوئی وقت مقرر ہے اور نہ ہی مقدار۔ ذکر اللہ میں ہر آن مصروف رہنا اور بکثرت ذکر کرنا قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فاذا قضيتم الصلوة فاذكروا الله قيامًا وقعودًا وعلى جنوبكم کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ رات دن خشکی میں سمندر میں سفر میں حضر میں اور غنا و فقر میں بیماری وصحت اور پوشیدہ وظاہر۔ الغرض ہر حال ہر آن ہر جگہ جیسے بھی اور جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہو۔ مسلم و بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر مثل الحی والمیت ۔ مثال اس شخص کی جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس شخص کی جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی ہے۔ یعنی ذاکر بمنزلہ زندہ کے ہے اور غافل ذکر الٰہی سے بمنزلہ میت ہے۔ اگرچہ دنیاوی رسم و رواج کے مطابق دونوں زندہ معلوم ہوتے ہیں مگر وہ زندگی جو حیات ابدی و حقیقی ہے۔ بغیر ذکر الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور ذکر ہی وہ چیز ہے جو مردہ اور غافل دلوں کو زندہ و بیدار کرسکتی ہے اور معرفت حق سبحانہ کا سبب ہے۔ اور ذکر ہی میں یہ اثر ہے کہ جنت کی ابدی و دائمی حیاتی کے لائق بنا سکتا ہے۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔

زندگانی نتوان گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آن است کہ بادوست دصالے وارد

فرمایا جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ انسان کی بزرگی اور شرافت وفضیلت کہ جس کی وجہ سے یہ حضرت انسان تمام مخلوق پر فائق ہے۔ معرفت الٰہی ہے۔ معرفت الٰہی کی استعداد کا تعلق دل سے ہے۔ دوسرے اعضا کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں۔ دیگر تمام اعضا دل کے تابع ہیں اور دل بمنزلہ بادشاہ اور دیگر تمام اعضا رعیت کی حیثیت رکھتے ہیں اور دل کا اطمینان وتسکین اور استعداد معرفت الٰہی تمام تر ذکر اللہ پر منحصر ہے۔ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔ قرآن پاک اس پر شاہد ہے۔ پس جو شخص اس شرافت و فضیلت انسانی کا خواہشمند ہے اس کیلئے نہایت ضروری و لابدی امر ہے کہ ذکر اللہ میں کوتاہی نہ کرے اور ہر وقت اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھے۔

اوقات ہماں بود کہ بایار بسر رفت
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خردی بود

مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو تشریف لے جارہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر جمدان پہاڑ پر ہوا جو مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیز تیز چلو جمدان پہاڑ نزدیک آ گیا

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ سبق المفردون قالوا وماالمفردون یارسول اللہ ۔ قال الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات ۔یعنی آدمیوں میں سے اپنے آپ کو جدا کرنے والے اور اکیلے چلنے والے آگے بڑھ گئے۔ یاروں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ لوگ کون ہیں اور مفردون سے کیا مراد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرتے ہیں۔ یعنی لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو خاص اللہ ہی کی عبادت اور ذکر کے واسطے خالص کرلیا ہے اور خداوند کریم کی یاد کیلئے لوگوں سے خلوت اور تنہائی اختیار کرلی ہے اور خلق سے گوشہ پکڑلیا اور ماسوائے حق کو چھوڑ دیا ہے۔ دوستوں اور خویش و اقارب کی محبت اور شہوت کے تمام اسباب چھوڑ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے ہیں۔ یہ ہی مقام تفرید ہے۔ اس کے متعلق خالق کا ارشاد ہے: وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً ۔ از ہمہ بگسل و باو پیوند۔ سب سے منہ موڑ اور اپنے خالق سے رشتہ جوڑ۔ مگر افسوس ہماری حالتوں پر کہ بات بات میں نفس و شیطان کے مکروفریب میں جکڑے ہوئے اور نفس کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے اللہ کریم کے ذکروفکر سے منہ موڑ کر خواب غفلت میں ایسے سوئے ہیں کہ جگانے پر جاگتے ہی نہیں۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

قولِ دشمنے پیمان دوست بشکستی
ببیں کہ ازکہ بریدی وباکہ پیوستی

یعنی شیطان اور نفس کے کہنے پر عمل کر کے تو نے اپنے حقیقی دوست یعنی حق تعالیٰ کے وعدۂ حق کو توڑ دیا۔ اے انسان نادان ذرا دیکھ اور سوچ تو سہی کہ کس سے تو نے تعلق توڑا۔ اور کس کے ساتھ جا دوستی گانٹھی۔ بعض کہتے ہیں کہ مفردون وہ ہیں جو غیر اللہ کو مانتے ہی نہیں ایک ہی کہتے ایک ہی جانتے ایک ہی دیکھتے ہیں۔ ہمہ تن ذکر ہی کیلئے خالص ہوتے ہیں۔ "مشارق" میں لکھا ہے کہ فردالرجل اس وقت بولتے ہیں جب آدمی اپنے تمام مال و اسباب اور جائیدا کو راہ خدا میں خرچ کردے اور پھر مخلوق سے گوشہ خلوت اختیار کرلے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوجائے۔ قاموس میں بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ ترمذی کی روایت میں المفردون کی جگہ المستھترون یضع الذکر عنھم اثقالھم فیاتون یوم القیامۃ خفافاً

Marfat.com
Marfat.com

-آیا ہے- یعنی وہ لوگ جو ذکر اللہ میں فریفتہ وشیدا اور عاشق ہیں- اس کی یاد کے سوا بات نہیں کرتے اور نہ کسی اور کو سوا اس کے یاد کرتے ہیں- ذکر الٰہی ان کے گناہوں کے بھاری بوجھوں کو ان کے جسم سے اتار دیتا ہے- اور قیامت کے روز وہ لوگ گناہوں سے پاک و صاف ہلکے پھلکے اور بے تعلق ہو کر آویں گے-

فرمایا جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کی فضیلت میں حضرت امام مالک واحمد وترمذی وابن ماجہ وغیرہ نے ایک حدیث ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے- کہ فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمام اعمال سے اچھا اور افضل ہو- اور تمہارے شہنشاہ خداوند کریم جل وعلیٰ کے نزدیک تمہارے تمام عملوں سے زیادہ پاکیزہ تر اور پسندیدہ ومرغوب ہے- اور تمہارے درجات کو تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے- اور اللہ تعالیٰ کے رستہ میں سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر واچھا ہے- اور وہ بہتر ہے تمہارے لیے اس سے بھی کہ جہاد فی سبیل اللہ میں تم دشمنوں کا مقابلہ کرو- پھر تم ان کی گردنیں مارو- اور وہ تمہاری گردنیں ماریں- اصحاب رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایسا عمل ہمیں ضرور بتلائیے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے- اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی فضیلت اتنی ہے جو صدقہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر تمام عبادات پر فوقیت رکھتی ہے- غور وخوض کرو دوستو- اور اس وقت وفرصت کو غنیمت جانو اور لو حصہ اپنا- مسند احمد وترمذی میں عبداللہ ابن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ لوگوں میں سے کون اچھا آدمی ہے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوشخبری اور مبارک ہے اس آدمی کیلئے جس کی عمر طویل اور اعمال صالحہ کیے ہوئے- اعرابی نے پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب عملوں سے زیادہ بہتر اور افضل کونسا عمل ہے- تو فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ اچھا عمل یہ ہے کہ اس دنیائے دوں سے جدا ہوتے وقت تو ایسے حال میں جائے کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو- یعنی ایسا ذکر جاری ہو جو مرتے دم تک غفلت پاس نہ پھٹکے- اور تو یاد الٰہی میں ہنستے ہنستے

Marfat.com
Marfat.com

کوچ کرے۔ اور بخوشی عالم عقبیٰ کا راہ لے۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
آنچناں زی کہ وقت مردن تو
ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

یعنی جب تو پیدا ہوا تھا تو تمام خوش تھے مگر تو نالاں و گریاں تھا۔ اب زندگی ایسے حال میں گزار کہ مرتے وقت تو خنداں جائے اور سب تجھے روویں۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں ام حبیبہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب آنحضرت ﷺ نے آدمی کی ہر ایک کلام جو اس کے منہ سے نکلتی ہے سوائے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ذکر اللہ کے اس کے واسطے وبال اور عذاب و موجب ندامت و حسرت ہوگی۔ لہٰذا بڑا ضروری اور لازمی امر ہے کہ انسان اپنی قیمتی اور تھوڑی سی عمر کو بیہودہ امور میں ضائع و برباد نہ کرے۔ فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے احمد و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا کہ کہا انہوں نے ہم ایک مرتبہ سفر میں جناب سید الکونین ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آیت مجید: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الخ۔ نازل ہوئی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ آیت سونے اور چاندی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ کاش کہ ہمیں معلوم ہوتا کہ کونسا مال افضل اور بہتر ہے۔ تاکہ ہم اس کو لیتے اور ایسی وعید کے مستحق نہ بنتے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب مالوں سے اچھا مال زبان ذاکر اور دل شاکر اور ایماندار بیوی ہے۔ جو اپنے خاوند کو ایمان اور خدا یادی میں مدد دے۔

بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے شیطان انسان کے دل پر بیٹھنے اور اس کے ساتھ چمٹنے والا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دور بھاگ جاتا ہے اور نزدیک نہیں آسکتا۔ جس وقت انسان ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں برے برے وساوس ڈالتا ہے۔ اس لئے جو شخص شیطان اور اس کے وساوس سے بچنا اور محفوظ رہنا چاہے وہ ہر وقت ذکر الٰہی میں ہوشیار و

Marfat.com
Marfat.com

بیدار رہنے کی کوشش میں لگا رہے۔ ذکر اللہ کی فضیلت میں ایک اور بہت عمدہ حدیث شریف آئی ہے۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے پہنچی ہے کہ جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں کچھ جمعیت بھاگ جائے۔ مگر بعض دلیر اور شجاع نہایت دلیرانہ مقابلہ میں ڈٹے رہیں۔ اور غافلوں میں ذکر کرنے والا خشک درخت میں سرسبز اور شاداب شاخ کی مانند ہے۔ بلکہ ایک روایت میں آیا ہے بہت سے خشک درختوں میں ایک سبز اور بارآور درخت کی طرح ہے۔ اور غافلوں میں ذکر کرنے والا اندھیرے گھر میں چراغ کی طرح ہے۔ غافلوں میں ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں اس کی جگہ جنت میں دکھا دیتا ہے۔ غافلوں میں ذکر کرنے والے کے گناہ ہر بولنے والے اور نہ بولنے والے جاندار کے شمار جتنے بخشے جاتے ہیں۔ اس حدیث میں ذاکر کی بے شمار فضیلتیں آئی ہیں۔

ایک تو مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ۔ دوسرے سرسبز اور بارآور درخت کی مثال کہ ہر وقت خوش وخرم رہتا ہے۔ تیسرے اس کا قلب نور معرفت سے روشن اور لبریز رہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ ذاکر اپنی جگہ جنت میں اس دنیاوی زندگی کے اندر ہی دیکھ لیتا ہے۔ پانچویں یہ کہ اس کے گناہ انسانوں اور حیوانوں جتنے بھی ہوں تو بخشے جاتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے۔ اور نفاق سے برأت ہے۔ شیطان سے بچنے کیلئے قلعہ ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہے۔ سبحان اللہ وہ دل کیا ہی خوش نصیب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہے۔ اور کیا ہی نیک بخت وہ آنکھ ہے جو شوق لقاو دیدار میں گریاں ہے۔

بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت عرش مجید کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل، دوم وہ جوان جس نے اپنی جوانی اطاعت وعبادت الٰہی میں بسر کی ہو، سوم وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجدوں میں لگا رہے، چہارم وہ جنہوں نے محض اللہ ہی کے واسطے ایک دوسرے سے محبت اختیار کی ہو، اسی محبت میں جمع ہوویں اور اسی پر الگ ہو جائیں، پنجم وہ آدمی جسے

Marfat.com
Marfat.com

کوئی خوبصورت و مالدار عورت اپنی طرف زنا کیلئے راغب کرے اور وہ آدمی کہدے کہ میں خالق سے ڈرتا ہوں اور اس فعل بد سے بچ جائے' ششم وہ آدمی جو پوشیدہ صدقہ دے' ہفتم وہ مرد خدا جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور پھر وفورِ محبت یا غلبہ خوف کے باعث رویا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر تشریف فرماتھے۔ میں بھی ان کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوگانہ نماز ادا کی اور روبقبلہ بیٹھ گئے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دو چشم سے سیل اشک رواں۔ ایسے کہ ریش اور سینہ مبارک سے ہوتے ہوئے زانوے مبارک پر گر کر زمین پر جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھ کر مجھ سے بھی نہ رہا گیا اور میں بھی زار زار رونے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے انس (رضی اللہ عنہ) میں تیری آنکھوں کو تر دیکھتا ہوں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کا رونا دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں بھی بے اختیار رونے لگا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا انس **طوبیٰ لمن تحرك لسانهٔ بذكر الله وفاضت عينناه** ۔ مبارکبادی اور خوشخبری ہے واسطے اس شخص کے جس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حرکت کرے اور اس کی آنکھوں سے اشک رواں رہیں۔ ذکر کی حالت میں رونا دو ہی وجہ سے ہوتا ہے اول تو غلبہ شوق دیدار الٰہی دل میں جوش مارتا ہے اور ذاکر کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں یا بوجہ خوف الٰہی گریہ کی حالت غالب ہو جاتی ہے جیسے کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ذکر کی حالت میں رو رہے تھے یاروں نے عرض کیا اور سبب رونے کا پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس خوف کے مارے روتا ہوں کہ واللہ اعلم درگاہ الٰہی میں میرے اس ذکر کی کچھ قدر بھی ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں دل کی غفلت پر روتا ہوں کہ زبان تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف و شاغل ہے اور دل خواب غفلت میں محو اور غافل ہے۔ ایسے شخص کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ **ويل لمن ذكر الله بلسانه وقلبه غافل عما قال** ۔ یعنی ہلاکت ہے اس آدمی کیلئے جس کی زبان تو ذکر کرے اور دل غافل ہو اس سے جس کا ذکر کر رہا ہے۔ اللہ کریم ایسے غافلوں

Marfat.com
Marfat.com

سے بچنے کیلئے تاکید فرماتا ہے۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا ۔ یعنی ایسے آدمی کی اطاعت مت کرو اور اس کے پاس مت بیٹھو جس کا دل ہمارے ذکر سے غافل ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ڈرنے والوں کا ذکر بیقراری و بے چینی پیدا کرتا ہے اور رجوع کرنے والوں کا ذکر طلب شوق اور دیدار کو بڑھاتا ہے۔ مجنون اور عاشق کا ذکر طرب وخوشی پیدا کرتا ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے قلب کو اللہ کی یاد سے ہر دم تر وتازہ رکھے تاکہ سرور جاودانی اور حیات ابدی حاصل ہو جائے۔

ذکر کی فضیلت میں فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ''ترغیب'' میں ذکر آیا ہے کہ کسی شخص نے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ای المجاھدین اعظم اجراً۔ یعنی مجاہدین میں سے بڑے اجر والا کون ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اکثرھم للہ تبارك وتعالیٰ ذکراً ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والا ہے۔ پھر سائل نے پوچھا ای الصالحین اعظم اجراً ۔ جواب ملا۔ اکثرھم للہ تبارك وتعالیٰ ذکراً۔ اس کے بعد سائل نے نماز پڑھنے والوں، زکوٰۃ دینے والوں، حج کرنے والوں، صدقہ وخیرات دینے والوں کے متعلق بتدریج سوال کیے۔ تمام کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اکثرھم للہ تبارك وتعالیٰ ذکراً ۔ یعنی ان میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرنے والا ہے وہی بڑے اجر والا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا یا اباحفص ذھب الذاکرین بکل خیر ۔ یعنی اے اباحفص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے سب کی سب بھلائی و بہتری یعنی ہر کار خیر میں انہی کو فضیلت ہوئی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک انہی یعنی ذاکرین کو فضیلت ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بکثرت ذکر اللہ کرنے والا بڑے اجر کا مستحق ہوا۔

ذکر کے فضائل کے متعلق فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ابن آدم تو مجھے ایک ساعت صبح اور ایک ساعت عصر کے بعد یاد کرلیا کر میں تجھے ان دونوں کے درمیان کفایت کرونگا۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

بعض علمائے ربانی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس بندے کے دل پر مطلع ہو کہ میں دیکھ لیتا ہوں کہ میرے ذکر سے تمسک کرنا اس پر غالب ہے۔ تو میں اس کے تمام انتظام و اہتمام کا کفیل ہوتا ہوں۔ اس کا ہمکلام اور انیس و ہم جلیس ہوتا ہوں۔ یہ بھی آیا ہے کہ اس دنیائے دوں سے تمام نفوس پیاسے اور تشنہ لب نکلیں گے۔ بغیر ذاکرین اللہ کے۔ سو دوستو قبل اس وقت کے کہ تم یہاں سے کوچ کرو ایسے عمل میں کوشاں رہو کہ تم پیاس اور تشنگی کی حالت میں نہ جاؤ بلکہ تر و تازہ اور خوش بخوش و خنداں کوچ کرو اور اللہ تعالیٰ تمہارا جلیس و انیس اور دوست ہو۔ جس پر انا جلیس من ذکرنی ۔یعنی جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوں اور من اکثر ذکر اللہ فقد احبہ اللہ ۔ جو شخص بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔ احادیث قدسی نبوی ﷺ شاہد ہیں اس سے بڑھ کر اور کوئی فضیلت نہیں۔ اسی ذکر سے یہ انسان کا گندا وجود پاک ہوتا ہے۔

ذکر گو ذکر کرتا ترا جان است
پاکیٔ دل ز ذکر رحمٰن است

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے در بارہ فضیلت ذکر اللہ۔ کہ ایک بزرگ مخلص بخاقانی ہوئے ہیں۔ انہوں نے صرف چند لفظوں میں کیا عمدہ بات کہی ہے اور وہ یہ ہے۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

علاوہ ازیں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نصیحت فرمائی ہے اور ذکر کی ترغیب دی ہے کہ یہ تیرا گندا وجود کسی کام کا نہیں۔ اگر اس کو کام کا بنانا ہے تو حق تعالیٰ کے ذکر کی مشک و خوشبو اپنے دل کو لگا یعنی ذکر اللہ میں مشغول رہو۔ سبحان اللہ وبحمدہ کہ مولانا صاحب کیسی حکمت اور دانائی سے سمجھاتے ہیں۔

در زمین دیگراں خانہ مکن — کار خود کن کار بیگانہ مکن
کیست بیگانہ تن خاکی تو — کز برائے اوست غمنائی تو
تا تو تن را چرب و شیریں میدہی — جوہر جاں را نہ بینی فربہی

Marfat.com
Marfat.com

گرمیان مشک تن راجا شود روز مردن گندہا پیدا شود
مشک رابرتن مزن بردل بمال مشک چہ بوداسم پاک ذوالجلال

حقیقت ہی یہی ہے اور یہ مسلمہ و متفقہ امر ہے کہ تزکیہ نفس بغیر ذکر اللہ تعالیٰ کے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ذکر کی فضیلت میں حضرت مولانا عبدالصمد صاحب خلیفہ جناب حضرت شاہ نامدار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے۔

یاد کر تو یاد کر تو یاد کر غفلت اپنی یاد سے آزاد کر
دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ اہل شوق ذکر سے حاصل ہے جن کے دل کو ذوق
حق چہ باشد یاد آں یزدان پاک کے بداند قدر او ایں مشت خاک
سب عباداتوں سے بہتر ذکر حق یہ حدیث مصطفیٰ ﷺ سے پڑھ سبق
دیکھ کیا لکھتے ہیں وہ اے نیک نام جو کہ گزرے دین میں عالی مقام
یاد او سرمایہ ایماں بود ہر گدا از یاد او سلطان بود
چیست سلطانی و درویشی بداں یاد آں جاں آفرین انس و جاں
یاد اوگر مونس جانت بود ہر دو عالم زیر فرمانت بود
دی فضیلت حق نے ذاکر کو تمام یہ حدیث مصطفیٰ ﷺ ہے نیک نام
مدح ذاکر خود کرے وہ ذوالجلال انبیا بھی سب کریں اے خوشخصال
اولیا سب کرتے ہیں یہ التجا مولوی یہ دل سے دیتے ہیں ندا
ہر کسے کو مائل یاد خداست خاک راہش طوطیائے چشم ماست
انبیاء کرتے ہیں غبطہ اے پسر رتبہ ذاکر سے سن تو یہ خبر
جستجو کرتے ہیں ان کی سب ملک ذاکروں کی برزمین و برفلک
ہر کہ باذاکر نشیند یک دمے روز فردا اوکجا وارد غمے
عمرہا خواہان ایں دولت شدند سالہا مشتاق ایں صحبت شدند
صحبت ذاکر اگر باشد نصیب دولت جاوید یابی اے حبیب
صحبت شاں خاک را اکسیر کرد لطف شاں در ہر دلے تاثیر کرد

Marfat.com
Marfat.com

سبزمے سازند چوب خشک را   بوے می بخشند رنگ مشک را
ذاکران حق کا یہ ہے مرتبہ   معصیت نیکی سے بدلے ہے خدا
خود خدا کرتا ہے ذکر ذاکراں   جس طرح کرتے ہیں ذاکرا ے جواں
ذاکروں کیساتھ رب ذوالجلال   یہ ہے رتبہ دیکھ تو اے باکمال
شمس کی ہے روشنی اس خاک پر   ذاکروں کی روشنی افلاک پر
ذکرِ حق سے یہ فضیلت اے پسر   مولوی کے قول پر کر تو نظر
بس بزرگی ہاست اندر یادِ او   یادِ او کن یادِ او کن یادِ او
تطمئن کو پڑھ ذرا دل سے جواں   یہ حقیقت ذاکروں کی بیگماں
لفظ کرمنا کو پڑھ اے خوبرو   کیوں بنا جاتا ہے خود تو زشت خو
تُو تو وہ شہباز ہے سدرہ نشیں   آشیانہ ہے ترا عرش بریں
دیتے ہیں تجھ کو صفیرین برفلک   ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھ کو سب مَلک
علم پڑھ کر حق سے غافل جو بشر   وہ سگ دنیائے دوں ہے اے پسر
کیونکہ شیطاں ساتھ اس کے بالیقیں   جو کہ غافل حق سے ہوا ے مرد دیں
دل جو خالی یادِ حق سے اے جواں   خانۂ شیطاں ہے وہ دل بیگماں
پُرحذر ہو غافلوں سے اے پسر   دشمن ذاکر ہیں یہ سب سربسر
صحبت غافل تجھے غافل کرے   صحبت شاغل تجھے شاغل کرے
جو ہے غافل وہ ہے مردہ اے جواں   جو ہے شاغل وہ ہے زندہ بیگماں
وہ مرا ہے دست شیطاں سے حرام   یہ ہے زندہ نام حق سے اے کرام
یادِ حق سے گر ہے غافل اے جواں   زندگی ہے موت تیری بیگماں
بلکہ بدتر موت سے یہ زندگی   کیونکہ حاصل اس سے ہے شرمندگی
اک نفس گر یاد سے جاوے جواں   ہے بتر سو موت سے وہ بیگماں
دیکھ فرماتے ہیں ذاکر مولوی   مثنوی میں اس طرح پر اے اخی
غفلت از دے یک زماں صد مرگ داں   زندگی یادست نزد عارفاں

Marfat.com
Marfat.com

لیک جو ہیں کوردکر اور خود پسند — وہ ہیں غافل ذکر حق سے ہوشمند
ورنہ ذاکر ہیں زمین و آسماں — دمبدم ہیں ذکر سے یہ تر زباں
لیک سنتے ہیں انہوں سے اہل دل — وہ نہیں سنتے جو خود ہیں آب و گل

فرمایا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر ایسی نعمت ہے کہ اس کے فضائل کما حقہ بیان کرنا طاقت بشری سے باہر ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر صاحب بصیرت اور اہل دل نے یہی نصیحت فرمائی کہ غفلت میں زندگی نہ بسر کرو۔ ذکر میں شاغل رہو۔ حضرت بابا سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کیا عمدہ فرماتے ہیں کہ اگر مُردگان کو طاقت گویائی حاصل ہوتی تو وہ دوہائیاں دے دے کر کہتے کہ اے پسماندگان جب تک زندہ رہو ذکر الٰہی میں مصروف رہو۔ مردوں کی طرح لب بند نہ رکھو۔ وہو ہذا۔

اگر مردہ مسکین زباں داشتے — بفریاد زاری فغاں داشتے
کہ اے زندہ چوں ہستت امکان گفت — لب از ذکر چوں مردہ برہم مخفت
چو مارابغفلت بشہ روزگار — توبارے دمے چند فرصت شمار

ذکر کے فضائل جو اکثر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سننے میں آئے تمام تحریر میں نہیں آسکے۔ طوالت کتاب کا بھی خیال ہے اور علاوہ ازیں سعید الطبع اور ماننے والوں کیلئے یہی کافی اور وافی ہیں۔ وفی الطبع قاسیۃ القلوب اور منکرین کیلئے دفاتر بھی بیکار ہیں۔

ضروری نوٹ

ہمارے طریقہ انیقہ نقشبندیہ عُلیہ کے آداب کی رعایت کو جو مشائخ کرام کے تمام طریق سے بوجوہات کثیرہ نہایت اعلیٰ وارفع اور ممتاز ہے۔ ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ اس بزرگ اور افضل ترین طریق کے سرحلقہ جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام بنی نوع آدم میں سے افضل البشر ہیں اور جن کی نسبت خاص حضور و آگاہی ہے۔ جو تمام نسبتوں سے افضل ترین ہے۔ نیز اس طریقہ علیہ میں نہایت کو ابتدا میں رکھا ہے اور ابتدا سلوک کی جذبہ سے کی ہے۔ اور سیر کی ابتدا عالم امر سے کی ہے۔ بخلاف اکثر دوسرے طریقوں کے کہ ان کی سیر عالم خلق سے شروع ہوتی ہے۔ اس طریق

Marfat.com
Marfat.com

میں سلوک کی تمام منزلیں جذبہ کے مراتب طے کرنے کے ضمن میں ہی قطع ہو جاتی ہیں اور عالم خلق کا سیر عالم امر کے سیر میں ہی بالتبع میسر ہو جاتا ہے۔ اس طریق میں زیادہ تر افادہ خاموشی میں ہے۔ اور ان حضرات کی توجہ ابتدا ہی سے احدیت مجردہ کی طرف سے ہے۔ چونکہ ذکر خفی کو ذکر جہر پر ستر درجہ زیادہ فضیلت ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر ہمارے خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ کرام نے مجرد اثبات یعنی اسم ذات کے ذکر کو اختیار فرمایا: کیونکہ یہ جذبہ کیلئے نہایت ہی مفید بلکہ بمنزلہ اکسیر ہے۔ اور یہی انتہا ہے۔ اسی لیے اس کو مقدم رکھا گیا ہے۔ اور اس کے کرنے کا طریق اس طرح ہے کہ منہ بند کر کے زبان تالو سے لگالے، آنکھیں بند کر لے اور قلب کی طرف متوجہ ہو کر نہایت شدومد کے ساتھ زیر ناف سے اسم اللہ کو کھینچ کر دماغ تک لے جائے اور جو سانس باہر آتا ہے اس سے خوب زور کے ساتھ ''ھُو'' کی ضرب دل پر لگائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بیچون و بے مانند و بے مثال کا حضور ملحوظ رکھے۔ اور اپنے شیخ مقتدا کا تصور رکھے۔ ذکر کرتے وقت سانس کا روکنا نہایت لطف پیدا کرتا ہے۔ اور شرح صدر کیلئے بہت مفید ہے۔ اس طریق سے بہت جلد اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام خطرات و وساوس دل سے محو ہو جاتے ہیں۔ اور اسی پر مداومت و مواظبت کرنے سے تمام منازل بآسانی طے ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس کے متعلق حضرت غوث صمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس طریقہ علیہ میں ایک قدم چلنا دوسرے طریقوں میں ہزار قدم چلنے کے برابر ہے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام یاران طریقت کو اسی طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے مطابق تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور یہی طریق مروج ہے۔

بعض مشائخ نقشبندیہ نے نفی اثبات اور مجرد اثبات ہر دو طرح کا ذکر اختیار کیا ہے۔ بلکہ خود جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو راقم نے دیکھا کہ ہر دو طرح کے اذکار پر کاربند تھے۔ مگر طالبین کو وہی طریق بتلایا اور تلقین فرمایا کرتے تھے جو اوپر درج کیا گیا ہے۔ اور اسی کو سب سے افضل و اقرب اور سہل فرمایا کرتے تھے۔ ایک وقت تھا کہ کچھ لوگ وہابی اور مخالفین و مانعین ذکر اللہ پیدا و ظاہر ہو گئے تھے۔ جو یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک اور

Marfat.com
Marfat.com

یارسول اللہ کہنا شرک کہتے اور ذکر اللہ کو بدعت بتلاتے۔ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو آواز سے پڑھنا تو گویا ان کو توپ کا گولہ لگ جانے کے مترادف تھا۔ مصلحت وقت کی بنا پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گاہ بگاہ کلمہ طیبہ کے فضائل بیان فرمایا کرتے تھے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے رسالہ ''تجویز الرحمٰن ان تذکروہٗ بالسّرِ وَالْاَعْلَان'' ذکر جہر کے جواز میں مرتب فرمایا تھا۔

چونکہ یہ فضائل کلمہ طیبہ کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان معارف بیان سے نکلے ہوئے تھے اس لئے مجھے بہت محبوب و مرغوب ہیں۔ اس میں کوئی شک اور کلام نہیں کہ جو ذکر زبان سے ہو اور دل کا بھی اس میں تعلق اور موافقت ہو۔ بڑی فضیلت رکھتا ہے اور اس میں کسی قسم کا نزاع اور خلاف نہیں۔ اور محض دوستوں کو معلوم کرانے کی خاطر درج ذیل کیے جاتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے دوست یہ نہ سمجھ لیں کہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسم ذات کے شغل باطنی کی تلقین کو ترک فرما کر اس کو اختیار کرلیا تھا اتنا جتلانے اور ظاہر کرنے کے بعد اب میں وہ فضائل جو وقتاً فوقتاً آپ سے سنے تحریر کرتا ہوں۔

ذکر نفی اثبات یعنی کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

کے فضائل جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ برائے ترغیب وتشویق یاران طریقت بیان فرمایا کرتے تھے۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر الٰہی کی فضیلت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ لا الہ الا اللہ بھی ذکر ہے۔ لیکن بعض وہ لوگ جو بموجب ارشاد باری تعالیٰ اذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لایؤمنون بالاخرۃ و اذا ذکر الذین من دونہ اذاھم یستبشرون۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا ذکر وحدت کے ساتھ یعنی اکیلے کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل متنفر ہو جاتے ہیں۔ جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے۔ اور جب ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کا تبھی وہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں میں اس قسم کی بیماری اور مرض ہے وہ ہمیشہ معترض اور متنفر ہی رہتے ہیں لہٰذا چند خصوصی فضائل کلمہ

Marfat.com
Marfat.com

شریف کے بھی بیان کرتا ہوں تا کہ معترضین اور مخالفین کیلئے اتمام حجت کا موجب ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہ رب العالمین میں شرف تکلم حاصل تھا۔ ایک دن عرض کی کہ اے میرے مولا مجھے کوئی ایسا وظیفہ عطا فرمایا جائے جس کے ساتھ میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دعا مانگوں۔ ارشاد ہوا قل لا الٰہ الا اللہ یعنی لا الہ الا اللہ کا ورد کیا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے مالک **کل عبادك يقولون هذا** ۔یعنی تیرے بندے یہ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ پھر دوبارہ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ پڑھ لا الٰہ الا اللہ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی۔ کہ اے میرے مالک میں تو چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی خاص الخاص وظیفہ عنایت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! اگر ساتوں آسمان اور زمین ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ دوسرے پلہ میں تو لا الٰہ الا اللہ والا پلہ بھاری ہوگا۔ اس حدیث کو محدثین نے صحیح فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ ۔ کہ تمام ذکروں سے افضل ذکر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ' ترمذی' ابن حبان' اور نسائی وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرمایا جناب نبی کریم ﷺ نے کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمدللہ یعنی سب ذکروں سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب دعاؤں سے افضل دعا الحمدللہ ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے **جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ** یعنی تم ہر وقت اور ہر دم کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے پڑھنے سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہو۔ تو معلوم ہوا کہ اس افضل الذکر لا الہ لا اللہ کے پڑھنے سے ایمان تازہ اور قلب روشن ہوتا ہے۔ ترمذی میں روایت ہے کہ جناب سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی آدمی لا الہ الا اللہ نہیں کہتا مگر اس کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ جب تک کہ کبائر سے بچا رہے۔

Marfat.com
Marfat.com

[illegible] ﷺ [illegible] نبی کریم ﷺ نے جو شخص دن رات [illegible] لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے گا تو اس کے اعمال نامہ سے تمام [illegible] لا الہ الا اللہ کی [illegible] ﷺ کی تعلیم [illegible] آنحضرت ﷺ جب [illegible] تو آنحضرت ﷺ نے [illegible] حضرت صوفیائے کرام و ارباب طریقت [illegible] شدت سے ترغیب میں آیا [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے درمیان کوئی اہل کتاب ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے ایک ساعت ہاتھ اٹھائے اور لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا الحمد للہ۔ اللھم انک بعثتنی لھذہ الکلمة وامرتنی بہا ووعدتنی علیہا الجنة وانت لاتخلف المیعاد۔ پھر فرمایا ابشروا فان اللہ قد غفر لکم۔ یعنی اے اللہ تو نے مجھے اس کلمہ طیبہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور مجھے اس کا امر کیا اور اس پر جنت کا میرے ساتھ وعدہ کیا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے لوگو! خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

چونکہ قرآن کریم اور احادیث رسول عظیم ﷺ میں ذکر الٰہی کی بالعموم اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی بالخصوص بہت فضیلت آئی ہے۔ لہٰذا مقبولان بارگاہ رب العالمین ہمیشہ یاد الٰہی میں مستغرق و مشغول رہتے ہیں۔ انہیں تجارت خرید و فروخت وغیرہ امور دنیوی حق تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا اصل مدعا اور مقصد اعلیٰ اسی ذکر الٰہی کو سمجھا ہوا ہے اور اسی میں لگے رہتے ہیں۔ خاموش بیٹھتے ہیں تو اسی کے ذکر و فکر میں۔ بات کرتے ہیں تو اسی کی دھن میں۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے خلوت و جلوت سفر و حضر بر و بحر شام و سحر اسی کی یاد اور ذکر میں مست اور سرشار رہتے ہیں۔ کسی کی مدح و ذم کی

Marfat.com
Marfat.com

پروانہیں کرتے۔ ان کا مقصود و مطلوب رضائے خالق ہوتا ہے۔

فقیر کو بعض اوقات تعجب اور افسوس ان مدعیان عمل بالحدیث و ذی علم و فضل اشخاص پر آتا ہے جو بزعم خود علمائے کرام کے زمرہ میں داخل ہیں اور جس ذکر کو جناب رسول اللہ ﷺ افضل فرمائیں۔ جس ذکر کو پروردگار عالم اپنے خاص برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استدعا و عرض اور طلب ذکر خصوصی پر کمال مہربانی اور شفقت سے پڑھنے کو ارشاد فرمائیں۔ اور اس کی فضیلت بیان کریں۔ آج اسی ذکر کو یہ حضرات سننا گوارا نہیں کرتے بلکہ بدعت اور شرک کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے اور حقیقت و اصلیت ان پر ظاہر کر دے۔ آمین۔ مانعین ذکر لا الہ الا اللہ کیلئے وعید شدید ہے کہ حکم الٰہی سے روکتے ہیں۔ شرح مصفا میں مذکور ہے کہ حضرت سیدنا امام الہمام نعمان بن ثابت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا ان لوگوں کے متعلق جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے بآواز بلند پڑھنے سے منع اور بند کرتے ہیں بعد ادائے نماز کے۔ پس فرمایا سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ رافضی ہیں اس لئے کہ اس قول میں مخالفت ہے۔ فعل جناب نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ مع صحابہ بعد ادائے نماز فریضہ ساتھ کلمہ طیبہ کے جہر فرمایا کرتے تھے یعنی بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا کرتے تھے۔ اس سے ذکر جہر کا جواز اور ثبوت بھی ظاہر ہو گیا۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نسیان کثیر کے حجاب اور اس مرض کے تمام آفات ذکر کثیر ہی کے علاج سے دور ہو سکتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کے ذکر کا اختصاص ظاہری تو ارشاد نبوی افضل الذکر لا الہ الا اللہ سے ہے۔ مگر باطنی طور پر بھی اس میں ایک حکمت ہے۔ ایک دن فقیر قرآن مجید تلاوت کر رہا تھا جب آیت الیہ یصعد الکلم الطیب پر پہنچا تو اس میں کچھ غور و فکر کیا کہ وہ کلمات طیبات جو اس کی طرف صعود کرتے ہیں۔ کیا ہیں؟ تھوڑی دیر غور و تدبر اور تفکر کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ ہے۔ اسی کلمہ طیبہ کو بارگاہ الٰہی کی طرف راہ حاصل ہے۔ نسیان عن ذکر اللہ کی مرض اور بیماری کو بغیر معجون نفی اثبات اور کوئی دوائی دور نہیں کر سکتی۔

Marfat.com
Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت میں فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ جس نے خلوص قلب اور صدق نیت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں جائے گا۔ اگر اس کے گناہ زمین کی خاک کے برابر کثرت سے ہوں تو بھی جب وہ صدق و خلوص سے لا الٰہ الا اللہ پڑھے گا بخش دیا جائے گا۔

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے متعلق جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃً کشجرۃ طیبۃً اصلھا ثابت وفرعھا فی السما توتی اکلھا کل حین باذن ربھا الخ بوساطت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم امت کو خطاب ہے کہ کیا نہیں دیکھا کہ حق تعالیٰ جل شانہ کیسی عمدہ مثال بیان فرماتا ہے۔ کلمہ طیبہ کی مثال ایک ایسے ہونہار درخت کی ہے جس کی جڑ مضبوط اور قائم ہے ایسی کہ ہرگز اکھڑ نہیں سکتی۔ یہ کلمہ طیبہ ایک ایسی حق مسلم اور مدلل شے ہے کہ کسی کے ہٹائے ہٹ نہیں سکتی۔ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتی۔ شاخیں اس کی آسمان پر ہیں۔ ہر جگہ اس کی شان بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ ہمیشہ حق کا سربلند اور دلیل غالب ہوا کرتی ہے۔ اس کی مثال اس درخت کی طرح ہے جو ہر موسم اور ہر فصل بلکہ ہر وقت پھل دے۔ ویسے ہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا فائدہ بھی ہر لحہ و ہر آن جاری و ساری ہے۔ دنیا میں بھی اور قبر میں بھی۔ آخرت میں بھی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ جناب مالدار اور اغنیاء بہت ثواب لے گئے کیونکہ صدقات و خیرات بہت کچھ کرتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی کہ اگر تمام دنیا کا مال و اسباب اوپر تلے رکھا جائے تو آسمان تک پہنچ جائے گا۔ خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ میں تجھے ایسا عمل بتادوں جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان پر ہیں۔ اور پھر فرمایا کہو۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

فرمایا کہ درمنثور میں من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین حسنہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا کہنا ہے۔ ایک نیکی میں ویسی ہی دس نیکیوں کا تو عام وعدہ ہے۔ باتفاق مسلم ہے۔ کہ کوئی نیکی رضا و محبت الٰہی سے افضل

Marfat.com
Marfat.com

نہیں۔ پھر جو اپنے آپ کو فانی اور حق تعالیٰ کو باقی سمجھ چکے ہیں اور خالق کی رضاء پر نثار اور اس کی لقا پر فدا ہو رہے ہیں انہیں یقیناً امیدوار رہنا چاہیے کہ حضرت رب العالمین محبوب بے نیاز کم از کم دس حصے ان سے زیادہ ان کی لقا اور خوشنودی کا مشتاق ہے۔ پس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کو بدرجہ اولیٰ یہ یقین ہوتا ہے کہ اسی ذات وحدہ لاشریک لہ کو بقا ہے اور اسی کی لقا و رضا مقصود و مطلوب ہوتی ہے۔ کتاب ہدیۃ الحرمین میں بحوالہ عمدہ الابرار فتاوٰی سمرقندی اور شرح نوادر البرہانی باب الاذکار میں آیا ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے متعلق متصل بعد ادائے نماز فریضہ پڑھنے کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھنے کے بعد متصل ایک بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نمازی کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ دوسری مرتبہ پڑھنے پر ثواب ملائکہ کا عطا فرماتا ہے۔ یہاں سے علاوہ فضائل کلمہ طیبہ کے جواز بالجہر بھی ثابت ہے۔ بعض مفسرین نے آیۂ **قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین** کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کو کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے فرما دیا ہے کہ انصاف کرو۔ یعنی توحید کرو جو کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا کہنا ہے اور اپنا منہ سیدھا قبلہ رو کرو یعنی دل اللہ تعالیٰ سے لگاؤ۔ اور پکارو اللہ تعالیٰ کو۔ اس طرح کہ سوائے اس کے دوسرا ملحوظ و مقصود نہ ہو۔ دین خالص اسی کیلئے ہو اور یہ بھی اسی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسط بمعنی توحید ہے۔ اس لئے کہ انصاف یہی ہے کہ حق کہیں۔ اور کلمۃ الحق یہی توحید کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔ ایسے ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد لا الہ الا اللہ ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا **شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ و اولو العلم قائماً بالقسط**۔ یعنی یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور صاحبان علم کی شہادت اسی توحید کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے متعلق ہے۔

نیز آیت میں **ادعوہ مخلصین لہ الدین** جو آیا ہے تو خلوص ضروری امر ہے۔ خلوص اور اس کے درجات و مراتب متفاوت ہیں۔ خلوص در عمل تمام افعال غیر مشروع کے

Marfat.com
Marfat.com

لگاؤ سے پاک شرک کفر بدعت و معاصی سے دور رہنا ہے۔ اور یہ مقام تقویٰ ہے۔ خلوص امل یعنی سوائے خداوند کریم کے نہ کسی سے نفع کی امید نہ ضرر کا خوف۔ یہ مقام طالبین ہے۔ خلوص قصد نفس باغی ہو یا منقاد۔ مگر غیر خدا نہ مقصود ہو۔ نہ مراد۔ یہ شیوہ مجاہدین ہے۔ خلوص قلب یہ کہ دل ہی کسی طرف نہ جھکے یہ شان عاشقین ہے۔ خلوص محض غیر کا ذکر و لحاظ ہی نہ آئے۔ اثر سے بحث نہ قبول سے غرض نہ اس کے عدم سے تعلق نہ وجود سے کام۔ بمصداق۔

بدیدار جاناں زجاں مشتغل
بذکر حبیب ازجہاں مشتغل
نہ پروائے کس شاں نہ سودائے کس
نہ درکنج توحید شاں جائے کس

اور یہ مقام خاص الخاص صدیقین کا ہے۔ خیر ذکر تو کلمہ طیبہ کے فضائل کے متعلق تھا۔ اسی ضمن میں کچھ خلوص کا بھی بیان آ گیا۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت کے متعلق ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب آیا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افضل ماقلت انا والنبیون من قبلی یعنی جو کچھ میں نے اور مجھ سے پیشتر انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے۔ اس میں سے افضل یہ قول لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ہے۔ نیز فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو بار لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہُ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی قدیر کہے گا۔ اس کیلئے دس بردے (غلام) آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔ اور سو نیکیاں اس کے واسطے لکھی جائیں گی۔ سو برائیاں اس کی دور کی جائیں گی۔ اور اس روز شام تک وہ شیطان سے پناہ میں رہے گا۔ اور اس کے عمل سے بڑھ کر اور کسی کا عمل نہ ہوگا۔ ابویعلیٰ وطبرانی اور بیہقی میں بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما آیا۔ کہ فرمایا جناب آنحضرت ﷺ نے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو نہ قبر میں وحشت ہوگی اور نہ قبر سے اٹھتے وقت۔ گویا کہ مین ان کو دیکھ رہا ہوں کہ نفخ صور کے وقت اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہیں اور منہ سر صاف کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں الحمدللہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور

Marfat.com
Marfat.com

شکور یعنی حق تعالیٰ کا حمد واحسان اور شکر ہے کہ جس نے ہم سے حزن وغم دور کیا۔ بیشک ہمارا رب بخشنے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ علاوہ اس کے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت کے بارہ میں بروایت ابوسعید رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو نیکی تم کرو گے وہ قیامت کے دن میزان میں وزن کی جائے گی۔ مگر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہ اس کیلئے ترازو نہیں رکھی جائے گی۔ بدیں وجہ کہ اگر یہ کلمہ طیبہ ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے پلہ میں ساتوں آسمان و زمینیں اور مافیہا رکھے جائیں تب بھی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ والا پلہ بھاری رہے گا۔ کس قدر فضیلت اور بزرگی ہے۔ ایک حدیث شریف ابومنصور از مسند فردوس اور ابویعلیٰ بروایت حضرت انس لائے ہیں۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جو شخص قریب المرگ ہو اور اس پر نزع کے آثار طاری ہوں اس کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ کہ وہ گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ مرنے والوں کیلئے ہے۔ زندوں کیلئے کیا صورت ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کے حق میں یعنی زندوں کیلئے زیادہ تر پاک کرنے والا ہے گناہوں اور برائیوں سے۔ ایک اور حدیث شریف جس کو بخاری نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حاکم نے بروایت ابوامامہ بیان کیا ہے اس میں بھی فضیلت کلمہ طیبہ کی بہت آئی ہے۔ اور مانعین و غافلین کیلئے وعید بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بیشک تم سب جنت میں جاؤ گے۔ مگر جو شخص بانکار پیش آوے اور اللہ تعالیٰ سے ایسا بدلے جیسے اونٹ اپنے مالک سے بدل جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ سے بانکار کون پیش آتا ہے۔ فرمایا کہ جو لا الٰہ الا اللہ نہ کہے۔ پس تم لا الٰہ الا اللہ کہنے کی کثرت کرو پیشتر اس سے کہ تم میں اور اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ میں آڑ کردی جائے۔ کیونکہ یہی کلمہ توحید اور کلمہ اخلاص اور کلمہ تقویٰ اور کلمہ طیبہ اور دعوۃ الحق اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ اور جنت کی قیمت اور دام بھی یہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

ایک دن فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمارے سید و آقا حضرت غوث

Marfat.com
Marfat.com

صمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ یعنی ذکر نفی و اثبات ہے۔ کیونکر افضل و راجح نہ ہو۔ جبکہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں زمینوں اور عرش و کرسی و لوح و قلم اور عالم و آدم کی نفی کرتا ہے۔ اور اس کا دوسرا کلمہ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو زمین و آسمان و مافیہا کے پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور اور رفع کرنے کیلئے اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ سے بڑھ کر زیادہ فائدہ مند اور کوئی چیز نہیں۔ خیال کرو اور سوچو کہ جب یہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ دوزخ میں داخل ہونے کے غضب کو تسکین کر دیتا ہے تو اور تمام غصے اس سے کم درجہ کے ہیں۔ ان کے متعلق بطریق اولیٰ و انسب تسکین کر دیتا ہے اور پھر تسکین کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کیوں نہ کرے۔ جب بندہ اس کلمہ طیبہ کے تکرار سے ماسوائے حق کی نفی کرتا ہے اور تمام اطراف سے منہ پھیر کر اپنی توجہ کا قبلہ معبود حقیقی کو گردانتا ہے تو خالق کا غضب مبدل بہ رحمت و شفقت ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف تعلقات اور توجہات ہی غضب کا باعث ہوتے ہیں۔ جن میں بندہ مبتلا ہوتا ہے۔ جب وہ نہ رہیں تو غضب بھی نہ رہا۔ مثلاً جب مالک و آقا اپنے بندہ و غلام پر ناراض و غضبناک ہو جائے تو غلام اپنی حسن فطرت سے اپنی تمام توجہ کو سب اطراف سے پھیر کر پورے طور پر اپنے آپ کو مالک و آقا کی طرف متوجہ کرلے اور اس کے در پر گرا رہے تو مالک کو اپنے اس غلام و بندہ پر ضرور بالضرور شفقت و مرحمت آ جائیگی اور غضب و غصہ دور ہو جائے گا۔ ایسے ہی اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو کہنے والا حق تعالیٰ جل شانہ کے غضب و غصہ سے دور اور اس کی رحمت و شفقت کے قریب ہو جاتا ہے۔ سیدنا و مولانا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو رحمت کے ننانوے حصوں کے خزانہ کی کنجی جانتا ہوں اور جو آخرت کیلئے ذخیرہ فرمائے ہیں اور یقین رکھتا ہوں کہ کفر کی تمام ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دور کرنے کیلئے اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ سے بڑھ کر زیادہ اور کوئی کلمہ شفیع نہیں ہے۔ جس شخص نے اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق کی اور ذرہ بھر بھی ایمان حاصل کرلیا اور پھر منہیات و معاصی میں بھی مبتلا ہوا تو امید ہے کہ اس کلمہ طیبہ کی شفاعت سے اس کا عذاب دور ہو جائے گا اور

Marfat.com
Marfat.com

دوزخ کے دائمی عذاب سے اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے طفیل نجات پائے گا۔ اس کلمہ کی شفاعت ایسے ہی سودمند ہوگی جیسے کہ اس امت مرحومہ کے تمام کبیرہ گناہوں کے عذاب دور کرنے میں آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نافع اور فائدہ مند ہوگی۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلمہ طیبہ کی فضیلت بیان فرمارہے تھے کہ ایک شخص معترض ہوا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ من قال لا الـٰه الا الله دخل الجنة۔ تو پھر جس نے ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ تو جنت میں داخل ہوجائے گا۔ باقی یہ اعمال نماز، روزہ اور ذکر ومراقبہ وغیرہ کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصدیق قلبی اور خلوص سے کہنے والا بیشک داخل جنت ہوگا اور جو شخص خلوص اور تصدیق قلبی سے کہے گا تو اس کے کہنے کا نتیجہ بھی یہی برآمد ہوگا کہ وہ مکمل طور پر پابند شریعت بن جائے گا۔ افسوس ہے کہ اکثر کوتاہ نظر اور کج فہم لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمہ طیبہ کہنے سے جنت میں داخل ہونا کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ آنکھوں کے اندھے اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے فیوض و برکات سے واقف نہیں۔ اسی پر حضرت سیدنا ومولانا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے ایک بار کہنے سے بخش دیں تو بھی ممکن ہے۔ نیز یہ بھی مشہود ہوتا ہے کہ اگر اس کلمہ پاک لا الٰہ الا اللہ کے برکات کو تمام جہان میں تقسیم کریں تو ہمیشہ کیلئے سب کو کفایت کرے اور سب کو سیراب کردے۔ اے مولا۔ اے خالق تو ہم کو اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے فیوض و برکات اور اسرار ونکات سے محروم نہ رکھ اور ہم کو اس پر اور اس کی تصدیق پر ثابت قدم رکھ اور ہم کو کل بروز قیامت اس کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ اٹھا اور اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ اور اس کے پہنچانے والوں کی سفارش ہمارے حق میں قبول فرما اور ان کے طفیل ہم سب کو جنت میں داخل کرکے اپنے لقا کی نعمت نصیب فرما۔ آمین۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت میں جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ولی اللہ کی نظر سیر فی اللہ میں رہ جاتی ہے اور ہمت کے پروبال جواب دے بیٹھتے ہیں غیب کے ساتھ معاملہ پڑتا ہے تو اس منزل ومقام

Marfat.com
Marfat.com

پر یہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ رہنمائی کرسکتا ہے۔ یہ منزل سوائے اس کلمہ طیبہ کے پاؤں کے طے نہیں ہوسکتی۔ وہاں اسی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی امداد و اعانت سے مسافت قطع کی جاتی ہے۔ یہی حضرات سلف صالحین کا بتایا ہوا علاج ہے بلکہ اس کلمہ طیبہ کی فضیلت اس سے معلوم کرو کہ سیدنا و مولانا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اب اس آرزو کے بغیر اور کوئی خواہش نہیں کہ کنج تنہائی میں بیٹھ کر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے ذکر سے محظوظ اور متلذذ ہوتا رہوں۔ مگر کیا کروں کہ تمام خواہشیں پوری نہیں ہوسکتیں۔ اور خلقت کے غلط ملط سے چارہ نہیں۔ خیال کرو کہ ایسی برگزیدہ خدا و پسندیدۂ رسول خدا عظیم الشان ہستی جس ذکر کے متعلق اتنی فضیلت جانے۔ وہاں ہم جیسے ضعیف و عاجز انسانوں کو کہاں یارا۔ کہ اس کی فضیلت کما حقہ بیان کرسکیں۔ الختصر یہ کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ شریعت طریقت وحقیقت کا جامع ہے۔ اسی سے نفس امارہ نفسِ مطمئنہ ہو کر پاک و صاف بنتا ہے۔ اور ولایت کے تمام کمالات اسی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ لہٰذا انسان کو لازم ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے ذکر سے اپنے اوقات کو آباد رکھے اور کسی سے کچھ تعلق نہ رکھے۔ اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے تکرار سے تمام خواہشات کو سینہ کے میدان سے نکال کر صاف کردے تاکہ سوائے ایک کے اور کچھ مقصود و مطلوب اور محبوب نہ ہو۔ اگر دل ذکر کرنے سے تھک جائے تو زبان کے ساتھ پوشیدہ طور پر شروع کردے اور ذکر میں لگا رہے۔ غافل نہیں ہونا چاہیے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے جو دم غافل سو دم کافر۔

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت میں فرمایا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سالک کیلئے اس سے بہتر اور کوئی ذکر نہیں۔ سوائے اس کے اور کسی ذکر سے قلب کی صفائی، تمام خطرات کا رفع ہونا۔ حضور قلب اور ذوق و شوق میں اضافہ حاصل نہیں ہوتا۔ سالک کیلئے بڑا ضروری بلکہ لازم ہے کہ شب و روز لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں شاغل رہے تاکہ اس کے تکرار اور بار بار پڑھنے سے توحید کی صورت دل میں جم جائے اور ماسوا و غیر اللہ کی گرفت سے آزادی حاصل ہوجائے۔ مندرجہ ذیل حدیث شریف کے ترجمہ سے ہوش رسا اور سننے والے کان رکھنے والے احباب اس ذکر کی فضیلت کا اندازہ لگائیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت علی

Marfat.com
Marfat.com

کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا طریقہ عمل ارشاد فرمایئے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقریب کرنے والا ہو۔ اور اس کے حضور میں بہت ہی بزرگ ہو۔ اور بندوں کیلئے زیادہ آسان ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) آپ کو خبر ہے کہ کس چیز کے ذریعہ سے میں اللہ تک پہنچا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلم! فضیلت ذکر فی الحقیقت ایسی ہی ہے۔ حالانکہ سب لوگ ذکر ہی کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر جب تک کوئی اللہ اللہ کرنے والا رہے گا قیامت برپا نہ ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کیونکر ذکر کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھ سے سن۔ یہاں تک کہ میں متواتر اس کو تین مرتبہ پڑھوں۔ پھر تم اس کو تین مرتبہ پڑھو۔ اور میں سنوں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے پڑھا۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ اس کے بعد اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت ﷺ کو سنایا۔

یہ اسی کلمہ طیبہ کی برکت وفضیلت ہے کہ ہزار برس کا کافر ایک بار بصدق دل پڑھنے سے دوزخ کی آگ سے نجات پا جاتا ہے اور بہشت کا مستحق بن جاتا ہے۔ یہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ دردمندوں کے زخموں کی مرہم اور مسکینوں کے دکھ کی دوا ہے۔ اور یہی عاشقان صادقان کا شغل اور مشتاقوں کا غمگسار ہے۔ یہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا الہ ہے جو اپنے پڑھنے والوں کیلئے فرش زمین سے لے کر عرش بریں تک نورٌ علیٰ نور کر دیتا ہے اور ان کو مقام اعلیٰ علیین تک پہنچا دیتا ہے۔ مگر دوستو یاد رکھو ہر ایک عمل میں جس قدر صدق اخلاص اور محبت ہوں گے اسی قدر اس پر ثمرات ودرجات مترتب ہوں گے۔ جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اسی قدر زیادہ قبولیت ہوگی اور اس قدر زیادہ روحانی سرور اور غیبی فتوحات میں اضافہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے کون سے فعل وعمل کو سب سے زیادہ پسند فرمایا: جس کے طفیل آپ علیہ السلام کو غیبی علوم سے واقف کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں نے جو عمل کیا اس کے اجر کا طمع نہیں

Marfat.com
Marfat.com

رکھا۔ آخرکار اس بے مثل و بے نیاز نے اتنی نعمت عطا فرمائی کہ وہ ہرگز ہرگز گنتی میں نہیں آسکتی۔ سو دوستو! اخلاص و محبت کو اپنا وتیرہ بناؤ۔ اب فضائل ذکر کو بوجہ طوالت ختم کرتا ہوں۔ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان معارف بیان سے جو فضائل ذکر سننے میں وقتاً فوقتاً آتے رہے وہ تمام لکھنے سے یہی باب فضائل ذکر ایک کتاب بن جائے گی اور اصلی مطلب بہت دور جا پڑے گا۔ ان فضائل کے درج کرنے کے بہت سے فائدے تھے جن کی بنا پر ایسا کیا گیا۔ اول تو یہ کہ سیدی و مولائی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث و اقوال بزرگانِ ہی ہیں۔ جن کے متعلق خود ہی حضور فرمایا کرتے تھے۔ بھائی میں خود اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا بزرگان دین نے کہا وہی کہتا ہوں۔ پیشوا کے فرمائے ہوئے کلمات طیبات پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالمشافہ فرما رہے ہیں۔

دوسرے جب ذکر کی فضیلت معلوم ہوگی تو طالب کے دل میں ذوق و شوق اور ولولہ و جذبہ پیدا ہوں گے۔ جو اس راہ میں عمدہ ترین معاون ہیں۔ اور ذاکر فضیلت معلوم کر کے قوی ہمت ہو جائیں گے اور ان کی طلب و محبت میں اضافہ و زیادتی ہوگی۔ بدیں وجہ تمام مومنین و مسلمین بالعموم اور یاران طریقت۔ بالخصوص اس بیان کو ہفتہ عشرہ میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کریں تاکہ ذوق و شوق اور رغبت ذکر الٰہی کی ہردم تازہ رہیں۔

گاہے گاہے بازخواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

فضائل حلقہ ذکر اور اس مبارک مجلس کے اور ختم خواجگان رحمہم اللہ کے متعلق جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے وہ کیفیت حلقہ ذکر کے بعد درج کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب کیفیت حلقہ ذکر درج کی جاتی ہے۔ وھو ہذا۔

کیفیتِ حلقۂ ذکر

جب تمام یاران طریقت و احباب مخلصین مجلس مبارک میں حاضر و جمع ہوتے۔ تو خود جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت صدر مجلس جیسے کہ مشائخ عظام کا قاعدہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

تشریف فرما ہوتے اور تمام معتقدین و مریدین اور حاضرین کو باادب دوزانو بیٹھ جانے کو ارشاد فرماتے۔ پھر قرآن مجید کی آیات طیبات ام الکتاب تلاوت فرماتے۔ اور درود شریف و استغفار خود بھی پڑھتے۔ دوستوں کو بھی پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اور تمام حاضرین و سامعین کو مخاطب کر کے فرماتے۔ اپنی ارادت کو صادق بناؤ۔ اپنے قلوب کو وساوس اور خطرات غیر سے صاف کرو۔ اور حضور قلب سے ذکر الٰہی میں شاغل ہو۔ گزشتہ گناہوں اور غفلت پر بتضرع وزاری کناں عفو وکرم طلب کرو۔ اور آئندہ گناہوں اور غفلت سے بچنے کی ہمت و توفیق طلب کرو۔ دنیائے دوں اور اس کے عوایق و علایق کو دلوں سے نکال کر ہمہ تن خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اور غور و خوض سے سنو۔ اس کے بعد جس دوست کو آپ ارشاد فرماتے۔ وہ حکایات الصالحین یا فیوض یزدانی سے حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ یا کسی اور تصوف کی کتاب سے بآواز بلند پڑھتا تا کہ تمام مجلس سن کر مستفیض و مستفید ہو سکے۔ جہاں جہاں مدقق عبارت اور حال ہوتا وہ خود شرح فرماتے جاتے۔ ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ درس جاری رہتا۔ تو پھر حلقہ ذکر ہوتا۔ دوستوں کو ارشاد فرماتے۔ دل کی طرف متوجہ ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔ موت اور قبر کو یاد کرو۔ دنیائے دوں سے متنفر کرنے اور خالق کی یاد و محبت پر ابھارنے والے اشعار اور کلمات طیبات موقع بموقع ارشاد فرماتے جاتے۔ اور ایسی توجہ حاضرین پر مبذول فرماتے کہ جس کے اثر سے اہل مجلس تو درکنار ایسا معلوم و محسوس ہوتا کہ در و دیوار بھی جذبہ اور وجد کی حالت میں ہیں۔ حاضرین مجلس پر ایسا اثر ہوتا کہ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ کیفیت قلبی اور حال کو احاطہ تحریر میں لانا اور کما حقہ بیان کرنا ناممکن نہ ہو تو محال ضرور ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ کہ مخالفین و معترضین امتحاناً آئے اور سچے دل سے معتقد ہو کر گئے۔ اور بزبان و دل مقر ہوئے کہ واقعی اہل دل کی نظر اکسیر ہے کہ جس پر پڑتی ہے کام کر جاتی ہے۔ مُردہ دل آ کر بیٹھے اور زندہ دل ہو کر اٹھے۔ بقول شاعر۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس انکی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

Marfat.com
Marfat.com

بحالت حلقہ ذکر اکثر آپ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھتے۔

ہر روز باشی صائما ہرلیل باشی قائما
در ذکر باشی دائما مشغول شو در ذکر ہو

چونکہ یہ اشعار جمعۃ المبارک کے بعد حلقہ ذکر کی کیفیت میں درج ہو چکے ہیں لہٰذا یہاں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

جب جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ توجہ دیتے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ آپ کی توجہ میں کیا برقی تاثیر تھی کہ حاضرین مجلس کے قلوب سے ماسوائے اللہ کے نقوش کو ایک ہی توجہ میں صاف و پاک کر دیتی تھی۔ اور حاضرین مجلس نسبت باطنی کے کوائف اور فیوض وفوائد حاصل کر کے جاتے تھے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ برجستہ کلمات طیبات اور باموقع اشعار سن کر باطنی صفائی اور اطمینان قلبی کی نعمتیں میسر ہو جاتی تھیں۔ آپ کے پُراز محبت اور ولولہ انگیز مذکورات باطنی تغیر کا موجب ہو کر آنکھوں سے ذوق وشوق کے آنسو بے اختیار رواں اور جاری کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس اس قدر برکات وفیوض سے پر ہوتی تھی کہ ایک مرتبہ کی حاضری سے بھی تصفیہ وتزکیہ قلب ہو جاتا اور طاعت الٰہی میں لذت و حلاوت اور بدعات وعصیاں سے نفرت پیدا ہو جاتی تھی۔ بہت سے سعادت مند لوگ جو قادریہ و چشتیہ خاندانوں (سلسلوں) سے تعلق رکھنے والے آپ کی مجلس مبارک میں آکر حاصر ہوتے تھے۔ وہ علی الاعلان کہتے کہ جو ظاہری و باطنی آداب وانوار برکات وتہذیب اور تزکیہ نفوس جناب حضرت صاحب کی صحبت اور مجلس میں حاصل اور نصیب ہوتے ہیں فی زمانہ اور کہیں نظر نہیں آتے۔

جب حلقہ ذکر ختم ہوتا دعا فرماتے۔ پھر کوئی ایک دوست اٹھ کر حمد ونعتیہ اشعار پڑھتا۔ اس کے بعد حافظ صاحب کو ارشاد ہوتا وہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ اور بعد تلاوت قرآن مجید دعائے خیر ہوتی۔ اور تمام دوستوں کو رخصت کی اجازت فرماتے۔ اور دوست روانہ ہو جاتے۔ خداوند کریم وعلیم نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نسبت باطنی کے القا و ارشاد کی قوت بدرجہ اتم و اکمل عنایت فرمائی ہوئی تھی۔ طالبان راہ سلوک دور دراز

Marfat.com
Marfat.com

رہنے والے آپ کی غائبانہ توجہات سے بھی مستفیض و مستفید ہو کر ترقی کر کے درجہ کمال کو پہنچے ہیں۔ اور جیسے فیوضات حاضرین خدمت کو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر حاصل ہوتے تھے انہیں دور دراز فاصلے پر رہ کر ہی حاصل ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ برما اور شان ریاست کے چند احباب جو بوجہ نہایت بُعد مسافت حاضر خدمت نہیں ہو سکے آپ کی توجہات باطنیہ سے وہاں فائز المرام ہوئے ہیں۔ بالخصوص حاجی رحمت اللہ صاحب جو بوجہ بہت دور رہنے کے اکثر آپ کی توجہات سے بہرہ ور ہو کر بامراد ہوئے ہیں۔ الغرض آپ کی ہمت عالی اور بلیغ سعی سعید اسی امر میں مصروف رہی۔ کہ ہر وقت طریقہ انیقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو جہان میں ترقی و فروغ ہو۔ اور اس کے انوار سے جہان کو منور کر دیا جائے۔

سو الحمدللہ کہ بفضل خداوند کریم و رحیم جس طرف بھی نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے ادھر ہی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وابستگان دامن کے انوار ہی انوار نظر آ رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ فثم الحمد للہ و اللھم زد فزد۔ اب میں وہ فضائل مجلس اہل اللہ و محبت فی اللہ اور حلقہ ذکر تحریر کرتا ہوں۔ جو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ برائے ترغیب و تحریص دوستان گاہ بگاہ بیان فرمایا کرتے تھے۔

فرمایا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ تعالیٰ سے یعنی پرہیزگار اور نیکوکار بن جاؤ۔ اور صادقین سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ان کی معیت و صحبت اختیار کرو۔ مفسرین نے اس آیت مجید کے نکات میں بیان فرمایا ہے کہ اس میں اشارہ ہے۔ کہ شیخ کامل اور اہل اللہ کی مجالست و موانست اور صحبت کو اختیار کرو اور ان کی محبت و تعشق اور ان پر جان نثاری کو لازم پکڑو تا کہ حق تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی فیوض اور انعامات و کرامات مزید مبذول ہوتے رہیں۔ اس میں اس قدر فوائد ہیں کہ کچھ شمار نہیں۔ فی اللہ دوستوں پیر بھائیوں اور یاران طریقت کا آپس میں ملنا جمع ہونا موجب اِزْدِیَادِ محبت الٰہی اور اضافہ ذوق و شوق ہوتا ہے۔ جو لوگ اپنی آرام طلبی کو بالائے طاق رکھ کر جسمانی اور مالی مشقت

Marfat.com
Marfat.com

اور تکلیف برداشت کر کے فقراء و اہل اللہ کے بزرگ و سترگ گروہ کی مجالس میں حاضر ہوتے ہیں دراصل وہی لوگ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کے ارشاد پاک اور مژدہ ومبارکباد کے مستحق ہوں گے۔ اور یہ کوئی معمولی مرتبہ نہیں بلکہ مرتبہ عبودیت وعبدیت آخر مراتب اور اعلیٰ ترین مرتبہ ہے جو کہ بعد حصول اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور اطمینان بغیر محبت وعقیدت اور بالخصوص صحبت ومجلس اہل اللہ کے ہرگز میسر نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے بعد حصول اطمینان حکمِ دخول عبودیت فرمایا گیا۔

لفظ "کُوْنُوْا" دیکھ لے قرآن میں
حق نے فرمایا ہے ان کی شان میں

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مفسرین نے "کونوا مع الصادقین" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اصبحوا مع اللہ فان لم تطیقوا فمع من یصحب مع اللہ۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اگر یہ طاقت نہیں تو پھر ان لوگوں سے صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں۔ یعنی ان کو معیت اللہ حاصل ہے۔ مفسرین وشارحین رحمہم اللہ نے تشریح فرمائی ہے۔ کہ یہاں اہل اللہ کی صحبت ومجلس کی طرف اشارہ ہے۔ میرے پیارے دوستو۔ اگر اس بات کے خواہشمند ہو کہ اہل دل بن جاؤ تو اہل دل درویشوں اور اہل ذکر فقراء کی مجالس میں بیٹھو تاکہ وہ اپنے انوار باطنی سے تمہیں بھی اہل دل بنادیں۔ سوائے اس برگزیدہ گروہ کی مجلس وصحبت اور ہمنشینی کے صاحبِ دل ہونا بہت دشوار ہے۔ یقین جانو کہ کوئی علم وعمل اور ریاضت ومجاہدہ اور خلوت اللہ تعالیٰ کے مقبول و برگزیدہ بندوں کی صحبت ومجلس سے بہتر نہیں۔ ان کی مجلس وصحبت کے متعلق حضرت مولانا صاحب نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔

ہر کہ با اوشاں نشیند یک دمے
روز فردا او کجا دارد غمے

عمر ہا خواہان ایں دولت شدند
سالہا مشتاق ایں صحبت شدند

صحبت نیکاں اگر باشد نصیب
دولت جاوید یابی اے حبیب

صحبت شاں خاک را اکسیر کرد
لطف شاں در ہر دمے تاثیر کرد

سبز مے سازند چوبے خشک را
بوئے مے بخشند رنگ مشک را

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک مرتبہ کچھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھے بیٹھ کر حلقہ ذکر کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر وہاں پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ اصحاب کرام نے عرض کیا کہ ہم ذکراللہ کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کر رہے ہیں اور اس خالق کون و مکان کا شکریہ کر رہے ہیں کہ ہم کو اسلام کیلئے ہدایت بخشی اور ہم پر اس کے ساتھ بہت بڑا انعام فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دیکر دوبارہ فرمایا کہ کیا تم کو اسی بات نے بٹھایا یعنی ذکراللہ اور خداوندکریم کی حمد وثنا نے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم ہم کو نہیں بٹھایا مگر اسی نے۔ یعنی جو کچھ پہلے عرض و بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار خیال رہے میں نے تم کو ازروئے تہمت اور جھوٹ کے قسم نہیں دی۔ بلکہ میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تمہیں فرشتوں میں فخر سے یاد فرماتا ہے۔ اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجلس ذکر کی شمولیت کی فضیلت جو بیان ہوئی ہے کس قدر ہے۔ خیال کرو اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں جس کو حضرت ابی ہریرہ وابی سعید رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے اس طرح آیا ہے۔ کہ جب کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے جمع ہو کر بیٹھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس جماعت کے گرد احاطہ کر لیتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اللہ کی رحمت کے آثار و انوار اس جماعت کو ڈھانپ لیتے ہیں اور ان پر تسکین اور حضور کا نزول ہوتا ہے۔ اس وقت جو نورانیت اور اطمینان قلبی اور حضور و دلجمعی اور ذوق و شوق ان کو حاصل ہوتا ہے یہ اسی کا اثر ہے۔ حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے ملائکہ میں یاد کرتا ہے۔ اور اپنے بندگان کی بڑائی و بزرگی اور فخر بیان فرماتا ہے اور اپنے بندوں کا فضل و کرامت فرشتوں پر ظاہر کرتا ہے۔ جو اپنے واسطے پرہیزگاری، پاکیزگی اور تسبیح و تقدیس کے مدعی تھے۔ اور انسانوں پر فتنہ و فساد اور خونریزی کا الزام دھرتے تھے۔ ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔ کہ اہل ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ جب کسی اللہ والوں کی مجلس کو دیکھتے ہیں کہ

Marfat.com
Marfat.com

وہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں **ھلموا الی حاجتکم** کہ تم لوگ اپنی حاجت کی طرف آؤ۔ کون سی حاجت ہے۔ معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والوں کی ملاقات اور ذکر کا سننا ان کی حاجت ہوتی ہے۔ پھر فرشتے آکر اپنے پروں سے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ جب اہل مجلس متفرق ہو جاتے ہیں۔ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے۔ عرض کرتے ہیں خدایا وہ تیری تسبیح و تقدیس اور بزرگی و بڑائی بیان کرتے تھے۔ تیرا ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر کیا کریں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ دیکھ لیں تو تیری عبادت اور تسبیح و تمجید اور ذکر میں کثرت کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو اس کی حرص وطلب اور رغبت میں لگے رہیں۔ پھر اللہ کریم فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اگر تیرے بندے دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت بھاگتے اور ڈرتے۔ ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ کہ میں تمہیں گواہ رکھتا ہوں۔ کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ تو ایک فرشتہ ان میں سے عرض کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص ان میں سے نہیں وہ کسی اور غرض و حاجت کیلئے آیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وہ تو ایسی قوم یعنی مجلس ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی برا نہیں ہے۔ یعنی میں نے ان کے طفیل اس کو بھی بخش دیا ہے۔ اس حدیث شریف میں مجلس ذکر اور ذاکرین کی کس قدر فضیلت ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا بھی اگرچہ ذکر میں شرکت کی نیت سے نہیں آیا۔ مگر اللہ کریم کے فضل و کرم اور ذاکرین کی صحبت کی برکت سے بخشش کا مستحق ہو گیا۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ جو قوم محض اللہ کا ذکر کرنے کیلئے ایک جگہ جمع ہو

Marfat.com
Marfat.com

اور بجز رضاالٰہی ان کا اور کوئی مقصد و مطلب نہ ہو۔ تو ان کیلئے ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے۔ کہ اٹھو تمہارے گناہ بخشے گئے۔ اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل گئیں۔ اسی حدیث کو امام احمد صاحب نے بھی روایت کیا ہے۔ الحمدللہ کہ جیسے اس فقیر کے دوست محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے اتوار و جمعہ کے دن حلقہ ذکر کی شمولیت کیلئے دور دور سے آجاتے ہیں۔ اس حدیث سے اس قسم کے یاران طریقت کے ایک جگہ اکٹھے ہو کر ذکرالٰہی میں مشغول ہونے کا ثواب بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ کریم ان کی تمام خطائیں معاف فرماتا ہے۔ اور جب ذکر کی مجلس سے اٹھتے ہیں تو گناہوں سے پاک ہو کر اٹھتے ہیں۔ یہ خاص کر صوفیائے کرام اور فقرائے عظام کیلئے ہی اللہ کریم کا فضل و احسان ہے۔ کہ انہی کے ملنے والے ذکرالٰہی کی خاطر جمع ہوتے ہیں اور یہی گروہ ذکر کے حلقے کرتا ہے اور یہی ارباب طریقت کا گروہ ہے۔ کہ ہمیشہ ان کی مجالس ذکرالٰہی کی مجالس ہوتی ہیں۔ خداوند کریم فقیر کے دوستوں کو زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے کہ اس قسم کی مجالس کی برکات و فیوضات سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔ مجلس ذکر میں شرکت و شمولیت کی فضیلت کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ صرف ان کا ہمنشین بھی بفضل خدا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ **لایشقی جلیسھم**۔

جناب قبلہ عالم سیدی و مولائی جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فی اللہ محبت کے متعلق فرمایا: کہ استاذ المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ دہر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حدیث قدسی میں یوں آیا ہے **المتحابون فی اللہ لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھدا** ۔ کہ جو لوگ اس دنیا میں محض لوجہ اللہ آپس میں دوستی اور محبت رکھتے ہیں ان کیلئے کل بروز قیامت نور کے منبر ہوں گے جن پر وہ جلوہ افروز ہوں گے۔ وہ منابر ایسی عظمت اور بزرگی والے ہوں گے کہ انبیاء و شہداء بھی دیکھ کر غبطہ فرمائیں گے۔ اس روز انبیاء و شہداء کو امت پر گواہی دیکر ان کو موقف سے اور اس دن کے ہول سے رہا کرانے کی فکر ہوگی۔ اور **المتحابون فی اللہ** کو اس سے کوئی علاقہ نہ ہونے کی وجہ سے فراغت کلی ہوگی۔ یہ تمام بزرگی اور عظمت فی اللہ محبت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ ایک اور حدیث شریف جس کے راوی حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ ہیں اس مضمون کی تائید اور تصدیق کرتی ہے۔ وہ

Marfat.com
Marfat.com

یہ ہے لیبعثن اللہ اقواماً یوم القیامۃ فی وجوھھم النور علی منا بر اللولوء یغبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شھداء قال فجثا اعرابی علی رکبتیہ فقال یارسول اللہ حلھم لنا نعرفھم قال ھم المتحابون فی اللہ من قبائل شتیٰ وبلا دشتیٰ یجتمعون علی ذکر اللہ یذکرونہ ۔یعنی حق تعالیٰ قیامت کے دن ایسی قومیں پیدا و ظاہر فرمائے گا جن کے منہ اور چہروں پر نور ہوگا۔ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ لوگ ان کا غبطہ کریں گے۔ وہ نہ نبی ہوں گے نہ شہید۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک بدوی نے اپنے گھٹنوں کے بل ہوکر عرض گزاری۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بیان فرمایئے تا کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ فرمایا وہ لوگ محض اللہ کی راہ میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ جو مختلف قبائل و اقوام اور شہروں سے محض حق تعالیٰ کے ذکر کی خاطر ایک جگہ جمع ہو کر اللہ کریم کا ذکر کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں غور وخوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام فضیلت بھی فقراء اور اہل اللہ اور ان کے محبین ومخلصین ہی کا خاص حصہ ہے۔ کیونکہ اس طریق پر جیسا کہ حدیث شریف میں بیان ہوا۔ سوائے صوفیائے کرام کے اور کبھی کسی فرقہ میں ایسی مجلس نظر نہیں آئی۔ اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اس فقیر ضعیف کے دوستوں کو اس فضیلت کا شرف حاصل ہے۔ مقامی یاران طریقت روزانہ اور قرب وجوار و مضافات کے دوست ہفتہ میں ایک دو مرتبہ اور دور دراز کے فی اللہ مخلص دوست کم از کم سال میں ایک مرتبہ عرس شریف کے موقع پر اس مبارک مجلس کی شمولیت سے فیوض و برکات حاصل کرتے اور اس بڑی بھاری فضیلت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مجلس ذکر کے بے انتہا فضائل ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے۔ اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر ۔یعنی جب تم جنت کے باغوں میں پہنچو تو چرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کی۔ کہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ فرمایا ذکر کے حلقے۔ فقیر کہتا ہے۔ کہ ذکر کا حلقہ یا ذکر کی مجلس ایک ہی چیز ہے۔ اس

Marfat.com
Marfat.com

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ذکر کی مجالس جنت میں پہنچانے والی ہیں۔ اور ذکر اللہ کی مجالس میں جو ذوق حاصل ہوتا ہے وہ بھی جنت کی نعمتوں کے ذوق کا نمونہ ہے۔ ایک حکیم نے کہا کہ خداوند کریم نے اس دنیا میں ایک جنت بنایا ہوا ہے۔ جو کوئی اس میں داخل ہو گیا اس کی دو جہان کی زندگی پاک و صاف ہو گئی۔ لوگوں نے پوچھا وہ بہشت کونسی ہے۔ اس نے کہا ذکر کی مجلس۔ جس مجلس کی یہ فضیلت ہو۔ اس سے محروم رہنا بڑی بدنصیبی اور سیاہ بختی اور نادانی ہے۔ ذاکرین کی مجلس و صحبت کے متعلق جناب سید الاوّلین والآخرین ﷺ فرماتے ہیں: انہ قال مجلس للصالح یکفر عن المومن الفی الف مجلس من مجالس السوءِ۔ یعنی کہ ایک نیک مجلس یا نیک آدمی کی مجلس مومن سے بیس لاکھ بری مجلس کا کفارہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی مومن بیس لاکھ بری مجالس میں بیٹھا ہو اور اس کے بعد ایک دفعہ کسی صالح بزرگ آدمی کی مجلس میں بیٹھے تو وہ تمام برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نیک اور صالح ہمنشین کی مثال کستوری رکھنے والے کی طرح ہے۔ اگر وہ کستوری نہ بھی دے تو اس کی خوشبو سے ضرور تیری طبیعت فائدہ اٹھائے گی۔ اور برا ہمنشین مانند لوہار کی بھٹی کے ہے۔ کہ اگرچہ تیرے کپڑے نہ بھی جلیں پھر بھی اس کے دھوئیں سے تکلیف ضرور پہنچے گی۔ ایسے ہی حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی تھی۔ کہ جب تو کسی جگہ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے دیکھے تو تُو بھی ان میں ضرور شامل ہو جا۔ اگر تو عالم ہو گا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہو گا تو وہ اہل مجلس کی صحبت تجھے علم سکھا دے گی۔ جب اللہ کریم اپنی رحمت سے ذاکرین کی طرف متوجہ ہو گا تو ان کی مجلس کے طفیل تجھ کو بھی اپنی رحمت وسیع میں ڈھانپ لے گا۔ اور جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ذکر نہیں کرتے تو ان میں مت بیٹھ۔ کیونکہ اگر تو عالم ہو گا تو تجھے علم نفع نہ دے گا۔ اور اگر تو جاہل ہو گا تو تیری جہالت و گمراہی اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور شاید کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا غضب اور قہر نازل کرے اور ان کی صحبت کی وجہ سے تو بھی غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے بھی اللہ والوں کی مجلس و صحبت کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ تحقیق حق تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com

نے خلقت کے پیدا کرنے سے پہلے عرش کے نیچے دو کلمے یعنی دو امر لکھے ہیں۔ جن کا علم فرشتوں کو بھی نہیں۔ اور میں ان کو جانتا ہوں۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ دو باتیں کونسی ہیں۔ فرمایا اے ابواسحاق ایک تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی تمام صالحین کے کام کرے اور اس کی صحبت ومجلس فاجروں اور بدکاروں سے ہو اس کو کل قیامت کے دن فاجروں اور بدکاروں کے ساتھ اٹھاؤنگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام بدکاروں کے اعمال کرے اور پھر اس کی صحبت ومجلس صالحین اور نیک آدمیوں سے ہو اور ان کو دوست رکھتا ہو تو میں ان کی صحبت ومجلس کے باعث اس کے گناہوں کو بھی نیکیاں بنا دیتا ہوں۔ اور قیامت کے دن میں اس کو نیکوں اور ابرار کے ساتھ اٹھاؤنگا۔ اس حدیث شریف میں اہل اللہ اور ان کی صحبت ومجلس کی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

آنچہ زرمے شود از پرتوِ آں قلب سیاہ
کیمیاست کہ در صحبت درویشان است

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک زمانہ تھا کہ کچھ لوگ مسجد شریف میں بیٹھے ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار کی طرف جا نکلے اور لوگوں کو کہا کہ تم اس جگہ بیٹھے ہو اور مسجد میں جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے مسجد کا رخ کیا اور بازار کو چھوڑ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئے اور کہنے لگے اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم نے تو کوئی میراث مسجد میں تقسیم ہوتی نہیں دیکھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر وہاں مسجد میں کیا دیکھا۔ لوگوں نے کہا ہم نے کچھ لوگ وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس یہی جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی آٹھ قسم کے آدمیوں کے ساتھ صحبت ومجالست رکھے اس کو خداوند کریم آٹھ چیزیں زیادہ کرتا ہے۔ (1) دولتمندوں کی صحبت سے دنیا کی محبت ورغبت (2) فقراء کی صحبت سے شکر ورضا (3) بادشاہوں اور

Marfat.com
Marfat.com

امراء کی صحبت سے تکبر اور قساوت قلبی (4) عورتوں کی صحبت سے جہالت اور شہوت (5) لڑکوں کی صحبت سے کھیل وکود کی رغبت (6) فاسقوں کی صحبت سے گناہوں پر دلیری اور توبہ کرنے میں دیری (7) صالحین کی صحبت سے طاعت کی رغبت اور محبت (8) علمائے ربانی کی صحبت سے علم و پرہیزگاری اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص علمائے ربانی کی صحبت میں جا کر بیٹھے اور کوئی علم کی بات محفوظ اور یاد نہ رکھ سکے اس کو بھی بفضل خداوندکریم سات کرامتیں عطا ہوتی ہیں۔ (1) یہ کہ وہ متعلموں اور شاگردوں کا رتبہ پاتا ہے (2) جب تک ان کی صحبت میں رہے گا خطاؤں اور گناہوں سے بچا رہے گا (3) جب گھر سے نکل کر علمائے ربانی کی طرف جاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے (4) جتنی دیر علمائے ربانی یعنی کسی صاحب دل کی خدمت میں بیٹھا رہے تو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اس بزرگ پر نازل ہوتی ہے۔ تو اس بزرگ ہستی کی صحبت کے سبب سے اس کو بھی اللہ کی رحمت گھیر لیتی ہے۔ (5) جب تک اس کی کلام کو سنتا رہے گا۔ نیکیاں اس کے نام لکھی جائیں گی (6) رحمت کے فرشتے پروں کے نیچے اس بزرگ کو اور اس کے طفیل صحبت ومجلس میں بیٹھنے والے کو بھی ڈھانپ لیتے ہیں (7) جو قدم اس راہ میں اٹھاتا ہے وہ گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں کو زیادہ کرنے والا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد حق تعالیٰ چھ کرامتیں اور عطا فرماتا ہے۔ اول یہ کہ علمائے ربانی یعنی فقراء واہل اللہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی وجہ سے عزت وحرمت بڑھ جاتی ہے۔ دوئم جتنے لوگ اس کی پیروی کریں گے اس کے نام میں ان سب کے اجروں جتنے اجر لکھے جائیں گے۔ بغیر اس امر کے کہ ان کے اجر کچھ کم ہوں۔ سوم یہ کہ اگر ان سے ایک بھی بخشا گیا تو وہ باقیوں کے واسطے شفاعت کرے گا۔ چہارم یہ کہ اس کا دل فاسقوں اور بدکاروں کی صحبت ومجلس سے سرد ہوجاتا ہے۔ پنجم یہ کہ وہ متعلمین اور صالحین کے طریق میں داخل ہوجاتا ہے۔ ششم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو قائم رکھنے والا ہوجاتا ہے۔ یہ کرامتیں اور بخششیں تو اس کے واسطے ہیں جس کو علم کی باتیں یاد نہ رہ سکیں۔ لیکن وہ آدمی جو یاد رکھ کر اس پر عمل کرے اور دوسروں کو بتائے اس کو کئی گنا زیادہ فضائل حاصل ہوتے ہیں اور بڑا ثواب ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جمع ہوکر ذکر

Marfat.com
Marfat.com

کی مجلس کرنے والوں پر شیطان اور دنیا کا ہرگز قابو نہیں چل سکتا۔ یہ مسلمہ اور متفقہ فیصلہ ہے۔ یہ تمام انعام و اکرام انہی کیلئے ہیں جو فی اللہ محب اور محض لوجہ اللہ مخلص دوست ہوں۔اور جن میں صرف اللہ ہی کیلئے برادری کا تعلق ہو۔ میرے دوستو اس وقت کو ہاتھ سے نہ دو اور للہ دوستی اور برادری اختیار کرو۔ کہ بہترین عبادت اور بزرگ ترین درجات سے ہے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد پاک ہے۔ کہ خالق جس پر مہربانی فرماتا اور جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو اچھے اور مخلص دوست عنایت فرماتا ہے۔ سو فی زمانہ سوائے صوفیائے کرام اور اہل اللہ بزرگوں کے اور کون اچھا دوست ہوسکتا ہے۔ یہی وہ اعلیٰ گروہ ہے جن کے محبین و مصاحبین کے متعلق خوشخبری آئی ہے کہ جو لوگ اللہ کے واسطے باہم محبت مجالست اور موانست رکھتے ہیں ان کی خاطر یاقوت سرخ کا ایک ستون کھڑا کریں گے۔ اس کی چوٹی پر ستر ہزار دریچے ہوں گے ان پر سے وہ اہل جنت کا نظارہ کریں گے اور ان کے چہروں کا نور اہل جنت پر اس طرح پڑے گا جیسے آفتاب کا نور اس دنیا پر ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ چلو ان کو دیکھیں۔ ان لوگوں کے بدن میں سُندُس کا سبز لباس ہوگا اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا۔

المتحابون في الله

یہ وہ لوگ ہیں جو محض خداوند کریم کیلئے ایک دوسرے سے دوستی رکھتے تھے۔

ایک بزرگ نے کہا ہے۔ کہ فی اللہ دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں تو محض فی اللہ دوستی کے طفیل ان سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت سے پتے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ صرف فی اللہ دوست کو محبت اور خوشی سے دیکھنے سے ہی تمام گناہوں کی بخشش اور معافی ہوگئی اور صحبت و مجلس اور جمع ہو کر ذکر الٰہی کرنا ابھی بعد میں آئے گا۔ جب صرف دیکھنے پر اتنی کرامت ہوئی تو مجالست و موانست پر کیا کیا انعام ہوں گے۔ اور خاص کر ہمارے اس طریقہ انیقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگواروں کا اکثر مدار صحبت اور مجلس پر ہے۔ صرف کہنے اور سننے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایسے تو طلب میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارے سلسلہ کے

Marfat.com
Marfat.com

بزرگوں کا ارشاد ہے۔ کہ اول اول مرید میں کم ہمتی اور خِسّت (کمی) کے باعث حق تعالیٰ کی جناب پاک کے ساتھ بہت کم مناسبت ہوتی ہے اس لئے دونوں طرفوں کے درمیان ایک واسطہ کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور وہ شیخ و مقتدا کامل مکمل کی ذات گرامی ہے۔ اور مبتدی کو اوائل میں اپنے شیخ کی صحبت بمنزلہ اکسیر ہوتی ہے۔ ہمارے طریقہ عالیہ کی بزرگی وفضیلت جو مسلمہ ہے اس کی وجہ بھی یہی صحبت و مجلس ہے۔ بعینہٖ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریق ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں نے آنحضرت ﷺ کی مجلس وصحبت کو اپنے اوپر مقدم کرلیا ہوا تھا۔ اور ان حضرات کو آنحضرت ﷺ کی مبارک اور پُرمنفعت صحبت کی برکات سے وہ کچھ حاصل تھا کہ آج اس زمانہ میں امت مرحومہ کے اولیاء کو اس کمال سے تھوڑا سا حصہ بھی بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ مجلس اور صحبت کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی اسلام لانے کے بعد صرف ایک ہی دفعہ جناب سید المرسلین ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جو خیر التابعین میں سے افضل و بزرگ ہیں مگر آنحضرت ﷺ کی صحبت و مجلس سے مشرف نہ ہوسکے۔ وحشی کو صرف ایک مرتبہ آپ ﷺ کی مجلس مبارک کی شمولیت کے باعث وہ خصوصیت اور فضیلت حاصل ہوگئی جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو میسر نہ ہوسکی۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: کہ وہ غبار جو جناب سرور کائنات ﷺ کی معیت میں امیر معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجے بہتر ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کو آنحضرت ﷺ کی مجالست وصحبت میسر تھی۔ یہی وجہ فضیلت ہے اور کچھ نہیں۔ دوستو! ارباب جمعیت کی صحبت اور مجلس کے برابر کوئی نعمت نہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری اور ضروری امر ہے۔ اپنی چند روزہ حیات مستعار کو اور اس تھوڑی سی فرصت کو اہل اللہ کی مجلس وصحبت میں بسر کرکے اپنے مقصود کے حاصل کرنے میں ہمہ تن کوشاں رہو۔

ایک دن فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ والوں کی صحبت و مجلس بڑی

Marfat.com
Marfat.com

نعمت ہے اور خالق نے اس میں بڑا اثر رکھا ہے۔ طالب صادق اور مخلص کو اپنے شیخ و مقتدا کے دیکھنے سے ہی وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو برسوں کی ریاضت و مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ ایسی مجلس میں وہی لوگ حاضر ہو سکتے ہیں کہ اللہ کی رحمت جن کے شامل حال ہو۔

سکندر را نمے بخشند آبے
بزور و زر میسر نیست ایں کار

فرمایا کہ دولتمندوں اور اہل دنیا کی مجالس سے بچو کہ اس کا نتیجہ خسر الدنیا والآخرہ ہے۔ فقراء و اہل اللہ اور صوفیائے کرام کی صحبت و مجلس اختیار کرو۔ ان کے در کی خاکروبی دولتمندوں کی صدرنشینی سے ہزار ہا درجہ ارفع و اعلیٰ اور افضل ہے۔ آج اگر کسی کی سمجھ میں یہ بات نہ آوے تو آخر ایک دن ضرور سمجھ آ جاوے گی۔ مگر وقت گزر جانے پر سمجھ آئی تو پھر کس کام اور کیا فائدہ۔ دانا اور سعادتمند وہی ہے جو آج ہی اپنے مقصد کا فکر کرے اور جو کچھ حق تعالیٰ کی راہ میں مانع ہو اس سے کوسوں دور بھاگے۔ اور جو خالق کی طرف راغب کرنے والا ہو اس کے دامن کو مضبوط و مستحکم پکڑے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ صوفیائے کرام اور ارباب طریقت کی صحبت و محبت اور مجلس ہی کے نتائج اور اثرات ہیں جو انسان کو اپنے خالق کی طرف راغب و راجع کرنے والے ہیں۔ حق تعالیٰ فقیر کو اور فقیر کے جملہ فی اللہ دوستوں کو اہل اللہ و اولیائے کرام کی صحبت و عقیدت پر بحرمت جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ثابت قدم رکھے۔ اور اس باقی رہنے والی نعمت عظمیٰ کو دن بدن زیادہ کرے۔ ان حضرات کی نسبت نیازمندی کو ہمارے لیے سرمایہ روزگار بنائے۔ یہ اللہ والوں کا ایسا بزرگ گروہ ہے کہ ان کا محبّ و مصاحب اور مجلسی بفضل خداوند کریم کبھی بد بخت نہیں ہوتا۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اجسام کے قرب کو قلوب کے قرب پر بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ اور سبب ہے کہ کوئی ولی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب جسمی حاصل تھا۔ صحبت اور مجلس میں بڑی تاثیر ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے کہ ہمارے طریق کا دارومدار صحبت اور مجلس پر ہے۔ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کی فضیلت تمام امت پر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس و صحبت کے باعث ہے۔ اسی وجہ سے بعض بزرگ حق تعالیٰ سے ہمیشہ ذاکرین اللہ و اولیائے

Marfat.com
Marfat.com

کرام اہل اللہ اور ارباب جمعیت کی صحبت و مجلس کی شمولیت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم چند درویش ایک مرتبہ ایک جگہ جمع ہوئے۔ اس ساعت کی نسبت جو جمعہ کے روز میں دعا کی قبولیت کیلئے مقرر ہے۔ آپس میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اگر میسر ہو جائے تو اس وقت حق تعالیٰ سے کیا طلب کرنا چاہیے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ ارباب جمعیت یعنی اہل اللہ کی صحبت و مجلس طلب کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس میں دین و دنیا کی تمام سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ واقعی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ کہ ان حضرات کی مجالس دنیا و عقبیٰ کی سعادتوں کا سرمایہ ہیں اور انہی حضرات کی محبت و صحبت کا نتیجہ ہے کہ احکام شرعیہ کے بجالانے کی توفیق و ہمت حاصل ہو جاتی ہے۔ نیز باطنی جمعیت حاصل کرنے کا اس سے بڑھ کر اور کوئی آسان طریق نہیں کہ ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی صحبت و مجلس سے اکتساب فیض کیا جائے۔ ہمارے سید و سردار آقائے نامدار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ اگر تمام جہان جتنی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں گرادیں لیکن اس فی اللہ محبت اور اللہ والوں کی صحبت سے محروم نہ رکھیں تو ایک ذرہ برابر غم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس محبت و صحبت کے طفیل امیدوار رہنا چاہیے۔ اور اگر تمام پہاڑوں کے برابر انوار و احوال کو باطن میں زیادہ کردیں لیکن اس فی اللہ محبت سے اور اللہ والوں کی صحبت سے بال برابر بھی دور کردیں تو سوائے خرابی کے اور کچھ نہ جاننا چاہیے۔ اور اس کو استدراج شمار کرنا اور اس سے پناہ مانگنا چاہیے۔ دوستو یہ تو ان حضرات کا حال ہے کہ جن کے ہم آج نام لیوا ہیں۔ وہ کیسی مقتدر اور خدارسیدہ ہستیاں تھیں۔ آج اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

دو چیزوں کی محافظت بڑی لازمی اور اشد ضروری ہے۔ اول شریعت حقہ کی پابندی اور دوسرے اپنے شیخ و مقتدا کی عقیدت محبت اخلاص اور صحبت۔ ان دو امور کے ساتھ جو کچھ دیدیں تمام نعمت ہی نعمت ہے۔ اور اگر کچھ بھی نہ دیں۔ لیکن یہ دو چیزیں راسخ اور مضبوط ہوں تو پھر کچھ غم نہیں۔ آخر ایک دن دینگے۔ اور اگر نعوذ باللہ ان ہر دو میں سے کسی ایک میں بھی خلل واقع ہو جائے تو پھر سراسر ہلاکت و بربادی اور خرابی و نامرادی سمجھنی چاہیے۔

Marfat.com
Marfat.com

حقیقت میں استقامت کا طریق یہی ہے کہ جو لوگ دینی علوم سے کماحقہ تعلق رکھتے یعنی شریعت مصطفوی ﷺ کے پورے طور پر پابند ہیں اور جنہوں نے اپنے ظاہر و باطن کو نیک و صالحہ اعمال سے آراستہ و پیراستہ کرلیا ہوا ہے ان کو صحبت و مجلس کو دو جہان کی سعادت جان کر کبھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ ان کی صحبت و مجلس کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی رغبت اور حق تعالیٰ کے ذکر کا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ دل نیک بختی کے راستہ کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ گویا کہ ان کی مجلس وصحبت کے طفیل دل میں شوق و محبت کا بیج بویا جاتا ہے۔ نفسانی عیبوں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ کے منازل و مقامات سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ دل ماسوائے اللہ کی محبت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ ذاکرین کی مجالس اور ارباب جمعیت کی صحبت کی برکت سے تمام بشری کدورتیں اور نفسانی خواہشیں اور قلبی قساوتیں دور ہو جاتی ہیں۔ ذکر کی مجلس میں جب ذاکرین اللہ کے قلوب پر فیض وارد ہوتا ہے تو تمام اہل مجلس اور ہمنشین لوگ بھی اپنی اپنی عقیدت و محبت کے موافق اس فیض الٰہی سے حصہ پاتے ہیں۔ جیسے کہ تیل کو خوشبودار پھولوں کی صحبت سے یہ شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ پھولوں کی خوشبو تیل میں آمیز ہو کر اپنے جیسا بنا دیتی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی مجلس اپنے ہمنشینوں کی جان کے مغز (دماغ) کو ذکر اللہ کی خوشبو سے معطر بنا دیتی ہے۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا — گونشیں اندر حضور اولیا

ہمنشینی مقبلاں خود کیمیاست — چوں نظرشاں کیمیائے خود کجاست

درحقیقت اولیائے کرام اور ذاکرین اللہ العظام کی ہم نشینی اور محبت اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی اور محبت ہے۔ جو ان سے دور رہا وہ گویا اللہ سے دور رہا۔ خاص کر مبتدیوں اور دوستوں کیلئے اپنے شیخ اور مخلص یاران طریقت کی صحبت و مجلس ازبس ضروری ہے۔ بلکہ یہ مجلس مبتدی کیلئے نوافل سے افضل و بہتر ہے۔ کیونکہ ان کی مجلس وصحبت میں طریقت کے آداب سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ بعض دوست مجلس وصحبت کے آداب سے قطعی ناواقف ہوتے ہیں۔ اگرچہ مجلس میں شمولیت کے باعث ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ مگر جو انعام و اکرام و مراتب مؤدب شخص پا سکتا ہے۔ وہ غیر مؤدب کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور طریقت

Marfat.com
Marfat.com

میں بمصداق ''الطریقۃ کلہ ادب''۔ تمام ادب ہی ادب ہے۔ مولانا روم کیا خوش فرماتے ہیں:

از خدا خواہیم توفیق ادب　　　　بے ادب محروم ماند از لطف رب

بڑا ضروری امر ہے کہ مجلس و صحبت میں آداب کو بڑی احتیاط سے مدنظر رکھا جائے۔ مجلس کے آداب تو بہت ہیں۔ جن میں سے چند ایک جو بہت ضروری ہیں وہ یہ ہیں کہ نہایت ادب سے بیٹھے' اپنی حیثیت سے برتر جگہ بیٹھنے کا قصد نہ کرے' اپنے آپ کو سب سے کمترین و عاجز جانے' دیگر دوستوں میں سے کسی کو بھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے' اور نہ ہی کسی سے تکبر کے ساتھ پیش آوے' اور ایسی مبارک و پاک مجلس میں لغو و بیہودہ کلام نہ کرے' اور کسی ایسی حرکت کا ہرگز مرتکب نہ ہو کہ جو دوسروں کی ناپسندیدگی کا موجب ہو' مجلس میں بغیر وضو نہ جائے' اور نہ ہی اہل مجلس پر فوقیت و بڑائی چاہے' فروتنی و شکستگی کی حالت کا اظہار چاہیے' جب صاحب صدر مجلس کچھ فرمائے تو نہایت غور اور دل سے کان لگا کر سنے' کیونکہ اللہ والوں کی باتیں اور کلمات طیبات فائدہ اور حکمت سے پُر و لبریز ہوتے ہیں اور بالخصوص اہل اللہ کی زبان تو گویا اللہ کریم کے اسرار کا مخزن ہوا کرتی ہے اور ان ہی بزرگواروں کا فیضان صحبت اپنے ہمنشینوں کو بھی اللہ کی طرف لے جاتا ہے اور انہی کے فیضان صحبت سے اللہ تعالیٰ کی محبت غالب آتی ہے اور یہی اصلی مقصود و مطلوب ہے۔ اگر حاصل و میسر ہو جائے تو زہے نصیب و خوشا قسمت۔ فضائل جو اس قسم کی مبارک مجالس کے متعلق جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان حقیقت بیان سے وقتاً فوقتاً سننے میں آیا کرتے تھے۔ اگر تمام لکھے جائیں تو صرف انہی فضائل کی ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ یہاں اختصار مدنظر ہے لہٰذا صرف ایک بات لکھ کر اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ فرمایا جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کی مجلس میں دور سے چل کر آنا بھی بہت ثواب کا موجب ہے۔ اس کے ایک ایک قدم پر جو خالق نے ثواب رکھا ہے اس کا حساب و شمار نہیں۔ آپ نے وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ۔ کی آیت مجید پڑھ کر فرمایا کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاک

Marfat.com
Marfat.com

زمانہ میں بنوسلمہ ایک قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ کے اطراف میں مسجد نبوی سے بہت فاصلہ پر رہتے تھے اور اپنی جگہ منتقل کر کے مسجد کے قریب آنا چاہتے تھے تو یہ آیت مجید نازل ہوئی۔ کہ تمہارے نشان قدم جو مسجد نبوی تک آنے میں پڑتے ہیں سب لکھے جاتے ہیں۔ جس قدر دور سے آؤ گے اسی قدر زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے۔ سو فقیر کہتا ہے کہ ذکر کی مجلس میں دور سے آ کر شامل ہونا بھی اسی قبیل سے ہے۔ کوشش کرو تا کہ تمہارا شماران لوگوں سے ہو جن کے متعلق حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت ان لوگوں کیلئے ثابت ہے جو محض میری خاطر ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہیں۔ میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہے جو محض میرے واسطے ایک دوسرے سے محبت والفت کرتے ہیں۔ میری محبت ان لوگوں کیلئے مقرر ہے جو میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور میری محبت ان لوگوں کیلئے ہے جو ایک دوسرے کی محض میری خاطر مدد کرتے ہیں۔ دوستو یہ وقت ہے کوشش اور ہمت کرو تا کہ تمہارا شمار اس مبارک زمرہ میں ہو کہ جس کی زیارت کے شوق اور دیدار کی رغبت میں حق تعالیٰ کے ملائکہ پھرتے ہیں۔ اور ایسا تبھی ہو سکتا ہے کہ محض رضائے الٰہی کی خاطر ذکر کی مجالس میں شمولیت کرو۔ اب میں فضائل مجلس کو ختم کرتا ہوں۔ مخلصین ومحبین کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور بس۔

اس کے بعد تلاوت قرآن مجید وختم خواجگان قدس سرہم اور عرس شریف یعنی ذکر الٰہی کی سالانہ مجلس جو آپ کے معمولات سے ہیں۔ بالاختصار ذکر کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ورنہ آپ محرم الحرام' صفر اور ربیع الاول اور رجب' شعبان وغیرہ ہر ایک ماہ کے خاص خاص ایام میں بطریق مسنونہ عمل فرماتے ابھی بہت ہیں۔ جو کچھ آپ کے معمولات سے لکھا گیا اگر عامل اسی پر کاربند ہو جائے تو بڑی بہادری اور مردمی ہے۔

تلاوت قرآن مجید

جناب قبلہ عالم خواجہ خواجگان مقبولِ نبیؐ رحمٰن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن خوانی اور تلاوت کا مختصر حاصل لکھنے سے قبل چند ایک فضائل جو خود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فیض ترجمان سے سننے میں آئے تحریر کرتا ہوں۔ وہ یہ ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ جناب رسالت مآب ﷺ اور قرآن مجید کی محبت ہر مومن کی جان و ایمان ہے۔ اگر بندوں کو اپنے مولائے کریم سے ہمکلامی اور تقرب کا ذریعہ ہے تو یہی قرآن مجید ہے۔ راہبر حق نما اور مشیر صائب الرائے ہے تو یہی کتاب اللہ ہے۔ جب کوئی مشکل آ پڑے تو اس کا حل اسی قرآن مجید سے ڈھونڈو۔ فقیر کا اپنا تجربہ ہے بفضل خدا کوئی امر ایسا نہیں جس کا حل تم کو قرآن مجید سے نہ مل سکے۔ جمیع علوم کا مخزن و منبع ہے۔ اخلاق' تصوف' معارف' تفقہ' معاد' معاش' سیاست و تمدن جس کی ضرورت ہو اس کتاب اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس میں پاؤ گے۔ خود یہی کتاب اس امر کی مدعی ہے کہ **لا رطب ولا یابس الافی کتاب** ۔ یہ خاص قرآن پاک کا اعجاز و انداز ہے کہ ہر زمانہ ہر وقت' ہر شہر' ہر ملک' ہر طبیعت اور ہر فن کا آدمی اپنے ذوق و سمجھ کے موافق مستفیض و مستفید ہوسکتا ہے۔ اس پر طرفہ اور لطف یہ کہ جس ایک آیت پاک کو لے لیجئے دنیا و دین کی بہتری و بہبودی کیلئے صرف اسی قدر بس اور کافی ہے۔ کسی نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔

زفرق تابقدم ہر کجاش مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

یہ جو کچھ ہے قرآن پاک کا بین معجزہ ہے۔ جو اور کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ قرآن پاک کی فضیلت کے متعلق جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ قرآن شریف اللہ کریم کو زمین و آسمان و مافیہا سے پیارا و عزیز ہے۔ اور اس کو تمام کلاموں پر ایسی ہی فضیلت و بزرگی اور فوقیت ہے جیسے حق تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوق پر فوقیت و بزرگی ہے اور اس سے بڑھ کر فضیلت کیا ہوسکتی ہے ۔ اور پھر ایسی کلام پاک کی فضیلت تحریر یا بیان کرنے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی لیکن بقول **مالایدرك كله لا يترك كله** ۔ کچھ نہ کچھ بیان کرنا ضروری ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تلاوت قرآن مجید کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ فقیر کی بھی دلی خواہش ہے کہ فقیر کے جملہ دوست اسی ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کر کے اس نعمت عظمیٰ سے

Marfat.com
Marfat.com

بہرہ ور ہوں۔ کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت تمہارے لیے زمین میں اور آسمان پر ذخیرہ ہے۔ فقیر اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ہمارے سردار و آقائے نامدار آنحضرت ﷺ کا یونہی ارشاد ہے۔ کہ میری امت کی افضل ترین عبادت قرآن پاک کا پڑھنا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ظاہر پڑھنے والا گویا کھلے طور پر صدقہ دینے والا ہے۔ اور خفیہ پڑھنے والا پوشیدہ طور پر صدقہ دینے والا ہے۔

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے کی بڑی شدت کے ساتھ رغبت دیا کرتے تھے۔ اور خود بھی اس پر عمل فرماتے۔ اور قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے متعلق جناب نبی کریم ﷺ کے ارشاد بشارت آمیز سنایا کرتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنی سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے جب ایک آیت پڑھنے کا اتنا ثواب ہے تو زیادہ پڑھنے کا اندازہ اسی سے لگا لو۔ فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بیٹے کو قرآن مجید کا حافظ بناتا ہے اسے جنت میں ایک تاج پہنایا جائے گا۔ راقم الحروف نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا ایسا عامل دیکھا کہ جناب مولانا مولوی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت صاحب کے فرزند اکبر تھے۔ قرآن مجید اور اس کے مطالب و حقائق میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے اور تفسیر کے درس کے وقت اکثر حقائق و معارف اور نکات بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا مولوی عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ جو آپ جناب کے فرزند اصغر تھے۔ بہت اچھی طرز سے قرأت پڑھا کرتے تھے۔ بالخصوص زبدۃ العارفین و قدوۃ السالکین حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا و بالفضل اولٰنا جناب صاحبزادہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین فی زمان الحاضر اطال اللہ عمرہٗ و دامت برکاتہ و فیوضہ جو ظاہری و باطنی علوم میں اکمل ہیں اور ہمیشہ قرآن مجید کی تفسیر کا درس دیتے ہیں اور اسرار قرآنی و حقائق و معارف کلام ربانی میں وہ خوش بیانی فرماتے ہیں۔ جس کے اظہار کیلئے مجھ جیسے مسکین کو الفاظ نہیں مل سکتے۔ اکثر احباب نے دیکھا اور اپنے کانوں سے بارہا سنا ہوگا۔ علاوہ اس کے صاحبزادہ صاحب مذکور کی دختر مرحومہ مسماۃ ممتاز بیگم صاحبہ جو بعمر چودہ برس اس دار فانی

Marfat.com
Marfat.com

سے رحلت کر گئیں قرآن مجید بامعنی بارہا پڑھا اور روزانہ بلاناغہ اپنی منزل قرآن مجید بہت اشتیاق ومحبت سے پڑھا کرتی تھیں۔

صاحبزادہ منظور الٰہی صاحب جن کی عمر اس وقت سولہ سال ہے اور چھوٹے حضرت محبوب الرحمٰن صاحب جن کی عمر اس وقت دس سال ہے قرآن مجید بہت اچھی طرح پڑھتے ہیں۔

یہ تمام واقعات آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر جان و دل سے عمل پیرا ہونے کا بین ثبوت ہے کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا کتنا شوق تھا۔ یہ تو اپنی اولاد کو قرآن مجید سکھانے کا حال تھا۔ علاوہ اس کے تمام دوست جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے محض لوجہ اللہ ان کو قرآن مجید کا درس دیا جاتا اور تفسیر بیان کی جاتی۔ اب میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے فرمائے ہوئے کلمات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ فرمایا حضرت صاحب نے کہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے قرآن مجید پڑھتا ہے اسے فزع اکبر سے کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی جائے گی۔ اور جس شخص نے اپنی اولاد کو قرآن مجید کا حافظ بنایا کل بروز قیامت اس کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک و روشنی سورج کی چمک و روشنی پر فائق ہوگی۔

فرمایا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فقیر کو بڑا افسوس آتا ہے کہ آج ہم مسلمان بدنام کنندہ نکونامے چند کے مصداق ہیں۔ قرآن مجید گھروں میں طاقوں پر رکھے ہیں۔ مدتیں گزر جاتی ہیں اور ان پر گرد و غبار بے شمار جمع ہو جاتا ہے۔ کبھی ہمت نہیں پڑتی کہ تھوڑا بہت پڑھ لیں۔ ایسے بند کر کے قرآن مجید رکھنا کچھ نفع نہ دے گا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تلاوت قرآن مجید سے بڑی محبت تھی اور اس قدر شغف اور اشتیاق تھا کہ آخری وقت تک دن بدن ترقی پر رہا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی اور کتاب ایک مرتبہ پڑھ لی جائے تو دوبارہ پڑھنے کو جی نہیں چاہتا مگر یہ قرآن مجید جیسے جیسے پڑھو ایک سا ہی لطف اور حظ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اور جب پڑھو نئے نئے اسرار و معارف کا

Marfat.com
Marfat.com

انکشاف ہوتا ہے۔ ایسا بحر نا پیدا کنار ہے کہ جب پڑھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب ہی پڑھا ہے۔ جب تلاوت شروع فرماتے باوضو انتہائی رجوع قلبی کے ساتھ روبقبلہ ہوکر بیٹھتے اور بوقت تلاوت خشوع وخضوع اور خوف ورجا اور گریہ وبکا اور تدبر وتامل سے ایسے متمتع ہوتے کہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ تلاوت قرآن پاک فرماتے وقت اور کسی جانب ہرگز التفات نہ فرماتے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جو اس راقم الحروف کی موجودگی میں پیش آیا۔ وہ یہ کہ ملک التجار حاجی محمد افضل خان کابلی جو سفر حج میں جناب صاحبزادہ صاحب مدفیوضہ کے ہمراہ چند روز رہے۔ اور پھر کابل سے یہاں ملاقات کیلئے آئے تھے۔ دو تین یوم رہے۔ حسب معمول ان کی خوب تواضع کی۔ ایک دن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلاوت فرما رہے تھے وہ تین چار مرتبہ اوپر آئے اور پھر نیچے اتر گئے۔ راقم نے اس کو بوجہ ایک مہمان ہونے کے آہستگی سے سمجھایا بھی کہ آپ تلاوت فرما رہے ہیں ذرا آہستگی سے اور صبر سے کام لو کہ مبادا آپ خفا ہی نہ ہوجائیں مگر وہ صاحب رہ نہ سکے اور دروازہ کھول کر تلاوت میں خلل انداز ہوئے۔ جس پر آپ نے بہت سا اظہار ناراضگی فرمایا: اور بزبان فارسی اس کو ایسا ڈانٹا کہ وہ بیچارہ بہت پشیمان وحیران ہوا۔ آپ نے فرمایا تجھے اتنا شعور نہیں کہ تلاوت قرآن مجید کیا مرتبہ رکھتی ہے۔ گویا انسان اپنے مولا کریم سے ہمکلام ہوتا ہے۔ تو نے میری تمام لذت گنوا دی۔ راقم نے اس بیچارے کیلئے عرض کی کہ جناب نووارد اور ناواقف ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگیا۔ للہ اس کو معاف فرمائیں۔ خیر آپ نے اس کو کچھ تلاوت قرآن مجید کے متعلق ہدایات فرما کر اس کی دلداری کردی۔ اور اٹھ کر پھر از سر نو وضو تازہ فرما کر باقی منزل پوری فرمائی۔ بعد فراغت راقم الحروف نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور نے وضو پھر تازہ فرمایا اس میں کیا نکتہ تھا۔ آپ نے فرمایا: نکتہ وغیرہ کیا تھا۔ فقیر کی توجہ والتفات کو حاجی محمد افضل صاحب نے منتشر کردیا جس کی وجہ سے کچھ رنج وملال بھی آ گیا۔ تازہ وضو سے یہ بھی رفع ہو جاتا ہے۔ اور علاوہ ازیں کتاب اللہ کی عظمت وبزرگی کیلئے ایک ظاہری ادب بھی ہے کہ بوقت تلاوت توجہ والتفات دوسری جانب ہوگئی تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

چونکہ اس شہنشاہ حقیقی کے دربار کی حضوری کا ادب حقیقی تو کچھ اور ہی ہے۔ کہ دل سے تمام خیالات ماسوائے دور ہوں اور قاری ہمہ تن کمال عبودیت میں مستغرق ہو۔ اور انتہائی محبت سے قلب لبریز ہو۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خالق حقیقی نے لحن داؤدی عطا فرمایا ہوا تھا۔ اور قرآن مجید ایک ایسے لب ولہجہ اور خوش الحانی سے بالترتیل تلاوت فرماتے۔ کہ حرف بحرف صاف صاف اور واضح جس میں سامعین کو بھی ذرہ برابر شک وشبہ نہ رہتا تھا۔ اور حضور کی آواز ایسی دلکش تھی کہ سامعین کے قلوب متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ بعض اوقات اوائل میں بحالت نماز مقتدیوں کو آپ کی قرآن خوانی سے جذبہ ہو جاتا تھا۔ قرآن مجید کو صاف اور واضح پڑھنے کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ اور کہتے کہ ایک سورۃ صاف حرف بحرف سوچ سمجھ کر پڑھنی جلدی جلدی سارا قرآن پڑھ جانے سے بہتر ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلاوت قرآن پاک کے وقت جن آیات میں اسرار ومظاہر قدرت کا بیان ہوتا توقف فرماتے اور بعض وقت اس کو مکرر سہ کرر پڑھتے۔ جب ایک آیت سے فراغت نہ ہوتی۔ آگے نہ بڑھتے۔ کمال عجز وعبودیت وشوق حضور کا استغراق ہوتا۔ لذت تلاوت وقرأت میں ازخود رفتگی قابل دید ہوتی۔ جس کی کیفیت احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ زبان مبارک قرأت سے' گوش مبارک سماعت سے' آنکھیں مشاہدہ سے' قلب مبارک فیضان حقیقی سے لذت پذیر ہوتے۔ ہر آیت زجر پر جسم مبارک لرز جاتا۔ ہر انعام پر بتضرع دعا اور اس کی اجابت کے امیدوار اور عہد عبودیت پر قائم رہنے کی توفیق اور دوام ثبات واستقامت کیلئے التجا ودعا فرماتے۔ قصص وامثال کے نتائج سے بڑی عبرت حاصل کرتے۔ کمال قدرت وصنائع کا بیان آتا تو آپ پر ایک حیرت وہیبت طاری ہو جاتی۔ قصہ کوتاہ کہ آپ کو بوقت تلاوت بارہا دیکھا کہ چشم مبارک سے اشک رواں' چہرہ مبارک پر ایک خوف طاری' جسم مبارک کے رونگٹے کھڑے ہیں' رگ رگ میں جوش۔ علاوہ اس کے کبھی خوف کبھی رجا اور اس پر عذر اور پھر دعا۔ الغرض مجسم کیف عبدیت کے مظہر ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب نے فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت کا لطف اور حظ جب ہی

Marfat.com
Marfat.com

میسر ہوسکتا ہے کہ انسان اس میں غور وخوض اور تدبر کرے۔قرآن مجید کی تلاوت پر بڑا ثواب ہے کہ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔خواہ انسان معانی سمجھے یا نہ۔مگر خالق کا ارشاد ہے کہ تم اس میں تدبر کیا کرو۔اسی لیے حق تعالیٰ نے فرمایا: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دوسروں سے بھی قرآن مجید سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ ہمیشہ......قرآن مجید کی تلاوت کے بعد شروع ہوتا۔اور اختتام پر بھی قرآن مجید سنتے۔بلکہ نہایت ضعف و پیرانہ سالی میں حافظ محمد عبداللہ صاحب سے نوافل میں ایک شب کے اندر سارا قرآن مجید سماعت فرمایا اور تمام دوستوں کے ساتھ مقتدیوں کی صف میں رات بھر قیام کیا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلاوت قرآن پاک میں اس قدر کثرت فرماتے کہ حیرانی آتی تھی۔ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ جناب قرآن مجید کی کتنی منزل روزانہ پڑھنی چاہیے۔آپ نے فرمایا تم نے مسئلہ پوچھا ہے جس پر سب کیلئے ایک اندازہ مقرر نہیں کیا جاسکتا۔کسی کو اتنی فراغت ہوتی ہے کہ مہینہ میں دو مرتبہ قرآن مجید ختم کرسکتا ہے۔کوئی مہینہ میں ایک مرتبہ۔اور کسی کو زیادہ فراغت و محبت ہوتی ہے۔وہ روزانہ ایک منزل تلاوت کر کے سات دن میں ختم کر لیتے ہیں۔اور اس پر اکثر صلحائے عظام اور اولیائے کرام کاربند رہے ہیں۔بندہ نے عرض کیا کہ حضور اکثر تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اندازہ مقرر نہیں۔تو آپ نے فرمایا کہ فقیر کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی مقصود نہیں۔اور اس کتاب اللہ کے بغیر کوئی انیس نہیں۔میں اولیائے کرام کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔اللہ تعالیٰ کے بندوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں۔ان کو ملکہ روحانی کی حرکت اور توفیق رحمانی کی اعانت سخت مضطر و بیقرار رکھتی ہے۔ورنہ بشر کی یہ کہاں طاقت کہ ایک دن میں ایک ختم بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ تلاوت کرسکے۔اس میں ایک اور بھی لطف ہے۔وہ یہ کہ عوام الناس بوجہ عجلت تلاوت جن محذورات سے بچ نہیں سکتے حضرات اولیاء اللہ ان تمام سے بری ہوتے ہیں۔ان حضرات کیلئے حجاب رفع اور انوار مشاہدہ ہوجاتے ہیں۔ان کی زبان کی حرکت بمقتضائے حرکت قلب ہوتی ہے۔اور تلفظ

Marfat.com
Marfat.com

صدور معانی کا عکس۔ یہ حالت اولیاء اللہ کی ہوتی ہے۔ میں اگرچہ اپنے آپ کو اس بزرگ گروہ وزمرہ کا ایک ادنیٰ غلام جانتا ہوں۔ تاہم ان کی متابعت کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب اللہ سے بڑھ کر اور کوئی انیس بھی نہیں۔ لہٰذا جب موقع پاتا ہوں تلاوت میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ پہلے پہلے ایک منزل روز پڑھ لیتا تھا۔ بعد میں جیسے جیسے اشتیاق بڑھتا گیا وہ ترتیب رہ گئی۔ اور تلاوت کا کام بغیر تقرر وحساب ہو گیا۔ ہر جمعہ کو سورہ کہف تلاوت فرمایا کرتے۔ اور دن رات میں سورہ یٰسین کو کئی مرتبہ تلاوت فرماتے۔ اور سورہ مزمل کو بھی اور ان کے متعلق بہت فضائل بیان فرمایا کرتے۔ روزانہ بوقت سحر بغیر مصحف تلاوت فرماتے۔ اور فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین و مزمل اور درود و وظائف۔ مراقبہ ونوافل اشراق کے بعد مصحف لے کر تلاوت فرماتے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر مصحف لے کر تلاوت فرماتے۔ اور ہمیشہ بعد نماز عشاء تفسیر کا درس سنتے۔ اور حسب ضرورت بعض جگہ معارف واسرار بیان فرماتے۔ یہ حال تو علاوہ نماز کے تھا۔ آپ کی نماز بھی ایسی تھی جس سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سے کس قدر شغف اور تلاوت کا اشتیاق تھا۔ صبح کی نماز میں آپ کم از کم پانچ چھ رکوع پڑھا کرتے۔ اول رکعت میں سورہ توبہ کے تیرہویں رکوع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ سے لے کر اخیر سورت تک اکثر پڑھا کرتے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ نمل کے دوسرے رکوع

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ سے شروع فرماتے۔ اور چوتھے رکوع تک پڑھ جاتے۔ مذکورہ بالا حوالہ دینے سے دراصل غرض یہ ہے کہ ان سورتوں سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ایسی دلچسپی تھی اور آپ کو ایسا حظ ولطف حاصل ہوتا تھا کہ ہفتہ میں دو مرتبہ ضرور خود بھی نماز میں ان کی قرأت سے محظوظ ہوتے اور سامعین کو بھی مستفید فرماتے۔

دوستوں کو بھی قرآن مجید کی تلاوت روزانہ مقرر کرنے کو فرماتے۔ کسی کسی کو اڑھائی پارے روز کسی کو سوا پارہ۔ اور جو تکلف کے ساتھ پڑھنے والے دوست ہوتے ان کو ایک پاؤ

Marfat.com
Marfat.com

پارہ پڑھنے کو فرماتے۔ اور تاکید کرتے کہ ناغہ نہ ہو۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو تھوڑا ہی سہی۔ بلکہ یہاں تک فرماتے کہ قرآن مجید کے حروف پر نگاہ ڈالنا بھی عبادت ہے۔ نیز فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت چھوڑ دینے پر بڑی سخت وعید ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ کہ جناب سیدالمرسلین حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ قیامت میں شکایتاً بارگاہ رب العالمین میں عرض کریں گے۔ کہ اے میرے رب میری قوم یعنی امت نے اس قرآن مجید کو چھوڑ دیا تھا۔ یہ ایک عجیب اور خاص امر قابل غور وتفکر ہے۔ کہ جس وجود باجود سراپا رحمت و ہمہ تن زبان سفارش کا ہی سہارا اوڈھارس ہو۔ جب وہی شاکی ہوں گے تو بھلا پھر بتاؤ ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ حالانکہ آپ ﷺ سے کسی گناہ پر بھی شکایت منقول نہیں۔ مگر قرآن مجید کے ترک پر صاف قرآن مجید ہی میں آیا ہے۔ کہ آپ ﷺ شکایت فرمائیں گے۔ بہرحال اہتمام شان قرآن اور اس کی تلاوت اور اس پر عمل اور نظروفکر و غوروتدبر اہم ضروریات دین سے ہیں۔ اس میں کوشش کرنی چاہیے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کا آخری ارشاد بھی ہے۔ کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک قرآن مجید۔ دوسری اپنی آل۔ اگر ان سے تمسک کیے رہو گے۔ تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ہمارے تنزل و ادبار کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ آج ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے چھوڑنے سے مورد آلام و مصائب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل بالقرآن عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن مجید کی عزت وعظمت

قرآن مجید کی آپ نہایت تعظیم وتوقیر فرماتے۔ تلاوت کیلئے قرآن مجید ہمیشہ آپ جہاں تشریف فرما ہوتے تھے پاس رکھا رہتا۔ ایک مرتبہ کسی دوست نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی میں تصوف کی کوئی دوسری کتاب پڑھ کر قرآن مجید کے اوپر رکھ دی۔ آپ جب تشریف لائے تو آتے ہی کتاب اٹھا کر دوسری جگہ رکھی اور دریافت فرمانے لگے کہ یہ کتاب یہاں کس نے رکھی ہے۔ راقم موجود تھا۔ عرض کیا حضورؒ پتہ نہیں شاید کسی

Marfat.com
Marfat.com

دوست نے رکھی ہوگی۔ فرمایا بڑی غلطی کی۔ یہ قرآن مجید ہے اس خالق کون و مکان کا کلام ہے۔ جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ ایسا کرنا سخت بے ادبی ہے۔ ہمیشہ قرآن مجید کو دوسری تمام کتابوں کے اوپر رکھا کرو۔

الا اے آنکہ از غفلت ز قرآن بے خبر ماندی
ہمہ عمرت بعلم رسمیاں بگذشت و نادانی
علوم رسمیاں با علم قرآں تا چہ مے ارزد
کزیں حیرت بیفزاید و زاں عرفان ربانی
چہ جائے علم رسمی پیش علم احمد مرسل
خرے خروار جو خواہد کریے خوان بورانی
بخورشید درخشاں کرمک شب تاب بنمائی
تفو برداشت اے ناسزاوار مسلمانی
مرنج از حرف تلخ من اگر صبر است وگر حنظل
خوشا نیش رگ جانے کہ نوشش کرد درمانی
بنور حکمت قرآن حریم دل منور کن
کہ محتاجی بتاریکی سوئے شمع شبستانی
کے کز حضرت قرآن بروں افتد بروافتد
بگیر ندش بنعل واژگوں روز پشیمانی
زبام چرخ مے آید صلا در گوش جاں ہر دم
کہ خوان پہن گستر دیم عالم را بمہمانی
حصار استوار احمد مرسل کہ یزدانش
بگیتی برفشاندش برسریر قطع برہانی
سعادت از شقاوت بازداں بارے چہ می سنجد
دم بادسر بوجہل باانفاس سلمانی

Marfat.com
Marfat.com

منور شد در و بام جہاں از آفتاب ما
اگر شپرنہ بیروں شو اززندان ظلمانی

اب آپ کا ایک ارشاد قرآن مجید کے متعلق لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت موجب صفائی قلب اور کمال عرفان کے حصول کا باعث اور باب مقصود کی کنجی ہے۔ اس کی تلاوت میں کوتاہی و تساہل نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد پاک پر عمل پیرا ہونے کی ہم تمام وابستگان دامن کو بالخصوص اور تمام مومنین و مسلمین کو بالعموم دائمی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

ختم خواجگان قدس اللہ اسرارہم

جب سے جناب حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلعت خلافت سے مشرف فرمایا: ساتھ ہی ختم خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ کے پڑھنے کا بھی ارشاد ہوا۔ اور جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایسی مداومت و مواظبت فرمائی۔ کہ آج تک کبھی سفر و حضر، رنج و راحت، غرضیکہ کسی حالت میں بھی بفضل خداوند کریم ناغہ نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفائے عظام میں بھی اس ختم خواجگان قدس سرہم کا معمول جاری و ساری ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خواجگان و بزرگان سلف رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے۔ کہ جو شخص ہر رات کو ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اس کی برکت سے امید رکھ کہ عالم خواب میں حق تعالیٰ کی رویت سے مشرف ہو نیز خواجگان سے صعب ترین دشمن سے حفظ و امن نصیب ہوتا ہے۔ نفس امارہ اور شیطان سے بڑھ کر انسان کیلئے اور کوئی صعب ترین دشمن نہیں۔ اگر ان ہر دو دشمنوں سے پناہ مل جائے تو پھر کچھ خوف و خطر نہیں۔ نیز فرمایا کرتے۔ کہ سورۂ اخلاص کے فضائل و خواص میں سے ہے۔ کہ جو شخص اسے دس مرتبہ پڑھے۔ حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ جبکہ ختم شریف میں ایک ہزار مرتبہ پڑھی جاتی ہے تو بہت زیادہ بخشش الٰہی کی امید رکھنی چاہیے۔ اور ختم خواجگان قدس سرہم کی برکت سے اللہ کریم سوائے اپنے ہر کسی کی محتاجی سے بچاتا ہے۔ الغرض برائے رفع حاجات و مہمات کلی و جزئی و برائے دفع کرنے دشمن و بلا اور قحط و وبا اور بالخصوص برائے

Marfat.com
Marfat.com

کشائش باطنی نہایت مؤثر ہے۔ اور ہزار ہا حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ مشکل سے مشکل مہمات و حاجات کیلئے تین روز متواتر ختم خواجگان پڑھ کر دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ مشکلات و مہمات کو حل فرماتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ختم شریف پڑھنے کے بعد ان کا ثواب حضرات خواجگان قدس سرہم کی ارواح مقدسہ کو بخشے اور ان کے توسل سے امداد و اعانت اللہ تعالیٰ سے چاہے نہایت مفید اور مؤثر ہے۔ جو بار ہا کا مجرب و آزمودہ ہے۔

صبح کا ختم

ختم خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے علاوہ بعد ادائے تہجد قبل از نماز صبح جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ ختم شریف بلاناغہ پڑھا کرتے تھے۔ جو حاضری و زیارت مدینہ منورہ روضہ اطہر کے وقت جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا تھا۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار اور بے شمار شکر اور حمد و احسان ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک سے آج تک یہ ختم شریف بھی بفضلہٖ جاری و ساری ہے۔ اور کبھی سفر و حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ ختم خواجگان قدس اللہ اسرارہم تو مشہور و معروف ہے۔ اور یہ صبح والا ختم شریف بھی ''ہدایت الانسان الی سبیل العرفان'' میں درج ہے۔ جس کو ضرورت ہو وہاں سے دیکھ سکتا ہے۔ اس ختم شریف کے فضائل و خواص بے شمار ہیں جو کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان معارف بیان سے سننے میں آئے ان میں سے چند یہاں درج کرتا ہوں۔ تاکہ فی اللہ دوستوں کی رغبت و شوق کے اضافہ و زیادتی کا موجب ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ اس ختم شریف کا جو وقت ہے۔ اسی کے متعلق اکثر آپ فرمایا کرتے۔ کہ دن اور رات کے تمام اوقات پر اس سحری کے وقت کو اسی طرح بزرگی اور شرف حاصل ہے جیسے کہ تمام سال کے ایام میں سے یوم عرفہ کو۔ مہینوں میں رمضان شریف کو اور ہفتہ کے دنوں میں سے یوم جمعۃ المبارک کو عظمت و بزرگی ہے۔ نیز فرماتے کہ حدیث شریف میں جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شب کو رات کے آخری حصہ میں آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے تاکہ میں قبول کروں۔ اور کوئی ہے جو مجھ سے طلب کرے میں اس کو عطا کروں۔

Marfat.com
Marfat.com

کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے تا کہ میں اس کو بخش دوں۔ وغیرہ۔ جب اس مبارک وقت کے متعلق خود منعم حقیقی غفار الذنوب وستار العیوب ارشاد فرمائے تو اس وقت خاص کیلئے یقین رکھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ معلّٰی سے بے حد عنایات و کرامات حاصل ہوتے ہیں اور اس وقت کے کلمات بارگاہ الٰہی میں یقیناً قبولیت کے خلعت سے مشرف فرمائے جاتے ہیں۔ اس ختم شریف میں پہلے چونکہ تسبیح وتحمید اور استغفار شریف پڑھا جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے حق تعالیٰ بھی تعریف فرماتے ہیں۔ وَبِالْاَسْحَارِهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۔یعنی سحر کے وقت طلب استغفار کرتے ہیں۔ یہ آیت مجید انہی لوگوں پر صادق آتی ہے۔ جو سعی و جہد کر کے اس وقت خاص کو طلب مغفرت میں گزاریں۔ اس وقت خاص میں اور بھی بہت سے نکات ہیں۔ ایک یہ کہ ملائکہ شب و ملائکہ روز کے جمع ہونے کا وقت ہے۔ دوسرا یہ کہ شب کا اختتام ختم شریف کی مصروفیت میں اور دن کا افتتاح بھی ختم شریف کی مشغولیت میں ہو۔ تیسرا یہ کہ شب وقت سکون اور دن وقت معاش ہے۔ ہر دو اوقات ذکر الٰہی سے آباد اور معمور ومسرور رہیں۔ یہ ختم شریف خاص شب بیداروں کا حصہ ہے۔ اور شب بیداری مردانِ حق کا کام ہے۔ اور محبان مطلق کا میدان ہے۔ یہ وقت بہت بڑی فضیلت اس لئے رکھتا ہے کہ گرم اور نرم بستر اکو جو کہ نفس کو بڑا پسند ومرغوب ہوتا ہے چھوڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے عملی طور پر بأمید رضا وقرب ولقاوثواب میدان عمل میں آنا پڑتا ہے۔ جو کہ نفس کیلئے بہت دشوار اور گراں ہوتا ہے۔ اس ختم شریف کے فضائل کا بیان کرنا محال ہے۔ جو کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۔یعنی وہ لوگ کہ علیحدہ رہتی ہیں کروٹیں ان کی خوابگاہ سے پکارتے ہیں رب اپنے کو خوف اور امید میں۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔یعنی پس نہیں جانتا کوئی نفس اسے کہ مخفی رکھا گیا ان کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے یعنی اجر وثواب بدلہ ہے اس کا کہ وہ عمل کرتے تھے۔ جبکہ خود خالق کون ومکان کا ارشاد پاک ہے کہ ان کے اعمال خیر کے عوض جو نعمتیں آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والی مخفی رکھی گئی ہیں ان کو کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ وہ انسانی شعور وادراک سے

Marfat.com
Marfat.com

بہت بلند و بالاتر ہیں۔تو پھر بھلا انسان ضعیف البیان کی کیا ہمت و بساط ہے۔کہ وہ اس وقتِ اوّل میں ختم شریف کے فضائل کو بیان کر سکے۔یہ کس قدر عظیم الشان بشارت ہے جو کلام الٰہی سے ثابت ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی اور فضیلت ہوسکتی ہے۔

شجرہ شریف حضرات خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ معمول رہا کہ صبح ختم شریف کے بعد اور شام کو ختم خواجگان رحمہم اللہ کے بعد دونوں وقت شجرہ طیبہ خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پڑھا جاتا اور دوستوں میں سے کسی خوش الحان دوست کو پڑھنے کیلئے ارشاد فرماتے۔اس میں کبھی ناغہ نہ فرماتے۔ بلکہ اکثر دوستوں کو تاکید فرماتے کہ شجرہ شریف ضرور ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں تاکہ ان انعام و اکرام سے کہ جو حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار سے عطا ہوں۔درجہ بدرجہ پیران عظام کے توسل سے مستفیض و مستفید ہوتے رہیں۔شجرہ شریف کی خاصیت ہے کہ مانند زنجیر کے اس کے ایک سرے کی حرکت دوسرے سرے تک پہنچتی ہے۔ شجرہ شریف کے پڑھنے سے بھی اپنے شیخ ومقتدا سے لے کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام حضرات کی توجہ باطنی شامل حال ہوجاتی ہے۔سلسلہ کے بزرگوں کو نام بنام یاد کرنے سے ہر ایک ظاہری و باطنی مشکل و مصیبت رفع ہوجاتی ہے۔ان حضرات کو وسیلہ و واسطہ گردانے سے جو مراد مانگی جائے قبولیت حاصل کرتی ہے۔روزمرہ بلاناغہ شجرہ شریف پڑھنے کی برکت سے دل روشن اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔طبیعت میں ذوق وشوق اور تازگی رہتی ہے۔ ایمان کو قوت پہنچتی ہے۔محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ بزرگوں کی ارواح طیبہ متوجہ ہوتی ہیں۔ رزق، عمر، اولاد میں برکت، اعمال صالحہ میں ترقی ہوتی ہے۔ بلا و مصیبت سے نجات اور اعداءِ ظاہری و باطنی پر فتح نصیب ہوتی ہے۔الغرض کہ مرید صادق کیلئے اپنے پیران عظام کا شجرہ شریف پڑھنے یا سننے میں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جن کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔لہٰذا دوستوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ بھی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس معمول پر قائم رہ کر ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

عرس شریف

جناب حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بموجب جناب نبی کریم ﷺ کے عرس شریف کا انعقاد بھی عیدگاہ میں تجویز فرمایا۔ جو اب بھی ہر سال 8 جون کے روز جو آنحضرت ﷺ کے وصال مبارک کی شمسی تاریخ ہے بڑی رونق کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس میں ہزاروں زائرین نیز بہت سے علمائے کرام وفضلائے عظام کا اجتماع ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے بہت سے ختم کیے جاتے ہیں۔ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ شب وروز ذکر الٰہی میں بسر ہوتے ہیں۔ طعام عمدہ اور نفیس پکایا جاتا ہے اور ان سب کا ثواب جناب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی روح مبارک اور آپ کے طفیل جمیع انبیاء علیہم السلام و جملہ اولیائے کرام ومشائخ عظام متقدمین رحمہم اللہ کے ارواح طیبہ کو بطور ہدیہ بخشا جاتا ہے۔ رات دن وعظ ونصیحت اور ذکر اذکار میں گزرتے ہیں اور کسی قسم کا کوئی غیر شرعی کام اور بدعت جیسے کہ دوسرے میلوں اور عرسوں پر ہوتے ہیں ظہور میں نہیں آتے۔ ہر حیثیت سے حقیقی مجلس ذکر الٰہی کی جو سال بعد دوستوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اس کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مقتدا کے ارشاد پاک کو کما حقہ اپنا معمول بنا کر خوب نباہا۔ اب کچھ فوائد عرس شریف کی مجلس کے دوستوں کی خاطر لکھ کر اس مضمون معمولات کو ختم کرتا ہوں۔

عرس شریف کے فوائد

عرس شریف عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی شادی کے ہیں۔ دراصل اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ پرانے زمانہ میں ذرائع آمدورفت بہت محدود اور دشوار گزار تھے پیشوایان دین اور پیران طریقت بڑی بڑی جانکاہ مصائب کے بعد اپنے مسترشدین مخلصین کے پاس پہنچ کر ان کو روحانی تربیت اور مذہبی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس طرح ان بزرگواروں کو دشوار گزار راستوں میں بڑی صعوبتیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ آخرکار مخلص اور عقیدتمند جان نثار مریدوں نے مشورہ کیا کہ ان پیشوایان دین کی اس تکلیف کو رفع کرنے کیلئے ہم خود ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اس طریقہ سے فرداً فرداً عقیدت مندوں کا اپنے پیران طریقت کی خدمت میں حاضر ہونا بھی تمام سال مہمان نوازی کی

Marfat.com
Marfat.com

تکلیف ثابت ہوا۔ بالآخر یہ تجویز نکالی گئی کہ سال میں ایک مرتبہ کسی خاص مقررہ جگہ و مقام اور کسی خاص مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا کریں۔ اور پند و نصائح سے شرفیابی حاصل کیا کریں۔ ایک وقت تمام فی اللہ پیر بھائیوں کا جمع ہونا محبت فی اللہ میں ترقی و عروج کا موجب ہوتا ہے۔ دوست ایک دوسرے کے دیدار و زیارت سے مسرت اندوز ہوسکتے ہیں۔ منشائے قدرت بھی فی اللہ اجتماع کا حامی ہے۔ مذہبی تقریبوں کا مل کر ادا کرنا بھی اس امر کی تائید کرتا ہے۔ یک جاجمع ہونے سے تبادلہ خیالات ہوجاتا ہے۔ اور باہمی مشاورت سے بہت سے بہترین امور حل ہوسکتے ہیں۔ اور اس اجتماع کیلئے ایک خاص دن معین کیا جانا ضروری امر ہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام کا اپنے خالق سے جاملنا اور اس دار بلیات سے دار سرور کی طرف انتقال کرنا ان کیلئے ایک خاص خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اور حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد کہ مومن کو قبر میں ارشاد کیا جاتا ہے۔ ''نم کنومة العروس'' دلہن کی مانند خوشی سے سو جاؤ۔ اس بنا پر اس دن کے اجتماع کو عرس سے موسوم کیا گیا۔ الغرض کہ انسانی مدارج کو اوج بلندی پر پہنچانے کا نہایت بہترین ذریعہ ہے۔ فی اللہ دوستوں کی ملاقات سے جذبہ ایثار بدرجہ کمال پیدا ہوتا ہے۔ روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سفر کر کے عرس شریف میں حاضر ہونے سے سفر کی تکالیف سے آشنائی ہوتی ہے۔ مسافروں کو آرام پہنچانے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ مہمان نوازی کا شوق بڑھتا ہے۔ بہت سے ظفر کے وسائل حاصل ہوتے ہیں۔ نیک مجلس سے نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ قصہ کوتاہ کہ فی اللہ پیر بھائیوں کی سالانہ عید ہوجاتی ہے۔ اور جو شخص محض لوجہ اللہ ایسی مبارک مجلس کی شمولیت کی غرض سے آئے جتنا دور دراز سے آئے گا زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ اور اس کا یہ آنا کبھی ضائع نہ جائے گا۔ جس پر وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ کی نص صریح شاہد اور بین دلیل و ثبوت ہے۔ آخر میں دعا ہے۔ کہ حق تعالیٰ فی اللہ اور مخلص احباب کو ایسی مبارک مجلس کی شمولیت اور اس کے فیوض و برکات ظاہری و باطنی سے مدام متمتع ہونے کی ہمت و توفیق بخشے۔ آمین۔ فقط

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

Marfat.com
Marfat.com

باب چہارم

انتقال

مئی ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول نماز تہجد کے لئے اٹھے۔ جب سقف مکان سے نیچے اترنے لگے تو کسی زہریلے جانور نے پاؤں مبارک پر نیش زنی کی اندھیری رات تھی۔ نظر کچھ نہ آیا۔ معمولی درد ہوتا رہا۔ مگر آپ نے گھر میں کسی سے بھی ذکر نہ کیا۔ وضو فرما کر تہجد کے نوافل ادا کر چکے۔ اور بعد مراقبہ کے صبح کا ختم شریف مقامی دوستوں کی معیت میں پڑھا گیا۔ ختم شریف پڑھ لینے کے بعد آپ نے دوستوں میں اس واقع کا ذکر فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے اب غنودگی زیادہ آرہی ہے صبح کی نماز آپ نے پڑھائی۔ بعد فراغت نماز دوستوں کو بھی آپ کی حالت دیکھ کر فکر لاحق ہوا۔ اور گمان غالب ہوا کہ مبادا سانپ نے کاٹا ہو۔ کہ غنودگی کا آنا اسی کے زہر کے اثر سے معلوم ہوتا ہے۔ بھلاوہ جو کسی درخت کا نہایت زہریلا پھل ہوتا ہے۔ اور سانپ کے زہر کو زائل کرنے میں تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ آپ کے پاؤں مبارک پر جہاں کسی چیز نے کاٹا تھا لگایا گیا۔ جس کے لگانے سے آپ کے پاؤں مبارک پر بڑا ورم ہو گیا۔ اور جلن و سوزش پیدا ہوگئی۔ ساق اور ران پر بھی ورم کا اثر جا پہنچا۔ چار پانچ ماہ تک اس عارضہ سے آپ کو تکلیف رہی۔ مناسب علاج بھی ساتھ ساتھ ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ شافئ مطلق نے اپنے فضل و کرم سے صحت عطا فرمائی اور آہستہ آہستہ ورم اور سوزش وغیرہ دور ہو گئے۔ اور بالکل آرام آ گیا۔

مذکورہ بالا واقعہ گزرنے کے بعد پھر اسی موسم یعنی ماہ مئی ۱۹۳۳ء میں آپ کو از سرِ نو تکلیف شروع ہو گئی۔۔ اور پیشاب کے ساتھ آپ کو خون آنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ عرس

Marfat.com
Marfat.com

شریف کا موقعہ آ گیا۔ باوجود علاج جاری رکھنے کے کچھ آرام نہ آیا۔ بلکہ مرض میں اضافہ ہوتا گیا۔ بار بار پیشاب کی حاجت محسوس ہوتی۔ آپ نے بڑی ہمت و استقلال سے اس تکلیف کو برداشت کیا۔ اور عرس شریف کی مبارک مجلس میں حاضر و شامل رہے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی بجائے پیشاب کے خون خارج ہوتا۔ اور آپ تازہ وضو فرماتے۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر مخلص دوستوں کو بھی بڑی بےچینی تھی۔ مولانا حاجی محمد شریف و حاجی حکیم خادم علی صاحبان اور حافظ حکیم نور محمد صاحب نے مشورہ کر کے دوائی تجویز کی جس کے استعمال سے فائدہ اور آرام ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ آرام رہا۔ چار پانچ ماہ گذرنے کے بعد پھر عارضہ شروع ہو گیا۔ پھر وہی دوائی استعمال کرائی گئی۔ عارضی طور پر چندے آرام اور صحت ہوتی۔ اور کچھ دن گزرنے کے بعد مرض عود کر آتا۔ گویا کہ مرض نے ایک دورہ کی صورت اختیار کر لی چونکہ بجائے پیشاب کے خالص خون خارج ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کی طبیعت مبارک دن بدن کمزور ہوتی گئی۔

۱۹۳۴ء کے آغاز میں ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ آپ کی طبیعت اسی عارضہ کے باعث ناساز تھی۔ باہر ڈیوڑھی میں آپ پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ حاجی محمد زمان صاحب اور حاجی لعب دین صاحب حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں نے اسی عارضہ میں اس دار فانی سے جانا ہے۔ یہ بات سن کر حاجی لعب دین صاحب رونے لگے۔ اور کہنے لگے۔ حضور خالق آپ کا غم نہ دکھائے۔ اور آپ کی موجودگی میں ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔ تا کہ ہمیں زندگی میں آپ کی مفارقت کا داغ نصیب نہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ خالق کو یونہی منظور ہے۔ کل نفس ذائقة الموت۔ کسی نفس کو موت بغیر چارہ نہیں۔ صبر و استقلال سے رہنا ضروری ہے۔ مولوی صاحب (یعنی قبلۂ عالم جناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا و بالفضل اولینا صاحب زادہ عبدالرحمٰن سلمہ المنان الی یوم المیزان) کی خدمت کو میری خدمت اور ان کے وجود کو میرا وجود تصور کرنا۔ اور سمجھنا۔ اور دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور سلوک رکھنا۔ نیز فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ تم سب کے بھائی ہیں۔ (یہ از روئے شفقت و مہربانی تھا۔ ورنہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک) ہر

Marfat.com
Marfat.com

معاملہ میں ان کے ساتھ شامل و شریک رہنا۔ اور ان کی فرمانبرداری و تابعداری کو میری فرمانبرداری و تابعداری جاننا۔ یہی سعادت دارین کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اور اس پر نہایت ہمت اور استقلال سے ثابت قدم اور قائم رہنا یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ اتنے میں اندر سے جناب قبلہ صاحبزادہ مدظلہ تشریف لے آئے۔ اور ان کو دیکھ کر سلسلہ گفتگو جو شروع تھا۔ بند کر کے دیگر باتیں شروع کر دی گئیں۔ تا کہ جناب صاحبزادہ صاحب کو جو پیشتر باتیں ہو رہی تھیں ان کا احساس نہ ہو۔ خیر اس عرصہ میں آپ کو صحت مستقل طور پر نہ ہوئی۔ عارضی طور پر چند یوم آرام سے گزرتے اور پھر چند یوم بعد تکلیف ہو جاتی۔ جون ۱۹۳۴ء کے عرس شریف پر بھی تکلیف بدستور تھی۔ مگر باوجود تکلیف اور کمزوری طبع مبارک کے آپ شب و روز مجلس مبارک میں شامل و حاضر رہے۔ اور للہ دوستوں کی خاطر جو محض لوجہ اللہ تھی۔ آپ نے اپنی جسمانی تکلیف کی کچھ پروا نہ کی۔ اس کے بعد پھر شافی مطلق نے آرام و صحت عطا فرمائی۔ اور کسی قسم کی شکایت نہ رہی۔

موسم سرما آ گیا۔ اور آپ کی طبیعت بھی اچھی ہو گئی۔ دوستوں نے سیر و سیاحت کے لئے بڑا اصرار کیا۔ آپ نے معذرت فرمائی۔ کہ اب پیرانہ سالی ہے۔ اور اس پر اس طویل علالت کی وجہ سے طبیعت بڑی کمزور ہو گئی ہے۔ فقیر اس لائق نہیں کہ سفر کی تکلیف برداشت کر سکے۔ مگر دوستوں کو بڑا اشتیاق تھا۔ بار بار عرضیں کرتے۔ کہ جناب فی اللہ دوست بڑے خواہشمند ہیں۔ اور منتظر و چشم براہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی طبیعت مبارک بوجہ لمبی بیماری کے بہت کمزور ہے، مگر اب حالت روبصحت ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ سفر میں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ بہت سے غریب اور مفلس دوست یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ حضور تشریف لے چلیں گے۔ تو سب دوستوں کو آپ کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہونے کا موقعہ مل جائے گا۔ دوستوں کے بار بار اصرار و تکرار اور منت و زاری نے آپ کو سفر پر آمادہ کر ہی لیا۔ یہ آپ کا آخری سفر تھا۔ اثناء سفر میں حسب معمول ہر مقام پر دوست ملاقات و زیارت کے لئے حاضر خدمت ہو کر مستفیض و مستفید ہوتے تھے۔ جب آپ امرتسر رونق افروز ہوئے۔ تو پھر وہی سابقہ مرض کا عارضہ لاحق ہوا۔ بدیں وجہ آپ امرتسر سے ہی براہ

Marfat.com
Marfat.com

راست راولپنڈی شریف واپس تشریف لے آئے۔ اب سلسلہ علالت مستقل طور پر قائم ہو گیا۔ کبھی دو چار دن عارضی طور پر آرام ہوا بھی تو پھر تکلیف بدستور شروع ہوگئی۔ پیرانہ سالی اور اس پر مزید یہ کہ اس عارضہ کے باعث خون کا اخراج بکثرت۔ جس کی وجہ سے ضعف قلب کا مرض قائم ہو گیا۔ یہ کیفیت مندجہ بالا ۱۹۳۴ء کے اخیر اور ۱۹۳۵ء کے آغاز کی تھی۔ اس علالت کے علاوہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء کوئٹہ کے حادثہ فاجعہ اور بالخصوص سید غلام شبیر صاحب بی۔ اے، ای۔ اے۔ سی کی اچانک شہادت کے صدمہ عظیمہ نے آپ کی طبیعت پر بہت بڑا اثر کیا چونکہ سید صاحب مرحوم و مغفور آپ کے بڑے مخلص اور شیدائی دوستوں میں سے تھے۔ آپ کی بھی ان پر بڑی نظر شفقت تھی۔ اور ان سے کمال محبت تھی۔ جس دن کوئٹہ کے حادثہ کے متعلق اطلاع ملی تو پہلے تار دی گئی۔ مگر تار کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ کوئی جواب نہ ملا۔ خطوط بھی لکھے گئے۔ آخر کار تیسرے دن اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ کہ سید غلام شبیر صاحب اسی حادثہ فاجعہ میں جام شہادت نوش فرما کر عالم جاودانی کو رحلت کر گئے ہیں۔ اِنّا لِلّٰهِ وَاِنّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ سید غلام شبیر صاحب جیسے حقیقی عاشق اور تحقیقی صادق کی وفات حسرت آیات کے صدمہ اور رنج وغم والم کی وجہ سے آپ کے قلب پر ضعف کا گہرا اثر پڑا۔ عرس شریف بھی قریب آ گیا تھا۔ اور آپ کی طبیعت بہت کمزور اور نڈھال ہو چکی تھی۔ ۸ جون ۱۹۳۵ عرس شریف کے دن صبح خاص ختم شریف کی مجلس میں آپ بصد مشکل شامل ہوئے۔ اور رات کی مجلس میں شامل نہ ہو سکے۔ مرض میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا گیا۔ عرس شریف کے بعد بھی آپ بدستور بیمار رہے۔ ساتھ ہی آپ کی پوتی حضرت ممتاز بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ بھی بعارضہ بخار بیمار ہوگئیں۔ اولاد قدرتاً و فطرتاً بھی بڑی پیاری ہوتی ہے۔ مگر خاص کر ایسی نیک اور فرمانبردار سعادت شعار اولاد ہو۔ تو پھر اس کی محبت کا کیا کہنا۔ عزیزہ مرحومہ و مغفورہ کے ساتھ خاص کر اس کے دینی شغف اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا اپنے والد ماجد سے قرآن مجید کے ترجمہ اور اس کی تفسیر میں حیرت انگیز کمال حاصل کرنے کی وجہ سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی محبت و پیار تھا۔ علاوہ ازیں آپ کی بہت سی خوش افزا امیدیں مرحومہ کی ذات سے آئندہ کے لئے وابستہ تھیں۔

Marfat.com
Marfat.com

مگر رضا وقضا الٰہی پر صابر وشاکر رہے بغیر چارہ ہی کیا ہے۔ عزیزہ مرحومہ ومغفورہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۵ء کو اس دارِ فانی سے عالم بقا کو رحلت کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کی اس بے وقت وفات حسرت آیات نے تمام دلی امیدوں اور آرزوؤں کو یکسر فنا کر کے آپ کے قلب پر ایک ایسی ناقابل برداشت چوٹ لگائی کہ جس کا بیان کرنا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول و برگزیدہ بندگان ہمیشہ قضائے الٰہی پر صابر وشاکر رہے۔ مگر وہ محبت جو نیک دیندار اور خوش اطوار فرمانبردار اور ہونہار اولاد کی خالق نے والدین کے قلوب میں ودیعت کر رکھی ہے وہ اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس واقعہ جانکاہ کے اثر سے ضعف قلب کا مرض مستقل طور پر قائم ہو گیا۔ پیشتر ازیں موسم سرما میں صحت رہتی تھی۔ مگر امسال ۱۹۳۵ء کے اخیر میں تکلیف بہت زیادہ ہوتی اور بڑھتی گئی۔ باوجود اس قدر طویل علالت اور تکلیف کے بھی فرائض پنجگانہ اور نوافل تہجد و اوابین اور دیگر اوراد و وظائف میں بھی بفضل خداوند کریم بدستور مصروف رہے۔ اور کبھی ناغہ نہ فرمایا۔ ہاں کبھی کبھی اتنا زبان مبارک سے فرماتے۔ کہ اب وہ لطف و حظ نہیں رہا۔ بوجہ علالت اور پیرانہ سالی دیر تک مراقبہ میں نہیں بیٹھا جا سکتا اور بوجہ کمزوری عبادت خانہ کی سیڑھیوں پر آنے جانے میں بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ دوستوں نے عرض کیا۔ کہ جناب ایسی حالت میں فرائض بھی اگر ادا ہوتے رہیں تو غنیمت ہے۔ آپ کی اس تکلیف کو دیکھ کر بڑا رنج پہنچتا ہے۔ اپنے بس اور اختیار کی بات نہیں۔ ورنہ یہ آپ کی تکلیف ہم آپ کے غلام لے لیں۔ آپ باوجود اتنی تکلیف کے پھر اتنی ہمت فرماتے ہیں۔ کہ نوافل تک ادا کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ جتنی تکلیف کا تم کو گمان ہے۔ اتنی تکلیف مجھے نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو دنیا کی لذت والم دو قسم ہیں۔ جسمانی و روحانی جس چیز میں جسم کی لذت ہے۔ اس میں روح کا رنج ہے۔ اور جس چیز سے جسم کو رنج پہنچے۔ اس میں روح کی لذت ہوتی ہے۔ مگر عوام الناس کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اللہ کے بندوں پر لازم ہے۔ کہ وہ جسمانی رنج ومصائب میں بھی اپنے خالق و مالک کے ساتھ خوش وخرم زندگانی بسر کریں۔ کسی صاحب دل نے کیا خوب کہا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

از برائے عیش و عشرت ساختن　　　صد ہزاراں جان بباید باختن

میرے دوستو جاودانی آسائش و راحت کا حاصل ہونا آسان نہیں ہے۔ فقرا کے لئے اس قسم کا دکھ درد اکثر لازم رہا ہے۔ اور یہ محبت کے لوازم سے ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ماسوائے اللہ سے پورے اور کلی طور پر انقطاع حاصل ہو جائے۔ یہ راہ ہی عجیب و غریب ہے۔ اس راہ میں آرام بے آرامی میں ہے۔ اور قرار بیقراری میں اس مقام میں آرام و راحت طلب کرنا اپنے آپ کو رنج و دکھ میں ڈالنا ہے۔ بہر حال اپنے آپ کو محبوب کے سپرد کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ جو کچھ اس کی طرف سے آئے۔ برضا و رغبت نہایت خوشی سے قبول و منظور کرنا چاہئے۔ اور ہرگز گھبرانا یا سر پھیرنا نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے اس پر ثبات و استقامت طلب کرنی چاہئے۔

شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ کی پندرہویں شب مبارک تھی۔ آپ عید گاہ میں رونق افروز تھے۔ مقامی دوست جیسے کہ ہمیشہ اس رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جمع ہو گئے۔ کہ شب بیداری میں گزاریں گے۔ آپ تو بفضل خدا کسی لمحہ ذکر الٰہی سے خالی نہ رہتے تھے۔ باوجود علیل ہونے کے اس مبارک شب میں بھی نوافل پڑھے۔ صبح ہوئی۔ تو چند دوست آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ آپ فرمانے لگے۔ کہ کوئی آرزو ایسی نہیں جو خالق نے پوری نہ فرمائی ہو۔ مگر عید گاہ کے وسیع کرنے کا مدت سے خیال تھا خواہش تھی کہ یہ کام بھی فقیر ہی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کرا دیتا۔ اس کے متعلق کوشش بھی بڑی کی گئی۔ اور امید بھی پختہ تھی۔ مگر کوئی صورت نہ بنی۔ یہ ایک آرزو رہ گئی ہے۔ اگر وہ مسبب الاسباب کوئی سبب بنا دیتا۔ تو یہ آرزو بھی پوری ہو جاتی۔ نماز کے بعد دوست رخصت ہو گئے۔

اب دیکھئے اللہ تعالیٰ اپنے ایک برگزیدہ ولی کی آرزو پوری کرنے کی خاطر کیا اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ اور کتنی جلدی یہ آرزو پوری کر دی جاتی ہے۔ عید گاہ کے مغرب میں جن کی زمین تھی۔ باوجود کوشش بلیغ کے اور ان کی منہ مانگی قیمت دینے پر بھی وہ زمین دینے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ مندرجہ بالا آرزو کے اظہار پر ایک دو یوم ہی گزرے تھے۔ کہ مالک

Marfat.com
Marfat.com

زمین نے ایک آدمی کو بھیجا۔ جو یہ پیغام لے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ عید گاہ کے ساتھ ملحقہ زمین اگر لینی ہے تو لے لو۔ مالک زمین کو روپیہ کی سخت ضرورت پڑ گئی قیمت کا تصفیہ ہو گیا۔ اور سودا حضرت قبلہ عالم کی منشاء کے مطابق طے ہو گیا۔ اور آٹھ ہزار روپیہ میں زمین کی رجسٹری کرا لی گئی۔ جناب صاحبزادہ مدظلہم نے رجسٹری کرانے کے بعد دوسرے دن ہی تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔ اور پندرہ رمضان المبارک کو عید گاہ کی تعمیر مکمل طور پر ہو گئی۔ عید الفطر کے دن خود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ موٹر پر بیٹھ کر عید گاہ میں تشریف لے گئے۔ اور عید گاہ کی توسیع کا کام بحسن وخوبی سرانجام ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہ بجالائے۔ لوگ جو عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ عید گاہ کی وسعت دیکھ کر حیران ہوئے۔ کہ ابھی چند دن ہوئے پہلے عید گاہ کی اور صورت تھی۔ اب کچھ اور نقشہ بنا ہوا ہے شہر کے چند معززین نے جملہ مسلمانوں کی طرف سے آپ کا شکر یہ ادا کیا۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ کہ فقیر اس اظہار کو پسند نہیں کرتا۔ شکر یہ اس خالق و مالک کا چاہئے۔ جس کے فضل وکرم سے یہ کام بھی حسب منشا ہو گیا ہے۔

ان ایام علالت میں باوجود اس قدر تکلیف جسمانی اور انتہائی کمزوری اور ضعف قلب کے بھی آپ نے اپنا معمول اوراد و وظائف نہ چھوڑے تہجد کے لئے جیسے ہمیشہ سب دوستوں سے اول اٹھتے تھے۔ اسی طرح ان ایام میں بھی تمام دوستوں سے پہلے ہی تشریف فرما ہوتے تھے۔ بعد نوافل ختم شریف میں بھی شمولیت فرماتے۔ اور اتوار کی مجلس میں بھی رونق افروز ہو کر اپنے دیدار فیض آثار اور کلمات طیبات و واعظِ حسنہ سے محبین و مخلصین کو مسرور اور اپنی توجہات سے حاضرین کے قلب کو معمور فرماتے رہے۔

آخری چند ماہ کی علالت

آغاز علالت سے ہی اپنے مخلص دوستوں نے جو حکیم و ڈاکٹر ہیں علاج میں اپنی استعداد کے مطابق کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ عارضی طور پر قدرے فائدہ و آرام ہو جاتا۔ رات کو آرام رہا۔ تو دن کو تکلیف ہو گئی۔ اور دن آرام سے گزرا تو رات کو تکلیف ہو گئی۔ اس حالت میں اکثر آپ فرمایا کرتے۔ کہ مجھے دوائیاں دینی بند کر دو۔ میری طبیعت نہیں

Marfat.com
Marfat.com

چاہتی۔ اور یہ شعر بھی پڑھا کرتے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی　　　مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کچھ دن یونہی گزرنے کے بعد ایک دن آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے پیشتر بھی تمہیں کہا ہے۔ کہ مجھے دوائی دینی بند کر دو۔ اب پھر کہتا ہوں۔ کہ دوائی پلانی چھوڑ دو۔ میری طبیعت دوائی کھانے سے نفرت کرتی ہے۔ آپ کے اس طرح فرمانے کے بعد حاجی محمد علی و حاجی محمد زمان صاحبان نے گزارش کی۔ کہ جناب دوائی ضرور استعمال کرنی چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید حضور دوائی کے استعمال کرنے میں پوری پوری احتیاط اور پابندی نہیں فرماتے۔ اسی وجہ سے آرام نہیں آتا۔ اگر حضور مقررہ اوقات پر دوائی استعمال فرمایا کریں۔ تو امید واثق ہے۔ کہ بفضل خداوند کریم بہت جلدی صحت و شفا حاصل ہو جائے دوستوں کی اس عرض و گزارش پر جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم دوا میں شفا سمجھ بیٹھے ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کو شافی جانتا اور یقین رکھتا ہوں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مسنون طریقہ ہے۔ اور کتنا عرصہ کہ متواتر دوائیاں باقاعدہ بڑی پابندی سے استعمال کرتا رہا ہوں۔ اب بھی دوائی استعمال کرنے کے مخالف نہیں ہوں۔ مگر اس قدر طویل عرصہ دوائیاں استعمال کرنے سے طبیعت متنفر ہوگئی ہے۔ اصل بات بھی تم کو سمجھا دیتا ہوں۔ کہ جتنی چیزیں اپنے اسباب و علل پر مرتب ہوتی ہیں۔ چشم بصیرت کے نور سے محروم لوگ ان اشیاء کا سرزد ہونا اسی سبب و علت کے باعث جانتے ہیں۔ اور اسی کو فاعل حقیقی اور موجد سمجھ لیتے ہیں۔ مگر جن کو خالق نے بصیرت کا نور عطا فرمایا ہوا ہو۔ ان کی نگاہ حق بین ان تمام اسباب و علل کے پیدا کرنے والے پر ہوتی ہے۔ اور وہ سب کچھ اسی فاعل حقیقی سے جانتے ہیں۔ جیسا کہ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی سے ظاہر ہے۔ کسی بندہ خدا نے کیا عمدہ کہا ہے۔

گر گزندت رسدز خلق مرنج　　　کہ نہ راحت رسدز خلق نہ رنج
از خدا دان خلاف دشمن و دوست　　　کہ دل ہر دو در تصرف اوست
گرچہ تیراز کمان ہمے گزرد　　　از کماند ان بیند اہل خرد

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ میرا معاملہ کچھ اور ہے۔ میری نگاہ اس شافیٔ مطلق اور خالق کون و مکان پر ہے۔ جو اپنے بندوں کو کھلاتا پلاتا۔ اور جب وہ بیمار ہوتے ہیں۔ انہیں شفا عطا فرماتا ہے۔ هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ○۔ آپ کی مرضی کے خلاف کرنا کسی کو جرات نہ تھی۔ سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کیا چارہ تھا۔ دوائیاں کھلانی پلانی چھوڑ دیں۔ ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ضعف قلب کے لئے انجکشن کرائے جاتے۔ جن سے ضعف قلب کا عارضی طور پر کچھ افاقہ رہتا۔ آخر کار وہ بھی آپ نے بند فرما دیئے۔ چار و ناچار آپ کا حکم ماننا پڑا۔

اثناء علالت میں آپ کے تمام خلفائے عظام اور مخلص دوست وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہوتے رہے۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ حضرات حاجی مولوی ثناء اللہ صاحب' حاجی مولوی محمد شریف صاحب حاجی حکیم خادم علی صاحب۔ اور خلیفہ سلطان احمد صاحب و بابو غلام نبی صاحب پنشنر تشریف لائے۔ اور جس وقت جناب حضرت حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو وفور محبت سے زار و قطار رونے لگے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس محبت و شفقت کے بارے جو کہ آپ کو اپنے فی اللہ دوستوں سے تھی۔ رونے لگے۔ اور فرمایا کہ مجھے ان دوستوں کی محبت فی اللہ نے رُلایا۔ ورنہ اور کچھ دکھ درد نہیں اور نہ ہی کوئی تکلیف ہے۔ اب آخری ملاقات ہے۔ پھر انشاء اللہ روحانی ملاقاتیں ہوں گی۔ اور عاقبت میں میل و ملاقات ہوگا۔ یہ سن کر دوست اور زیادہ رونے لگے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب خود ہی تسلی و تشفی فرمانے لگے۔

چند دنوں بعد راقم الحروف مسکین بھی باوجود خود بیمار ہونے کے آپ کی زیارت و ملاقات عیادت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ دوستوں میں سے کسی نے خاکسار سے دریافت کیا۔ کہ آپ کو کیا تکلیف تھی۔ بندہ نے کہا کہ مجھے بھی یہی بول کا عارضہ تھا۔ اب بھی پوری صحت نہیں ہوئی۔ مگر قدرے افاقہ و آرام ہے۔ جناب حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ کمال رابطۂ اتحادی کا اثر ہے۔ کہ جو عارضہ مجھے ہے۔ کمال محبت کے باعث وہی عارضہ آپ کو بھی لاحق ہوگیا۔

Marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کلی بخشے۔ آپ نے ابھی بہت کام کرنے ہیں میں نے جو کام کرنا تھا۔ کر چکا ہوں۔ جمعہ کا دن ہے۔ میرا خیال ہے کہ جمعہ اب عید گاہ والی مسجد میں پڑھا کریں۔ اور کئی ایک دوستوں نے بھی یہی خواہش ظاہر کی ہے۔ آج آپ بھی آئے ہوئے ہو۔ عید گاہ والی مسجد میں جمعۃ المبارک کا افتتاح ہی کرا جاؤ۔ خاکسار کو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ عید گاہ والی مسجد میں چل کر وعظ کرو۔ اور آج سے تمام دوستوں کو بھی کہدو۔ کہ آئندہ ہمیشہ جمعہ کی نماز عید گاہ والی مسجد میں پڑھا کریں گے۔ بس آپ کے ارشاد کے مطابق اسی دن سے اب ہمیشہ جمعۃ المبارک کی نماز وہیں پڑھی جاتی ہے۔ اور بفضل خداوند کریم بڑی رونق ہوتی ہے۔

مخلصم میاں محمد عبداللطیف صاحب جج جب آپ کی ملاقات و زیارت کے لئے تشریف لائے ان سے ایک روز قبل کا واقعہ ہے۔ کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بوجہ ضعف قلب کے حالت غشی کی سی طاری ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے تمام اہل خانہ بھی گھبرا گئے تھے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر آپ کی طبیعت سنبھل گئی۔ جس سے سب کو تشفی ہوگئی۔ دوسرے دن جب مخلصم جج صاحب تشریف لائے۔ اور زیارت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو بعد ملاقات آپ نے فرمایا میاں صاحب۔ کل تو میں نے یہ خیال کیا تھا۔ کہ میرا آخری وقت آگیا ہے۔ کچھ نازک سی حالت ہوگئی تھی۔ لیکن جب میں نے غور کیا۔ کہ نہ تو ابھی تک وہ ملائکہ دکھائی دیئے ہیں۔ جو مجھے لے جانے والے ہیں۔ اور نہ ہی وہ ارواح طیبہ دیکھی ہیں۔ جو میرے ساتھ جانے والی ہیں۔ اور نہ ہی مجھے ابھی تک وہ مقام دکھایا گیا ہے۔ جہاں میں نے جانا ہے۔ جب تک یہ تینوں امور متحقق نہ ہوں۔ میں دنیا سے نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آخری ایام میں یہ سب امور یکے بعد دیگرے ظہور میں آکر متحقق ہوئے۔ اور آپ کی زبان حقیقت بیان سے حاضرین سنتے رہے۔

علاوہ ان حضرات کے اور بے شمار احباب تشریف لاتے رہے۔ اور زیارت سے مشرف او دعاؤں سے مستفیض ہوتے رہے۔ ۱۹ مارچ ۱۹۳۶ء کو حاجی محمد زمان صاحب اور حاجی محمد علی صاحب کو خدمت عالیہ میں طلب فرما کر ارشاد ہوا کہ تم دونوں دن کے وقت اپنی

Marfat.com
Marfat.com

اپنی نوکری پر چلے جاتے ہو۔ اس لئے صبح نوکری پر جانے سے قبل اور بوقت عصر واپس آتے ہی دونوں وقت ضرور مل جایا کرو۔ تاکید مزید فرمائی۔ نیز فرمایا کہ بیٹا اب فقیر کا آخری وقت ہے۔ عنقریب اس دنیا سے جانے والا ہوں۔ میرے بعد جناب مولوی صاحب (حضرت قبلہ عالم حاجی الحرمین الشریفین مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن سلمہ المنان الی یوم المیز ان) میرے حقیقی جانشین موجود ہیں۔ ان کو دلجوئی کرنا۔ بفضل خداوند کریم ان کا فیض ظاہری و باطنی بہت پھیلے گا۔ جو میرے نام کو بھی تازہ و روشن رکھے گا میرا وجود ہی ان کے فیض کی رکاوٹ کا موجب تھا۔ میرے دنیاوی رشتہ دار اور رسم و رواج والی برادری بھی موجود ہے۔ جن کے ساتھ میں نے اپنی زندگی میں صلہ رحمی کرنے میں فرق نہیں رکھا مگر جو تعلقات اور محبت فی اللہ دوستوں اور اللہ والی برادری سے رکھے ہیں۔ وہ بہت اعلیٰ رہے۔ اور یہ بڑی نعمت ہے۔ اس کو معمولی بات نہ سمجھنا۔ جس دن کوئی برادری کسی کے کام نہ آوے گی۔ اور نہ ہی اس دن اور کوئی برادری ہو گی۔ اس دن یہ اللہ والی برادری قائم رہے گی۔ اور اسی برادری والے وہاں بھی ایک دوسرے پر دل و جان سے قربان و نثار ہونے کے لئے تیار ہوں گے۔ میرے فی اللہ دوست مجھے بہت پیارے ہیں۔ بلکہ جان سے بھی عزیز تر ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں ان سے حتیٰ الامکان اچھا نباہ کیا ہے۔ تم بھی میرے بعد دوستوں کے ساتھ وہی برتاؤ و سلوک رکھنا جو فقیر نے رکھا ہے۔ بلکہ اگر ہو سکے تو فی اللہ دوستوں کے تعلقات مجھ سے بھی بڑھا کر رکھنا۔ آپ کے اس ارشاد فرمانے کے جواب میں عرض کیا گیا۔ کہ حضور انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کیا جائے گا۔ پھر جناب حضرت مولانا و بالفضل اولینا قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹا۔ جناب سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مبارک کو لازم پکڑنا میرے مسلک پر قائم رہنا۔ اس کو نہ چھوڑنا۔ اور نہایت ہمت و استقلال سے رہنا۔ میرے چلے جانے کے بعد ہرگز گھبرانا نہیں۔ ہر کام میں مقصود رضا الٰہی رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کی معیت و امداد نصرت الٰہی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو گی۔

حسب ارشاد جناب حضرت صاحب مندرجہ بالا ہر دو خادمان روزانہ دونوں وقت

Marfat.com
Marfat.com

حاضر خدمت عالیہ ہوتے رہے۔ اور اس عرصہ میں بہت کچھ نصائح اور وصایا آپ نے فرمائے۔ جو طوالت کتاب کے خوف سے نہ درج کرنے مناسب سمجھ کر چھوڑے جاتے ہیں۔ اور جن کا تعلق بھی چنداں عام دوستوں سے نہیں۔ ایک دن حسب ارشاد حاضر ہوئے تو جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حالت جذبہ طاری تھی۔ اسی حالت میں فرمانے لگے۔ کہ میں کہاں ہوں۔ عرض کیا گیا کہ حضور اپنے گھر میں ہیں۔ فرمایا بھلا گھر میں دریا ہوتے ہیں۔ ہم تو بغداد شریف میں ہیں۔ دیکھو یہ دریائے دجلہ بہہ رہا ہے۔ اور عین برلب دریا جناب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مصلےٰ بچھا کر بیٹھے ہیں۔ اور ہمیں بھی بلا رہے ہیں۔ اور بڑی شفقت اور پیار فرمارہے ہیں۔

اسی طرح ایک وقت فرمایا۔ کہ میں آج مدینہ منورہ جناب سید المرسلین و خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہا۔ بہت سے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک مجلس تھی۔ میں جب پہنچا۔ تو مرحبا مرحبا کی آوازیں آئیں۔ جس پر میں بڑا نادم و شرمندہ ہوا۔ کہ میں تو ایک ادنےٰ غلاموں کا غلام ہوں۔ اس شرمندگی کی وجہ سے میں نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں ایک طرف سے جناب غوث صمدانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اور مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جاکر پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شفقت وعنایت اور مہربانی فرمائی کہ جس کا میں اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میری طبیعت اب اس جگہ یعنی دنیا میں رہنے کو پسند نہیں کرتی۔ بلکہ یہاں رہنے سے گھبراتی ہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ آپ مجھے یہاں سے حق تعالیٰ آزاد کردے۔ مجھے مدینہ منورہ کی مجلس کا اشتیاق بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ اور یہی دل کرتا ہے۔ کہ ہر وقت ایسی مجلس میں حاضر رہوں۔

ایک دن عصر کے وقت فرمانے لگے۔ کہ مجھے عیدگاہ لے چلو۔ گھر سے سب اہل خانہ نے باری باری گزارش کی کہ آپ کی حالت بہت کمزور ہے۔ ایسی حالت میں عیدگاہ لے جانا مناسب نہیں ہے۔ آپ بار بار اصرار فرماتے۔ آخر کار آپ کی چارپائی اندر سے اٹھا کر

Marfat.com
Marfat.com

باہر ڈیوڑھی میں لائی گئی۔ اندر سے مائی صاحبہ کا پیغام آیا۔ کہ آپ عید گاہ لے چلنے کو فرماتے ہیں۔ بہت دفعہ گزارش کی گئی ہے۔ کہ آپ کی طبیعت بڑی کمزور ہے۔ مگر آپ نے نہیں مانا۔ دوست بھی آپ کی خدمت میں عرض کریں کہ ایسی حالت میں عید گاہ جانا بہتر نہیں معلوم ہوتا۔ دوستوں نے بھی عرض کی۔ جس کی وجہ سے آپ کو ذرا ناگوار معلوم ہوا۔ ایک دوست کو عید گاہ بھیج دیا کہ وہاں سے دیگر دوستوں کو بھی بلا لاوے۔ تا کہ آپ کی چارپائی اٹھا کر عید گاہ لے چلیں۔ شام کا وقت قریب ہو گیا۔ دوستوں نے شام کی نماز پڑھی۔ آپ نے بھی بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔ اتنے میں عید گاہ والے دوست بھی آ گئے۔ اور مکرر مائی صاحبہ سلمہا اللہ کا ارشاد پہونچا کہ آپ کی خدمت میں عرض کرو۔ کہ عید گاہ نہ جائیں۔ مگر یہ عرضیں تو پہلے ہو چکی تھیں۔ آپ کی خدمت میں یوں عرض کی گئی۔ کہ اندرون خانہ سے بھی سب آپ کے ساتھ عید گاہ چلنے کو تیار ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ سن کر جناب حضرت صاحب خاموش ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اچھا عید گاہ والے دوستوں کو واپس بھیج دو۔ عید گاہ والے دوست واپس چلے گئے۔ اور آپ کی چارپائی باہر سے اٹھا کر پھر اندر لے جا کر رکھی گئی۔ دوسرے روز بوقت صبح جب آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو بعد سلام و نیاز اور دست بوسی آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا بھائی تم سب نے مل جل کر عید گاہ تو نہ جانے دیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے خوب سیر کرائی۔ بہت سا وقت جناب پیران پیر غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں گزرا۔ اور آپ نے عاجز فقیر کے حال پر بڑی نوازشات فرمائیں۔ اور آئندہ بھی بڑی مہربانیوں اور کرمفرئیوں کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد اور بہت سے اولیائے کرام کی زیارتیں و ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں سے بعض کو تو پیشتر بھی دیکھا ہوا تھا۔ اور کچھ ایسے بزرگ ملے۔ جن کو آج ہی دیکھا۔ اور پہلی مرتبہ ان کی زیارت و ملاقات ہوئی۔ مگر سب حضرات نہایت اشتیاق اور محبت سے ملے ہیں۔

آخری ایام علالت میں جبکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ سب دوستوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ

Marfat.com
Marfat.com

رکھا۔ ہاں اس قدر ضعف و کمزوری کے حیا اس قدر دامن گیر تھا۔ کہ جب رفع حاجت کے لئے آپ کو بٹھلایا جاتا۔ پھر کسی کو بھی پاس ٹھہرنے نہ دیتے اور فرماتے کہ ہٹ جاؤ۔ اور پردہ کرلو۔

آخری ایام میں جسمانی کمزوری اور ضعف بدنی اس قدر ہو گیا تھا۔ کہ پلنگ پر بھی بغیر دوسرے آدمی کے اٹھا کر بٹھانے اور سہارا دینے کے بیٹھا نہیں جاتا تھا۔ ایسی نازک حالت میں بھی حیا و پردہ و فرائض کا اتنا خیال تھا کہ ایک دن عصر کے وقت حاجی محمد علی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ میری طبیعت اور تنگ ہے۔ مجھے باہر ڈیوڑھی میں لے چلو۔ انہوں نے فی الفور جمال الدین' محمد صادق اور عبدالغنی کو بلایا اور آپ کی چارپائی اندر سے اٹھا کر باہر ڈیوڑھی میں لے آئے۔ باقی تینوں دوستوں کو آپ نے رخصت کر دیا۔ حاجی محمد علی صاحب کو آپ نے فرمایا۔ مجھے رفع حاجت کے لئے اٹھاؤ انہوں نے کموڈ وغیرہ درست کر کے پاس رکھا۔ اور سہارا دیکر آپ کو چارپائی پر بٹھایا۔ جب اٹھا چکے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یا تو باہر چلے جاؤ۔ یا پردہ کرلو۔ حاجی محمد علی نے عرض کی۔ کہ جناب ایسی کمزوری کی حالت میں خطرہ ہے۔ کہ کہیں آپ گر نہ پڑیں۔ اور پھر تکلیف زیادہ ہو جائے آپ نے تسلی دی کہ نہیں۔ میں چارپائی کو پکڑ کر سہارا لے لونگا۔ تم فکر نہ کرو۔ بعد فراغت قضائے حاجت پانی طلب فرمایا۔ اور استنجا کیا۔ اس کے بعد حاجی محمد علی صاحب نے آپ کو وضو کرایا۔ اور آپ نے بیٹھ کر فریضہ عصر ادا کیا۔ الغرض آخری وقت تک اتنی احتیاط حیا و شرم اور ادائیگی فرائض کی رکھی کہ وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔

اثناء علالت میں شہر کے تمام دوست اکثر حاضر ہوتے رہے۔ خاص کر جمعۃ المبارک کے روز بعد نماز جمعہ اکثر دوست شہر اور مضافات کے حاضر ہو کر زیارت سے مشرف اور ملاقات سے باریاب اور فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ کو بھی فی اللہ دوستوں کا بڑی خیال رہتا اور ان کی خاطر کو بڑا ملحوظ رکھتے تھے۔ انتہائی درجہ کی کمزوری و نقاہت میں بھی جبکہ مریض بات کرنی بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ بار بار دوستوں کے متعلق دریافت فرماتے۔ اور ان کی خاطر مدارات دکھانا کھلانے وغیرہ کے لئے تاکید مزید

Marfat.com
Marfat.com

فرماتے۔ عام لوگوں کے ساتھ بھی کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے۔ کسی قسم کے رنج و افسوس اور گھبراہٹ وغیرہ کے آثار آپ میں بالکل نہیں پائے جاتے تھے۔ جب حاجی محمد زمان اور حاجی محمد علی صاحبان حاضر خدمت ہوتے اور جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب بھی موجود ہوتے۔ تو اکثر دوستوں کا تذکرہ شروع کر دیتے اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کی بار بار بڑی شدت کے ساتھ تاکید فرماتے۔ ایک دن جناب صاحبزادہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا بیٹا۔ زمانہ کی حالت ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتی۔ میرا زمانہ گزر گیا۔ اور میرے متعلق جو کام تھا۔ میں نے پورا کر دیا۔ اس رب العالمین ایز دمنان نے بیشمار احسان فرمائے۔ جن کا شمار نہیں یہ سب اس کا فضل و کرم ہے۔ مجھے خاص طور پر جود وانعام عطا ہوئے ان میں مجھے کمال اشتیاق بھی دیا گیا۔ ایک تو اپنے شیخ و مقتدا رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرے طالبان خدا یعنی جو فی اللہ مخلص دوست ہیں۔ ان کی محبت و اشتیاق۔ میرا مدعا خاص طور پر ہمیشہ رضائے الٰہی اور خوشنودی رب العالمین رہا۔ بیٹا میرے طریق سلوک پر جان و دل سے قائم رہنا۔ توکل اور تسلیم کو اپنا شیوہ بنانا صبر و قناعت پر استوار رہنا۔ علمائے ربانی وصلحائے عظام کی محبت رکھنا۔ یہ باتیں سن کر جناب صاحبزادہ صاحب ضبط نہ فرما سکے۔ اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا۔ اتنی سے بات پر کیوں غمگین ہوتے ہو۔ عالم فاضل ہو۔ سب کچھ جانتے ہو۔ کسی نفس کو موت بغیر چارہ نہیں۔ اور پھر یہ دنیا تو ایک مسافر خانہ ہے۔

جہاں اے پسر ملک جاوید نیست ز دنیا وفاداری امید نیست
نہ برباد رفتے سحر گاہ و شام سریر سلیمان علیہ السلام
باآخر نہ دیدی کہ برباد رفت خنک آنکہ بادانش و داد رفت

اس کے بعد فرمایا احکام شریعت کی پابندی کو لازم رکھنا اور فرائض بجالانے میں کسل وتساہل کو نزدیک نہ آنے دینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خداوند کریم ہمیشہ خوش و خرم اور شاد و بامراد رہو گے۔ میری تجہیز و تکفین بالکل شریعت حقہ کے مطابق کرنا کالی کملی جو اثناء سفر بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں میرے ہمراہ تھی۔ میری قبر میں میرے نیچے بچھا دینا۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

میری قبر کو اندر سے پختہ نہ کرنا۔ اس کے بعد چار پائی باہر ڈیوڑھی میں لائی گئی۔ بہت سے دوست زیارت و ملاقات سے مشرف ہوئے۔ بعد ملاقات دوستوں کو رخصت کی اجازت فرماتے۔ اور وہ روانہ ہوتے جاتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب دل اس دنیا کے قید خانہ سے آزادی چاہتا ہے۔ یہاں رہنے کو جی نہیں کرتا۔ فقیر کے متعلق جو کام تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ وصال سے چند یوم قبل کئی مرتبہ یہی فرمایا کہ اب آزادی چاہتا ہوں۔ میرا جو کام تھا۔ وہ پورا کر چکا ہوں۔ عرض کی گئی۔ کہ جناب بفضل خدا ہر طرح سے آزادی حاصل ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسی آزادی ہے۔ فرمایا یہ آزادی نہیں دنیاوی علائق و عوائق سے کلی طور پر انقطاع کر کے مقصود و مطلوب حقیقی کو پالینے کا نام آزادی ہے۔ حافظ دین محمد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ فقیر عنقریب جانے والا ہے۔ فقیر کی رحلت کے بعد آپ عید گاہ میں مقیم رہنا۔ مسجد میں نمازیں پڑھانا۔ عید گاہ کے دوستوں کو درس وغیرہ بھی دیتے رہنا تاکید مزید ہے۔ آپ کی یہ کلام سن کر تمام دوست جو آپ کی خدمت میں حاضر و موجود تھے۔ زارو قطار رونے لگے۔ تھوڑی دیر سکوت فرما کر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیوں روتے ہو۔ حاجی محمد زمان صاحب نے عرض کی۔ جناب آپ کے وجود پاک اور ذات والا صفات سے ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہمارا کیا حال ہوگا۔ ہم کدھر جائینگے۔ کوئی ٹھکانا نظر نہیں آتا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بخیر و با ایمان فرمائے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تسلی رکھو۔ بفضل خداوند کریم تم سب کا خاتمہ بخیر ہوگا۔ اور سب کے ساتھ بہت اچھا سلوک و معاملہ ہوگا۔ میرے جانے کے بعد غمگین نہ ہونا۔ میرے بعد مولوی صاحب (یعنی جناب قبلہ صاحبزادہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب) موجود ہیں۔ ان کی صحبت و معیت کو میری ہی صحبت و معیت جاننا۔ ان کا وجود میرا ہی وجود ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی میری طرح تم سے بہترین سلوک و برتاؤ رکھیں گے۔

آخری ایام میں جب حاجی محمد زمان و حاجی محمد علی صاحب صبح و شام حاضر خدمت ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ یا ان مقررہ اوقات کے علاوہ کسی وقت بھی حاضر

Marfat.com
Marfat.com

خدمت ہونے کا موقعہ ملتا۔ ہر وقت یا قدوس یا قدوس کا ذکر آپ کی وردزبان ہوتا۔ اور گاہ بگاہ یہ دعا بھی پڑھتے رہتے۔ اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی سمعی نورًا وفی بصری نورا ومن تحتی نورًا و من فوقی نورًا ومن خلفی نورًا و امامی نورًا وفی لسانی نورًا وفی لحمی نورًا وفی دمی نورًا ۔ اور یہ دعا بھی بکثرت وردزبان رہتی اللھم اغفر لا مة محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اللھم تجاوز عن امة محمد ۔ اللھم ارحم لامة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسم یا قدوس کے متعلق تھوڑی سی وضاحت

اسم پاک قدوس کا لفظ بھی اوزان مبالغہ سے ہے۔ یعنی وہ پاک اور منزّہ ہے اپنی ذات میں علامات نقصان سے۔ پس جب عارف باللہ حقیقی طور پر حق تعالیٰ کو مالک اعتقاد کرتا اور جانتا ہے۔ کہ وہ ذات سب سے مستغنی ہے۔ اور کل مخلوق اپنے وجود اور بقا میں اسی کی محتاج ہے۔ اور اسی کے حکم وقضا کی مسخر ہے۔ تو عارف تمام ماسوائے اللہ سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اور صرف اپنی ملک خاص میں جو قلب اور قالب ہے۔ تصرف کرتا ہے۔ اور اپنے لشکر ورعایا پر کہ جو قویٰ اور اعضا ہیں تسلط کرتا ہے۔ اور ان کو ان امور میں مصروف وشاغل رکھتا ہے۔ جن میں دونوں جہان کی فلاح و بہبود ہو۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ جو شخص اپنے نفس کا مالک ہو۔ وہ حر اور آزاد ہے۔ اور جو نفس کی ہوا و ہوس میں مبتلا ہے۔ وہی غلام اور مقید ہے حق تعالیٰ کو وہی عارف قدوس جان سکتا ہے۔ جس کی بلند ہمت اور عالی حوصلہ انتہائی درجہ کو پہنچا ہو۔ یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں اور آفتوں سے بچاتا اور پاک کر دیتا ہے۔ اور گناہوں سے اس کو ہر حال میں محفوظ رکھتا ہے۔ اسم یا قدوس کے فیوض و برکات سے عارف تمام کدورات سے اپنے اوقات کو صاف کر لیتا ہے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے اسی سے مدد چاہتا ہے۔ اس اسم پاک کی برکت سے عارف کی زبان و دل کو اللہ تعالیٰ غیبت سے پاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللھم اغفر لا مة محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر خاص وعام کی دعا نہیں بلکہ خاص الخاص برگزیدہ رب العالمین ہستیوں کا حصہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

۱۶ مئی ۱۹۳۶ء کو پہلے صاحبزادہ منظور الٰہی سلمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس بلایا۔ محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ اور ان کے حال پر بڑی توجہ مبذول فرمائی۔ ان کے حق میں دعا فرمائی۔ کہ حق تعالیٰ صراط مستقیم پر استقامت بخشے۔ اور اس پرفتن زمانہ کی گونا گون نیرنگیوں سے بچاوے۔ اس کے بعد محبوب الرحمٰن و حبیب الرحمٰن سلمہم اللہ تعالیٰ اور دونوں چھوٹی لڑکیوں کو بھی طلب فرمایا۔ اور سب کے ساتھ پیار و محبت فرماتے رہے۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے حق میں نیک و بہترین دعائیں بھی فرماتے رہے۔ مرض میں بہت کچھ افاقہ تھا۔ البتہ نقاہت و کمزوری ضرور تھی۔ حالت تشویشناک نہ تھی۔ بلکہ بہت کچھ امید افزا آثار نظر آتے تھے۔ مگر یہ حالت اور نقشہ چھوٹے بچوں کو بلا کر ان سے پیار و محبت کرنا اور ان کے حق میں بہترین دعائیں فرمانا ظاہر کر رہا تھا۔ کہ آپ سفر آخرت کے لئے عنقریب تیار ہیں۔ اور اپنے تمام متعلقین کو فرداً فرداً مل کر الوداعی سلام و پیام دے رہے ہیں۔

۱۷ مئی ۱۹۳۶ء بروز اتوار تمام دوست حسب معمول مجلس اور حلقہ ذکر کی شمولیت کے لئے حاضر و جمع ہو گئے۔ بعد فراغت مجلس تمام احباب آپ کی خدمت میں زیارت و ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حالت بہت اچھی تھی۔ دوست زیارت سے مشرف ہو کر اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

۱۸-۱۹ مئی ۱۹۳۶ء کو آپ کی حالت بہ نسبت پہلے کے بہت اچھی رہی۔ کمزوری ضرور تھی۔ مگر بیماری کے کوئی آثار باقی نہ رہے آخر وقت تک قوت باصرہ، سامعہ بدستور صحیح و سالم رہیں۔ بلکہ ان دنوں میں خود بنفس نفیس قضاء حاجت وغیرہ کے لئے اٹھتے رہے۔

۱۹ مئی ۱۹۳۶ء کو شام کے بعد آپ پر ایک عجیب خوشی و فرحت کی کیفیت طاری تھی۔ اسی حال میں اپنی دایاں ہاتھ مبارک سر کے برابر پھراتے اور فرماتے۔

اڑ بھمبیری ساون آیا

ان الفاظ کو مکرر سہ کرر فرمایا۔ یہ الفاظ سن کر اور کیفیت دیکھ کر صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا۔ قبلہ طبیعت مبارک کا کیا حال ہے۔ آپ نے ذرا سکوت فرما کر نہایت متانت و

Marfat.com
Marfat.com

سنجیدگی سے فرمایا کہ مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے طبیعت بالکل درست ہے۔ کوئی فکر نہ کرو۔ طبیعت اب آزادی چاہتی ہے۔ میرا جو کام تھا۔ وہ تو پورا ہو چکا ہے۔ اب اور کوئی کام نہیں۔ جو میرے متعلق باقی رہتا ہو۔ یہ سن کر جناب صاحبزادہ صاحب نے بادلِ حزیں جنابہ مائی صاحبہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آج قبلہ عالم حضرت صاحب کچھ عجیب ہی گفتگو فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔ آج کیا دن ہے۔ عرض کیا گیا۔ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہے۔ آج ۲۷ صفر گزر گیا۔ صبح کو صفر کی ۲۸ تاریخ ہوگی۔ آپ نے فرمایا بڑا مبارک دن ہے۔ اسی دن جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل علالت کے بعد غسل صحت فرمایا تھا۔ ہمارے قافلہ سالار جناب غوث صمدانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال با حق بھی اسی تاریخ کو ہوا تھا۔ اور انبالہ والے سائیں توکل شاہ صاحب کا وصال بھی چہار شنبہ ہی کو ہوا تھا۔ یہ باتیں کرنے کے بعد آپ کی طبیعت بڑی خوش اور ہشاش بشاش تھی۔ اس معشوق و مطلوب حقیقی کے دیدار کے انتظار میں بے اختیار ولولہ آمیز اور پُر اشتیاق گفتگو فرمانے لگے۔ جس کے مطلب و ماحصل کو مندجہ ذیل اشعار واضح کر رہے ہیں۔

اے صبا نکہتے از خاک در یار بیار ‌ ‌ ‌ بُر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار

نکتہ روح افزاء از دہن یار بگوی ‌ ‌ ‌ نامہ خوشخبر از عالم اسرار بیار

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام ‌ ‌ ‌ شمہ از نفحات نفس یار بیار

....

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم ‌ ‌ ‌ ہر گہ کہ یاد روی تو کہ دم جواں شدم

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا ‌ ‌ ‌ بر منتہائے مطلب خود کامراں شدم

در شاہراہ دولت سرمد بہ تخت بخت ‌ ‌ ‌ باجام مے بکام دل دوستاں شدم

وصال

اس کے بعد تمام اہل خانہ کو بڑی تسلی دی اور فرمایا۔ کہ رات زیادہ گزر گئی ہے۔ پھر سب کو سویرے اٹھنا ہے۔ آرام کرو۔ اور سو جاؤ۔ مگر آپ کی راز و نیاز اور پر اسرار گفتگو اور

Marfat.com
Marfat.com

سُرور بھری کلام جو آج سے پیشتر کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔ صاف بتلا رہی تھی۔ کہ یہ عاشق اور دریائے وحدت کی شناورہستی جو بار بار آزادی کے گیت گا رہی ہے۔ اور اپنے مطلوب حقیقی کے وصل کا اشتیاق جتا رہی ہے۔ ملائکہ رحمت اور ارواح طیبہ سے ملاقات و ہمکلامی فرما رہی ہے۔ عنقریب اس جسم عنصری کی قید سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو کر ہم سب کو دائمی داغ مفارقت دینے والی ہے۔ مکرر فرمانے لگے۔ میری طبیعت بالکل درست ہے۔ اور دل بھی خوش ہے۔ کوئی فکر نہ کرو۔ ویسے ظاہر آثار بھی اچھے معلوم ہوتے تھے۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت ہو گیا۔ جنابہ مائی صاحبہ نے صاحبزادہ صاحب و دیگر اہل خانہ کو کہا کہ واقعی رات بہت گزر گئی ہے۔ تھوڑی دیر آرام کر لو۔ مائی صاحبہ اور دونوں ہمشیرگان و بڑی بھاوج صاحبہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر و موجود رہیں۔ رات نہایت آرام سے گزری۔ کسی قسم کی تکلیف یا بے چینی واضطراب نہ ہوا۔ جب تین بجے سحر کا وقت ہوا۔ تو جناب حضرت صاحب فرمانے لگے کہ مجھے ایسا گمان ہوتا ہے۔ کہ شاید بے خبری کی حالت میں پیشاب نکل گیا ہے۔ جس سے تہبند ناپاک ہو گیا ہے۔ لہٰذا میرے کپڑے بدل دو۔ مائی صاحبہ نے آپ کا بستر اور تہبند بڑے غور سے دیکھا۔ اور عرض کیا کہ جناب بالکل کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ خیر نہ سہی۔ دل میں شک سا پڑ گیا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ مجھے نئے کپڑے نکال دو۔ مائی صاحبہ نے نئے کپڑے پیش کر دیئے۔ آپ نے وضو فرمایا۔ پھر نئے کپڑے زیب بدن فرمائے۔ جناب صاحبزادہ صاحب بھی موجود حاضر تھے۔ حضرت صاحب نے وقت کے متعلق دریافت فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ جناب عنقریب چار بجنے والے ہیں۔ آپ پلنگ پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے تھے۔ اور سامنے تکیہ لگا کر سجدہ کے لئے جگہ بنائی ہوئی تھی۔ جیسا کہ نماز ادا کرنے کے لئے معذوری کے ایام میں کرتے تھے۔ پہلے تو کچھ دیر خفیہ طور پر پڑھتے رہے۔ بعد ازاں ہاتھ مبارک جیسا کہ دعا کے لئے اٹھایا کرتے تھے اٹھائے۔ اور تین مرتبہ باآوازِ بلند یا قدوس یا قدوس یا قدوس اور اسی طرح تین مرتبہ اللھم الرفیق الاعلیٰ پڑھا۔ تیسری مرتبہ آپ کے ہاتھ مبارک خود بخود ہی نیچے ہوتے چلے گئے۔ اور سر مبارک سامنے سجدہ گاہ پر جا رہا۔

Marfat.com
Marfat.com

اتنے میں مائی صاحبہ یا ہمشیرہ صاحبہ میں سے کسی نے کہا کہ جناب حضرت صاحب گئے۔ بڑی بھاوج صاحبہ اور جناب صاحبزادہ فرمانے لگے۔ کہ صبر کرو۔ اور دیکھو۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک کو سجدہ گاہ سے اٹھا کر لٹا دیا مگر آپ کی روح پرفتوح اس نفس عنصری سے نجات و آزادی حاصل کر کے اپنے معشوق و مطلوب اور محبوب حقیقی سے واصل ہو چکی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

پس جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سنتے ہی تمام دوست فی الفور جمع ہو گئے۔ اور اندر جانے کی اجازت طلب کی گئی۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے مائی صاحبہ اور ہمشیرگان کو پس پردہ کر دیا۔ اور تمام دوست اندر گئے۔ جا کر زیارت کی چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔ اور جسم آپ کا گرم تھا۔ لب مبارک تبسم کناں تھے۔ احتمال گزرا کہ شائد غشی کی حالت ہو بلکہ حاجی محمد علی صاحب نے کہا بھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو غشی آ گئی ہے۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ غشی نہیں۔ آپ کا تو وصال باحق ہو چکا ہے۔ اس وقت عجیب وغریب کیفیت دیکھی گئی۔ مکان گویا بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ اور قدرتی ریحان کی خوشبو سے تمام صحن معطر تھا۔ جس کا احساس کچھ دیر تک وہاں موجودہ تمام دوستوں کو ہوا۔ بزرگوں سے سنا ہوا تھا۔ کہ اولیاء اللہ اور مقربین الٰہی اس دنیا سے جدا نہیں ہوتے۔ تاوقتیکہ ان کے پاس ریحان جنت نہیں لایا جاتا۔ جس کی خوشبو سے معطر ہو کر ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف انتقال فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: فاما ان کان من المقربین فروحٌ و ریحانٌ و جنت نعیم بھی اس پر نص صریح شاہد و دال ہے۔ اور اس روز آپ کے وصال کے وقت یہ امر ظاہر باہر متحقق ہوا اور دیکھا گیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اس میں شک نہیں کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ کے مطابق جناب قدوۃ السالکین، زبدۃ الصالحین، سلطان العارفین حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو نہایت شاداں و فرحاں تشریف لے گئے۔ ہم پسماندگان اور وابستگان دامن عالیہ کی یہ حالت تھی کہ۔

Marfat.com
Marfat.com

اے جانِ جہاں جہاں نا خوش بے تو ماجملہ پریشان و مشوش بے تو
رفتی تو ومن بے تو بماندم فریاد تو در وصل حق ومن در آتش بے تو

دوستوں پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ کوئی تو عالم حیرانی و پریشانی میں کھڑا تھا۔ کوئی جوش محبت میں محو ہو کر نقش دیوار سا بنا ہوا تھا۔ اکثر دوستوں سے بے اختیارانہ و مضطربانہ حرکات سرزد ہونے لگیں۔ چنانچہ بعض دوستوں کی حالت فرط محبت سے دگرگوں ہوگئی تھی۔ جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ کے اشک رواں تھے۔ مگر صبر و استقلال اور ضبط آہ وفغاں کا یہ حال تھا۔ کہ تمام احباب کو بتاکید شدید صبر کی تلقین فرماتے تھے۔ اور یہ ارشاد باری تعالیٰ سناتے تھے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ اور وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ ۔ دوستو۔ یاد رکھو کہ صبر تمام فتوحات کی کنجی ہے۔ اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ سے قرب اس مبداء فیاض کا نصیب ہونا صابرین کے لئے ثابت ہے۔ اور اس قرب کے اثر صحبت سے تمام کام دین و دنیا کے بحسن وخوبی سرانجام ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دولت صبر کے نتائج اور فوائد سے بہرہ ور فرمائے۔ اور اس دولت صبر کے نیک ثمرات سے متمتع ہونے کی توفیق بخشے۔ آپ تمام دوستوں نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حین حیات اچھی طرح دیکھا۔ کہ اکثر اوقات گوناگون مصائب پیش آئے۔ نقصان مالی و جانی یعنی مرگِ اولاد وغیرہ سے آزمائے گئے۔ مگر آپ بفضل باری تعالیٰ ہر امتحان میں کامیاب نکلے۔ اور حسب ارشاد خداوندی صبر و استقلال پر ثابت قدم رہے۔ سو میرے اور آپ تمام فی اللہ دوستوں کے لئے ضروری و لازمی امر ہے۔ کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لائحہ عمل کو بکمال ہمت اختیار کریں کہ اس میں حیات جاودانی۔ اور دنیا میں بھی ہر طرح کی ظفر و کامرانی ہے۔ جناب صاحبزادہ صاحب کا یہ فرمانا تھا۔ کہ جس نے دوستوں کے دلوں پر اس قدر گہرا اثر کیا کہ جزع فزع اور واویلا جس کا عوام الناس میں عموماً رواج ہے۔ بالکل نہیں ہونے پایا۔ اور تمام اوقات کیا مردوں میں اور کیا مستورات میں ذکر اذکار

Marfat.com
Marfat.com

تلاوت وغیرہ میں گزرے اور جناب صاحبزادہ صاحب کی اس تلقین صبر سے بڑی تسلی ہوئی۔اور ایک ڈھارس بندھ گئی۔

الغرض وہ دن رحلت فرما جانے والے مقبول رب العالمین و پسندیدہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حضرت صاحب کی عالیشان ہستی کے لئے کئی ایک وجوہات کی بنا پر بہت بڑا مبارک تھا۔ان وجوہات کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں کسی جگہ مجمل طور پر کر دیا جائے گا۔مگر محبین و متعلقین کے لئے بڑا ہی بلا خیز اور غم آمیز و پُر آشوب دن تھا۔جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کی تلقین صبر اور ممانعتِ آہ و بکا اور فغاں پر سب دوست بڑی ہمت و استقلال سے کار بند رہے۔مگر دل نالاں اور چشم گریاں تھے۔ اس وقت کی حالت کا نقشہ الفاظ وتحریر میں کما حقہ کھینچنا میرے جیسے مسکین کی استعداد سے بالاتر ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وقت کے افسوں سے تھمتا نالہ ماتم نہیں
وقت زخم تیغ فرقت کا کوئی مرہم نہیں
سر پہ آجاتی ہے جب کوئی مصیبت ناگہاں
اشک پیہم دیدہ انساں سے ہوتے ہیں رواں
ربط ہوجاتا ہے دل کو نالہ و فریاد سے
خون دل بہتا ہے آنکھوں کی سرشک آباد سے
آدمی تابِ شکیبائی سے گو محروم ہے
اس کی فطرت میں یہ اک احساس نامعلوم ہے
جوہرِ انسان عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
پھر یہ انساں آں سوئے افلاک ہے جس کی نظر
قدسیوں سے بھی مقاصد میں ہے جو پاکیزہ تر
سردیٔ مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں
پھول بن کر اپنی تربت سے نکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ
موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے
خوگر پرواز کو پرواز میں ڈر کچھ نہیں
موت اس گلشن میں جز سنجیدن پر کچھ نہیں

صبح کی نماز کا وقت قریب تھا۔حسب معمول صبح کا ختم شریف پڑھا گیا۔اور نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔حضرت صاحب کے وصال کی خبر آناً فاناً تمام شہر میں پھیل گئی صبح ہی سے لوگ جمع ہونا شروع ہوگئے تعزیت وزیارت کے لئے مستورات کا تانتا بندھ گیا۔تمام دوست جناب صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کی معیت میں نماز فجر سے فارغ ہوکر بیٹھے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے تھے۔ اس حادثہ جانکاہ کے صدمہ عظیمہ کی وجہ سے کچھ سوجھتا نہ تھا۔ مکرمہ ومعظمہ جناب مائی صاحبہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ باہر کے تمام دوستوں کو بذریعہ تار اطلاع کرو۔ فوراً تعمیل کی گئی۔ جہلم، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، کوٹلی لوہاراں، بھیرہ، شیخوپورہ، شاہدرہ، لاہور، امرتسر، ملتان، سہارنپور، لکھنو، ہوڑہ، کلکتہ، رنگون، اوپلیڈہ، کوہاٹ اور پشاور وغیرہ وغیرہ مقامات میں تاریں دی گئیں۔ بلکہ بعض بعض شہروں میں دو دو تاریں دی گئیں۔ اور بہت سے مقامات میں مثلاً حسن ابدال، کیمل پور، نوشہرہ، گوجرخان، لالہ موسیٰ، وزیرآباد وغیرہ بذریعہ ٹیلی فون اطلاع کی گئی۔ راولپنڈی اور مضافات میں تو قدرتی طور پر جیسے کہ غیب کی منادی نے سب کو مطلع کر دیا ہے۔ سب کو آپ کے وصال کی خبر ہو گئی تھی۔ اور لوگ آپ کے جنازہ کی شمولیت کے لئے آنے شروع ہو گئے نماز جنازہ کے لئے چھ بجے نماز عصر کے بعد کا وقت مقرر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آثار رحمت وکرامات

سخت گرمی کا موسم تھا۔ اور اس قدر ہجوم میں گرمی کے باعث سخت تکلیف کا احتمال اور خوف تھا۔ مگر خالقِ کون ومکان نے اپنے افضال واکرام بیکراں سے ٹھنڈک کا سماں پیدا کر دیا۔ آسمان ابرآلود ہو گیا۔ ٹھنڈی ہوا چلنی شروع ہو گئی۔ موسم نہایت ہی خوشگوار اور راحت افزا ہو گیا۔ اور کسی فرد بشر کو گرمی کا احساس تک بھی نہ ہوا۔ یہ تھا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم۔ جس کو اپنے خاص بندوں پر اپنی مہربانی سے مبذول فرماتا ہے۔

ایک اور بڑا عجیب واقعہ ظہور میں آیا۔ بوقت سحر چار بجے سے کچھ تھوڑی دیر پہلے جبکہ آپ کی روح پرفتوح اس جسدِ عنصری سے آزاد ہو کر اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ مسماۃ جن کریمہ بانو جو محلہ کمہاراں متصل باغ سرداراں میں رہتی ہے۔ عالم رویا میں کیا دیکھتی ہے کہ آسمان سے روشنی جیسے کہ مشعل جل رہی ہے نازل ہو رہی ہے۔ اور وہ روشنی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں اتر رہی ہے۔ اسی اثناء میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس کے پاس ہی اس کی ہمشیرہ تھی۔ اس نے اپنی خواب کا تمام ماجرا اپنی ہمشیرہ سے بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خواب جو آئی ہے۔ اس پر کچھ ایسا یقین ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کہ گویا میں عالم بیداری میں دیکھ رہی ہوں۔ چار بج چکے تھے۔ وہ اپنے گھر سے اٹھ کر فی الفور جناب حضرت صاحب کے مکان شریف کی طرف چل پڑی کہ دریافت کروں کہ کیا معاملہ ہے۔ جب آپ کے در اقدس پر پہنچی تو اسے معلوم ہوا کہ جناب حضرت صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس واقعہ سے اس کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا۔ اور جناب حضرت صاحب کی ولایت کے کمال کا اتنا محکم یقین ہوا۔ کہ وہ بیچاری دست تاسف وحسرت ملتی اور کہتی ہے۔ کہ افسوس آپ کی زندگی میں آپ کی قدر نہ معلوم ہوئی۔ آپ کو ایک معزز فرد ہی خیال کرتی اور جانتی رہی۔ اور کبھی حاضر خدمت ہو کر فیض حاصل نہ کیا۔ کاش کہ یہ حقیقت پہلے مجھ پر منکشف ہوتی تو آپ کی زندگی میں آپ کی خدمت اور مجلس سے فیضان حاصل کرتی۔ اب آپ کے وصال کے بعد اکثر آپ کے مزار مقدس پر حاضر ہوتی۔ اور اپنی دعاؤں میں آپ کو وسیلہ گردانتی ہے۔ اللہ کریم اس کی جملہ مرادیں آپ کے توسل سے پوری کر دیوے۔

غسل

چونکہ نماز جنازہ کے لئے چھ بجے بعد عصر وقت مقرر ہو چکا تھا۔ اس لئے غسل کا انتظام چار بجے شروع کیا گیا۔ ہر ایک دوست کی یہی خواہش تھی۔ کہ میں بھی غسل دینے میں شریک ہوسکوں۔ بابو الہ بخش صاحب کو اندر بھیجا گیا تاکہ مستورات کو کہدیں کہ پردہ کر لیں اور دوست آکر غسل دے سکیں۔ چنانچہ بابو الہ بخش صاحب نے مناسب انتظام کر کے اطلاع دی۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے پہلے ہی چند دوست غسل دینے کے لئے منتخب فرما دیئے تھے۔ جو کہ پہلے ہی منتظر بیٹھے تھے۔ جب وہ منتخب شدہ دوست اندر گئے تو عام دوستوں نے ہجوم کر لیا۔ اور وہ بھی غسل دینے میں شرکت وشمولیت کی خاطر اندر آنے شروع ہو گئے۔ دوستوں کو بہتیرا سمجھایا گیا۔ مگر اس قدر ہجوم میں کون سنتا تھا۔ آخر کار مجبوراً دروازہ بند کرنا پڑا۔ بابو الہ بخش، مولوی فضل احمد، راجہ ولی محمد خاں، شیخ فضل الٰہی بزاز، حاجی محمد علی، حاجی لعب دین، حاجی محمد زمان، غلام محمد، عطا محمد، احمد دین، مولوی شیر زمان، بابو فضل الٰہی، حاجی محمد حسین، حاجی اللہ دین موجود تھے۔ حافظ محمد اعظم صاحب جو اپنے محلہ کی مسجد کے

Marfat.com
Marfat.com

پیش امام ہیں۔ اور بڑے نیک و متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اور جناب حضرت صاحب سے کمال محبت اور عقیدت تامہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے غسل دینا شروع کیا۔ بڑی محبت و ادب سے بطریق مسنون غسل" دیا گیا۔ موجودہ دوستوں میں بعض نے تو پردہ کا کام سنبھالا ہوا تھا۔ بعض پانی وغیرہ ڈالنے اور دینے میں مصروف تھے۔ غرضیکہ سب دوست بڑی محبت سے اپنے اپنے کام میں مصروف رہے۔ اور مل جل کر بہت اچھی طرح غسل دینے کے کام کو سر انجام دیا۔ اور اس کام میں مساوی طور پر شرکت و شمولیت کرلی۔ حاجی محمد علی صاحب نے کفنی پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اور کلمہ طیبہ لکھا۔ بعد فراغت غسل سنت طریق پر آپ کو کفن پہنایا گیا۔ اور بیت اللہ شریف کے غلاف مبارک کا دو گز لمبا ٹکڑا بطور تبرک بعد تکفین اوپر ڈالا گیا۔ اور خوشبو و مشک و عنبر سے معطر کیا گیا۔ جب تکفین کا کام مکمل ہو چکا۔ تو سب دوست سوائے بابو الہ بخش صاحب کے باہر آگئے۔ اور مستورات کو کہا گیا کہ زیارت کر کے رخصت ہوتی جائیں۔ مستورات زیارت کر کے رخصت ہوتی جاتی تھیں۔ بہت بڑا ہجوم تھا۔ اندر صحن اور مکان اور دوسری منزل بلکہ آخری چھت پر اور بابو محمد علی صاحب والے مکانات کی طرف بھی بے شمار مستورات تھیں۔ بہت سا وقت گزر گیا۔ تو بعض اشخاص کہنے لگے۔ کہ مستورات کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اور دیر ہوتی جارہی ہے۔ اب چارپائی نماز جنازہ کے لئے اٹھانی چاہئے۔ بابو الہ بخش صاحب کو پھر اندر بھیجا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ مائی صاحبہ اور ہمشیرگان نے ابھی آخری زیارت کرنی ہے۔ مستورات بہت سی زیارت کر کے جا چکی تھیں۔ تاہم ابھی ہجوم و انبوہ ویسے کا ویسا ہی تھا۔ اور مائی صاحبہ و ہمشیرگان کو راستہ نہ ملتا تھا۔ کہ آخری زیارت کرلیں۔ مستورات کو سمجھایا گیا۔ اور مائی صاحبہ و ہمشیرگان کو بابو الہ بخش صاحب نے بلایا۔ کہ آخری زیارت کرلیں تاکہ چارپائی اٹھائی جائے۔ سب اہل خانہ آئے۔ اور آپ کی زیارت کی۔ مائی صاحبہ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ فی امان اللہ۔ الوداع۔ بحوالہ خدا۔ ساڑھے پانچ بج چکے تھے۔ چارپائی جنازہ کے لئے اندر سے اٹھائی گئی۔ اور باہر ڈیوڑھی میں لاکر رکھی گئی۔ پیشتر سے ہی انتظام کیا ہوا تھا۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ میں بھی جنازہ اٹھانے میں حصہ لوں۔ ہر شخص کی اس

Marfat.com
Marfat.com

خواہش کو پورا کرنے کے لئے چارپائی کے دونوں طرف لمبے بانس باندھ دیے جائیں تا کہ اٹھانے والے احباب کو بھی سہولت رہے۔ اور تمام لوگ بھی جنازہ اٹھانے میں شرکت کر سکیں۔ مگر اس قدر جم غفیر اور ہجوم کثیر میں کون سنتا تھا۔ معتقدین مخلصین اور محبین نے جب چارپائی ڈیوڑھی پر پہنچی ہوئی دیکھی۔ تو ایک دم ٹوٹ پڑے۔ اور چارپائی ہاتھوں ہاتھ اٹھالی۔ بہتیرا کہا گیا کہ صبر کرو۔ ابھی چارپائی کے ساتھ بانس وغیرہ باندھنے ہیں۔ مگر اس قدر اجتماع عظیم میں کون سنتا اور کس کو سنائی دیتا تھا۔ لوگ چارپائی اٹھانے کی خاطر ایسے ٹوٹ کر پڑتے تھے۔ جیسے شمع کے اوپر پروانہ گرتا ہے۔ بانس جو باندھنے کے لئے لائے گئے تھے۔ اور رسیاں وغیرہ بھی وہیں کے وہیں دھرے رہ گئے۔

میونسپل کمیٹی کی طرف سے راستہ کی صفائی اور پانی کے چھڑکاؤ وغیرہ کا انتظام خاص طور پر ہو چکا تھا۔ مخلوق خدا جو نمازِ جنازہ کی شمولیت کی خاطر صبح سے ہی جمع ہو رہی تھی۔ اس قدر بیشمار اور کثیر تعداد میں تھی کہ جس کا صحیح اندازہ اور شمار اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہر شخص کی یہی آرزو تھی۔ کہ میں بھی آپ کا جنازہ اٹھانے کا شرف حاصل کروں۔ مگر اس قدر ہجوم میں باوجود بڑی کوشش اور سعی مزید کے بھی کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ گھر سے لے کر عید گاہ تک مسلسل مخلوقات کے ہجوم سے سڑک پُر تھی۔ اور کہیں تل رکھنے کی جگہ خالی نہ تھی۔ پورے چھ بجے عید گاہ میں جنازہ پہنچایا گیا۔ اس سے پیشتر آج تک کبھی کسی موقعہ پر بھی اتنی مخلوقات کا اجتماع عید گاہ میں نہیں دیکھا گیا۔ حالانکہ اسی سال آپ ہی کی سعی جمیلہ سے عید گاہ پہلے سے دوگنی وسیع بھی ہو چکی تھی۔ عید گاہ کا تمام وسیع میدان مخلوقات سے پُر تھا۔ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے صفیں بنانے کا اعلان کیا گیا۔ صفیں درست ہو گئیں۔ اور آپ کے حقیقی جانشین حضرت صاحب زادہ مولانا مولوی حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لاہور تک کے دوست نماز جنازہ میں شامل ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں ایسے لوگ جو کبھی بھی حاضر خدمت نہ ہوئے تھے تمام آپ کے جنازہ کی نماز میں شریک تھے۔ عربی لوگ اور بعض ایسے اشخاص بھی دیکھنے میں آئے۔ جن کو پہلے کبھی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ یہی لوگ رجال الغیب کہلاتے ہیں۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایک مرتبہ ایسا

Marfat.com
Marfat.com

واقعہ گزر چکا ہے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جبکہ آپ کے عاشق صادق مخلص باللہ حاجی نظام الدین مرحوم ومغفور ساکن موضع کٹاریاں متصل نور پور شاہاں نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی تھی۔ اور آپ بمعہ چند دوستوں کے حاجی صاحب مرحوم کا جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں اتنا ہجوم نہ تھا۔ بلکہ معمولی جماعت تھی۔ دو عربی شخص بھی نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر اور لوگ تو حاجی صاحب مذکور کی تدفین میں مصروف ہوئے۔ اور وہ دونوں عربی شخص مسجد میں جا کر داخل ہوئے۔ جن کو مسجد میں داخل ہوتے تمام لوگوں نے جو وہاں موجود تھے دیکھا۔ چند آدمیوں کا خیال ہوا کہ بعد فراغت تدفین ان سے ملاقات کریں گے۔ جب فارغ ہو کر ملاقات کے لئے آدمی مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ مسجد میں تو آدمیوں کا نام ونشان بھی نہیں۔ جناب حضرت صاحب سے ذکر کیا گیا۔ کہ وہ دونوں عربی شخص جو نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے۔ اور اس کے بعد مسجد میں آ گئے تھے۔ جن کو مسجد میں داخل ہوتے ہم سب نے دیکھا۔ مگر اب وہ نظر نہیں آتے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ دونوں شخص رجال الغیب میں سے تھے۔ اور حاجی نظام الدین صاحب مرحوم کے دوست تھے۔ جس زمانہ میں حاجی صاحب بیت اللہ شریف میں مقیم تھے۔ یہ عربی اکثر اوقات حاجی صاحب سے ملتے رہتے تھے۔ انہیں کو رجال الغیب اور طی الارض بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ تھوڑے سے وقفہ میں باذن اللہ بڑی بڑی دور تک پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ آن کی آن میں کہیں سے کہیں جا پہنچتے ہیں۔ واقعہ مذکورہ بالا کی طرح جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں بھی ایسے لوگوں کی شرکت وشمولیت دیکھی گئی۔ اور یہی ان کی شمولیت حاجی نظام الدین صاحب کے تذکرہ کا موجب ہوئی۔ علاوہ ازیں غیر مسلم اقوام کے لوگ بکثرت ساتھ شامل وموجود تھے۔

جناب صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے ایک کثیر رقم نقد اور بہت سے قرآن مجید غرباء ومساکین اور دینی طلباء میں فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کے لئے حاجی محمد زمان صاحب کے حوالہ کئے۔ جو بھائی غلام قادر صاحب ساکن موضع کوری اور بابو فضل الٰہی صاحب دیوانہ سٹیشن ماسٹر نے ملکر مستحقین میں سب کچھ تقسیم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں قبول و

Marfat.com
Marfat.com

منظور فرما کر اپنی رضاء وخوشنودی کا موجب بنا دے۔آمین۔

نماز جنازہ کے بعد مخلوقات نے آخری زیارت فیض بشارت اور دیدار پرانوار سے مشرف ہونے کی خواہش وکوشش کی۔ چارپائی عیدگاہ کے شمال مشرقی تھڑے پر رکھی گئی۔ جہاں آپ اکثر مراقبہ وذکر میں مشغول رہا کرتے تھے۔لوگ آتے اور زیارت سے مشرف ہو ہو کر نکلتے جاتے تھے۔ایک بات جس کو اپنے محل پر بیان کرنا بھول گیا ہوں۔اس کا یہاں پر بالاختصار تذکرہ کئے دیتا ہوں۔اور وہ یہ ہے کہ کہ بوجہ طویل علالت اور اس پیرانہ سالی کے چہرہ مبارک سے قدرے احساس ہوتا تھا۔کہ آپ بیماری کی وجہ سے کمزور اور ضعیف ہو گئے ہیں۔ نیز بعد وصال تھوڑی دیر تک سکرات الموت کے نشان جو کہ انبیاء علیہم السلام جیسی ہستیوں پر بھی وارد ہوتے رہے میں ظاہر رہے۔مگر تھوڑی دیر بعد عجیب حالت اور کیفیت تھی۔ سبحان اللہ وبحمدہ رُخ انور پر انوار ربانی کا اس قدر ورود ونزول تھا۔کہ چہرہ مبارک فیوض وبرکات سبحانی سے بدر منیر کی مانند چمک دمک رہا تھا۔لب مبارک تبسم کناں تھے۔ایسا معلوم ہوتا۔کہ گویا ابھی حقائق ومعارف کا بیان فرمانے لگے ہیں۔ چہرہ مبارک اور رخسار ایسے کہ جس طرح عین عالم شباب میں بھرے ہوئے تھے۔دیکھ کر ضمیر یہ باور نہیں کرتا تھا کہ آپ ایک دن بھی بیمار رہے ہوں۔اور چہرۂ مبارک سے ایسی خوشی وسرور ترشح ہو رہے تھے۔کہ جیسے کسی بہت بڑی نعمت کے حصول اور بڑی بھاری کامیابی کے وقت پر خوشی ہوتی ہے۔ مجھ جیسے ہیچمدان کو ایسے الفاظ نہیں ملتے کہ اس وقت کی کیفیت کو کما حقہ احاطہ تحریر میں لا کر بیان کر سکوں۔ لہٰذا اتنے پر ہی اکتفا کر کے پھر اصلی بات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ساڑھے سات بجے کا وقت ہو گیا۔مگر زائرین کا ہجوم ویسے کا ویسا ہی تھا۔ڈیڑھ گھنٹہ آپ کی چارپائی عیدگاہ کے تھڑے پر رکھی رہی۔جو لوگ زیارت کر کے نکلتے گئے۔وہ تو نکل گئے۔جو باقی رہے ان سے کہا گیا۔کہ اب وقت شام کا قریب آرہا ہے۔لہٰذا اب چارپائی اٹھانے دو۔تاکہ تدفین کا کام بھی وقت پر ہو جائے۔مگر زیارت کرنے والے کہاں مانتے اور رہ سکتے تھے۔فرط محبت سے لوگوں نے خود ہی چارپائی اٹھا لی۔اور خوب زیارت ودیدار فرحت آثار سے سیر ہوئے۔ایک جماعت آتی اور آپ کی چارپائی کو تبرکا

Marfat.com
Marfat.com

اٹھاتی اور پھر زیارت کر کے نکل جاتی۔ اسی طرح کئی لوگ آئے اور اپنی آرزوئیں پوری کیں۔ آخر کار مکرر سہ کرر زائرین کو کہا گیا۔ تب کہیں جا کر لوگوں نے طوعاً کرہاً آپ کی چارپائی اٹھانے دی اور آٹھ بجے شام کیوقت آپ کا جسد مبارک آپ کی وصیت کے مطابق خاص اس مقام میں جو کہ ۱۹۱۱ء کے حج بیت اللہ شریف کے بعد قیام مدینہ منورہ کے اثناء میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ کو جتلایا اور بتلایا گیا تھا۔ اور جس جگہ آپ نے ۱۹۱۵ء میں رقم الحروف کے ہاتھوں نشان لگوا کر ایک چبوترہ بنوا دیا تھا۔ جس پر مدتوں نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ اور حضرت مولانا جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم ومغفور نے بھی قبل از وفات اسی جگہ اپنی قبر بنوانے کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں استدعا والتجا کی تھی۔ جو کہ آپ نے بڑی خوشی سے قبول ومنظور فرما کر ان کی قبر بھی وہیں بنانے کی اجازت فرما دی تھی۔ اور حضرت مولانا مرحوم ومغفور کے وصال کے بعد ان کی تربت مبارک پر ایک عالی شان روضہ بھی تعمیر کر دیا گیا ہے۔ آپ کی قبر تیار کر کے اور وہ کالی کملی جو اثناء سفر حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ اطہر جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپکے پاس تھی۔ اور جس کے متعلق خاص طور پر وصیت تھی۔ بموجب وصیت قبر میں بچھا کر سپرد خاک کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بہت سے دوست جو دور دراز سے آنے والے تھے۔ کوئی تو رات کے دس بجے والی گاڑی میں پہنچے۔ کوئی دوسرے دن صبح چار بجے والی گاڑی اور کوئی دن کے نو بجے والی ٹرین میں پہنچے بعض احباب جو بعد میں پہنچے انہوں نے گلہ شکوہ بھی کیا۔ کہ جنازہ کی نماز میں تعجیل کی گئی اور اگر نماز جنازہ کے لئے انتظار نہیں کیا گیا تھا۔ تو آپ کی تربت مبارک ہی دوسرے دن تک کھلی رکھی جاتی۔ تا کہ ہم سب جو بعد میں پہنچے ہیں۔ زیارت کا شرف حاصل کر لیتے۔ مگر تقدیر کے آگے تدبیر کچھ کارگر نہیں ہوتی۔ کل امر مرھون باوقاتھا۔ خواہش تو ہماری اپنی بھی یہی تھی۔ مگر کیا کیا جاتا۔

گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود　　　گفتا چہ توان کرد کہ تقدیر چنیں بود

Marfat.com
Marfat.com

گفتم کہ نہ وقت سفرت بود چنیں زود　　گفتا کہ مگر مصلحت وقت ہمیں بود

الغرض کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحساب قمری اکانوے سال اور بحساب شمسی اٹھاسی سال کی عمر میں مورخہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۵۵ ہجری المقدس مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء کو بروز آخری چہار شنبہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ اس مبارک یوم کی عظمت و بزرگی کے لئے اتنا اظہار کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی صفر کے آخری چہار شنبہ کو جناب سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل علالت کے بعد غسل صحت فرمایا تھا۔ جس کی یاد میں آج تک اکثر مسلمان اس آخرت چہار شنبہ کو نفلی روزہ رکھتے ہیں۔ صفر کے مہینے کی اسی تاریخ کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تھی۔ اور یہی مہینہ تھا۔ اور یہی تاریخ تھی۔ جبکہ غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تھا۔ اسی روز حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی رحلت ہوئی تھی۔ اور یہی مبارک دن آپ کو بھی نصیب ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

قبلہ عالم جناب حافظ عبدالکریم　　حامل حکم شریعت صاحبِ خُلق عظیم
آشنائے سِرِّ حق دانائے رمز لا الٰہ　　واقف راہ حقیقت فقر کی جائے پناہ
رحمت حق نے بلا کر لے لیا آغوش میں
جا رہے فردوسیوں کے عالم خاموش میں

اولیاء اللہ کو حیات جاودانی

اخیر میں اتنا اور اظہار کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے بزرگ مقبول اولیاء اللہ کے متعلق فیصلہ شدہ امر ہے۔ کہ عوام الناس کی طرح مردہ نہیں کہلائے جاسکتے۔ بلکہ ارشاد خداوندی کے مطابق زندہ ہیں۔ اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب انتقال فرما جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد محکم بنیاد ہے۔ کہ جو لوگ میری راہ میری محبت، میری الفت، میری عبادت، میری یاد میں جان دیں۔ انہیں مرا ہوا نہ کہو۔ جیسا کہ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ۝ کی

Marfat.com
Marfat.com

نص صریح شاہد و دال ہے۔ ایک دوسری آیت میں آیا ہے۔ یرزقون فرحین بما اتیھم اللہ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام اور عطیات پر شادماں اور مرزوق ہونا بھی ان حضرات کی حیات کو ثابت کر رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس موت کی گھاٹی سے تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو گزرنے کے بغیر چارہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی کو ہو سکتا ہے۔ لیکن آیات مذکورہ ثابت کر رہی ہے۔ کہ حضرات اولیاء اللہ اس دار فانی سے رحلت کر جانے کے بعد بھی بوجہ مرزوق و شادماں ہونے کے اور دیگر وجوہات کثیرہ کی بنا پر حکم حیات کا رکھتے ہیں۔ اور حیات جاوید کے لئے مختص کئے جاتے ہیں۔ مگر ان کی اس حیات جاودانی کو یہ آنکھیں اور یہ حواس نہیں محسوس کر سکتے۔ جو اجسام کثیفہ کے احساس کے لئے مخصوص ہیں۔ وہ بندگان خدا جو اولیاء اللہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور جن کی تمام عمریں مجاہدات وافرہ و ریاضت ہائے متکاثرہ میں بسر ہوئیں۔ اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی دولت حاصل کرنے میں مجاہدانہ زندگیاں بسر کر گئے۔ وہ اس حدیث شریف کے مطابق جس کا مفہوم یہ ہے کہ فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ ہم رجوع کرتے ہیں جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف۔ تو بموجب ارشاد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقتاً مجاہدین اکبر یہی لوگ ہیں۔ اولیاء اللہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ کو یقیناً حیات جاوید حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کے اعمال کا ثواب بھی الیٰ یوم القیامہ جاری و ساری رہتا ہے۔ اسی کے متعلق کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی کی تائید میں یہ شعر بھی کسی صاحبدل نے خوب فرمایا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

انہی برگزیدہ حضرات اولیاء اللہ کے متعلق ارشاد ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے ولی مرا نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو حیات جاوید عطا فرمائی جاتی ہے۔ نیز عوام الناس کی طرح ان حضرات اولیاء اللہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے فیوض و برکات اور اعمال حسنہ کا سلسلہ بھی منقطع نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ جس کی تائید احادیث

Marfat.com
Marfat.com

مندرجہ ذیل کر رہی ہیں۔حدیث صحیح میں آیا ہے۔ کل ابن اٰدم یختم عملہ اذامات الا المجاھد فی سبیل اللہ فانہ یمنیٰ لہ عملہ الی یوم القیٰمہ دوسری حدیث صحاح ستہ میں یوں ارشاد ہے۔ اذا مات الانسان انقطع عملہ الا عن ثلٰث صدقۃ جاریۃ اوعلم ینتج عملہ او ولد صالح ید عولہ۔ پہلی حدیث شریف کا بھی یہی مطلب ہے کہ جس وقت بنی آدم دنیائے فانی سے رحلت کر جاتا ہے۔تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔مگر مجاہد فی سبیل اللہ تحقیق اس کے اعمال باقیات الصالحات کے ثواب کو قیامت تک بڑھایا جاتا ہے۔سو جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک حیات پر نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت ظاہر و آشکارا ہو جاتی ہے۔ کہ آپ حقیقی طور پر ہر پہلو سے ایک اعلیٰ درجہ کے اولوالعزم مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔دوسری حدیث شریف جس میں آیا ہے کہ انسان جب اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کر جاتا ہے۔تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔مگر تین چیزیں ایسی باقیات الصالحات ہیں۔کہ جن کا ثواب ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے۔اول صدقہ جاریہ دوم علم نافع کہ جس سے دیگر مخلوقات بھی منتفع ہو۔سوم اولاد نیک و صالح بہترین دعائیں کرنے والی۔اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد وثناء ہے۔کہ یہ تینوں امور بھی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عالیشان ہستی کے لئے روز روشن کی طرح متحقق ہیں۔صدقہ جاریہ کے متعلق مجملاً اتنا اظہار کافی ہے۔کہ دو کنوئیں تو عیدگاہ میں آپ کے باقیات الصالحات سے موجود ہیں۔اور دو ہی مسجدیں۔ایک تو عیدگاہ کے سامنے برلب سڑک واقع ہے۔اور دوسری مسجد راولپنڈی کے غربی جانب ریلوے لائن جو پشاور کو جاتی ہے۔اس کے متصل تعمیر کرائی۔علاوہ ازیں عیدگاہ کو خاطر خواہ وسعت دیکر از سر نو تعمیر کرایا۔دوم علم نافع۔آپ کی ذات سے مخلوقات خدا نے وہ علم حاصل کیا۔جو بفضل خداوند کریم جب تک یہ دنیا قائم رہے گی۔سلسلہ بسلسلہ اس علم سے مخلوقات خدا منتفع ہوتی رہے گی۔کوئی شہر اور کوئی قریہ خالی نہیں جہاں آپ کے علم کا فیض اور نفع نہ پہنچا ہو۔اور صرف یہی نہیں کہ وہاں نفع و فیض پہنچا۔بلکہ ہر جگہ آپ کے اس علمی فیض کا سلسلہ جاری ہے۔اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جاری و ساری رہیگا۔جس سے آئندہ نسلیں بھی منتفع و مستفیض

Marfat.com
Marfat.com

ہوتی رہیں گی باقی رہی نیک و صالح اولاد۔ تو اس کے متعلق کچھ لکھنا میرے جیسے کم فہم کی استعداد سے بہت بلند و بالا تر معاملہ ہے۔ صرف اسی مشہور و معروف مثل پر اکتفا کرتا ہوں۔ کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

اولیاء اللہ کے لئے دائمی زندگی اور حیات جاوید اور دیگر اس قسم کے مراتب و درجات اور تصرفات متفقہ طور پر مسلمہ امور سے ہیں۔ جو کہ انہی حضرات کے لئے مختص ہوتے ہیں۔ اور ان حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فیوض و برکات اور تصرفات روحانیہ ہمیشہ جاری رہتے ہیں بلکہ اس دار فنا سے انتقال کر کے جب اپنے محبوب سے جا واصل ہوتے ہیں۔ تو ان کے تصرفات بہ نسبت دنیاوی زندگی کے بہت زیادہ اور ارفع و اعلیٰ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اولیاء اللہ کو حق تعالیٰ نے حصول مقاصد دینی و دنیاوی کے لئے واسطہ گردانا ہے۔ بلکہ قیام و انتظام عالم انہی حضرات کے وجود ہائے باجود سے وابستہ ہے۔ پس کوئی مطلب و مقصد دینی یا دنیاوی ہو۔ بغیر ان کے وسیلہ کے نہیں مل سکتا۔

بے عنایت حق وہم خاصان حق　　گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

اور وسیلہ کے طلب کرنے کا حکم وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ سے عیاں وظاہر ہے۔ اصل غرض اس وسیلہ کی طلب سے وصول الی اللہ ہے۔ کہ اعلیٰ مقاصد دینی کا ہے۔ اور طلب انکی عام ہے اس سے کہ وہ اس عالم ظاہر میں زندہ و موجود ہوں۔ یا اس عالم سے رحلت و انتقال فرما گئے ہوں۔ اس لئے کہ وصول فیضان الٰہی میں ان کا واسطہ ہونا صرف حیات دنیوی پر ہی موقوف نہیں ہوتا۔ کیونکہ حیات اخروی اس حیات دنیوی سے بوجوہات ارفع و افضل ہے۔ بلکہ کاملین کی وجہ عالم تجرد میں زیادہ اور قوی ہوتی ہے۔ اور یہ امر بھی متحقق ہو چکا ہے۔ کہ مراد وسیلہ سے اولیاء اللہ ہیں اور ان کی طلب مامور بہ ہے۔ خاص کند بندہ مصلحت عام را۔

بلکہ صاحب تفسیر بیضاوی نے لکھا ہے۔ وصفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقاً ای نزعاً شدیدا فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیه فتسبق الی خطائر القدس فتصیر بشر فهاد قوتها من

Marfat.com
Marfat.com

الـمـد بـرات اس سے واضح ہوا کہ اصفیاء واولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ اور نفوس زکیہ کو حق تعالیٰ نے یہ شرف و اعزاز بخشا ہے۔ کہ عالم کی تدبیر میں ان کو دخل دیا ہے۔ کہ وہ جس طرح اس دنیا کی زندگی میں اپنے مریدین و مخلصین اور غیر مریدین اور غیر مخلصین کی تربیت اور انتظام ظاہراً و باطناً، غائباً و حاضراً فرماتے ہیں۔ بلکہ عالم کی ہر شئی ان سے فیضیاب ہوتی ہے۔ اسی طرح بعد انتقال و وصال کے بھی ہمیشہ ان حضرات کے فیوض و برکات اپنے متوسلین کے لئے خصوصاً اور تمام عالم کے لئے عموماً جاری و ساری رہتے ہیں۔ اور ان کے مزارات پر حاضری اور ان کے توسل سے دعا ابتغائے فضل الٰہی ہے۔ حضرت مولانا جناب قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی جن کو حضرت قبلہ میرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ بوجہ کمال تبحر علمی بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے۔ کتاب ''تذکرہ الموتیٰ والقبور'' میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ درحق شہدا میفر ماید بل احیاء عندربھم اقول مراد آں باشد کہ حق تعالیٰ ارواح شانرا قوت اجسادی دہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند وایں حکم مخصوص بشہدا نیست انبیا وصدیقاں از شہداء افضل اند و اصفیاء واولیا ہم در حکم شہداء اند۔ کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ جہاد اکبرست (جعنا من جهاد الا صغر الیٰ جهاد الاکبر) ازاں کنایت است ولہٰذا اکثر اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کارا جسادی کنند وگاہے اجساد داز غایت لطافت برنگ ارواح مے برآئند ورسول خدا را یہ نبود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارواح ایشان در زمین و آسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند میر دند و دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مدد گاری می فرمایند۔ و دشمناں را ہلاک می نمایند و ارواح شاں بطریق اویسیہ فیض باطنی میر سدو بسبب ہمیں حیات اجساد آنہارا در قبر ہا خاک نے خورد۔ بلکہ کفن ہم مے ماند۔ ابن ابی الدنیا از مالک روایت کردہ۔ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند وحق تعالیٰ وسبحانہٗ اجساد ایشا زا قوت ارواح میدہد کے در قبور نماز میخوانند و ذکر میکنند۔ قرآن میخوانند۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ حق تعالیٰ بعضے اولیاء راجسم موہوب میدہد وایں حکم درحق شہداء از حدیث ثابت است، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ تفسیر فتح العزیز میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب

Marfat.com
Marfat.com

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر بہت عمدہ اور نہایت واضح لکھا ہے۔ جو بوجہ طوالت چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کا صرف ایک کلمہ جو کافی اور وافی معلوم ہوتا ہے۔ لکھ دیا جاتا ہے۔ مزارات اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مظہرِ عون الٰہی ہیں۔ پس جب کاملین کے واسطے حیات حقیقی بطریق اولیٰ بدلالت النص ثابت ہوئی تو جس طرح زندہ اولیاء سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے انتقال و وصال کے بعد بھی۔ نیز جیسا کہ مرشد کامل کے آستانہ عالیہ پر حاضری اور اس کا حضور موجب حصول سعادت وفیض وانوار وبرکات اور دفع نقمات ومصیبات ہے۔ ویسے ہی مزار مقدس پر حاضری مقاصد دارین اور مطالب کونین کے حصول کا سبب و ذریعہ ہے۔ اللہ کریم تمام محبین و مخلصین کو اس حاضری اور توسل کے باعث بیش از بیش انعام واکرام سے سرفراز و بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

دردِ دل

جذبات غم بروفات حسرت آیات شمس العارفین بدر السالکین واصل الی اللہ متخلق باخلاق اللہ۔ معدن تواضع و مروت، مخزن علم و مودّت، قدوہ محترم پیشوا معظم مرشدی ومولائی۔ الحافظ الحاج حضرت محمد عبدالکریم صاحب قدس سرہ۔

(از خادم آستانہ شیخ حسن الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ تالیف وطبع انجمن حمایت اسلام۔ لاہور)

نہ بھائی تجھ کو مری محفل نشاط و سرور
فلک نہ بھائی، نہ بھائی تجھے، یہ بزم حضور

وہ بزم، بزم محبت، وہ بزم جام و سبو
نہ بھائی پیر فلک تجھکو محفل خوش بو

نہ بھائی، آہ نہ بھائی وہ مجلس مسعود
جو طالبان حقیقت کا تھی در مقصود

کہاں ہے اب مرا ساقی بادہ عرفاں
کہاں ہے خلد محبت کا مالک و رضواں

وہ شیخ، شیخ طریقت، مربی انساں
وہ جن کے فیض کے چشمے جہاں تہاں تھے رواں

وہ جس کے سایہ شفقت میں تھے خوش وخرم
الم کشیدہ، ستم دیدہ، زخم خوردۂ غم

اکیلا چھوڑ کر ہم کو چلے گئے ہیں حضور
نہ کیوں ہو؟ ماہی بے آب یہ دل رنجور

پہنچ گئے ہو تم اپنے مقام اعلےٰ پر
مگر بتاؤ کہ ہم اب کھٹکھٹائیں کس کا در

جدائی، آہ جدائی، جدائی محبوب
کہاں سے ڈھونڈ کے لائے تجھے دل معتوب

Marfat.com
Marfat.com

پھڑک رہی ہیں نگاہیں تڑپ رہا ہے دل ۔۔۔ بدن میں جان ہے یا کوئی طائر بسمل
وہ میٹھی میٹھی تیری باتیں یاد آتی ہیں ۔۔۔ نگاہیں لطف و کرم کی ہمیں رلاتی ہیں
کہاں میں جاؤں؟ جو جاؤں کہ ڈھونڈ کر لاؤں ۔۔۔ میں تیرے پاؤں پڑوں اگر کہیں تجھے پاؤں
تھی زندگی سے تری زندگی مری خرم ۔۔۔ تیری حیات مرے زخم دل کا تھی مرہم
نصیب ہوتا تھا جس وقت بھی تیرا دیدار ۔۔۔ مری نگاہوں میں ہوتا تھا کیف باغ و بہار
کسے خبر تھی کہ ہو گی وہ زیر خاک نہاں ۔۔۔ لٹا جو کرتی تھی ہر رور دولت عرفاں
جسے سمجھتے ہو تم شیخ معرفت کا مزار ۔۔۔ ہے میری آرزوؤں کا لگا ہوا انبار
یہ قبر، آہ! یہ ہے میری حسرتوں کی قبر ۔۔۔ یہ قبر، آہ! میری مسرتوں کی قبر!
یہ میرے پیر، مرے دستگیر کا ہے مزار ۔۔۔ کیا گیا ہے یہیں دفن میرا صبر و قرار
سکون دل ہے یہاں راحتیں ہیں دفن یہاں ۔۔۔ دبے پڑے ہیں، اسی قبر میں مرے ارماں
میں نذر اس پر چڑھایا کروں گا اشک خون ۔۔۔ سر مزار سنایا کروں گا حال زبوں
یہ سال حزن و الم سال تیرہ سو پچپن ۔۔۔ چہار شنبہ کا دن اور سن تھا ہجری سن
مئی کی بیس تھی ماہ صفر کی اٹھائیس ۔۔۔ تھا سال عیسوی کا سن انیس سو چھتیس
وہ وقت، وقت مبارک سحر کے چار بجے ۔۔۔ نہ کچھ کہا نہ سنا ہوگئے وداع ہم سے
جوارِ رحمت حق میں پہنچ گئے ہیں حضور ۔۔۔ نگاہِ لطف و کرم سے نہ رکھیو ہم کو دور
ہمیشہ خاص توجہ تھی جس طرح سے یہاں ۔۔۔ نہ بھول جایئے للہ خادموں کو وہاں
نہیں ہیں ہم میں بظاہر اگرچہ خود موجود ۔۔۔ فیوض آپ کے ہم سے مگر نہیں مفقود
وہیں سے آپ جو تھوڑا سا مسکرا دیں گے ۔۔۔ حسن کے غنچہ پژ مردہ کو کھلا دیں گے

قطعات تاریخ وسن وصال قبلہ عالم جناب حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ

بعض محب و مخلص احباب نے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر قطعات تاریخ وسن وصال لکھے تھے۔ جن سے چند ایک درج کر دیئے جاتے ہیں۔

قطعات از علامہ دہر، وحید العصر، محدث و مفسر، فقیہ اعظم حضرت ابو یوسف حاجی مولوی محمد شریف صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۳۶ ۱۹ء

مظہر حیا۔ نکو صورت

۵۵ ۱۳ھ

تاریخ وصال زاہد

۵۵ ۱۳ھ

بے مثال مبارک طلعت

۵۵ ۱۳ھ

جناب خواجہ عبدالکریم برگزیدہ جہاں

۳۶ ۱۹ء

حسین زمان سجادہ نشین خاندان نقشبندیہ

۵۵ ۱۳ھ

اعجاز بیان نور اللہ مضجعہ

قطعہ تاریخ ۱۳۵۵ھ

قبلہ دین و کعبہ ایماں ناصر دین و مذہب نعماں   وارث علم و دین مصطفویؐ۔ قطب اقطاب دہر و غوث زماں
چشمۂ فیض و عارف کامل۔ مطلع نور و معدن عرفاں   یعنی شیخ الشیوخ عبدِکریم۔ واقفِ علم و حافظ قرآں
بر شب بستمیں بماہ مئی۔ گشت از چشمہای ما پنہاں   ہاتفم بہر سال رحلت او۔ گفت پیر عظیم زیب جناں

۵۵ ۱۳ھ

ایضاً عیسوی

وا دریغا رفت از دنیای دوں۔ خواجہ دستگیر بیکساں   زبدہ اہل کرم اہل تقی۔ واقف اسرار حق شیریں زباں
یعنی حضرت مرجع اہل ہدا۔ خواجہ عبدالکریم خوش بیاں   عارف کامل محب اللہ بود۔ در طریقت بود فخر صوفیاں
در کلامش بود تاثیری چنیں۔ نرم گشتندی از و سنگیں دلاں   نزد او ہر وقت بودے مجتمع۔ حلقۂ اہل ارادت بیگماں
شنیدے مثنوی معنوی۔ راز ہا سر بستہ شودے عیاں   از کلام شاہ جیلانی مدام۔ شاہ فرمودے ہمہ پیر و جواں
نہ کلام آں غزالی پیر حق۔ کردے اسرار تصوف راہیاں   فتح ربانی کلام غوث پاک۔ زیر نظر دے بدے در ہر زماں

Marfat.com
Marfat.com

روز وشب میماند او دریاحق مستفیض ازدے شدے خرد وکلاں صدمہ جانکاہ آمد رحلتش۔ در فراقش مردوزن بنا رکناں
از شریف دل سال وصال ۱۳۵۵ھ شد خداذی شان ۱۹۳۶ء گشت از مانہاں۔

قطعہ عربی ایضاً

قلبی بفرقۃ شیخنا کرور بعاالشیخ فی جناۃ سرور ضلۃ عنہ براس اپراخد۔ فاجابنی ھوزاحنہ مغفور ۱۳۵۵ھ
ایک عدد راس الم سے یعنی الم کا سر الف ہے۔ اس کا عدد ایک ہے۔

ایضاً

چوں زبدۃ ولیاں آں پیرو مرشد ما رخت اقامت خود زِ اہل جہاں بہ بستد
سال وفات حضرت پرسیدم از سرد شے آمد ندا کہ۔ آہ آہ والاصفات رفتند
۵۵ ۱۳ھ

قطعہ سنہ عیسوی

چو آن خواجہ رہنمائے غریباں نہاں شد ز مارفت درباغ جنت
پئے سال اوچوں شدم سرنگوں سن ندا شد کہ برسیہ درباغ جنت
۳۶ ۱۹ء

قطعہ سن وصال از مسکین مولف

حافظ عبدالکریم با کمال و بے مثال کر در حلت سوئے جنت چوں بہ حکم ذوالجلال
بندہ مسکین عاجز گفت از رنج و ملال قطب اعظم کعبہ کونین۔ تاریخ وصال
۵۵ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ از کوثر صاحب

میرے ہادی میرے مرشد حافظ عبدالکریم جنت الفردوس میں اب ہوگئے جا کر مقیم
بست و ہشتم تھی صفر کی اور تھا وقت سحر حق سے واصل ہوگئے سجدہ میں تھا حکم رحیم
سایہ مرشد اٹھا ہم سب کے سر سے یک بیک مرگ حضرت کی خبر سنکر ہوا صدمہ عظیم

Marfat.com
Marfat.com

فکر پر تاریخ کی کوثر صدا ہاتف نے دی　　جوہر دین محمد با خدا عبدالکریم

۱۳ ھ　۵۵

از حاجی میرزا سید محمد صاحب میر منشی راولپنڈی صدر بازار

۱۳۵۵ھ
ھدیہ ترشحات حاجی

۱۳۵۵ھ
سفر کرد اندر صفر مونسے

۱۳۵۵ھ
احقر نواز کرد بماہ صفر سفر

سن وصال از حاجی صوفی محمد زمان صاحب عفا اللہ عنہ

بشنو تاریخ وصالش زحقیر از سن　　ان المتقین فی جنت عدن

۵۵　۱۳ ھ

حلیہ شریف

جن صاحب نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کے لئے حلیہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ مگر وہ احباب جن کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا موقع نہیں ملا ان کے لئے یا آئندہ نسلوں کے لئے نہایت اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ آپ میانہ قد نہایت موزون۔ جسم بھاری اور خوب بھرا ہوا فربہ اندام۔ رنگ گندمی سفیدی مائل۔ سر مبارک بڑا۔ سینہ کشادہ۔ دست و پا مضبوط۔ قوی ہیکل۔ صاحب رعب و داب چہرۂ مبارک سے شجاعت ترشح۔ موئے سر مبارک سیدھے نصف سیاہ نصف سفید ملے جلے۔ نرمہ گوش تک دراز رہتے۔ ریش مبارک گنجان اور بھاری موئے ریش مبارک سفید و چمکیلے ابرو خمدار بصورت ہلال۔ پیشانی فراخ اور نور عرفان سے روشن۔ رخسار مبارک پُر گوشت اور نرم بینی بڑی سجی ہوئی بطور سیف۔ آنکھیں بڑی سیاہ دھیری ہر وقت جام وحدت سے مخمور۔ مونچھیں کتری ہوئیں بموجب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بازو قوی ہتھیلیاں کشادہ۔ انگلیاں نہ بہت لمبی نہ چھوٹی متوسط اور خوشنما۔ پنڈلیاں گول اور صاف۔ پاؤں درمیانہ انداز کے تھے۔ الغرض کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com

نہایت خوبصورت شکیل وجمیل تھے۔ دیکھنے والے کا دل یہی چاہتا تھا کہ ہر وقت دیکھتا ہی رہوں۔ ایسی پیاری اور خوبصورت ہستی کہ دیکھتے دیکھتے طبیعت سیر نہیں ہوتی تھی۔ لباس ہمیشہ سفید رنگ اور صاف وستھرا پہنتے لمبا کرتہ کندھوں پر چاک اور موسم گرما میں عموماً تہبند ہوتا اور موسم سرما میں پاجامہ پہنا کرتے سر پر عربی طرز کا عمامہ ہوتا اور عربی چغہ پہنتے۔ گرمیوں کے موسم میں سر پر عموماً لٹھا کی ٹوپی یا پٹھے کی ٹوپی زیب سر مبارک ہوتی۔ موجودہ فیشن کا کوٹ وغیرہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر نہیں پہنا جب تک حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحت بحال رہی ہمیشہ پیدل ہی عیدگاہ تشریف لے جاتے اور بعد نماز عشاء پیدل ہی وہاں سے واپس تشریف لاتے۔ چلتے وقت ہمیشہ نظر برقدم رکھتے ہرگز اِدھر اُدھر التفات نہ فرماتے۔ لبِ مبارک ہر آن ایسے معلوم ہوتے کہ گویا انبساط وخوشی سے تبسم فرما رہے ہیں۔ باوجود خوش خلق ہونیکے کچھ ایسا رعب اور ہیبت تھی کہ کسی شخص کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو خود بخود بات کرنے کی ہمت وجرات نہ پڑتی تاوقتیکہ خود حضور دریافت فرما کر سلسلہ گفتگو نہ شروع فرماتے۔ اگر ہزاروں کے مجمع میں رونق افروز ہوتے تو بغیر کسی کے بتلائے یا جتلائے دیکھنے والا آپ کو پہچان لیتا۔ پیشانی مبارک سے نور عرفان کی شعاعیں خود بخود ہی اس امر کی شہادت دیتی تھیں۔ کہ یہ ہستی مقبول بارگاہ رب العلمین وپسندیدہ جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دن کو سوائے قیلولہ مسنونہ کے اور کسی وقت کبھی نہ لیٹتے تھے۔ الغرض کہ اس ہستی کے متعلق کیا بیان کروں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات یا بالفاظ دیگر "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔ خداوند کریم ورحیم اس اسم بامسمیٰ عبدِ کریم اعلیٰ وارفع ہستی کے ظاہری وباطنی اخلاق سے مجھ جیسے روسیاہ اور دیگر احباب کو بھی بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

آپ کو اوائل سے ہی دینی کتب کے مطالعہ کا انتہائی اشتیاق تھا۔ متعدد تفاسیر اور خاص خاص تصوف کی چیدہ اور مسلمہ کتب کا مطالعہ اس کثرت سے فرمایا ہوا تھا۔ کہ گویا وہ تمام آپ کو حفظ تھیں۔ اس وسیع مطالعہ کتب دینی اور خداداد ذہانت وحکمت نے علوم ظاہری وباطنی میں ایسی وسعت پیدا کر دی تھی کہ جس کا بیان ہی نہیں ہوسکتا۔ جب کسی موضوع پر

Marfat.com
Marfat.com

بیان فرمایا تو آیات مجید اور احادیث شریف اور اقوال بزرگان دین و سلف صالحین سے دلائل و اثبات کے دریا بہا دیئے۔ اپنے فرض منصبی یعنی مخلوق خدا کی رشد و ہدایت اور خدمت خلق اللہ کے اہم ترین اور عظیم الشان کام کی مصروفیت کے باعث اتنی فرصت و مہلت نہ تھی۔ کہ تصنیفات کی طرف زیادہ توجہ فرماتے۔ مگر تاہم ''ہدایت الانسان الیٰ سبیل العرفان'' جو کہ قرآن مجید و احادیث اور کتب تصوف سے اخذ فرما کر مرتب فرمائی۔ ایسی بے بہا تصنیف ہے جس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ واقعی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی ہادی اور تیرہ دلوں اور گمراہوں کے لئے رہبر اور حقیقی رہنما ہے۔ کتاب ایسی مؤثر اور دلپذیر ہے کہ جس نے ایک مرتبہ پڑھی اس کا کام بن گیا۔ اور اس کے دل میں گھر کر گئی۔ اور اپنے پڑھنے والے کو صراطِ مستقیم دکھا کر اس پر ایسا ثابت قدم کیا کہ تا دمِ واپسیں سیدھے راستہ سے پائے استقلال و ثبات نے لغزش نہ کھائی۔ چونکہ کتاب روحانی ذوق و شوق اور جذبہ وحال کی حالت میں تصنیف کی گئی اور اس کی تصنیف سے کوئی دنیاوی شہرت بھی مقصود نہ تھی بلکہ محض اصلاح قلوب کہ جس سے تعلق مع اللہ قوی اور اخلاص و صدق اور محبت و رضا بر قضا کے اوصاف حمیدہ پیدا ہوں یہ کام محض لوجہ اللہ تھا۔ اور اس میں اسی خالق کون و مکان کی رضا و خوشنودی مقصود تھی اس وجہ سے یہ کتاب نہایت ہی مفید اور سودمند ثابت ہوئی۔ اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بارہا طبع ہوئی اور شائقین و محبین نے ہاتھوں ہاتھ خرید کر حرزِ جاں بنائی۔ راقم الحروف کا یقین ہے کہ اس کتاب کو انسان پڑھ کر اور اس پر عامل ہو کر ولی اللہ بن سکتا ہے۔

مکتوبات شریف کا اُردو ترجمہ

جناب حضرت غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت شغف تھا۔ چونکہ مکتوبات شریف نہایت دقیق فارسی زبان میں تھے جن کا سمجھنا تو درکنار۔ عوام الناس کے لئے صرف فارسی عبارت ہی پڑھنی صحیح طور پر محال تھی۔ خاص خاص علمائے ربانی کے سوا ایسی دقیق کتاب کا سمجھنا بہت مشکل تھا۔ چونکہ مکتوبات شریف میں اکثر مسائل شرعیہ کی تشریح و

Marfat.com
Marfat.com

توضیح اور نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمر ہمت باندھی اور ایک سرحدی مولوی صاحب صاحب سے ترجمہ کرایا۔ اور قاضی محمد حسن صاحب مرحوم ساکن موضع کالس ضلع جہلم سے جو کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے اور ایک عالم اجل ہونیکے علاوہ بڑے خوشنویس اور کاتب تھے۔ تینوں دفتر تین ضخیم جلدوں میں بمعہ اصل فارسی اور بین السطور اردو ترجمہ لکھوایا جو مدت مدید دربار عالیہ میں رہے۔ اور موجودہ مکتوبات شریف کے طبع ہونے کے بعد حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے ایک بزرگوار جو علاقہ یاغستان میں رہتے ہیں۔ ان کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدیۃً عنایت فرمادیئے۔ ان کی طباعت میں جو دیر تھی اور اس دیر میں جو حکمت مضمر تھی۔ آخر کار اس کے ظہور کا وقت آ گیا۔

چونکہ قدرت کاملہ یہ سعادت جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام درج کر چکی تھی۔ بھلا پھر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر کون مستحق ہو سکتا تھا۔ اس خدمت دینی پر فخر خاندان نقشبندیہ مجددیہ کا مبارک لقب پایا۔ مترجم اگرچہ راقم الحروف مسکین کو ٹھہرایا گیا۔ مگر من آنم کہ من دانم۔ یہ تمام جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر کا نتیجہ ہے بعض مقامات ایسے تھے کہ جن کا سمجھنا سوائے صاحب حال کے محال تھا۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر نگرانی اس مسکین سے یہ کام کرایا۔ اور جیسا چاہا لکھوایا۔ الامر فوق الادب کے مطابق جو ارشاد ہوا۔ بندہ مسکین بجا لایا۔ الغرض کہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عامۃ المسلمین پر اور بالخصوص حضرات صوفیائے کرام پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ کہ آپ نے بعد میں آنے والے طالبان خدا کی تشنگی کو مدنظر رکھ کر اور انکی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس محبوب سبحانی، غوث صمدانی، قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل و دماغ اور دہن فلاح معدن سے نکلے ہوئے حکمت و دانش اور سرچشمہ ولایت کے آب شیریں کے بادلوں کو آسان اردو پر ایسا منضبط فرمایا کہ تا قیامت طالبان حق اپنی استعداد کے موافق سیراب و فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

حضرت مولانا عین القضاۃ صاحب مرحوم و مغفور لکھنوی جو بہت بڑے علامہ اور خاندان

Marfat.com
Marfat.com

نقشبندیہ مجددیہ میں ایک کامل مرد اور ولی اللہ ہو گذرے ہیں۔ جب انہوں نے مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ مطالعہ فرمایا۔ تو غایت سُرور و خوشی میں صد آفرین و مرحبا پکار اٹھے۔ سائیں نور الحسن صاحب جو قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور لکھنؤ میں قیام رکھتے تھے۔ جب مولینا عین القضاۃ صاحب سے ملاقات کرنے جاتے تو وہ حضرت بڑی عزت وتکریم اور انتہائی تعظیم سے پیش آتے اور فرماتے کہ مجھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے حضرت سیدنا و مولینا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خوشبو آتی اور ان کے انوار نظر آتے ہیں۔ اور کہتے کہ میں جب مکتوبات شریف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ تو دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ جناب حضرت صاحب کی زیارت کروں جنہوں نے اس عظیم الشان کام کو اس حسن وخوبی سے سرانجام کیا اور ان کو سر سے لے کر پاؤں تک چومتا چلا جاؤں۔ مکتوبات شریف کا ترجمہ کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اس کے مسائل اور رموز ونکات کو سمجھنا اور پھر ان کو کما حقہ بیان کرنا سوائے صاحب حال کے بڑا محال تھا۔ الحمد للہ کہ یہ کام سیدنا وہادینا قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے بکمال سرانجام ہوا۔

دعائے حزب البحر!

کتاب کشف الظنون میں مسطور ہے۔ کہ حضرت سیدنا ابو الحسن الشاذلی قدس اللہ سرہ سمندر میں جہاز پر سوار ہو کر بارادہ حج بیت اللہ شریف لے جا رہے تھے اور باد مخالف ایسی چلی کہ لوگوں پر مایوسی کا عالم طاری ہو گیا۔ اس وقت بحالت مراقبہ شیخ ابو الحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو جناب سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ دعا سکھائی۔ شیخ صاحب موصوف نے خود پڑھی اور لوگوں کو سکھائی و پڑھائی۔ اس کی برکت سے ہوا موافق چلی اور تمام مسافر منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جہاز کا نصرانی کپتان اور دیگر غیر مذاہب کے لوگ یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے۔ اس حزب شریف کی تمام دعائیں باستثنائے تین دعاؤں کے قریب قریب ماثورہ ہیں جن کا ثبوت کتب احادیث سے ملتا ہے۔ شیخ ابو الحسن

Marfat.com
Marfat.com

شاذلی فرماتے تھے **واللہ لقد اخذتہ من فی رسول اللہ حرفا بحرف** یعنی یہ الفاظ میں نے خود نہیں تراشے ہیں۔ بلکہ ایک ایک حرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے لیا ہے۔ امتداد زمانہ کے باعث لوگوں نے اصلی دعائے حزب البحر میں بہت کچھ افراط و تفریط کر دی تھی۔ چونکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس مبارک اور مقدس دعا کو بڑی محبت و اشتیاق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت مولینا محمد عبداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سند اجازت حاصل تھی۔ اکثر بزرگ آپ کی خدمت میں اس مبارک دعا کی اجازت کے لئے حاضر ہوتے۔ جب آپ ان سے دعائے حزب البحر سماع فرماتے تو بہت کچھ اختلاف پاتے۔ صحیح طور پر ان کو بتایا جاتا تو وہ کہتے کہ جناب ہم نے تو کتاب دعائے حزب البحر لے کر حفظ کی ہے۔ جب یہ اختلاف اور اکثر مقامات میں کمی بیشی دیکھی گئی تو پھر آپ نے تہیہ کر لیا۔ کہ جیسے بھی ہو۔ صحیح نسخہ دعائے حزب البحر کہ جس میں کوئی شک نہ ہو مہیا کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بکمال ہمت دور دراز مقامات سے دعائے حزب البحر کے نسخہ جات منگائے اور ہندوستان میں سے بھی اکثر جگہوں سے دعائے مذکور منگوا کر بڑی جانفشانی سے اصلی اور صحیح نسخہ مہیا کر لیا۔ جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یہاں دعائے حزب البحر تذکرہ کرنے سے اصلی غرض یہ تھی کہ کسی کتاب کے مرتب کرنے میں اتنی دقت کا سامنا نہیں ہوتا۔ جتنا اس کتاب کی تصحیح میں کہ جس میں ہر ایک شخص نے اپنی مرضی کے مطابق کہیں تو کچھ بڑھا دیا اور کہیں سے چھوڑ دیا ہو۔ یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استقلال اور ہمت تھی۔ کہ مصر و بیروت اور علاوہ اس کے عرب و عجم سے نسخہ جات منگا کر اور اتنی طویل مدت کے بعد بعینہٖ حرف بحرف اصلی دعائے حزب البحر کو شائع فرمایا۔ الحمدللہ کہ یہ بے مثل اور بے نظیر دعا جو متقدمین و متاخرین اولیائے عظام کے متبرک اعمال کا گنجینہ اور اسرار ربانی و انوار سبحانی کا خزینہ ہے۔ اور تمام دینی و دنیاوی امور کے لئے تیر بہدف اور پر تاثیر و بمنزلۂ اکسیر وظیفہ ہے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدت مدید کی سعی بلیغ سے بلا شک و شبہ اصل و صحیح ہو گیا۔ **فالحمدللہ علیٰ ذلک۔**[1]

---

[1] حزب البحر کی طباعت حاجی محمد علی صاحب کی کوشش سے ہوئی۔ چنانچہ یہ نادر نسخہ اب بھی انہی سے مل سکتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

عیدگاہ

شہر راولپنڈی سے جو سڑک عیدگاہ کو جاتی ہے۔ پہلے کچی تھی۔ جا بجا گڑھے پڑے تھے۔ جناب کا معمول تھا کہ اکثر عشاء کی نماز عیدگاہ میں ادا فرما کر گھر تشریف لیجاتے آجکل بھی یہی معمول ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ رات اندھیری تھی۔ بارش کے دن تھے۔ مینہ بکثرت برس چکا تھا۔ کیچڑ بہت تھا۔ گڑھوں میں پانی بھرا ہوا تھا۔ عشاء کی نماز کے وقت آپ کو وضو کی حاجت ہوگئی۔ ان دنوں لئی ندی کے پانی کے سوا نہ اور کوئی وضو کرنے کی جگہ تھی۔ نہ کوئی کنواں تھا۔ جناب نے وضو کرنے کے لئے لئی کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور وضو کر کے نماز عشاء ادا فرمائی بعد فراغت گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ سڑک کچی اور جا بجا گڑھے اس پر مزید کیچڑ اندھیرے میں پاؤں پھسل گیا اور جناب گر پڑے کپڑے کیچڑ سے شرابور ہوگئے الغرض بمشکل گھر پہنچے۔ اور اس تکلیف کو محسوس کر کے جناب کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر کمیٹی والے اس سڑک کو پختہ بنا دیں۔ تو بہت ہی آرام ہو۔ اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں آپ نے سربسجود ہو کر دعا کی۔ دعا کے ساتھ ہی اجابت اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے۔ دوسرے دن صبح کے بعد قاضی گوہر علی صاحب مرحوم تحصیلدار (اللہ تعالیٰ ان کو بخشے) جو نہایت ہی نیک اور نیک لوگوں کے معتقد۔ خدایا اور متدین آدمی تھے۔ عیدگاہ حاضر ہوئے۔ جناب نے رات کا گذرا ہوا واقعہ بیان کیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ اگر کمیٹی والے اس سڑک کو پختہ بنا دیں تو اس قسم کی تکلیف رفع ہو جائے۔ قاضی صاحب نے عرض کیا۔ کہ ممبران کمیٹی ایسے کاموں میں بالکل کوشش نہیں کرتے۔ آپ یہ سنکر خاموش ہوگئے۔ دل نے کہا کہ انتظار کرنا چاہئے۔ کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے دن سیکرٹری میونسپل کمیٹی کا گذر اسی طرف ہوا۔ وہ سائیکل پر سوار تھا۔ گڑھوں کی وجہ سے سائیکل سے اس طرح گرا کہ اس کا تمام بدن اور کپڑے کیچڑ میں لتھڑ گئے۔ اور بہت سی چوٹیں بھی آئیں۔ دفتر جا کر کمیٹی میں معاملہ رکھا۔ کہ اس سڑک کو پختہ بنوانا چاہئے۔ کمیٹی نے منظوری دیدی۔ اور دو چار روز کے بعد پتھر ڈالنے شروع کر دیئے۔ نبی بخش سوداگر چرم نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ اور کمیٹی کا ممبر ہونے کے علاوہ

Marfat.com
Marfat.com

آنریری مجسٹریٹ بھی تھا۔ اس نے حکم دیدیا۔ کہ پتھر اٹھا کر اس سڑک پر ڈالو۔ جو اس کے گودام کی طرف جاتی تھی۔ جناب نے بھی یہ حال دیکھا۔ دوستوں کو جو اس طرز عمل سے ناخوش تھے۔ فرمایا۔ کہ تسلی رکھو۔ کہ ہماری سڑک ہی پختہ بنے گی۔ اس کے ایک دو روز بعد افسران کمیٹی موقعہ دیکھنے کے لئے آئے تب پتھروں کو مقررہ سڑک کے عوض دوسری سڑک پر پڑے دیکھا۔ تو ٹھیکیدار سے دریافت کیا۔ کہ ہم نے اس سڑک کی مرمت کے لئے حکم نہیں دیا تھا۔ ٹھیکیدار نے عرض کیا۔ کہ شیخ صاحب نے حکم دیا تھا۔ کہ پہلے انکی سڑک پختہ بنے گی۔ افسر اعلیٰ نے شیخ صاحب سے دریافت کیا۔ تو وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ پھروں کو وہاں سے پھر اٹھوا کر عیدگاہ والی سڑک پر ڈلوایا گیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ سڑک تیار ہوگئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے راہ کی تکلیف کو دور فرمایا۔ اب یہ سڑک خوب پختہ ہے۔ لوگوں کو بہت آرام ہے۔

عیدگاہ شہر راولپنڈی کے شمال میں ایک نہایت پُر فضا مقام میں واقع ہے۔ پہلے لوگوں کی آمد و رفت اس طرف کم تھی۔ اب مکانات کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ وہاں قدرت نے ایسے سامان بہم پہنچا دیئے ہیں۔ کہ ذاکر کے دل کو فریفتہ اور شیدا کر دیتے ہیں۔ تمام اطراف میں سبزہ زار۔ بڑے بڑے درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں۔ سرد ہوا۔ قریب ہی ندی لئی کا صاف و شفاف بہتا ہوا پانی۔ اس کے کناروں پر مختلف اقسام کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ۔ شمال کی جانب پہاڑوں کا قطار در قطار سلسلہ وار نظر آنا۔ عجائبات قدرت کا ایک ایسا نظارہ ہے۔ کہ ذاکر وہاں پہنچتے ہی بیخود اور محو ہو جاتا ہے کہ دل اٹھنے کو نہیں چاہتا۔ جناب حضرت صاحب کو یہ مقام بہت پسند آیا وہاں ایک زمین دوز پختہ اور چونہ گچ خلوت خانہ بنوایا۔ جس میں یاروں کی ارشاد اور تکمیل سے فرصت پا کر ذکر فکر میں مشغول رہتے۔ جناب کے وہاں قیام فرمانے سے عیدگاہ کی رونق زیادہ ہوگئی۔ اور اس کا گھاس و سبزہ اور درخت عام لوگوں کے مویشیوں اور کاٹ لے جانیوالوں سے محفوظ رہنے لگا۔ اور دور و نزدیک سے گروہا گروہ لوگ بیعت ہو کر کمالات اور مرادات حاصل کرنے لگے۔ اس موقع پر بعض جہلا اپنی کج فہمی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث مخالفت پر آمادہ

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ اور حسد کے مارے آگ بگولہ ہو گئے۔ مگر

چراغے راکہ ایزد بر فروزد — کسے گر تف زند ریشش بسوزد

انہوں نے اپنے سر کی کھائی۔ اور ہر صورت میں ندامت و خجالت اٹھائی۔ ایک شخص جس کا نام لینا مناسب نہیں۔ ایسا مخالف ہوا۔ کہ جہاں بیٹھتا اور جس کسی سے ملتا۔ جناب کے خلاف بیہودہ باتیں کرتا۔ اور ہر وقت جناب کو ایذا اور تکلیف دینے کے درپے رہتا۔ اور نئے مریدوں کو بھی جناب کے برخلاف اکساتا اور طریقت سے برگشتہ کرتا۔ مگر جناب حوصلہ اور صبر سے کام لیتے۔ جب اس کی عداوت حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ تو جناب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے بارے میں دعا کی۔ اسی رات خواب میں کسی بزرگ نے فرمایا۔ کہ حافظ صاحب اس کا خیال چھوڑ دو۔ جناب نے اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا تھوڑے دنوں کے بعد وہی شخص جناب کا نہایت ہی معتقد ہو گیا۔ اور اس سے چند ایک قوی کام مفید انام ظہور میں آئے۔ وفات سے صرف آٹھ دن قبل حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔ اور خدا سے جا ملا۔

عید گاہ میں پہلے کوئی کنواں نہ تھا۔ عرس شریف کے موقعہ پر دوستوں کو بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ عید گاہ کے اندر جہاں اب کنواں ہے۔ وہاں پہلے جناب نے ایک پتھر کی سل قبلہ رخ رکھی ہوئی تھی۔ جس پر جناب نماز ادا فرمایا کرتے۔ اور مراقبہ میں مشغول رہتے۔ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ بارش ہو چکی تھی۔ سب طرف کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ جناب حسب معمول اس سل پر عشاء کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ ابھی کچھ رکعتیں باقی تھیں۔ کہ وضو کی ضرورت پڑ گئی۔ جناب اٹھکر لئی ندی کی طرف تشریف لے گئے۔ کہ وضو کر کے باقی نماز پوری کریں۔ راستہ میں کیچڑ اور اس پر رات کا اندھیرا۔ بے اختیار پاؤں پھسلا۔ کپڑوں پر چھینٹیں پڑ گئیں۔ خیر اس رات جوں توں کر کے نماز ادا فرمائی۔ اسی سل پر بیٹھے بیٹھے دل میں خیال آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرما کر عید گاہ میں پانی دے دے گا۔ جناب نے دعا فرمائی۔ مگر قبولیت کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ دوبارہ دعا کی۔ پھر بھی ایسا ہی ہوا بے چین اور بیقرار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ اے نفس معلوم ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ابھی تیری کوئی قدر و منزلت نہیں۔ تیری شامت اعمال سے دعا قبول نہیں ہوئی۔ دل نے پھر کہا۔ کہ اب پھر دعا کرنی چاہیئے۔ پھر جناب اس سل پر بیٹھ گئے۔ اور دعا فرمائی۔ اب کی دفعہ اجابت اور قبولیت کے نشان دل میں ظاہر ہوئے کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ رات کو خواب میں ایسا دکھائی دیا کہ گویا جناب اپنے سکونتی مکان کے بالاخانہ پر چارپائی پر سوئے ہوئے ہیں۔ اور چارپائی کے نیچے سے ایک چشمہ صاف اور ستھرے پانی کا بہہ رہا ہے۔ اور لوگ اس سے پانی پی رہے ہیں۔ چھت کے اوپر سے پانی کا چشمہ بہتا ہوا دیکھ کر تعجب ہوا۔ مگر صبح اس کی تعبیر سے یہی معلوم ہوا۔ کہ یہ دعا کا اثر ہے۔ جناب نے کنوئیں کی جگہ پر نشان لگا دیا۔ اور یاروں کو فرمایا۔ کہ اس جگہ کنواں کھودیں۔ دوستوں نے عرض کیا۔ کہ جناب آپ کا فرمان بسر و چشم۔ مگر جناب کو معلوم ہے۔ کہ راولپنڈی کی زمین میں پانی بہت گہرائی میں ہے۔ اور وہ بھی بہت کم۔ جو گرمیوں کے موسم میں بالکل خشک ہو جاتا ہے۔ یہاں سوائے محنت اور تکلیف کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جناب نے فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور بہت جلدی پانی دیدیگا۔ یاروں نے کنواں کھودنا شروع کیا۔ ابھی تھوڑا ہی کھودا تھا کہ بہت کثرت سے پانی نکل آیا۔ یار بہت خوش ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ ورنہ اتنی (کم) گہرائی میں پانی کہاں۔ غرض چند دنوں میں کنواں تیار ہو گیا۔ اور اس کے پاس غسل و طہارت کے لئے جگہ تعمیر کرائی اور ایک چھوٹا سا تھڑا پنجگانہ نماز کے ادا کرنے کے لئے بنوایا۔ اور کسی خاص مصلحت کے باعث زمین دوز عبادت خانہ کے دروازہ پر اینٹیں لگا کر اس کو بند کر دیا۔ اور اس کے دروازہ والی طرف بھی ویسا ہی تھڑا تیار کروایا۔ اور اس کا نشان بالکل معدوم کر دیا۔ اب تو عید گاہ کی رونق اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اور عید کے دنوں میں جو نمازیوں کو وضو کی تکلیف ہوا کرتی تھی وہ دور ہو گئی۔

اس کنوئیں کا پانی نہایت ہی میٹھا ٹھنڈا اور ہاضم ہے گرمیوں میں شہر کے لوگ اکثر اس کنوئیں کا پانی پیتے ہیں۔ نیز اس کا پانی بعض بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اگرچہ جناب نے یہ کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور رفاہ عامہ کی خاطر کئے مگر حاسدوں کی آگ کا شعلہ اور بھی زیادہ بھڑک اٹھا۔ یہ انتظام اور سامان دیکھ کر جل گئے اور کہنے لگے کہ حافظ صاحب عید گاہ کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے ہیں۔ جناب نے بہتیرا کہا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے۔ خدا کے لئے کیا ہے۔ یہ جگہ سب مسلمانوں کے لئے وقف ہے البتہ میں اس کا خادم ہوں۔ مگر وہ کب مانتے تھے۔ بہتیری ناجائز تدبیریں عمل میں لائے۔ اور فتویٰ پر فتویٰ منگائے۔ اور ان پر کئی طرح کے حاشیے چڑھائے۔ مگر حق کے مقابلہ میں باطل کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں حاسدوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور ان کی تدابیر اور لطائف الحیل تار عنکبوت سے بھی زیادہ سست ہو گئیں۔ اور انہیں خسارت اور خجالت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے عید گاہ کے گردا گرد کی زمین جناب کے قبضہ میں دیدی جس میں عید گاہ کے دروازہ کے متصل باہر کی طرف کنواں لگوایا۔ اور کچھ زمین میں ایک باغیچہ اور ایک کوٹھی دوستوں کے آرام و قیام کے لئے بنوائی۔ باقی زمین میں سبزی ترکاری اور فصل کی کاشت ہوتی ہے۔ جس کا انتظام چند ایک مخلص دوستوں کے سپرد ہے جو اپنے دینی فرائض منصبی یعنی نماز و ذکر و مراقبہ کے بجا لانے کے علاوہ اس کام کو نہایت خوشی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہیں۔ یہ دوست سب نیک سیرت اور خوش اخلاق ہیں۔ باہر سے آنے جانیوالے دوستوں کی خدمت و تواضع نہات خلوص اور محبت سے کرتے ہیں۔ عام دوستوں کے لئے رہائش اور کھانے کا انتظام بھی انہی دوستوں کے سپرد ہے۔ جو نہایت شوق سے نباہتے ہیں۔

ایک دفعہ مولوی محمد عظیم صاحب مرحوم ساکن گکھڑ ضلع گوجرانوالہ جو قبلہ عالم حضرت سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم کے اجل و اکمل خلفا میں سے تھے۔ اور مولوی نظام دین صاحب لائل پوری دونوں صاحبان کو قبلہ عالم جناب حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک رات عید گاہ میں قیام و آرام کیا۔ وہاں سے رخصت ہو جانے کے چند دن بعد دونوں صاحبان سے جب کسی موقعہ پر خاکسار سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ قاضی صاحب مدت

Marfat.com
Marfat.com

سے ہمارا ارادہ راولپنڈی شریف حاضر ہونے کا تھا۔ تاکہ جناب حافظ جی صاحب کی زیارت سے مستفیض ہوں۔ سو الحمد للہ کہ ہماری مراد پوری ہوگئی۔ خاکسار نے شوق و اشتیاق کے باعث کچھ مزید حالات دریافت کئے۔ فرمانے لگے۔ کہ ہم نے بہت سے پیر خانے دیکھے ہیں۔ مگر جو کچھ ہم نے راولپنڈی شریف میں جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں کا اخلاص۔ محبت' تہجد خوانی' عبادت۔ اتحاد۔ یک جہتی۔ خدمت و تواضع اور حسن سلوک دیکھا ہے۔ وہ کہیں نہیں دیکھا۔ یہ سب کچھ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ کمالات کی برکت کا باعث ہے۔ کیونکہ پیر کے کمالات کے لئے مریدوں کا وجود آئینہ کی طرح ہوتا ہے۔ جس سے وہ کمالات ظہور میں آتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا اچھا فرمایا ہے۔ شعر

عن المرء لا تسئل وسل عن قرینه　　لان القرین بالمقارن یقتدی

یعنی اگر تو کسی کا حال دریافت کرنا چاہتا ہے۔ کہ وہ کیسا ہے۔ تو اس کی نسبت مت پوچھ کہ وہ کیسا ہے۔ برا ہے۔ یا بھلا۔ بلکہ اس کے دوستوں اور ساتھیوں کو دیکھ۔ کہ وہ کیسے ہیں۔ نیک ہیں یا بد۔ کیونکہ ساتھی اپنے ساتھی کی پیروی کرتا ہے۔ اور اسی کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب قدس سرہ کے فرزندانِ باکمال کا مختصر حال

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب قدس سرہ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ جن کے نام گرامی یہ ہیں۔ اول جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم۔ دوسرے مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم۔ تیسرے مولوی محمد شریف صاحب مرحوم۔ چہارم مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ پانچویں مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم۔ ان میں سے جناب مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی چاروں صاحبزادے جناب قبلہ حضرت صاحب کی زندگی میں اپنے اپنے وقت مقررہ پر داغ جدائی دے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے۔ صاحبزادہ مولوی محمد شریف تو چار سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اور مولوی عبدالحئی صاحب دس سال کی عمر میں راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ ان کی نسبت منقول ہے کہ یہ نہایت ہی ہونہار تھے اور رشد و ہدایت کے آثار ان کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ جب کبھی دوست ان کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضرت جی ہمارے لئے دعا فرماؤ تو کہتے کہ جس روز بارش ہوگی اس دن تمہارے لئے دعا کروں گا۔ جب بیمار ہوئے تو جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سربسجود اُن کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تو اسی وقت الہام ہوا۔ کہ آپ ہمارے کام میں دخل نہ دیں۔ اتنے میں اندر سے آواز آئی کہ لڑکا فوت ہو چکا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے۔ نہایت خوش خلق، خوبرو، نورانی چہرہ، بارعب وجلال، دل دماغ خدا کے نور سے منور۔ دوستوں کے خیر خواہ۔ خلق خدا پر مہربان۔ غریبوں اور مسکینوں کے شفیق۔ غمزدوں کے مونس تھے۔ ان کے حسنِ خلق نے اپنوں اور بیگانوں کے دلوں میں گھر کرلیا ہوا تھا۔ ہر شخص یہی سمجھتا تھا۔ کہ ان کی محبت میرے ساتھ ہی زیادہ ہے۔ آپ نے قرآن مجید اور ابتدائی دینی کتابیں اپنے والد ماجد قدس سرہ سے پڑھیں۔ بعد ازاں مدرسہ میں داخل ہوکر انٹرنس تک تعلیم مرججہ حاصل کی۔ باوجود اس کے کہ ملازمت کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ بعض دوستوں اور محبوں کے اصرار سے راولپنڈی کے محکمہ چونگی کے ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر ملازم ہو گئے۔ جس کو انہوں نے نہایت خوش اسلوبی اور دیانت داری سے سرانجام دیا۔ محکمہ کے اعلیٰ افسر آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ اہل شہر جن کو وقتاً فوقتاً ان سے کام پڑتا تھا۔ ان کے حسن سلوک سے ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ ان کا مدح خواں تھا۔ ملازمت کے کاروبار میں مصروفیت کے باوجود فرائض شریعت وطریقت یعنی نماز پنجگانہ۔ تہجد و اشراق کے نوافل۔ تلاوت قرآن مجید، ذکر و مراقبہ وغیرہ میں نہایت منہمک اور مستغرق رہا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ۔ کہ تہجد سے اشراق تک تنہا ہو کر مراقبہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد قدس سرہ سے اجازت وخلافت سے بھی سرفراز اور ممتاز تھے۔ ایام طفولیت میں جناب قبلہ عالم و عالمیاں خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ کے نظر کیمیا اثر اور ان کی دعا و توجہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی توجہ میں برقی تاثیر تھی۔ پہلی ہی توجہ میں دوستوں کا حال متغیر ہو جاتا تھا۔ آپ تخلقوا باخلاق اللہ کا صحیح نمونہ تھے۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے۔ کیا امیر کیا غریب سب کی نظروں میں معزز اور محبوب تھے۔ عرس شریف کے موقعہ پر بڑے حوصلہ اور بردباری سے کام لیتے تھے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ و خاص و عام دوستوں کی نہایت حسن

Marfat.com
Marfat.com

سلوک سے خدمت و تواضع کرتے تھے۔ چہرہ مبارک ہر وقت ہشاش بشاش رہتا تھا۔ خفگی کے آثار پیشانی سے کبھی ظاہر نہ ہوتے تھے۔ غریب محتاج اور تنگدست دوستوں کی خدمت مال اور کپڑوں سے پوشیدہ طور پر کیا کرتے تھے۔ اصلاح بین الناس میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ عام لوگ اپنے لڑائی جھگڑوں میں آپ کے فیصلہ کو بدل و جان تسلیم کرتے تھے۔ دینی و دنیوی امور میں نہایت ہی امین و متدین' پاکباز' متقی' راست گو' عادل' غرض کہ تمام ظاہری باطنی اخلاق حسنہ اور تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور آراستہ و پیراستہ تھے۔

آپ نے اپنی مرض موت میں وصال سے چند دن پہلے ہی اپنی اہلیہ محترمہ کو پوشیدہ طور پر کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے اسی مرض میں دار فانی سے عالم بقا کو اٹھالیں گے۔ کیونکہ عالم بالا سے میرے کانوں میں آواز آرہی ہے کہ مرحبا' خوش آمدی۔ جلدی آؤ' اور یہ بھی فرمایا۔ کہ گھر میں کسی کو اس امر کی اطلاع نہ دینا اور یہ بھی فرمایا کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو میرا مالی حصہ ہے۔ اس سے مسجد بنائی جائے۔ تاکہ مجھے ثواب پہنچتا رہے۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عید گاہ کے متصل ہی برلب سڑک ایک عالی شان مسجد تعمیر کرا دی ہے۔ جو اپنے وصیت کرنے والے کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔ جس میں عید گاہ کے دوست اور اطراف سے آنے والے احباب نماز پڑھتے ہیں۔ ہر روز شام کے بعد ختم خواجگان قدس سرہم بھی پڑھا جاتا ہے۔ جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی ہے۔ جو حضرت صاحب قدس سرہ نے اپنی حیات ہی میں مقرر کر دیا تھا۔ جمعہ میں دوستوں اور عام خاص لوگوں کا اچھا ہجوم ہو جاتا ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد دوستوں کا حلقہ ذکر بھی ہوتا ہے۔ ان سب امور کو جناب حاجی حرمین الشریفین حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حقیقی جانشین جناب قبلہ عالم حضرت صاحب سرانجام دیتے ہیں۔

وفات

جب آپ کے وصال کا وقت نزدیک آیا۔ اور سکرات موت اور نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ کہ راستہ چھوڑ دو۔ اور جگہ خالی کر دو۔ کہ جناب سرور کائنات صلی

Marfat.com
Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور بھی بہت سے عربی لوگ ہیں۔ اسی اثنا میں وہ جگہ خوشبو سے معطر ہوگئی۔ اور عین عالم شباب میں جبکہ آپ کی عمر پینتالیس ۴۵ سال کی تھی۔ کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے۔ بروز چارشنبہ ۳۰ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق ۴ جون ۱۹۲۴ء موافق ۲۳ جیٹھ ۱۹۸۱ بوقت عصر چھ بجکر پندرہ منٹ پر راہی ملک بقا ہو گئے۔ اور اپنے والدین اور خویش و اقارب اور دوستوں کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وصال سے دوسرے دن آپ کا جنازہ دس بجے صبح عیدگاہ لایا گیا۔ جنازہ کی نماز کے وقت اہل شہر اور دیہات سے آئے ہوئے دوستوں کا بیشمار ہجوم ہو گیا تمام عیدگاہ بھر گئی۔ تو صفوں میں بمشکل آدمی آسکے۔ گیارہ بجے کے قریب جناب حضرت صاحب قدس سرہ نے خود امام ہو کر اپنے لخت جگر نور بصر' فرزند ارجمند کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور دوپہر کے بعد بہزار حسرت وغم آپ کا جسم اطہر مرقد مبارک میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا مزار مبارک کوٹھی کے پاس جو آپ نے اپنی زندگی میں دوستوں کے آرام کے لئے بنوائی تھی۔ اس کے مغرب میں اور عیدگاہ کے متصل جانب شمال اس چبوترے پر واقع ہے۔ جس کا نشاں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حضرت صاحب قدس سرہ کو بتایا تھا۔ جبکہ حج کے موقعہ پر حضرت صاحب قدس سرہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر زیارت سے سرفراز ہوئے تھے۔ اس پر جناب حضرت صاحب قدس سرہ نے اپنی حیات ہی میں عالیشان گنبد اور برآمدہ بنوادیا تھا۔ تاکہ زائرین اور فاتحہ خوان دوستوں کو گرمی سردی کی تکلیف نہ ہو

افسوس کہ آپ کی کوئی اولاد یادگار نہیں۔ صرف ایک کنواں۔ کوٹھی (مہمانسرائے) اور مسجد آپ کی یادگار ہیں۔ جب تک قائم ہیں۔ حسرت اور افسوس کے ساتھ دیکھنے اور رہنے والوں میں اپنے بنانے والے کی یاد تازہ کرتی رہینگی۔

نمرد آنکہ ماند پس ازوے بجا
پل و مسجد و چاہ و مہماں سرا

Marfat.com
Marfat.com

مولوی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولوی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت صاحب قدس سرہ کے فرزند اصغر تھے۔ خوش رو' نیک خو' خدایاد' جفاکش' متواضع' بردبار تھے' دوستوں کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے اور بہت ہی مودب رہا کرتے تھے۔ سادہ طبیعت اور خاموشی پسند تھے۔ معمولی اُردو' فارسی نوشت خواند کے علاوہ ضروریات دین سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے' نماز' قرآن کی تلاوت' ذکر ومراقبہ میں بہت مشغول رہا کرتے تھے۔

آپ نے عین عالم شباب میں بائیس سال کی عمر میں ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ کو اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال فرمایا۔ آپ کا انتقال جناب مولانا مولوی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے پہلے ہوا۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نوجوان فرزندوں کے بے موقعہ انتقال پُرملال سے نہایت رنج ہوا مگر حضور نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صبر جمیل سے کام لیا۔ اور بتلا دیا کہ اللہ والے لوگ ایسے نازک موقعوں پر اس طرح صبر کیا کرتے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک گنبد کے باہر جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بخشے اور جنت میں جگہ دے۔ ان کا ایک صاحبزادہ مولوی منظور الٰہی صاحب یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ اور موروثی علم وفضل سے بہرہ ور فرمائے۔

قطعہ تاریخ وفات

آہ عبدالرحیم فرد زماں — رفت از ما و زیر خاک بخفت
سال تاریخ اوچو جست شریف — زاہد غمگسار ہاتف گفت

۱۳۳۸ھ

دیگر

چوں بجنت رفت آں عبدالرحیم — در معنیٰ گوہر علم و یقیں!
خامہ من سال تاریخش نوشت — زیب عرفاں شد بفردوس بریں

۱۳۳۸ھ

Marfat.com
Marfat.com

حاجی حرمین الشریفین جناب مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

جناب مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ بروز دوشنبہ ۸ جون ۱۸۹۶ء مطابق ۲۵ ذوالحج ۱۳۱۳ھ موافق ۲۸ جیٹھ ۱۹۵۳ بکرمی بوقت صبح صادق پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے رشد و ہدایت کے آثار آپ کی پیشانی سے ظاہر و روشن تھے۔ آپ عالم باعمل، متقی، زاہد، مکارم اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ آپ پہلے اسلامیہ سکول راولپنڈی میں تعلیم پاتے رہے۔ اس کے بعد صرف و نحو اور دینیات کی کتابیں راولپنڈی ہی میں بعض استادوں سے پڑھیں۔ پھر لاہور مدرسہ نعمانیہ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد مدرسہ دیوبند میں مولانا مولوی محمود الحسن صاحب اور سید انور شاہ صاحب کی خدمت میں رہ کر فقہ و حدیث کی سند سے ممتاز اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اور بعض دوسرے استادوں سے بھی دوسرے علوم اور ادبیات کا استفادہ فرمایا۔

آپ جناب حضرت صاحب قدس سرہ کی طرف سے اجازت اور خلافت سے بھی ممتاز اور سرفراز ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب آپ در دولت پر تشریف لائے تو حضرت صاحب قدس سرہ نے قرآن مجید کا درس دینے کے لئے مامور فرمایا تا کہ دوستوں کو قرآن مجید کے معانی۔ تفسیر اور فیوض و برکات سے واقفیت ہو جائے۔ اور ان کے دل قرآن مجید کے انوار سے منور اور روشن ہو جائیں۔

آپ نے قرآن مجید جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی سے پڑھا اور قرأت بھی انہی سے سیکھی۔ آپ قرآن مجید نہایت خوش آواز سے پڑھتے ہیں۔ یہی دل چاہتا ہے۔ کہ سنتے رہیں۔ جوں جوں سننے والے سنتے ہیں۔ ان کا شوق و ذوق بڑھتا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی تفسیر میں احکام شریعت و طریقت و حقیقت اور علوم و معارف اس خوبی سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ سننے والے نہایت ہی محظوظ اور خوش ہوتے ہیں۔ معترضین کے اعتراض و اشکال کو صاف اور سادہ الفاظ میں اسطرح ذہن نشین کرا دیتے ہیں۔ کہ چون و چرا کی گنجائش نہیں رہتی۔ فن مناظرہ میں خاص خداداد ملکہ رکھتے ہیں۔ اکثر مقامات میں جب کبھی گفتگو اور مناظرہ کا موقعہ آیا۔ تو آپ کا پلہ غالب رہا۔ کہ حق ہمیشہ غالب رہا

Marfat.com
Marfat.com

کرتا ہے۔

آپ کی عادت مبارک قدرتی طور پر پہلے ہی سے تنہائی پسند اور نہایت نازک واقع ہوئی ہے۔ دونوں جوان بھائیوں کے بے موقعہ انتقال پُر ملال کے حادثہ جاں کاہ اور ناقابل برداشت صدمہ کے باعث گھر اور باہر کے ضروری امور کے انتظام کا بارگراں آپ کی واحد جان پر آپڑا۔ اور مگر الحمدللہ کہ باوجود کثرت ہموم اور ہجوم غموم کے فرائض منصبی کو بڑی خوش اسلوبی اور تندہی سے ادا فرماتے رہے ہیں۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب قدس سرہ کا سایہ مبارک آپ کے سر پر تھا۔ ہر طرح کی بے فکری تھی۔ اب حضرت صاحب قدس سرہ کا سایہ مبارک سر سے اٹھ جانے کے بعد تمام جزوی اور کلی کاروبار کا بوجھ سر پر آ پڑا۔ جو نہایت حوصلہ اور بردباری اور استقلال کے ساتھ نباہ رہے ہیں۔ بدستور سابق دوستوں کی خاطر و مدارات اور ان کی دلجوئی میں بہت کوشش سے کام لیتے ہیں۔ باوجود کثرت مشاغل کے اوقات شبا روزی میں سے اکثر حصہ ذکر و مراقبہ میں بسر کرتے ہیں۔ حلقہ ذکر میں دوستوں کو بڑی ہمت سے توجہ دیتے ہیں۔ آپ کی توجہ میں ایک خاص اثر ہے۔ آپ کا وعظ نہایت پُر تاثیر ہوتا ہے۔ سننے والوں کے دلوں پر رقت اور جذبہ کے آثار طاری ہو جاتے ہیں۔ آپ نہایت متبع شریعت ہیں۔ بدعات سے سخت نفرت ہے۔ ولایت کے آثار آپ کے ظاہر و باطن سے نمایاں ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی آپ پر خاص نظر عنایت ہے۔

آپ باشارۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج اکبر اور زیارت حرمین شریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و کرامۃً سے بھی مشرف ہو آئے ہیں۔ نیز اس سفر حج کے دوران میں اکثر انبیائے عظام اور اصحاب کرام اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ کی زیارت اور ان کی باطنی اور روحانی فیوض و برکات سے فائز المرام اور مالا مال ہوئے ہیں۔ جو ملک مصر، شام، عراق، عرب، بغداد، بصرہ، دمشق، بیت المقدس میں واقع ہیں۔ آپ کا یہ سفر ایک نمایاں حقیقت رکھتا ہے۔ جس شہر میں نزول فرماتے وہاں کے علماء و مصلا مورو ملخ کی طرح آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہونے کے لئے جمع ہو

Marfat.com
Marfat.com

جاتے۔ آپ بزبان عربی ایسی فصاحت و بلاغت سے تقریر فرماتے۔ کہ تمام دنگ رہ جاتے۔ اور بیساختہ ان کی زبان سے نکل جاتا۔ ہٰذا فاضل ہندی۔ حاجی محمد علی صاحب نے جو اس سفر مبارک میں آپ کے ہمراہ تھے۔ اس سفر کا حال مفصل طور پر کتابی صورت میں شائع کر دیا ہوا ہے۔ جس کا نام ''گلدستہ ریاض الاسلام اعنی سیر العراق والشام" رکھا ہے۔ جس کے مطالعہ سے بیشمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ایسے سفر کرنے والوں کو رہنما کا کام دیتی ہے۔

سفر حج سے پہلے اکثر اوقات حج کا ارادہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شوق دل میں جوش مارتا۔ مگر ادب اجازت نہ دیتا تھا۔ کہ اس ارادہ کو جناب حضرت صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ظاہر کریں۔ نیز والدین کی زیارت اور ان کی خدمت آپ کے واسطے حج سے کم نہ تھی۔ اور اگر اس امر کا اظہار بھی کرتے تو ممکن ہے کہ حضرت صاحب قدس سرہ اجازت نہ فرماتے۔ کیونکہ گھر میں والدین کے نور بصر اور سرور سینہ یہی ایک وجود تھا۔ ان کی جدائی کا صدمہ نا قابل برداشت تھا۔ مگر عنایت ربانی اور فضل رحمانی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ حج پر تشریف لے جانے سے اول ایک رات جناب حضرت صاحب قدس سرہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونق افروز ہیں۔ اور اسی مجلس میں جناب حضرت صاحب قدس سرہ کے ہمراہ مولوی صاحب موصوف بھی حاضر ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت اور مہربانی فرما کر مولانا صاحب کو فرمایا۔ کہ خوش آمدید۔ جلدی آؤ۔ اور حضرت صاحب قدس سرہ کو فرمایا۔ کہ ان کو ضرور بھیج دو۔ اس واقعہ کے بعد جناب حضرت صاحب قدس سرہ نے نہایت خوشی سے روانہ فرمایا۔ جو مولوی صاحب کے لئے نہایت ترقیات ظاہری باطنی اور بیشمار کمالات کے حصول کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ زیادہ کمالات عطا فرما دے۔

الحمدللہ کہ جس طرح قبلہ وکعبہ حضرت صاحب قدس سرہ کے وقت میں بیعت دانا بت اور حلقہ ذکر اور حلقہ جمعہ و جماعت۔ دوستوں کی خاطر و مدارات اور فیوض و برکات کا سلسلہ جاری تھا۔ اب بھی بدستور سابق جاری وساری ہے۔ اور جملہ امور شریعت وطریقت

Marfat.com
Marfat.com

اسی طرح رونق پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو جمیع آفات ارضی و سماوی اور امراض جسمانی و روحانی سے محفوظ رکھے۔ اور صراط مستقیم پر استقامت فرما کرتا دیر قائم رکھے۔ اوران کے فیوض و برکات سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو مالا مال فرمائے۔ آمین۔ آپ کے دو صاحبزادے خرد سال ہیں۔ ایک محبوب الرحمٰن صاحب دوسرے حبیب الرحمٰن صاحب اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز عطا فرماوے۔ اورعلم وفضل کے ہنر سے آراستہ و پیراستہ کرے۔ آمین۔

دعا

سزا وارِ ستائش آں کریم است — کہ رحمان وعزیز است ورحیم است
جناب پاک محبوب الٰہی — حبیب خاص و منظور خدائی
بروہم آل و اصحاب محمد — بود صلوات و تسلیمات بیحد
سپس ایں کمترینِ جملہ خدام — سیہ کارو سیاہ رو و بد انجام
دعائے میکند بعد از سلامے — خدادار و شمارا شاد کامے
ز عمر خویش برخوردار باشید — بکار و بار خود ہشیار باشید
ز نور علم بس پُر نور باشید — زِ اسرار عمل مسرور باشید
طریقت را رواجے بیشتر باد — گلستان حقیقت باد آباد
پیاپے چشمۂ عرفان بجوشد — ازو ہر کہتر و مہتر بنوشد
مئے توحید روبجو باران — بود بر در ہجومِ بادہ خواران
ز آفات زمان محفوظ باشید — بَاَلطافِ خدا محفوظ باشید

ازیں مسکین ہیچمدان خدایا
بفضلِ خویش بپذیر ایں دعارا

Marfat.com
Marfat.com

باب ششم

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

خلفائے عظام

جناب الحاج حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

جناب صوفی صاحب کا اصلی مولد قصبہ لوہاری ضلع مظفر نگر ہے جو تھانہ بھون ریلوے سٹیشن سے تین کوس مشرق کیجانب واقع ہے۔ کچھ عرصہ سے محض فی اللہ دوستوں کی سہولت کے لئے سہارن پور میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ اوائل عمر میں بتلاش معاش راولپنڈی شریف پہنچے اور ریلوے ورکشات میں ملازم ہو گئے۔ قسمت نے یاوری کی اور کسی دوست کی زبانی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف وکمالات سنے اور دل میں شوق پیدا ہوا۔ ایک دن حاضر خدمت ہو کر آپ کے حلقہ غلامی میں داخل ہو گئے۔ بارہ سال تک راولپنڈی شریف میں قیام رہا۔ ہر روز کام سے فارغ ہو کر پہلے حضور عالی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو بہتری منظوری ہوتی ہے تو وہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے۔ اگرچہ ابتدا میں بوجہ بشریت انسان اس سبب کو اچھا اور بہتر نہ جانے۔ چونکہ خالق کو منظور تھا۔ کہ جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مخلوقات عامہ مستفیض و مستفید ہو۔ سبب یہ بنایا کہ راولپنڈی شریف ریلوے ورکشاپ سے حضرت صوفی صاحب کا ذریعہ معاش منقطع ہو گیا یعنی ملازمت چھوٹ گئی جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ صوفی صاحب ملک برما کی طرف چلے جاؤ حضور کی جدائی کہاں منظور تھی اور یہ صدمہ ہجر و فراق کب گوارا ہو سکتا تھا۔ عرض کرنے لگے کہ جناب جیسے بھی گذرے گی۔ یہ چند روزہ زندگی یہیں آپ کے قدموں میں گزاروں گا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں حضور کا دروازہ چھوڑ

Marfat.com
Marfat.com

کر دور چلا جاؤں۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس میں جو فلاح و بہبودی مضمر ہے۔ اور جو اسرار نہاں ہیں ان کے شیریں ثمرہ کا آپ کو بعد میں پتہ لگے گا۔ فقیر کا دل چاہتا ہے کہ آپ ضرور برما کی طرف جائیں۔ حضور عالی کے متعدد بار فرمانے سے جناب صوفی صاحب مذکور کو بمصداق "الامر فوق الادب" حکم ماننا پڑا۔ اور جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک مجلس چھوڑنی پڑی۔ جس وقت جناب حضرت صاحب نے صوفی عبدالرحمٰن صاحب کو روانہ فرمایا۔ اس وقت عجیب کیفیت تھی۔ ادھر صوفی صاحب موصوف زار زار روتے تھے کہ شائد زندگی میں پھر زیارت نصیب ہو یا نہ ہو۔ ادھر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل مجلس بھی اس جدائی سے بہت متاثر تھے۔ اسی حالت میں آپ نے صوفی صاحب کو روانہ فرمایا۔ اور چند دوست چک لالہ سٹیشن تک صوفی صاحب کو وداع کرنے کے لئے گئے جب صوفی صاحب ملک برما میں پہنچے۔ تو رنگون سے نو میل کے فاصلہ پر بمقام انسن ریلوے ورکشاپ میں ملازمت کے لئے کوشش کی۔ اس کارخانہ میں افسروں کا دستور تھا کہ جس مستری کو کام پر لگاتے پہلے تو اس کا امتحان لیتے اور پھر ڈیڑھ دو سو روپیہ تک رشوت بھی لیتے تب ملازمت پر لگاتے۔ مگر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و توجہ کا اثر تھا۔ کہ صوفی صاحب کا نہ تو کسی نے امتحان لیا اور نہ ہی رشوت طلب کی۔ کارخانہ میں حاضر ہوتے ہی افسر انچارج نے نوکری دیدی۔ پورا ایک سال نوکری کرنے کے بعد جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوشی سے خلعت خلافت اور بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور بذریعہ مکتوب جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کے وہاں برما جانے میں یہی حکمت و مصلحت مضمر تھی۔ جس کے ظہور کا اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس طرف کے لوگ بھی تمہارے فیض ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوں۔ چنانچہ حضور عالی کی دعا و توجہ کی برکت سے اوّل اوّل جو دوست بیعت اور داخل طریقہ ہوئے حاجی رحمت اللہ صاحب ہیں۔ اس کے بعد بفضل ایزد منان سلسلہ دن بدن بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جس غرض کے لئے حضور نے بذات خود تین چار مرتبہ برما کا سیر فرمایا۔ اور مخلوق خدا کو اپنے قدوم میمنت لزوم

Marfat.com
Marfat.com

اور فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا۔ ایک دفعہ اثناء سفر میں بمقام انسن بوقت تہجد جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ کے یہاں برما میں آنے سے کس قدر مخلوق خدا کو فیض ہوا۔ حالانکہ جب آپ روالپنڈی سے بھیجے گئے تھے۔ تو آپ کو وہاں سے جدا ہونا کس قدر ناگوار و دشوار گذرا تھا۔ صوفی صاحب نے عرض کیا کہ یہ سب کچھ حضور ہی کی دعا و توجہ کا اثر ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

صوفی صاحب کے وجود با جود سے ریاستہائے شان اور برما و سیام ہی کے لوگ نہیں بلکہ بے شمار مخلوقات ہندوستان میں بھی مستفیض ہوئی اور ہو رہی ہے۔ حق تعالیٰ ایسے با برکت وجود کو تا دیر سلامت رکھے۔ رابطہ اتحادی یہاں تک حاصل ہے۔ کہ بمصداق

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

آپ کی شبیہ مبارک بھی جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی چہرہ مبارک کے مشابہ ہوگئی ہے۔ بلکہ جس شخص نے ایک آدھ مرتبہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہو۔ اگر وہ صوفی صاحب کو دیکھے تو یہی سمجھتا ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہی ہیں۔ اب ضعیف العمر ہیں اور سہارن پور میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے وجود سے مخلوق کو فیض عمیم بخشے۔ آمین۔

حضرت مولٰینا الحاج صوفیؔ صافی مولوی ثناء اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کامل ہیں۔ بزرگ عالی نسبت علم و فضل اور تقویٰ و حضور و صفا میں موجودہ زمانہ کے مشاہیر اولیاء میں سے اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ کا مولد و مسکن مقام کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ ہے۔ صاحب جذبات و کرامات ہیں۔ باوجود اس کمال کے ہمیشہ اپنے آپ کو پوشیدہ اور مستور رکھتے ہیں۔ ہمیشہ سیر و سیاحت اور سفر میں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم رکاب رہتے طبیعت میں انکسار اس قدر ہے کہ اس دربار عالیہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کو بھی مخدوم جانتے اور اپنے آپ کو خادم گردانتے ہیں۔ جناب قبلہ عالم سیدی و مولائی حضرت صاحبزادہ

Marfat.com
Marfat.com

صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ اور زیارت فیض بشارت روضہ اطہر جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ حضرت حاجی صوفی محمد نیازالدین صاحب اور صوفی محمد حسین صاحب ہر دو کو اگرچہ خلافت و اجازت بیعت جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عطا ہوئی۔ مگر یہ دونوں حضرات جناب حاجی صوفی مولوی ثناء اللہ صاحب مذکور ہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور انہی سے نسبت ارادت و انابت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اور بہت سے لوگ مولوی صاحب موصوف کی ذات سے مستفیض ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ خاص کر دربار عالیہ راولپنڈی شریف کے جملہ خدام کے حال پر خاص طور سے توجہات و الطاف مبذول فرماتے رہتے ہیں امید ہے کہ آئندہ بھی اسی طرح یہاں کے خدام کو اپنی توجہات عالیہ سے مشرف اور یادوشاد فرماتے رہینگے۔ اللہ کریم آپ کو اپنے برگزیدہ بندوں کے زمرہ میں بلند مراتب عطا فرمادے اور آپ کی اولاد کو بھی انہی کی پیروی کرنے والے بناوے۔ آمین۔

الحاج صوفی محمد نیازالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی حاجی محمد نیازالدین صاحب کا مولد و مسکن بھی مقام کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ ہے۔ عرصہ سے بسلسلہ معاش بمقام ہوڑہ متصل کلکتہ مقیم ہیں۔ توبہ و انابت تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہاتھ پر کی مگر مشرف باجازت وخلافت قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔ بڑے پرہیزگار و متقی ہیں مرتبہ تکمیل و ارشاد کے بعد حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ حرمین الشریفین سے بھی شرف اندوزی کا فخر حاصل ہے۔ کلکتہ اور اس کے مضافات بلکہ تمام بنگال اور دارجلنگ وغیرہ کی طرف آپ کا نہایت ارشاد اور فیض جاری ہے۔ اس ملک کے صغیر وکبیر بڑے اخلاص وعقیدت سے آپ کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ہوڑہ میں ایک قدیم زمانہ کی مسجد جو مسمار و شہید ہو چکی ہوئی تھی۔ ازسرنو وسیع پیمانہ پر نہایت عالیشان تعمیر کروائی ہے۔ اور نام مسجد صوفیہ کریمیہ رکھا ہے بکمال ہمت و استقامت شریعت وطریقت تسلیک طالبان حق جل وعلا فرمارہے ہیں۔ اللھم زد فزد کی دعا ہے۔

حضرت مولٰینا و بالفضل اولٰینا راس المفسرین، استاذ المحدثین، فقیہِ اعظم الحاج

Marfat.com
Marfat.com

ابو یوسف مولوی محمد شریف صاحب سلمہٗ ربہٗ

صاحب مذکور جناب قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ اور زمانہ حاضرہ کے علماء میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی عنایت ازلی نے تحصیل علوم ظاہری کے بعد مولوی صاحب مذکور کو اپنی طلب کا درد عطا فرمایا اور خدائے تعالیٰ کی طلب ان کے رفیق حال ہوگئی۔ آپ نے راہ خدا کے لئے رہنما اور واقف راہ کی تلاش میں کمر ہمت باندھی۔ اور اکثر بلادِ ہند میں اولیائے عظام اور فقرائے عالی مقام کی صحبت و خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کا مقصود و مطلوب کسی جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ آخر کار جذب الٰہی کی زبردست طاقت وقوت اور کشش نے جناب علامہ دہر' فہامہ عصر' طالب صادق کو آستانہ عالیہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچایا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر قلبی کی تعلیم سے ان کو مشرف فرمایا۔ اور ایسی تربیت فرمائی کہ جیسے یہ حضرت علوم ظاہری میں کمال رکھتے ہیں ویسے ہی باطنی تکمیل میں سبقت لے گئے آپ کمال ذوق وشوق سے اور بڑی انکساری و عاجزی اور اطاعت گزاری کے ساتھ اکثر دربار عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور ازروئے سعادت جو آپ کی جبلت وخصلت میں داخل ہے عوام الناس کے علاوہ خواص کے گروہ کو بھی مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔ آپ بہت بڑے پایہ کے محدث ومفسر اور فقیہ اعظم ہیں۔ علم مناظرہ میں خاص دسترس رکھتے ہیں۔ فرقہ ہائے باطلہ وہابیہ نجدیہ شیعہ شنیعہ اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کی تردید میں بہت سے عمدہ رسائل تصنیف فرمائے ہیں علاوہ ازیں اکثر مسائل ضروریہ اور دینی امور میں متعدد کتب آپ کی تصانیف ہیں۔ قصہ کوتاہ کہ موجودہ زمانہ میں احناف کے لئے مولوی صاحب مذکور کا وجود باجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جیسے صاحب قال ہیں۔ اس سے بڑھ کر صاحب حال ہیں۔ خفتہ دلوں کو بیدار کرنے والے بہت سے قصائد عربی فارسی اور اردو میں لکھے ہیں جن سے اکثر گلزار نقشبندیہ میں درج ہیں۔ بالخصوص عربی قصیدہ نہایت بلیغ قابل داد اور بہت بلند پایہ ہے۔ حق تعالیٰ ان کے علوم ظاہری و باطنی سے اپنی مخلوق کو فیضیاب فرمادے آمین۔ صاحب موصوف وممدوح اور مذکور کا مولد ومسکن کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت الحاج مولینا مولوی حکیم خادم علی صاحب سلمہ، ربہ،

حکیم خادم علی صاحب جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے اکابر سے ہیں فضائل وکمالات ظاہری سے آراستہ اور مقامات طریقت وحقیقت سے پیراستہ ہیں آغاز جوانی میں عنایت ازلی نے فقرا اور اہل اللہ کی محبت وعقیدت دل میں پیدا کی۔ مرشد کامل کے متلاشی تھے۔ کہ اس مسبب الاسباب نے ایسا سبب بنایا۔ کہ انہی ایام میں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے بمقام کوٹلی لوہاراں رونق افروز ہوئے۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ جمعہ ادا کرنے کی خاطر مسجد میں حاضر ہوئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت منبر پر رونق افروز تھے اور اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو محظوظ و مستفیض فرما رہے تھے۔ جب حکیم صاحب نے بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام معجز بیان سنا۔ جو کہ سامعین کے قلوب کو مسحور کر رہا تھا۔ تو یہ حضرت بھی فریفتہ وشیفتہ ہو گئے۔ جب وعظ ختم ہوا۔ اور جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکے تو حکیم صاحب موصوف صدق عقیدت اور کمال وحقیقی اخلاص کے ساتھ حاضر خدمت ہو کر داخل طریقہ ہو گئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ پاک کی برکت سے قلیل ہی عرصہ میں ان کا کام تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت بھی عطا فرمائی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے منظور نظر ہیں شعر و شاعری سے بھی رغبت رکھتے ہیں۔ وعظ فرماتے وقت تقریر ایسی برجستہ فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ موقعہ بموقعہ شعر برشعر نہایت موزوں گویا کہ شعراء کے حافظ ہیں۔ اسی وجہ سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں ابوالکلام کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ جناب حکیم صاحب مذکور کے اشعار دلفریب، عشق ومحبت حقیقی سے خمیر یافتہ اور دردوسوز سے لبریز ہوتے ہیں۔ آپ کے اکثر قصائد اور اشعار گلزار نقشبندیہ میں موجود ہیں۔ کوٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ، آپ کا مسکن ہے۔ حکمت میں دستگاہ تامہ رکھتے ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کے حکیم حاذق ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت میں شب و روز بسعی جمیل مصروف رہتے ہیں۔ اور اس شعر کے پورے پورے مصداق ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

طریقت بجز خدمت خلق نیست		بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ظاہری امراض کے علاج میں جیسے ماہر ہیں۔ اس سے بڑے کر باطنی امراض کے بھی معالج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے فیاض اور صادق دوستوں کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ اور ان کے ذریعے سے فیض کریمی کو دن بدن ترقی و عروج بخشے۔ آمین

حضرت مولوی فضل احمد سلمہٗ ربہٗ

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام میں سے ہیں۔ ابتدا میں چند کتب دینی مولوی محمد غوث صاحب سکنہ بانٹھ سے پڑھیں۔ اس کے بعد گوجر خان چلے گئے۔ وہاں قاضی عبدالعزیز صاحب سے قرآن مجید اور دیگر چند کتب پڑھیں۔ دل میں تلاشِ پیرِ کامل کا شوق پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بے غایت آپ کے شامل حال ہوئی۔ اس وقت انہیں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوا افضل و اکمل اولیا اور کوئی نظر نہ آیا۔ آپ کے آستان عالی شان پر حاضر ہو کر نہایت ذوق وشوق سے حلقہ غلامی میں داخل ہوگئے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہونہار نوجوان کو ذکر کی تعلیم بڑی محبت وشفقت سے سکھا کر ایسی توجہ فرمائی۔ کہ آپ کا دل دنیا سے سرد ہوگیا۔ اور اعضا میں لرزہ اور وجد کی حالت طاری ہوگئی۔ بیعت ہونے کے کچھ عرصہ بعد توپخانہ نمبر ۲۶ میں فوجی ملازمت اختیار کر لی۔ اس توپ خانہ میں حافظ احمد دین صاحب بڑے متقی اور پرہیزگار امام تھے۔ ان سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا۔ محبت ذکر الٰہی نے یہاں تک غلبہ کیا کہ دیوانہ وار ذکر جہر بڑے جوش وخروش سے کرتے۔ اسی حالت میں کئی مرتبہ حضور عالی کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوتے اور استفادہ حاصل کرتے رہے۔ آخر کار ذکر اللہ کی لذت اور غلبہ نے فوجی ملازمت ترک کرا دی استعفیٰ دے کر ملازمت سے علیٰحدگی اختیار کر لی۔ اس وقت اس قدر جوش تھا۔ کہ نہایت شدت کی سردیوں میں تہجد کے وقت صرف ایک ململ کا کرتہ پہنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر سورہ یوسف کی تلاوت فرمایا کرتے اور ان کو ذرہ برابر سردی محسوس نہ ہوتی۔ ذکر جہر میں گھنٹوں مصروف رہتے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظر شفقت تھی ورنہ اس قدر

Marfat.com
Marfat.com

جوش و خروش میں مجذوب ہو جانے کا احتمال تھا۔ کچھ عرصہ ریاضت شاقہ اور مجاہدات میں بسر کیا۔ بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ دربار عالیہ میں حاضر ہوتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ آخر کار جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر آپ کے حال پر مبذول ہوئی۔ اور مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے خلعت خلافت عطا ہوگئی۔ علما اور صلحا عوام الناس میں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ اور آپ کی صحبت نہایت ہی موثر اور غایت درجہ مقبول ہے۔ ارشاد و تبلیغ میں اکثر مشغول رہتے ہیں ...ں و عام میں بڑے مشہور و معروف ... ۔ جب کلمہ نفی اثبات کا ذکر جہر فرماتے ... غفلت شعاروں کو بیدار اور مردہ دلوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ گویا کہ وحدت کا دریا جو... ں آجاتا ہے۔ ہزار ہا نہیں بلکہ بے شمار مخلوق ان کے فیوض سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ ...م۔ میانوالی۔ سرگودہا۔ لائل پور۔ اور جھنگ کے اطراف میں ...ہت سی مخلوق نے آپ کے وسیلہ سے ہدایت پائی اور پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات و کمالات کو دن بدن زیادہ کرے۔ آمین۔

میاں محمد عبداللطیف صاحب سلمہ ربہ "سب جج"

میاں صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور محکمہ سول کے ایک ممتاز عہدہ سب جج درجہ اول پر متمکن ہیں۔ جب پہلی مرتبہ حاضر ہوئے۔ تو اس وقت کا ذکر ہے۔ کہ ملتان میں متعین تھے۔ عنایت ازلی نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت ان کے دل میں پیدا کی۔ چند دنوں کی رخصت لے کر طلب حقیقی اور صدق عقیدت و سچی ارادت کے ساتھ آستان عرش نشان پر حاضر ہوئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عید گاہ اپنے باغ میں رونق افروز تھے۔ حضرت جج صاحب بھی وہاں جا پہنچے۔ سادہ لباس، معمولی سا ایک فقیرانہ بستر اپنی بغل میں دبایا ہوا ایک ہاتھ میں وضو کرنے والا ...نابہ لئے تھے السلام علیکم، وعلیکم السلام کے بعد جیسا کہ دستور ہے نو وارد شخص سے دریافت کیا گیا۔ کہ کہاں سے تشریف لائے اور کس مطلب اور کس غرض سے آئے' کہنے لگے۔ ملتان سب جج لگا ہوا ہوں اور اس دربارِ دُرّ بار میں یہ غرض لے کر آیا ہوں کہ میرا دل بیمار ہے۔ آپ کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ طبیب امراض روحانی میں لہٰذا اپنے بیمار قلب کو

Marfat.com
Marfat.com

لے کر پیش کر دینا اپنا کام تھا جو کر دیا۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔ حقیقی طلب اور صدق عقیدت سے آئے ہوئے جوانمرد کی گفتگو کام کر گئی۔ راقم الحروف بھی اس وقت موجود تھا۔ جب جج صاحب کا عہدہ سنا اور حالت فقیرانہ و درویشانہ دیکھی تو دل باور نہیں کرتا تھا۔ کہ اس زمانہ کا بی۔ اے تعلیم یافتہ اور عہدہ ججی پر متعین پھر طبیعت میں یہ انکساری و عاجزی۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کو اس طالب اللہ جوانمرد کی گفتگو اور غرض و غایت سے بڑی خوشی ہوئی۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ رشوت تو نہیں لیا کرتے۔ یہ سنکر جج صاحب کا وجود لرز گیا۔ اور عرض کرنے لگے کہ جناب میں خود تو بفضل خدا اس رشوت سے بچا ہوا ہوں۔ عملہ کی نگہداشت مشکل ہے۔ اس کے بعد جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دل بیمار کا علاج تو انشاء اللہ ہو جائے گا۔ شرط یہ ہے کہ جس طرح کہا جاویگا اس پر عمل کرنا پڑیگا۔ طالب حقیقی ارادت سے آیا ہوا کب دریغ کر سکتا تھا۔ کہنے پر عمل تو درکنار وہ تو بمصداق اس شعر کے۔

اگر خاکے ازیں کو برسد آید　　　مرا بہتر زچندیں افسر آید

جان و دل دے چکا تھا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جج صاحب کو داخل طریقہ فرمایا۔ جیسے مرید صحیح عقیدت اور طلب راسخ لے کر آیا تھا ویسے ہی مرشد کامل نے بھی توجہ پاک کی برکت سے بہت جلد کام بنا دیا۔ اور خلافت عطا فرمائی۔ ملتان سے تبدیل ہو کر کرنال گئے۔ وہاں کے لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے متمتع فرمایا۔ اور پھر وہاں سے تبدیل ہو کر تحصیل اونہ ضلع ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو خانہ خدا یعنی مسجد سے انس محبت ہوا کرتی ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ مومن شخص مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ یعنی مچھلی کی زندگی پانی پر منحصر ہے۔ لہٰذا وہ پانی میں خوش ہوتی ہے۔ مومن کی روحانی زندگی بھی ذکر الٰہی سے وابستہ ہے۔ اور مسجد ذکر الٰہی کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ جج صاحب مذکور بھی جب اونہ پہنچے تو فرائض منصبی سے فراغت پا کر مسجد کی تلاش میں نکلے۔ جب دریافت کرتے ہوئے مسجد میں پہنچے تو اس کی خستہ و شکستہ حالت دیکھی۔

Marfat.com
Marfat.com

مدتیں گذر گئیں کہ کبھی کوئی آدمی نماز کے لئے بھی داخل نہیں ہوا تھا۔ پڑوسیوں سے جھاڑو مانگا اور مسجد صاف کی۔ وضو کیا اذان دی۔ وہاں کے لوگوں کو اپنے پند و نصائح اور مواعظ حسنہ سے بیدار کیا۔ جمعہ پڑھنا جاری کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اُونہ کے بہت سے لوگ ان کے فیضان صحبت سے نیک و صالح اور خدایاد بن گئے۔ اور خواب غفلت سے بیدار و ہوشیار ہو گئے۔ کچھ عرصہ وہاں ٹھہرے پھر کانگڑہ میں تبدیل ہو گئے۔ الغرض بہت سی مخلوق جو دریائے غفلت میں مستغرق تھی۔ آپ کے ذریعہ سے ساحل دوام حضور پر پہنچی۔ اور صحرائے ضلالت کے سرگردان آپ کے توسط سے شاہراہ ہدایت و صراط مستقیم پر آ گئے۔ طبیعت میں انکسار و تواضع حد بیان سے باہر ہے باوجود ایک اعلیٰ درجہ کے حاکم ہونیکے ادب اس درجہ غالب ہے کہ جو بمصداق ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' واقعی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ صاحب مذکور کو دیکھ کر حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ کی یہ دعا یاد آ جاتی ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از لطف رب

اسی ادب اور تواضع کے طفیل اللہ کریم نے وہ رفعت عطا فرمائی جو اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ من تواضع للہ رفعا اللہ۔ خدمت گذار ایسے ہیں۔ گویا انہی کا حصہ ہے۔ اسی خدمت نے مخدوم بنا دیا ہے۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ حق تعالیٰ اس جوانمرد مخلص کو اپنے برگزیدہ بندوں کے زمرہ میں خاص الخاص مراتب و درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

مخلص باللہ حاجی رحمت اللہ صاحب سلمہٗ ربہٗ

آپ کا وطن مقام اوپلٹیہ ملک کاٹھیا واڑ ہے کاروباری سلسلہ میں اوائل عمر سے ہی رنگون ملک برما میں مقیم ہیں۔ وہیں کاروبار بھی کرتے ہیں اور اپنے رہائشی مکانات وغیرہ بھی وہیں بنا لئے ہیں۔ جس زمانہ میں حضرت حاجی صوفی عبدالرحمٰن صاحب کو راولپنڈی شریف سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملک برما کو روانہ فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں جناب صوفی صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ جس وقت جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے رنگون تشریف لے گئے تو جناب

Marfat.com
Marfat.com

حاجی رحمت اللہ صاحب نے تھوڑے سے عرصہ میں جناب حضرت صاحب کی صحبت سے فوائد کثیرہ اور احوال و مقامات عظیمہ اور درجات عالیہ اپنی بلند ہمتی اور مبارک فطرت و خصلت سے حاصل کر لئے اور جناب حضرت صاحب نے اپنی قوت تصرف اور توجہات وافرہ سے ان کا کام بنا دیا۔ اور خلافت و اجازت سے بھی مشرف فرمایا۔ الحمد للہ کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات کی برکت سے حاجی رحمت اللہ صاحب شریعت و طریقت میں کمال استقامت رکھتے ہیں۔ اور ارشاد خداوندی رجال **لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ** کے حقیقی مصداق ہیں حاجی صاحب مذکور کی ذات سے بہت سی مخلوق کو فیض پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ اپنے فیض کا ذریعہ بناوے۔ آمین۔

حافظ دین محمد صاحب سلمہٗ ربہٗ

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام اور مقبولین سے ہیں موضع گاڑ جو کہ راولپنڈی شریف سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ علوم دینی میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ سادگی یہاںتک کہ کسی کو گمان تک نہیں گزرتا کہ یہ عالم و فاضل ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ قرآن مجید بہت ہی اور دلپذیر لہجہ میں ترتیل سے پڑھتے ہیں۔ آغاز جوانی میں مرض عشق مجازی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ کہ ان کے کسی خیر خواہ نے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آکر عرض کی۔ کہ ایک نوجوان حافظ قرآن کا یہ حال ہے۔ اس کے حال پر توجہ فرمائی جائے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا بھی فرمائی اور ایسی توجہ کی کہ حافظ دین محمد صاحب حاضر خدمت ہو کر سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ پرانے اور سابقہ خیالات اور احباب و ہمنشینوں کو خیر باد کہا اور ان کی صحبت کو چھوڑا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کی برکت سے درجہ کمال کو پہنچے۔ اور خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کی ان کے حال پر بہت کچھ توجہ و التفات تھی۔ بمبئی کی طرف کئی بار سیر و سیاحت بھی کی اور اس طرف اکثر لوگوں کو خدا کا راستہ دکھایا۔ علوم دینیہ کا بہت شغف رکھتے ہیں۔ طبیعت میں سادگی اور بے تکلفی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

وعظ بہت عمدہ اور نہایت پُر تاثیر فرماتے ہیں جو کہ سامعین کو نہایت ہی مرغوب ہوتا ہے۔ اور موثر بھی ہوتا ہے۔ اللہ کریم ان کے ذریعے سے فیض کریمی کو ترقی و فروغ بخشے۔ آمین۔

حاجی صوفی میراں بخش صاحب سلمہٗ ربہٗ

صوفی صاحب مذکور اکثر طالبان اللہ اور مریدوں کی ہدایت و تربیت میں مشغول رہتے ہیں۔ عالم جوانی سے طلب حق میں ساعی تھے۔ جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اکتسابِ علم باطن کا شرف حاصل کیا اور مدت مدید بکمال صبر و استقامت اور ہمت سے جناب حضرت صاحب کے آستانۂ عالیہ میں حاضر رہ کر خوب خدمت کی۔ دوسری مرتبہ جب جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو اس مبارک سفر میں قبلۂ عالم کی معیت اور خدمت کا فخر آپ کو حاصل ہے اور اسی خدمت کے طفیل حج و زیارت بیت اللہ اور زیارت روضۂ پاک جناب صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فائز اور مشرف ہوئے۔ اُمّی ہیں مگر پیر و مرشد کامل کی توجہ کے طفیل خاص اثر رکھتے ہیں۔ شریعت کے بڑے پابند ہیں۔ اجازت اور خلافت کا شرف حاصل ہے کراچی اور اس کے اطراف کی بہت سی مخلوق کو انہی کے ذریعہ سے فیض پہنچا ہے عرس شریف پر تمام دوستوں کی خاص طور پر خدمت کرتے ہیں اب ضعیف ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دیر تک سلامت با کرامت رکھے۔ اکثر سیر و سیاحت ہی میں رہتے ہیں۔

الحاج مولوی محمد یوسف صاحب میر پوری سلمہٗ ربہٗ

مولوی صاحب محمد یوسف صاحب جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مریدوں اور مقبول و منظور احباب سے ہیں۔ اور اجازت یافتہ خلیفہ ہیں۔ آپ کا مولد و مسکن شہر میر پور واقع ریاست جموں ہے۔ ولولۂ شوق اور غلبہ عشق میں جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مدتوں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کی اطاعت میں کمر بستہ رہ کر کمالات و مقامات کا اکتساب کیا اور دولت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ بہت فقرا کی خدمت میں حاضر ہوتا اور پھرتا رہا۔ مگر اپنے درد کی دوا جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب رحمۃ

Marfat.com
Marfat.com

اللہ علیہ کی نظر شفا بخش کے سوا کہیں نہ دیکھی۔ طبیعت مسکینی اور فقر کی دولت سے معمور رکھتے ہیں۔ توجہ میں خاصہ اثر ہے۔ میر پور واطراف کے لوگوں کو ان کی ذات والا صفات سے بہت فیض ہوا ہے۔

الحاج مولوی دیوان علی صاحب سلمہٗ ربہٗ

حاجی مولوی دیوان علی صاحب قصبہ موہری تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ ابتدا میں فوجی ملازم تھے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین اور مخلصین مریدوں سے ہیں سعادت ازلی نے رہنمائی کی اور جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ تک رسائی ہوگئی۔ نہایت مخلص ومحبت اور عقیدت سے داخل طریقت ہو کر قبولیت سے مشرف ہوئے۔ نہایت متشرع اور صاحب استقامت ہیں۔ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بدعائے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فائز ہو آئے ہیں۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے تعلیم طریقت سکھانے کیلئے موزون ہیں۔ اکثر خواب غفلت میں سرشار لوگوں کو دعوت الی الحق دیکر بیدار وہوشیار کرتے رہتے ہیں۔

حافظ مولوی محمد اکبر صاحب سلمہٗ ربہٗ

ضلع گجرات پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ مدت سے لاہور چوک متی نیویں مسجد (نزد لوہاری دروازہ) میں خطیب ہیں۔ قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ قرآن مجید نہایت ترتیل وتجوید سے پڑھتے ہیں۔ کتابت کا کام کرتے ہیں۔ بندہ مسکین جب کبھی لاہور جاتا اور نیویں مسجد میں نماز ادا کرنے کا اتفاق ہوتا تو حافظ صاحب مذکور سے فقرا اور اہل اللہ کے متعلق گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ ایک مرتبہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام بھی چوک متی میں ہوا۔ بندہ حسب معمول حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ بندہ کے پیرو مرشد جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں۔ غرض کچھ وقت باہم گفتگو ہوتی رہی۔ اور بندہ کے ہمراہ جناب حافظ صاحب جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ الحمد للہ کہ بندہ

Marfat.com
Marfat.com

کی کوشش کارگر ہوگئی۔ اور حافظ صاحب کو جناب حضرت صاحب نے ظاہری و باطنی حافظ بنا دیا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کے کمالات وتصرفات سے جب آگاہ ہوئے تو ذوق وشوق نے دل پر خاص غلبہ کرلیا۔ وہ للّٰہیت اور خلوص اور عقیدت راسخ کہ جن سے حافظ صاحب متصف ہیں ان کی بدولت اور جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کی توجہات خصوصی کے طفیل تھوڑی سی مدت میں اس قدر ترقی کر گئے۔ کہ مراتب و درجات کمال کو پہنچے۔ پس جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور نیز ارشاد فرمایا۔ کہ وہاں لاہور میں ختم شریف بھی پڑھا کرو۔ اور حلقہ ذکر کی مجلس بھی کیا کرو۔ تا کہ وہاں کے دوست ذکر الٰہی اور فی اللہ محبت میں ہوشیار و بیدار رہیں۔ انتہائی محبت اور عشق کامل کی وجہ سے بہت جلدی جلدی جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر فیوضات اور افادات سے بہرہ مند ہوتے رہے اور اکثر بذریعہ خطوط اپنے احوال کی اطلاع دیتے اور جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے جوابات پاکر استفادہ حاصل کرتے رہے بلکہ اب تک بدستور اسی طریق پر عمل پیرا ہیں۔ اور اعتقاد ایسا کامل و پختہ ہے۔ کہ سبحان اللہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ کمالات جو انہوں نے بچشم خود دیکھے ہیں انہوں نے عجیب حالت بنادی ہوئی ہے۔

بر زمیں کہ نشان کف پائے تو بود　　سالہا سجدہ گاہ صاحب نظراں خواہد شا

حافظ صاحب مذکور کی صحبت میں عجیب اثر ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے بہت سی مخلوق کو صراط مستقیم کی ہدایت بخشے۔ آمین۔

سید حاکم شاہ صاحب سلمہٗ ربہٗ

سید حاکم شاہ صاحب کا مولد و مسکن قصبہ وڑائچانوالہ ضلع گجرات ہے۔ سادات سے ہیں۔ آپ کی پہلی بیعت جناب پیر حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلالپوری سے ہے جو اپنے زمانہ کے ولی کامل تھے۔ جناب پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے الطاف سید حاکم شاہ صاحب پر بہت تھے۔ مگر ان کی تکمیل مراتب سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ تکمیل مراتب اور مقامات سلوک کے منازل طے کرنے کے لئے رہبر کامل واکمل کی توجہات اشد

Marfat.com
Marfat.com

ضروری ہیں۔ چندے متلاشی رہے مگر کہیں تسلی وتشفی نہ ہوئی۔ آخر کار دعا و استخارہ کیا اور ندائے غیبی آئی کہ آپ کا مقصود راولپنڈی شریف جناب قبلہ عالم حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے حاصل ہو گا۔ ادھر جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کشف سے تمام معاملہ معلوم ہو گیا۔ سید حاکم شاہ صاحب یقین راسخ اور صدق عقیدت سے اور بڑی انکساری اور نہایت تواضع کے ساتھ حاضر خدمت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوئی اور مرشد کامل کی پہلی ہی توجہ مبارک نے کام بنا دیا۔ چونکہ سید حاکم شاہ صاحب استعداد بلند رکھتے تھے بہت جلد اپنے مقصد میں فائز المرام اور شاد کام ہوئے۔ ہدایت و ارشاد اور تعلیم طریقہ نقشبندیہ کی اجازت عطا ہو گئی۔ سید حاکم شاہ صاحب بے نظیر ہستی ہیں ہمیشہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الطاف و اکرام کے امیدوار رہے ہیں۔ امور شرعیہ میں راسخ القدم ہیں۔ توکل میں کامل اور عالی ہمت ہیں حضور جمعیت کی نعمت کا شرف رکھتے ہیں۔ اور آداب سلف کا نمونہ ہیں۔ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔ اللھم زد فزد۔

سید فضل شاہ صاحب سلمہٗ ربہٗ

سید فضل شاہ صاحب ساکن ڈھریالہ جالپ تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم کے رہنے والے ہیں۔ علم دینی میں بہرہ کامل رکھتے ہیں۔ محبت و اخلاص سے پُر ہیں۔ قسمت نے یاوری کی نہایت ذوق وشوق سے جناب حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں بڑے ادب و تعظیم سے حاضر ہو کر اخذ طریقہ و مقامات مجددیہ حاصل کئے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے حال پر نہایت عنایات فرمایا کرتے اور فرماتے کہ شاہ صاحب آپ کے نور نسبت اور فیض محبت سے عالم منور ہو گا۔ الحمد للہ کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ شاہ صاحب مذکور بفضل خداوند کریم نہایت ہی کثیر الذکر والعبادت ہیں۔ اور نہایت صبر و توکل سے ہمہ اوقات یاد خدا میں بسر کرتے ہیں۔ اور طالبین اللہ کی رشد و ہدایت میں مصروف رہتے ہیں۔ عطاء اجازت و خلافت سے مشرف ہیں۔ عطاء خلعت خلافت کے وقت جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ مخلوق خدا کو اللہ کی رضاء کے لئے نالق

Marfat.com
Marfat.com

کی طرف بلانا۔ اس راستہ میں اگر تکالیف بھی پیش آئیں۔ تو نہایت ہمت سے صبر و شکر کے ساتھ کام لینا۔ اگر ایک دوست بھی خدا یاد ہو جائے۔ تو نہایت سعادت ہے۔ نیز یہ کہ اللہ کا ذکر بڑی دولت اور نعمت عظمیٰ ہے اس کی قدر کرنا لازمی امر ہے۔ ظاہر و باطن کا ایک کبھی بھی ختم نہ ہونے والا خزانہ ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اور حقیقی مصرف میں دریغ نہ رکھنا۔ الحمد للہ کہ حضور عالی کے فرمان واجب الاذعان کے مطابق شاہ صاحب موصوف عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ زیادہ توفیق بخشے۔ آمین

سید راجن شاہ صاحب سلمہٗ ربہٗ

سید راجن شاہ صاحب موضع کمانوالہ متصل سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ محکمہ فوجی ہسپتال میں ملازم تھے۔ حسن قسمت سے دل میں طلب حق کا ولولہ پیدا ہو گیا۔ مخلص فی اللہ مولوی نیاز اللہ صاحب سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کے اوصاف حمیدہ اور کمالات عالیہ سنے اور بڑے شوق و ذوق سے حاضر خدمت ہوئے۔ اپنی طلب راہ خدا کے باب کا اظہار کیا جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اگر طلب حق سبحانہ حقیقی رکھتے ہو۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے درد کی دوا ہو جائے گی۔ مگر ثابت قدم اور محکم رہنا۔ گرمی سردی سہنی پڑے گی۔ چونکہ طالب صادق تھے۔ شرف قبولیت سے مشرف ہو گئے۔ اور مورد الطاف و عنایات خاص بن گئے۔ اسی محکمہ میں ایک ڈاکٹر جو مرزا قادیانی کا معتقد تھا۔ ملازم اور ان کا انچارج تھا۔ اس نے شاہ صاحب مذکور کو صراط مستقیم سے پھرا کر مرزائیت کی ترغیب و تحریص دینے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اکثر یہی تذکرہ رہتا تھا۔ ایک دن اس ڈاکٹر نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ کو ابھی تک مرزا صاحب کے متعلق کچھ شک و شبہ باقی ہے۔ شاہ صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہاں جناب کچھ شک سا ہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ شاہ صاحب تو پھر استخارہ کیجئے۔ تا کہ حقیقت و اصلیت آپ پر منکشف ہو جائے۔ شاہ صاحب نے استخارہ کیا۔ اور دعا مانگی۔ تو یہ امر ظاہر ہوا کہ بہت سے گدھے ہیں جن میں سے ایک سب سے بڑا ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا تو جواب ملا کہ یہی مرزا قادیانی ہے۔ یہ دیکھ کر طبیعت پہلے سے

Marfat.com
Marfat.com

زیادہ متنفر ہوگئی۔ اور تمام قصہ اس ڈاکٹر سے بیان کیا۔ جس کو سنکر وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور آئندہ کے لئے مرزائیت کی ترغیب دینے سے بند ہوگیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ پاک کی برکت تھی۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ سید راجن شاہ صاحب کے حال پر جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر الطاف کریمانہ مبذول فرماتے رہتے تھے۔ خلعت خلافت واجازت سے بھی مشرف فرمایا۔ سید راجن شاہ صاحب بھی نہایت اخلاص وادب و تعظیم سے خدمات بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مقاماتِ سنجیدہ اور احوال پسندیدہ سے سرفراز و ممتاز فرمائے۔ آمین

صوفی حاکم الدین صاحب سلمہٗ ربہٗ

صوفی حاکم الدین صاحب موضع ننگلیاں متصل پسرور ضلع سیالکوٹ کے باشندے ہیں کچھ مدت تک سیالکوٹ چھاؤنی میں درزی کا کام کرتے رہے۔ اب کچھ عرصہ سے شہر لاہور بھاٹی دروازہ میں سکونت اختیار کر لی ہوئی ہے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے اور قدیمی دوستوں سے ہیں۔ اجازت وخلافت سے موزون ہیں۔ اس طرف کے اکثر لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار و ہوشیار کرنے کا ذریعہ و وسیلہ ہوئے ہیں۔ نرم کلام اور انکسارانہ طبیعت رکھتے ہیں۔ خلوص وعقیدت سے معمور ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نعمت میں دن بدن ترقی اور اس پر دائمی استقامت بخشے آمین۔

مولوی نور حسین صاحب سلمہٗ ربہٗ

مولوی نور حسین صاحب کا مولد ومسکن موضع موسیٰ متصل حضرو ضلع کامل پور ہے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کی زیارت اور صحبت سے مشرف ہوئے۔ آنجناب کی خدمت شریف میں حاضر ہونے پر دل نے آرام پایا اور اطمینان قلبی وتسکین کی دولت میسر ہوئی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا اور تلقین ذکر کی سعادت حاصل کی۔ حالات ونسبت نقشبندیہ سے مشرف ہوئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب قدس سرہ کے مخلص مریدوں اور مقبول ومنظور خادموں میں سے ہیں اور اجازت

Marfat.com
Marfat.com

یافتہ خلیفہ ہیں۔ بھلوال ضلع سرگودہا وغیرہ کی طرف ان کے ذریعہ سے بہت لوگوں کو فیض پہنچا ہے۔ مولوی صاحب مذکور وموصوف مجسم محبت واخلاص ہیں۔ اللھم زدفزد۔ باوجودیکہ علومِ دینیہ میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ مگر طبیعت میں بہت سادگی ہے اور ہمیشہ درویشانہ صورت میں رہتے ہیں۔ جب کبھی عیدگاہ میں تشریف لاتے ہیں تو عیدگاہ کے درویشوں کے ساتھ ملکر شب و روز نہایت دلی خلوص سے خدمات انجام دینے میں مصروف رہتے ہیں۔

صوفی نواب الدین صاحب سلمہٗ ربہٗ

صوفی نواب الدین صاحب موضع موہری تحصیل کھاریاں گجرات کے رہنے والے ہیں۔ فوجی ملازم تھے۔ قسمت نے یاوری کی اور دل میں حق تعالیٰ کی طلب پیدا ہوئی۔ حق کی طلب ان کے رفیق حال ہوگئی۔ جس نے درد وعشق اور سوزوگداز عطا فرمایا۔ پیر خداآگاہ اور واقف راہ کی تلاش میں کمر ہمت باندھ کر مدتوں پھرے۔ اور اکثر فقرا کی زیارت وملاقات سے مشرف ہوئے۔ مگر کہیں دلجمعی اور اطمینان میسر نہ ہوا۔ آخرکار جذب الٰہی کی زبردست کشش نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر لا حاضر کیا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت فیض بشارت سے ہی ان کی حالت دگرگوں ہوگئی کہنے لگے کہ بس مطلوب ومقصد یہیں سے ملیگا۔ قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو داخل طریقہ فرما کر ذکر قلبی کی تعلیم سے مشرف فرمایا۔ اور اپنی توجہ پاک کی برکت سے ان کا کام بہت جلد بنا دیا۔ صوفی صاحب مذکور بھی کمال ذوق وشوق اور عاجزی واطاعت گزاری کے ساتھ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بجالاتے رہے۔ اور خداداد سعادت سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خواصان کے گروہ میں داخل ہوگئے۔ اجازت خلافت عطا ہوئی۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برقی توجہ کی تاثیر سے ان پر ایسا اثر ہوا۔ کہ فوجی ملازمت کے زمانہ میں ان سے بعض خوارق عادات کا ظہور ہوا جن کی بنا پر فرنگی افسران کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ جناب حضرت صاحب نے ان کو ملازمت ترک کردینے کا

Marfat.com
Marfat.com

ارشاد فرمایا جو کہ وہ فوراً بجالائے۔ اور ملازمت فوجی سے علیحدہ ہو گئے۔ پنجاب میں اور بالخصوص علاقہ یاغستان میں ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو فیض پہنچا ہے۔ تیراہ شریف اور سوات بنیر کے علاقہ میں بکثرت لوگ ان کے ذریعہ سے داخل طریقہ ہو کر فیض یاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

الحاج مولینا مولوی محمد سعید صاحب کاشغری سلمہ ربہ،

آپ مشرقی ترکستان کے شہر یارقند کے رہنے والے ترک بزرگ ہیں۔ جبکہ دوسری مرتبہ ۱۹۱۱ء میں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت و حاضری مدینہ منورہ کے لئے تشریف لے گئے یہ بزرگ بھی اس سفر میں ہمراہ تھے۔ اثناء سفر میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور فریفتہ و شیدا ہو گئے۔ تمام سفر آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور آپ کی علیحدگی گوارا نہ کی۔ بڑے جید دینی عالم ہیں۔ عربی اور فارسی میں گفتگو کر لیتے ہیں۔ جناب قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اثناء سفر میں جب تلاوت قرآن مجید فرماتے تو یہ صاحب پیچھے بیٹھ کر آپ کی قرأت سنتے اور نہایت محظوظ ہوتے۔ اکثر عشق و محبت کے سوز و گداز سے نالہ و فریاد میں مصروف رہتے۔ آخر کار جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مودبانہ و عاجزانہ ملتجی ہوئے کہ اپنی غلامی میں منظور و قبول فرمائیے۔ چونکہ طالب اللہ نہایت متشرع اور متقی شخص تھے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی استدعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور داخل طریقہ فرما کر تعلیم شغل باطنی کی دی۔ اسی سفر میں تھوڑے سے عرصہ کے اندر ایسی توجہ فرمائی گئی کہ صاحب موصوف منازل سلوک طے کر کے درجہ تکمیل کو پہنچ گئے۔ جب سفر حج سے واپس تشریف لائے۔ تو ان کو اجازت بیعت اور خلافت عطا فرما کر آپ نے وطن کی طرف رخصت کیا۔ اس کے بعد دو مرتبہ یہ بزرگ کاشغر سے راولپنڈی شریف صرف جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ایک مرتبہ ان کا قافلہ پندرہ آدمیوں کا تھا جن میں چار پانچ مستورات بھی تھیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ فی اللہ محبت و عقیدت میں کس قدر کشش ہے۔ کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ ان کا

Marfat.com
Marfat.com

یہ دور و دراز سفر محض جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کے لئے تھا۔ صاحب مذکور بڑے اخلاص و محبت اور عقیدت والے تھے۔ بہت عرصہ سے ان کی خبر نہیں ملی اور نہ ہی پھر وہ خود آئے ہیں۔ پہلے کچھ عرصہ سلسلہ خط و کتابت بھی جاری تھا۔ ان کے ذریعہ سے مشرقی ترکستان میں بہت فیض پھیلا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ ہوا۔

بندۂ مسکین عالم الدین

اس قابل نہیں کہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ غلاموں میں بھی شمار ہو سکے۔ چہ جائیکہ خلفاء و عظام کی صف میں داخل ہو سکے۔ مگر بدیں خیال کہ۔

سگ اصحاب کہف روزے چند   پئے نیکاں گرفت و مردم شد

ان بزرگواروں کے غلاموں میں شمار ہو کر نجات پا سکے۔ بندہ موضع بھڈیار۔ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے۔ حصول تعلیم کے لئے لاہور گیا۔ وہاں جس جگہ بندہ پڑھتا تھا۔ وہیں مولوی محمد حسین صاحب پسروری بھی پڑھتے تھے۔ مولوی صاحب موصوف حافظ فتح دین صاحب رنگ پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ جو حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ان سے ملاقات ہونے پر اس سلسلہ میں داخل ہونے کا شوق دامن گیر ہو گیا۔ نیز اولیاء کرام کے حالات کتابوں میں ملاحظہ کرتے وقت جب حضرات ابوالحسن خرقانی و بہاؤ الدین نقشبند و عبیداللہ احرار و مجدد صاحب وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حالات پڑھتا تو طبیعت میں ایک کشش اور محبت پیدا ہو جاتی۔ جب مولوی صاحب کے پاس شجرہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ دیکھا تو پھر خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہ ہر سہ بزرگوار اسی سلسلہ کے بزرگواروں میں سے ہیں۔ غرض تعلیم سے فارغ ہو کر مولوی صاحب پسرور نوکر ہو گئے اور بندہ کا آب و دانہ بصیغہ ملازمت گوجرانوالہ لے آیا۔ مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ جب حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پسرور تشریف لائیں تو بندہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ بندہ شرف زیارت و بیعت سے مشرف ہو سکے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی صاحب کا خط آیا کہ جناب قبلہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com

سیالکوٹ رونق افروز ہیں۔ ایک دو دن تک انشاء اللہ پسرور آجائیں گے۔ تم رخصت لے کر آجاؤ۔ خط پڑھ کر دل نہایت خوش ہوا۔ دوسرے دن رخصت کے واسطے بند و بست کر ہی رہا تھا۔ کہ مولوی صاحب کا خط آگیا۔ کہ جناب قبلہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ ہی سے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے اب نہ آویں۔ بندہ کی وہ سب خوشی غم و رنج سے بدل گئی۔ اور اس سے بڑھ کر زیادہ صدمہ لاحق ہوا۔ جبکہ آٹھ دس روز کے بعد مولوی صاحب کا خط آگیا۔ کہ جناب حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب کا وصال ہو چکا ہے۔ اس صدمہ جانکاہ سے اپنی بدقسمتی پر روتا تھا۔ اور اپنی ناکامی پر ماتم کرتا تھا۔ اسی سراسیمگی اور پریشانی کی حالت میں ایک دن پھرتا ہوا بازار میں آنکلا۔ وہاں ایک کتب فروش کی دوکان پر بابو کرم الدین صاحب مرحوم و مغفور بیٹھے ہوئے تھے۔ بندہ کے واقف نہیں تھے۔ اور نہ ہی بندہ ان کو جانتا تھا۔ بندہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ سلسلہ گفتگو چلتے چلتے حضرت بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ سخن حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ تو بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر زار زار رونے لگے کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ چونکہ بندہ کو بھی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ ان سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ آپ کے کیا لگتے ہی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ میرے پیر و مرشد ہیں۔ پھر بندہ نے اپنا سارا قصہ سنایا اور عرض کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ان کے کسی خلیفہ صاحب یا فرزند ارجمند کا پتہ دیں جن کے غلاموں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا۔ کہ راولپنڈی شریف میں جناب حافظ جی صاحب ان کے کامل و مکمل خلیفہ موجود ہیں۔ ان سے رابطہ پیدا کرو۔ چنانچہ بندہ نے بھی اور حضرت بابو صاحب نے بھی بندہ کی طرف سے پے در پے نیاز نامے لکھے۔ جن کا جواب یہی آتا رہا۔ کہ جب کبھی بارادہ سفر گوجرانوالہ آنے کا اتفاق ہوا۔ تو دیکھا جائے گا۔ غرض جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ تشریف لائے تو بابو صاحب نے بندہ کو اطلاع کر دی۔ بابو صاحب خود لالہ موسے سے گوجرانوالہ آگئے۔ ان دنوں صرف بابو صاحب کے گھر کے چند آدمی بیعت تھے۔ انہی کے مکان پر قیام تھا۔ بندہ عصر کے وقت

Marfat.com
Marfat.com

حاضر خدمت ہو گیا۔ شام کی نماز کے لئے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبرستان کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد بابو صاحب نے عرض کیا کہ جناب قاضی صاحب حاضر ہیں۔ اور بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ قبلہ عالم نے فرمایا کہ پڑھے لکھے مولوی آزمائش اور امتحان کے لئے آتے ہیں۔ خالص نیت سے نہیں آتے بندہ نے عرض کیا۔ کہ حضور عالی بندہ محض خالصاً لوجہ اللہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں آیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور پھر بندہ کو بیعت فرمایا۔ اور بہت شفقت و عنایت فرمائی۔ اور فرماتے رہے۔ مگر افسوس کہ اس روسیاہ نے حضور عالی کی زندگی میں کچھ کام نہ کیا۔ سوائے حسرت کے کچھ ہاتھ نہیں ہے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

یادِ رفتگان رحمہم اللہ تعالیٰ

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے وہ حضرات جو اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کو رخصت فرما چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بزرگ بھی تھے جنہوں نے جناب حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ بھی دیکھا ہوا تھا۔ وہ حضرات سب سے زیادہ سابقین میں سے تھے۔ ان کا ذکر خیر پہلے چاہئے تھے۔ مگر یہاں ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ چونکہ فی زمان الحاضر حضرات خلفاء کے فیوض و برکات جاری و ساری ہیں لہٰذا ان کا ذکر اختصار کے ساتھ پہلے کر دینا مناسب سمجھا گیا اور ان کے بعد حضرات رفتگان کے حالات درج کئے گئے ہیں۔

جناب بابو کرم الدین صاحب مرحوم و مغفور

بابو کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ ماہ جولائی ۱۸۹۰ء میں جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے بمقام حسن ابدال مشرف ہونے کا موقع ملا۔ اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرو مرشد کے ولولۂ عشق و فرط محبت کی وجہ سے چورہ شریف زیارت و ملاقات کے ارادہ سے چلے جب

Marfat.com
Marfat.com

راولپنڈی شریف کے ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو کوہاٹ لائن والی گاڑی پیشتر روانہ ہو چکی تھی جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واپس آنا مناسب نہ سمجھا۔ پشاور جانے والی گاڑی تیار تھی۔ حسن ابدال کا ٹکٹ لے کر گاڑی پر سوار ہو گئے۔ اور حسن ابدال جا اترے۔ وہاں بابو محمد قاسم صاحب ملازم ریلوے جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فدائی اور بڑے عقیدت مند تھے۔ وہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر لے گئے۔ ماحضر تناول فرمانے کے لئے پیش کیا۔ مگر آپ نے تناول نہ فرمایا۔ اور باہر تشریف لے گئے۔ ادھر سے ہی پیادہ پا چورہ شریف کا رخ کر لیا۔ بابو محمد قاسم صاحب سے بابو کرم الدین صاحب نے دریافت کیا۔ کہ یہ کون بزرگ تھے۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ راولپنڈی شریف کے رہنے والے حافظ و قاری اور خاندان نقشبندیہ کے بڑے بزرگ اور حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ صرف اسی قدر سننے سے بابو کرم الدین صاحب کے دل میں ایک محبت سی پیدا ہو گئی۔ مگر عرصہ تک قسمت نے یاوری نہ کی۔ آخر کار ماہ جنوری ۱۸۹۳ء میں جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ بیعت کے لئے گزارش کی گئی۔ انہی ایام میں جناب خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی راولپنڈی شریف تشریف لائے ہوئے تھے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بابو کرم الدین صاحب کو اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں لے جا کر پیش کیا آپ نے بابو صاحب مذکور کو داخل طریقہ فرمایا۔ ذکر کی ترکیب بتائی۔ اور حلقہ ذکر ہوا۔ بعدہٗ دعا فرمائی گئی۔ اور تمام دوست اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ بابو کرم الدین صاحب بھی سٹیشن کو روانہ ہوئے اور جا کر اپنی ڈیوٹی سنبھالی بے اختیار آنسو جاری تھے۔ ماتحت ملازم پوچھتے کہ کیا ماجرا ہے خیر تو ہے۔ بابو صاحب ان کو جواب دیتے۔ کہ بالکل خیریت ہے مجھے خود بھی اس کا علم نہیں کہ میں کیوں رو رہا ہوں۔ چونکہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے داخل طریقہ فرمانے کے بعد بابو کرم الدین کو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اس قدر محبت و عقیدت ہو گئی۔ کہ جب ڈیوٹی سے فارغ ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ایک دن کی جدائی بھی گوارا نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ بابو کرم الدین صاحب کی تبدیلی ترکی سٹیشن پر ہوگئی۔ ملازمت کا کام تھا جانا ضروری امر تھا۔ ساتھ ایک آدمی مسمّٰی جیون کو سامان وغیرہ رکھنے کے لیے لے گئے۔ جب مسمی جیون کو واپس کرنے لگے تو کہا کہ میں جناب حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھدوں دو مرتبہ لکھنے بیٹھے اور قلم ہاتھ میں لی۔ مگر سوائے گریہ وزاری کے ایک حرف نہ لکھا گیا۔ آخر کار بابا جیون کو زبانی کہدیا کہ میری طرف سے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دینا۔ بابا جیون نے آکر آپ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کیا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ بابو کرم الدین صاحب وہاں پر بہت اداس تھے۔ اور رو رہے تھے۔ آپ دعا فرماویں کہ ان کی تبدیلی راولپنڈی ہو جائے آپ نے دعا فرمائی تیسرے دن بابو کرم الدین صاحب پھر ترکی سٹیشن سے راولپنڈی شریف آ گئے۔ مسمّٰی جیون مذکور بابو کرم الدین صاحب کو بازار میں ملا۔ اس نے بابو صاحب سے پوچھا کہ کیسے آئے بابو کرم الدین صاحب نے کہا کہ تبدیلی ہوگئی ہے۔ اور پھر راولپنڈی آ گیا ہوں۔ یہ سنکر مسمّٰی جیون بازار ہی میں کودنے اور اچھلنے لگا کہ سبحان اللہ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہاتھوں پر سرسوں اگا دی۔ تبدیلی کے متعلق عجیب واقعہ پیش آیا۔ بابو کرم الدین صاحب جب وہاں پہنچے تو پہلے سٹیشن ماسٹر نے راولپنڈی تار دے دی کہ ٹھیکیدار نے بوجہ رمضان شریف پتھر بجائے چار ٹرین دینے کے صرف دو ٹرین کر دیئے ہیں۔ لہٰذا میں اکیلا کام کر لوں گا۔ بابو کرم الدین صاحب کو راولپنڈی واپس بلا لیا جائے۔ راولپنڈی سے حکم گیا کہ بابو کرم الدین صاحب کو واپس بھیج دو حکم پہنچتے ہی بابو کرم الدین صاحب واپس آ گئے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بابو صاحب مذکور سٹیشن پر متعین تھے۔ محبت نے جوش مارا۔ اپنا کام نائب سٹیشن ماسٹر کے سپرد کر کے راولپنڈی شریف جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو چلے آئے۔ جب راولپنڈی شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع سنبل راجہ دادن خاں کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ راولپنڈی شریف سے پیدل ہی بابو صاحب بھی وہاں جا پہنچے۔ وہاں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ

Marfat.com
Marfat.com

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید پور تشریف لے گئے ہیں۔ راستہ معلوم نہ تھا۔ وہاں سے پیادہ پا پوچھتے اور دریافت کرتے سید پور کی طرف کا رخ کیا۔ بعد نماز ظہر سید پور جا پہنچے تو جناب قبلۂ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور ملاقات ہوئی۔ تو ان کو تسکین و اطمینان ہوا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔ کہ کیسے آنا ہوا۔ بابو کرم الدین صاحب نے عرض کی کہ جناب صبح سویرے سے دل یہی چاہتا تھا کہ چل کر آپ کی زیارت کر آؤں۔ چنانچہ اسی وقت وہاں سے روانہ ہو آیا ہوں۔ کہ راولپنڈی شریف سے زیارت کر کے کسی گاڑی پر واپس آجاؤں گا۔ مگر وہاں آپ نہ ملے اور بغیر زیارت واپس نہ جا سکا۔ رخصت وغیرہ بھی نہیں لی اور نہ ہی کسی کو بتایا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ جناب حضرت صاحب نے روٹی پکوا کر کھلائی۔ اور ایک گھوڑی منگوا کر ساتھ ایک دوست بھی کر دیا۔ کہ بابو صاحب کو راولپنڈی چھوڑ آؤ۔ رات کو تین بجے اپنے سٹیشن گولڑہ پر واپس پہنچے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ کیا محبت تھی۔ کہ ملازمت کی پابندی کی بھی کوئی پروانہ تھی۔ تمام عمر انتہائی خلوص اور حقیقی خدمت میں بسر کر دی۔ بیعت تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرائے تھے۔ مگر مخلوقات کی فیض رسانی کے لئے حضرت صاحب نے خود ان کو موزوں فرمایا تھا اور اس مرد خدا کی وساطت سے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے آپ ہی کے ارشاد پر لالہ موسیٰ میں رہائشی مکان بنا کر وہیں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ مکان کے ساتھ ہی ایک عمدہ اور عالیشان مسجد تعمیر کروائی۔ دوستوں کی خدمت دل و جان سے کیا کرتے تھے۔ بابو صاحب موصوف جب بھی راولپنڈی شریف جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و زیارت کرتے رہتے اور حاجی بابو محمد علی صاحب و حاجی زمان صاحب خدام دربار عالیہ سے دربار کریمی کے حالات نہایت شوق سے سنا کرتے اگر کوئی شخص ان کو کہتا کہ بابو صاحب آؤ کچھ ورد و وظیفہ کر لیں تو فرماتے کہ یہ ذکر خیر وظیفہ سے کم نہیں بلکہ اولیٰ تر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہوا ہے۔ ''کہ سایہ رہبر بہ از ذکر حق''۔ علاوہ اس کے کسی صاحبدل بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔ ''ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے''۔ غرضیکہ جناب بابو کرم الدین

Marfat.com
Marfat.com

صاحب مرحوم و مغفور کو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کمال محبت تھی۔ مال اولاد اور سب کچھ قربان کیا ہوا تھا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں تک قربت تھی کہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ صاحب کے ساتھ بابو کرم الدین صاحب کی دختر نیک و بلند اختر کا نکاح ہوا۔ جو بفضل خداوند کریم بہمہ وجوہ باعث خیر و برکت ہوا۔ چنانچہ صاحبزادہ منظور الٰہی صاحب و محبوب الرحمٰن صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ بابو کرم الدین صاحب کے نواسے ہیں۔ بابو کرم الدین صاحب نے ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ کو اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ اور ان کی وصیت کے مطابق شہر گوجرانوالہ میں ان کے والد صاحب کی قبر کے پاس مدفون کئے گئے۔ ذیل کا قطعہ سنہ وصال کا آپ کی تربت کے سرہانے پتھر پر کندہ ہے۔

بے دعا و فاتحہ مگذر ازیں مرد خدا — شد دعا بر مردگاں سنت زخیر الشافعین
ہست ایں مرقد پے صوفی کرم دیں مرد حق — با خداو با صفاو اہل دل از صالحین
نسبتش با خاندان نقشبندی کردہ اند — حق دہد پسماندگاں را صبر واجر الصابرین
گو مظفر توز خیر الشافعین سال وفات — یا بقلب زار گو واللہ خیر الحافظین

۱۳۵۱ ہجری — ۱۹۳۳ عیسوی

زندگی کا اکثر حصہ لالہ موسیٰ میں ہی بسر کیا جہاں آپ مشغول ذکر حق رہے آپ نے حج کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا۔ کہ یک لخت بیمار ہو گئے۔ اور بہت ہی نحیف و ضعیف اور لاغر ہو گئے۔ وہ روپیہ جو سفر حج کا زادِ راہ تھا۔ مسجد میں تعمیر پر لگا دیا۔ اور یہ بابرکت مسجد بلا شرکت غیرے اپنے خرچ سے محلہ کریم پورہ لالہ موسیٰ میں بنوادی۔ اس محلہ کی بنیاد اور محلّہ کا نام بھی کریم پورہ بابو کرم الدین صاحب مرحوم و مغفور نے رکھا تھا۔ اب اس محلّہ میں بفضل خداوند کریم دو سو سے زیادہ گھر آباد ہیں اور دن بدن تعداد بڑھ رہی ہے۔ خاص طور پر مسجد مذکور صاحب ممدوح و مرحوم کی یاد کو تازہ کر رہی ہے اور جب تک یہ مسجد قائم رہے گی بابو کرم الدین صاحب کا نام بھی قائم اور روشن رہیگا۔ مسجد میں بھی قطعہ سن تعمیر کا کندہ ہے۔

بانیٔ ایں خانہ حق را الٰہی شاد دار — تربتش از ابر رحمت سرد و سبز آباد دار

Marfat.com
Marfat.com

خانہ ات آباد کردو خانہ اش در خلد کن | ایں چنیں فیاض را در ظل رحمت شاد دار
گفت ہاتف با مظفر از پئے تاریخ سال | بانیش صوفی کرم دیں دین پرور یاد دار

۱۳۴۵ ہجری

سائیں کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور

یہ بزرگ سب سے پہلے شخص ہیں جن کو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے داخل طریقہ فرمایا۔ پہلے وہابیہ نجدیہ عقائد وخیالات رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا نام جو والدین نے رکھا تھا میراں بخش تھا۔ اس نام کو شرک جان کر انہوں نے اپنا نام کریم بخش بدل دیا۔ حضرت قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوائل زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک دن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نالہ لئی کے کنارے پر مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سائیں کریم بخش کا اس طرف سے گزر ہوا۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ سے فارغ ہو کر دعا مانگ رہے تھے۔ بعد فراغت دعا ان کو بلایا۔ اور فرمایا کہ آؤ تمہیں اللہ کا ذکر بتاؤں۔ سائیں مذکور جو اس وقت وہابیت ونجدیت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے کہنے لگے کہ اس طرح ذکر کرنے کو تو ہم شرک جانتے ہیں۔ بحث مباحثہ کے بعد طوعاً کرہاً جناب حضرت صاحب نے ان کو طریقہ میں داخل کر کے ذکر سکھایا۔ اور فرمایا۔ بندہ خدا تھوڑی دیر جیسے بتایا ہے ذکر کر کے دیکھ لے۔ اگر کچھ فائدہ محسوس ہو تو ذکر کرنا۔ ورنہ میں تجھ سے کچھ اجرت کا خواہاں تو نہیں۔ بس جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کام کر گئی۔ تمام عقائد فاسدہ و باطلہ محو ہو کر عقائد صحیحہ سے بدل گئے محبت الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ سائیں مجذوب کے نام سے موسوم ہو گئے۔ اور بے شمار مخلوق کی فیض رسانی کا باعث ہوئے۔ مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ اور مزار مبارک ان کا جنت البقیع میں ہے۔

مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیمی اور بڑے خاص الخاص دوستوں میں سے تھے بابو کرم الدین صاحب مرحوم نے نوٹ بک میں ان کا چشم دید واقعہ

Marfat.com
Marfat.com

یوں بیان فرمایا۔ کہ میں اور مولوی فیروز الدین صاحب ایک دن مسجد ملیاراں واقعہ راولپنڈی شریف میں جہاں کہ حضرت خواجہ خواجگان بابا جی صاحب جناب خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے زیارت کے لئے گئے۔ جب مسجد شریف پر نظر پڑی دور سے ہی گلی کے موڑ پر مولوی فیروزالدین صاحب کو جذبہ ہو گیا۔ باآوازِ بلند ذکر کرنے لگ گئے۔ اپنا عصا اور پاپوش پھینک دیئے جو کہ میں نے اٹھالئے۔ جناب حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ آپ کے روبرو دیر تک بحالت جذبہ ذکر میں مشغول و مصروف رہے۔ تمام یار اور مسجد کے در و دیوار بھی متاثر تھے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب مذکور فرش پر گر گئے۔ اور پھر اٹھکر اسی طرح ذکر میں مشغول ہو گئے بڑی دیر کے بعد جناب بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو پکڑ کر بٹھا دو۔ اور خود حضور نے بڑی شفقت و مہربانی سے اپنا دست مبارک ان کی پشت پر پھیرا اور فرمایا۔ بیٹا صبر۔ صبر۔ حضور عالی کا یہ فرمانا تھا۔ کہ مولوی صاحب کو صبر آ گیا۔ مگر زار زار روتے رہے۔ مولوی فیروزالدین صاحب کا آخری وقت قریب آ گیا تو سب یاران طریقت جو ان کے گاؤں میں موجود تھے اور دیگر نیک و صالح آدمیوں کو بھی بلا کر کہنے لگے کہ مجھے ذرا سہارا دیکر بٹھا دو۔ اور سب مل کر ذکر جہر کرو۔ سب دوستوں نے مل کر خوب ذکر کرنا شروع کیا۔ ذکر اللہ کے عاشق تھے اسی ذکر کی حالت میں راہی ملک بقا ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی معیت میں مولوی فیروزالدین صاحب مرحوم نے بھی حج بیت اللہ شریف کا شرف حاصل کیا اور اثناء سفر میں جیسا کہ حق تھا خوب دل و جان سے خدمت بجا لاتے رہے علاوہ ازیں بہت مدت آپ کی خدمت عالیہ میں رہے اور منازل سلوک طے کر کے درجہ تکمیل کو پہنچے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلافت بھی عطا فرمائی ہوئی تھی۔ ان کو اپنے علاقہ پوٹھوار میں بڑی قبولیت اور خاص و عام میں شہرت حاصل تھی۔ موہڑہ پیکاں متصل مقام مندرہ ضلع راولپنڈی ان کا مولد و مسکن تھا۔ اور وہیں تربت مبارک بھی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

حاجی نظام الدین صاحب مرحوم ومغفور

حاجی نظام الدین کا مولد ومسکن کٹاریاں متصل نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی ہے اور مزار مبارک بھی ان کا اسی جگہ ہے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اور مخلص مریدوں میں سے ممتاز خلیفہ تھے۔ جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اختیار کی اور مدت مدید نہایت حسن عقیدت سے اس خدمت کو بجالانے پر دل وجان سے پابند رہے۔ پیر کامل کے برکات نظرات سے بہرہ مند ہوتے اور کمالات ومقاماتِ عالیہ کا اکتساب کرتے رہے اور دولت خلافت سے سرفراز وممتاز ہوئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی عاشق وشیدا تھے۔ اپنے پیرومرشد کے ہر لطف وعطا پر اپنی جان فدا کرتے تھے۔ نماز واوراد اور مراقبہ میں کمال استغراق تھا۔ اور سوز وگداز میں عجیب کیفیت رکھتے تھے۔ برادران طریقت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ قصہ مختصر یہ کہ ایک لمحہ بھی غفلت سے نہ گزرتا تھا۔ حین حیات اکثر سفر وحضر میں جناب حضرت قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر رہے۔ اور حق خدمت کو خوب اخلاص سے بجالاتے رہے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے سفر حجاز کیا۔ طواف بیت اللہ شریف اور حج وزیارت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور مدت مدید وہیں مقیم رہے جس زمانہ میں جناب حضرت صاحب حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ حاجی نظام الدین صاحب وہاں بیت اللہ شریف میں مقیم تھے۔ ایک دن طواف کررہے تھے کہ حضرت صاحب بھی اس وقت طواف میں مصروف تھے۔ حاجی نظام الدین صاحب کو پہلے جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کا علم نہ تھا۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رخ نور پر ان کی نگاہ پڑی تو یہ سمجھے کہ شاید حضرت صاحب کا تصور ہے۔ دوسری مرتبہ پھر جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو وفور محبت سے مدہوش ہوکر ایک نعرہ مارا اور گر پڑے طواف کرنے والے عربی لوگ موت موت پکارتے ان کے گرد جمع ہوگئے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا تو پہچان لیا کہ حاجی نظام الدین صاحب ہیں۔ لوگوں کو تسلی دی اور حاجی صاحب کو

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے گلے سے لگایا۔ جب کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو حاجی صاحب نے اپنی کیفیت بیان کی اور بہت خوش ہوئے۔ بڑے فدائی وشیدائی اور صاحب اثر دوست تھے۔ ان کی ذات سے بہت سی مخلوق کو فیض پہنچا۔ آخری وقت بھی ان کا بہت ہی اچھا گزرا اور خود جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ جس میں اولیائے اللہ اور رجال الغیب بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو علیین میں اعلیٰ مراتب عطا فرمائے اور ان کی قبر کو بھی تا قیامت روشن رکھے۔ آمین

سید غلام شبیر صاحب بی۔اے مرحوم ومغفور

سید غلام شبیر صاحب سادات سے تھے۔ قصبہ تلوں ضلع جالندھر ان کا مسکن ومولد ہے۔ زمانہ طلب علمی میں ہی حق تعالیٰ کی عنایت ازلی نے ان کو اپنی طلب میں درد اور عشق کے سوز وگداز کی نعمت عطا فرمائی۔ لاہور جس کالج میں صوفی محبوب الٰہی صاحب ایم۔اے تعلیم پاتے تھے اسی کالج میں شاہ صاحب مرحوم بھی پڑھتے تھے۔ صوفی محبوب الٰہی صاحب ایم۔اے اس زمانہ میں سنت سنگھ کے نام سے پکارے جاتے تھے جو کہ صدق دل سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہو چکے تھے مگر ظاہری صورت وہی اختیار کیے ہوئے تھے جس میں چند ایک حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں۔ شاہ صاحب مذکور اکثر صوفی محبوب الٰہی صاحب کے اطوار کو مدنظر رکھتے اور انہیں کچھ شبہ گزرا کہ یہ شخص باوجود سکھ ہونے کے اسلامی شعار کی پابندی کا بڑی شائق ہے ایک دن موقعہ پا کر صوفی محبوب الٰہی صاحب سے دریافت کرنے لگے کہ ظاہر میں تو آپ سکھ ہیں مگر میں نے بڑی تاڑ رکھی اور دیکھا کہ آپ نماز بھی پڑھتے ہو اور قرآن مجید کا بھی مطالعہ کرتے رہتے ہو۔ اور جیسے مسلمان بزرگ مراقبہ کرتے ہیں آپ بھی اکثر اسی طریق میں مشغول رہتے ہو۔ یہ معاملہ کیا ہے پہلے تو صوفی صاحب نے سید غلام شبیر صاحب کو ٹالنے کی کوشش کی مگر وہ کب ٹلتے تھے۔ ایک کالج اور ایک کلاس میں پڑھنے والے طالب علموں کو جو محبت والفت آپس میں ہوتی ہے۔ وہ سگے بھائیوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ آخر کار صوفی محبوب الٰہی صاحب نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا تذکرہ کر دیا جس کو سنکر سید غلام شبیر

Marfat.com
Marfat.com

صاحب کے دل میں ولولۂ عشق و محبت الٰہی موجزن ہو گیا۔ اور ذوق وشوق الٰہی نے سید غلام شبیر صاحب کو جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لا حاضر کیا۔ نہایت عقیدت اور بڑی نیاز مندی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت سے مشرف ہو کر سلسلۂ بیعت میں داخل ہو گئے۔ چونکہ صدق اور اخلاص سے آئے تھے مورد لطف و عنایاتِ خاص بن گئے۔ بعد فراغت تحصیل علوم بسلسلہ تلاش معاش کوئٹہ پہنچے۔ ملازمت مل گئی اپنی خداداد استعداد و قابلیت کے طفیل ترقی کرتے گئے۔ یہانتک کہ ای۔ اے سی بھی مقرر ہو گئے۔ باوجود ان دنیاوی علائق کے دن بدن جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و محبت اور عقیدت میں بھی ترقی کرتے گئے۔ اور مقامات عالیہ واحوال پسندیدہ سے سرفراز ہوتے رہے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الطاف شاہ صاحب کے حال پر نہایت درجہ مبذول تھے۔ اور ان کو داخل زمرہ خاصاں سمجھتے تھے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ افسوس کہ شاہ صاحب سید غلام شبیر عین عالم شباب میں جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حینِ حیات ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء حادثہ فاجعہ زلزلہ کوئٹہ میں جام شہادت نوش کر کے راہی ملک بقا ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سائیں نور الحسن صاحب مرحوم و مغفور

آپ کا مولد و مسکن موضع چنڈ جھاٹلہ ضلع و تحصیل راولپنڈی ہے محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔ درویشی اور خداطلبی کا شوق آپ کے سینہ بے کینہ میں موجزن ہوا۔ اور دل صحبت فقرا کی طرف مائل ہو گیا۔ مرشد کامل کی تلاش میں مصروف تھے کہ قسمت نے یاوری کی اور جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر پہنچایا۔ آپ کی زیارت فیض بشارت سے تسکین اور اطمینان قلبی پایا۔ جناب حضرت صاحب کے دست حق پرست پر توبہ و انابت سے مشرف ہو کر زمرہ غلامان میں داخل ہو گئے۔ محبت و جذبہ دن بدن ترقی کرتا گیا۔ اس زمانہ میں جناب حضرت صاحب قدس سرہ کی خدمت میں بکثرت حاضر ہوتے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ عالیہ سے یہ ولولہ سائیں صاحب مذکور کے دل میں روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ خلوت و گوشہ نشینی اور خاموشی کی طرف طبیعت زیادہ

Marfat.com
Marfat.com

راغب ہو گیا یہانتک کہ ایک مرتبہ ایک قیدی کو کسی دوسری جگہ پہنچانے پر متعین ہوئے راستہ میں نماز کا وقت آ گیا قیدی کو کہنے لگے کہ تم بیٹھو اور میں نماز پڑھ لوں۔ نماز پڑھنے کے بعد مراقبہ میں دیر تک ایسے محو اور مستغرق رہے کہ قیدی کا خیال نہ رہا۔ بڑی دیر کے بعد جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ قیدی موجود نہیں۔ ادھر ادھر دیکھا بھالا مگر قیدی تو بھاگ گیا تھا۔ واپس جا کر اپنے افسر بالا کو اطلاع دی کہ قیدی بھاگ گیا ہے۔ قانونی سلوک ہوا اسمیں صاف صاف بیان دیئے کہ نماز پڑھنے لگ گیا اور قیدی کو بٹھا دیا تھا۔ مجھے نماز اور وظیفہ میں ذرا دیر لگ گئی۔ جب فارغ ہو کر دیکھا تو پھر قیدی نظر نہیں آیا۔ افسر نے بغیر کسی سزا و جرمانہ کے بالکل صاف بری کر دیا۔ اس کے بعد چند دن ملازمت کی اور عشق الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ ملازمت وغیرہ ترک کر دی۔ اور شب و روز یاد الٰہی اور ذکر و مراقبہ میں گزارتے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے خلعت خلافت عطا فرما کر ہندوستان کی طرف سیر و سیاحت کے لئے ارشاد فرمایا۔ جس کو سائیں صاحب نے بسر و چشم قبول کر کے بہت اچھی طرح نباہا۔ سائیں صاحب مذکور خلق عظیم و حسن سلوک سے متصف تھے حضرت مولینا عین القضاۃ صاحب لکھنوی اکثر آپ کو بلا لیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ گاہ بگاہ ضرور ملاقات کر جایا کریں۔ کہ آپ کے وجود سے نسبت مجددیہ کی خوشبو آتی ہے ہندوستان میں عموماً اور لکھنو اور اس کے مضافات میں خصوصاً بہت سی مخلوق سائیں صاحب سے مستفیض و مستفید ہوئی۔ آخر کار بمقام گھکر متصل قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو میں اقامت اختیار کر لی تھی اسی مقام پر آپ کا انتقال ہوا۔ اور اسی جگہ دریائے گومتی کے کنارہ پر سائیں صاحب مذکور کا مزار مبارک واقع ہے۔

الغرض جناب خواجہ خواجگان قبلہ عالم و عالمیاں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند خلفاء رحمۃ اللہ علیہم کے حالات تبرکاً بالاختصار درج کرنے کے بعد عرض ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ کی ذات عالی برکات اور والا صفات سے جو فیض پھیلا ہے اس کو دنیا جانتی ہے۔ اور روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ آپ کی ذات بابرکات مخلوق خدا کے لئے رحمت الٰہی تھی۔ ان حضرات کے علاوہ آپ کے بے شمار خلفاء مختلف اطراف و ممالک اور

Marfat.com
Marfat.com

ہندوستان کے طول وعرض میں موجود ہیں جن میں سے چند کے اسمائے گرامی جو یاد ہیں درج کر دیئے جاتے ہیں۔ ورنہ حضور قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد بیشمار ہے۔ مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم ساکن گلپیڑہ ضلع میر پور۔ ضلع شرف الدین صاحب مرحوم ساکن کوٹھ متصل جہلم۔ مولوی محمد اکبر صاحب مرحوم ساکن بھا گپور متصل گوجر خان۔ مولوی احمد دین صاحب مرحوم ساکن قصبہ ڈھاباں ضلع شیخوپورہ۔ مولوی دادن خاں صاحب مرحوم ساکن موضع نڑولہ ضلع راولپنڈی۔ مولوی مردان علی صاحب مرحوم ساکن مرادی ججیل ضلع راولپنڈی۔ یہ تمام حضرات جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء تھے جو اس عالم فنا سے عالم بقا کو پہنچ چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

زندہ موجود حضرات سے جن کے اسمائے گرامی یاد ہیں درج ذیل ہیں:

مولٰینا مولوی عبدالغنی صاحب ساکن سلہڑ متصل ایبٹ آباد بڑے علامہ فہامہ اور فاضل اجل اور اعلیٰ درجہ کے واعظ ہیں۔ مولوی محمد یٰسین صاحب ساکن موضع کالوخان ضلع پشاور کے ہیں انکے ذریعہ سے علاقہ سوات بنیر اور یاغستان بہت مستفیض ہوا اور ہو رہا ہے۔ حضرت مولٰینا مولوی شیخ احمد صاحب اور انکے فرزند ارجمند الحاج الحافظ القاری حافظ عبداللہ صاحب سکنائے مقام تترال تحصیل پنڈدادن خاں ضلع جہلم۔ مولوی عبدالکریم صاحب امام مسجد خلاصی لائن راولپنڈی۔ حافظ محمد زمان صاحب جو مسجد ایم ٹی چک لالہ میں امام ہیں۔ حاجی صوفی الٰہ دین صاحب ڈرائیور۔ مولوی نیاز اللہ صاحب امام مسجد ملٹری ہسپتال راولپنڈی۔ صوفی محمد حسن صاحب ساکن کنوہا ضلع راولپنڈی۔ مولوی علی احمد صاحب ساکن چنگا بنگیال متصل گوجر خان یہ حضرت وعظ میں مثنوی مولٰینائے روم بہت استعمال فرمایا کرتے ہیں اسی بنا پر جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کو مولوی مثنوی کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ ڈاکٹر قطب الدین صاحب ساکن موضع سنگھوری ضلع راولپنڈی۔ صوفی شاہولی ساکن قصبہ موہری ضلع گجرات۔ حکیم محمد شفیع صاحب ساکن کالاشاہ کاکو ضلع شیخوپورہ۔ حافظ عبدالمجید صاحب امام مسجد بیری والی گوجرانوالہ۔ سائیں نور محمد صاحب ساکن موضع کوٹلیاں۔ پیر جلال الدین صاحب ساکن واہنڈو ضلع گوجرانوالہ' صوفی

Marfat.com
Marfat.com

محبوب الٰہی صاحب ایم۔ اے مولوی محمد علی صاحب ساکن موضع سیکھم ضلع سیالکوٹ۔ صوفی احمد دین صاحب ساکن کنجاہ ضلع گجرات۔ مرزا چراغ بیگ ساکن شاہدرہ (لاہور)۔ مولوی زین العابدین صاحب لاہوری۔ مولوی سندھی صاحب ساکن ملتان۔ مستری محمد حسین صاحب ہیڈ آرمر جنڈولہ وزیرستان۔ بابو فضل الٰہی صاحب دیوانہ ساکن تیرو چک۔ مولوی شیر زمان صاحب ساکن سید پور۔ ماجد حسین صاحب ضلع لکھنو والے۔ مولوی عبدالروف صاحب لکھنوی۔ شیخ غلام مبین صاحب ساکن قصبہ رسولی ضلع بارہ بنکی۔ عبدالرحمٰن صاحب ساکن اکرہ موہڑہ ضلع جہلم۔ صوفی نورالدین مونہ ڈپو والے۔ محمد حیات بلوچ۔ صوفی میراں بخش کاٹھ گڑھ والے۔ یہ تمام حضرات جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقہ ذکر تعلیم کرنے کی اجازت سے موذون ہیں۔ انکے علاوہ اور بہت سے ایسے دوست ہیں جن کو اکثروا اخوانکم فی الدین کے ارشاد مطابق جناب حضرت صاحب نے دیگر مخلوق خدا کو بھی ذکر کی تعلیم و طریقہ سکھانے کی اجازت فرمائی ہوئی تھی۔ جیسا کہ اکثر مشائخ طریقت بعض دوستوں کو کامل ہونے سے پیشتر ہی محض بہتری مخلوق اللہ کی خاطر اجازت فرماتے رہے ہیں۔ یہاں پر ایک نہایت ضروری امر کا اظہار کر دینا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس قسم کے مخلصین کو طریقہ ذکر سکھانے کی اجازت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس وجہ سے عوام الناس کو گمراہی و ضلالت سے حق تعالیٰ کے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی جائے نہ یہ کہ اس اجازت کو کمال و تکمیل کی سند اور تمغہ جان کر اصلی مقصود سے دور جا پڑیں۔ نفس و شیطان دو بڑے زبردست دشمن ہر وقت گھات میں ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ انسان کے دل میں اس اجازت سے کمال و تکمیل کا وہم ڈال کر اسے مقصود سے محروم رکھ کر ہلاکت کے گڑھے میں ڈالیں۔ لہٰذا اس قسم کے احباب کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ اخلاص و محبت کے ساتھ ترقیات و کمالات حاصل کرنے میں مصروف رہیں اور بقیہ خصائل ذمیمہ کو دور کر کے حصول تکمیل کے لئے سعی بلیغ فرمائیں۔ نہ یہ کہ طریقہ، تعلیم کرنے کی اجازت کو اپنے کام کا اصل مقصد خیال کر لیں۔ اور اپنے معاملہ کو اس کے تابع بنا دیں۔ کہ اس میں سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

ملخص از ملفوظات

حضرت غوث صمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ممکن ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ بعض ایسے دوست بھی ہوں گے جن کے اسمائے گرامی سہواً رہ گئے ہوں گے ایسے احباب معاف فرمائیں کہ انسان ضعیف البیان مجموعہ خطاؤ نسیان ہی سے اس قسم کی لغزشیں واقع ہوتی ہیں۔ جناب قبلہ عالم سیدی ومولائی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض عمیم سے جس قدر مخلوقات مستفیض ہوئی اور محبان اللہ واہل اللہ کا جو اجتماع آپ کی مجلس مبارک میں دیکھا گیا اور اس طرح محض للہ فی اللہ کی جمعیت اور مخلوق خدا کو فیض رسانی آپ کے وجود پاک کی برکت سے ہوئی فی زمانہ اور کہیں نظر نہیں آئی۔ راقم الحروف ہی نہیں بلکہ دیگر صاحبان طریقت بھی جنہوں نے گاہ بگاہ آپ کی مجلس مبارک سے استفادہ حاصل کیا۔ بکثرت اس امر کے معترف ہیں کہ واقعی جو الطاف و افضال کریمانہ یہاں نظر آتے ہیں وہ اور کہیں دکھائی نہیں دیتے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

Marfat.com
Marfat.com

باب ہفتم

متفرقات

آثار الکریم کی کتابت ختم ہو چکی تھی کہ بعض اصحاب نے چند واقعات بھیج کر استدعا کی جس کا متعلقہ ابواب میں اندراج نہ ہو سکتا تھا مگر ان کا شائع کرنا چونکہ ضروری ہے۔ اس لئے ان کو اس باب میں درج کر دیا جاتا ہے۔

میاں عبداللطیف صاحب سب جج بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حسب معمول صبح کی مجلس شروع ہوئی۔ رخصت کا دن تھا۔ اطراف سے کافی دوست جمع ہو گئے۔ اس وقت ایک دوست شجرہ معرفت پڑھ رہا تھا اور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے جاتے تھے۔ اللہ۔ اللہ وہ وقت بھی کیا عجیب تھا۔ جب یہ محبتیں یاد آتی ہیں۔ اور حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ کے الطاف کریمانہ پر نظر جاتی ہے۔ تو بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں اللہ کریم کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جناب صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کی صورت میں ہمیں ایسا رہبر عطا فرمایا جو ہمہ صفت موصوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ اور اس فیض کریمی کو تا ابد جاری رکھے۔

مندرجہ بالا مجلس میں شجرہ معرفت کا مضمون یہ تھا۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وعظ میں ایسی تاثیر تھی۔ کہ کئی سامعین شہید ہو جاتے تھے ایک شخص وہابی اس وقت مجلس میں موجود تھا۔ وہ معترض ہوا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ وعظ سنتے سنتے شہید ہو جائے۔ جونہی یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے۔ میری نگاہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک

Marfat.com
Marfat.com

پر پڑی۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ایسا رعب و جلال پیدا ہو گیا۔ کہ دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ خبردار اس کلام میں شک مت کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب وعظ فرمایا کرتے تھے۔ تو پرند آپ کے سر پر سایہ کیا کرتے تھے۔ وحشی جانور اپنے اپنے حال میں مدہوش۔ خاموشی سے وعظ سنا کرتے تھے۔ جب وحشی اپنے حال سے بیخبر ہو جاتے تھے۔ شیر بکری یکجا جمع ہو جاتے تھے۔ تو ذی فہم انسان پر یہ حالت وارد ہو جائے۔ تو شہادت کوئی بڑی بات نہیں۔ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے وعظ میں بھی ایسی ہی تاثیر تھی۔ کہ لوگ شہید ہو جاتے تھے۔ تمہیں کیا معلوم میں اسوقت حضرت داؤد علیہ السلام کی روح مبارک کو مشاہدہ کر رہا ہوں۔ وہ اس مجلس میں حاضر ہے۔ اور مجھے بتا رہی ہے۔ کہ یہ جو واقعہ ہے۔ اور جو میں بیان کر رہا ہوں۔ بالکل صحیح ہے۔ اور اس میں ذرا بھر شک نہیں۔ یہ الفاظ تھے جو اتنے موثر تھے کہ تمام دوستوں کی زبان گنگ اور حواس مختل تھے۔ مگر ان میں سے ایک شخص غلام علی نے لب کشائی کی جرأت کی۔ اور عرض کیا کہ جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ حق ہے۔ حق ہے۔ حق ہے۔ اور کہتے ہی بیہوش ہو گیا۔ حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لو دیکھ لو حضرت داؤد علیہ السلام کی روح مبارک کام کر گئی ہے۔ یہ شخص اب نہیں بچے گا۔ اسے فوراً گھر پہنچاؤ۔ موضع بمک راولپنڈی سے بالکل قریب ہی ہے۔ بہت جلد اس دوست کو ان کے گھر پہنچا دیا گیا۔ گھر پہنچنے کی دیر تھی کہ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ خبر سنی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ دوست شہید کے درجہ کو پہنچ گیا ہے۔ دوستوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ادب کو نگاہ رکھیں۔ اور کوئی بات خلاف ادب اپنے منہ سے نہ نکالیں۔ یہ بات یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دوست مرا نہیں کرتے۔ بعد وصال ان کی روح بہت زیادہ کام کرتی ہے۔ جیسا کہ تم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرف خیال کرو۔ وہ ہر وقت خدا سے ڈرتے تھے۔ اس کی عبادت کرتے تھے۔ خدا ان سے خوش تھا۔ جو دعا مانگتے قبول ہوتی۔ جانور ان کے حکم کی

Marfat.com
Marfat.com

اتباع کرتے پھر آپ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ قصہ بیان فرمایا۔ کہ کس طرح وہ ایک دفعہ جنگل میں راستہ بھول جانے کی وجہ سے شیر سے دو چار ہو گئے۔ شیر کو دیکھ کر وہ بالکل نہ گھبرائے۔ بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحارث تو جانتا ہے۔ کہ میں کون ہوں۔ میں اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اپنے لشکر سے جدا ہو گیا ہوں۔ راستہ بھول گیا ہوں۔ تو اس جنگل سے واقف ہے۔ میری رہبری کر۔ شیر یہ الفاظ سنکر حضرت سفینہ کے قریب آ گیا۔ اپنا جسم آپ کے ساتھ ملا۔ اور آگے آگے روانہ ہو گیا۔ جنگل کے ختم ہونے پر سامنے اسلامی لشکر نظر آیا۔ شیر واپس چلا گیا۔ اور آپ لشکر میں جا ملے۔ یہ آپ کے غلاموں کا حال ہے۔ ایک ہم ہیں۔ کہ ہمارا کہنا ہمارا نفس نہیں مانتا۔ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ورنہ ہماری ہر عادت مسلمانوں سے جدا ہے۔ خدا کی عبادت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تو عادت کے طور پر اخلاص بالکل نہیں رہا۔ خدائے برتر فقیر کے دوستوں کو اخلاص سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میر عبدالعزیز صاحب بی۔ اے جو ڈاک خانہ کے محکمہ میں ایک ممتاز عہدہ پر سرفراز ہیں۔ اور ہمارے مخلص دوستوں میں سے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ زمانہ تعلیم سے لے کر اس وقت تک میرا یہ اصول رہا ہے۔ کہ کوئی کام بھی بلا اجازت جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں کرتا تھا۔ اب بھی آپ کے وصال کے بعد اسی طرح جناب حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ، ربہ، سے اجازت لے لیا کرتا ہوں۔ کیونکہ خالق نے جو چشم بصیرت ان بزرگوں کو عطا فرمائی ہوئی ہے۔ وہ ہم آنکھوں کے اندھوں کو نصیب نہیں۔ میں تعلیم سے فارغ ہو کر محکمہ ڈاک خانہ میں ملازم ہوا جگہ اچھی مل گئی۔ لیکن اکثر اوقات حاسدوں کے حسد اور تعصب کا شکار ہوتا رہتا تھا۔ اور ایسی خراب فضا میں ایک دن بھی گذارنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ واقعات کی اطلاع جب جناب قبلہ عالم حضرت صاحب قدس سرہ کی خدمت میں دی جاتی۔ تو وہاں سے صبر کی تلقین آتی۔ انہی دنوں میں محکمہ تعلیم میں جگہ خالی ہو گئی۔ تنخواہ بھی زیادہ تھی۔ فوراً حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گذارش کی گئی۔

Marfat.com
Marfat.com

اور اس انداز میں اپنی طرف سے خط لکھا۔ کہ حضور خوش ہو جائیں۔ اور بہت جلد منظوری دے دیں لیکن میری حیرانی کی حد نہ رہی۔ جبکہ مجھے موجودہ ملازمت کو ترک کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ آپ کے ارشاد مبارک کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور حاسدین کے حسد کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے کام کو بخوبی انجام دیتا رہا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد میری تبدیلی پشاور ہو گئی۔ اور ساتھ ہی ترقی بھی ہو گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اگر میں دوسرے محکمہ میں چلا جاتا تو وہ جگہ بوجہ عارضی ہونے کے اِس وقت بیکار ہوتا۔ لیکن خدا نے اپنے بندے کی بات کو سچ کر دکھایا۔ اور مجھے یہاں تک ترقی ملی کہ اب ایک ممتاز درجہ پر ہوں۔ اور امید ہے کہ خالق کے فضل و کرم سے اور حضور جناب صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی کی توجہ سے اور آپ صاحبان کی دعا سے مزید ترقی کروں گا۔ خالق ہم کو سیدھے راستے پر چلائے اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے بزرگان دین کے نقش قدم پر چلیں۔ آمین

مستری عبدالرحمٰن صاحب ڈرائیور جو شہر راولپنڈی محلہ کریم پورہ میں رہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب و دیگر خاندان وہابی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ایسے ماحول میں پرورش پا کر یہ کبھی خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ ایسا شخص کبھی کسی بزرگ کی خدمت میں بھی حاضر ہوگا۔ لیکن خدا کو منظور ہی ایسا تھا۔ سبب ایسے پیدا کر دیئے کہ میں راولپنڈی پہنچا۔ پہلی ہی بار جب جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر نظر پڑی تو ایک کشش پیدا ہو گئی۔ خدمت میں حاضر ہوا۔ بیعت کے لئے درخواست کی جسے آپ نے شرفِ قبولیت بخشا اور حلقہ غلامی میں داخل کر لیا۔

میرے عزیز محلہ بوہڑ میں رہتے ہیں۔ وہاں اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں اپنا رشتہ کرنا چاہا۔ جس کو سوائے لڑکی کے والد کے سب نے بخوشی منظور کر لیا۔ اِدھر اُدھر سے سب رشتہ داروں نے زور دیا۔ لیکن وہ نہ مانا اور اپنے گھر والوں کی مرضی کے خلاف لڑکی کا رشتہ اور جگہ تجویز کر دیا۔ جب مجھے علم ہوا تو میں نے اس واقعہ کی اطلاع جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دی آپ نے تسلی دی اور فرمایا کہ یہ رشتہ کہیں باہر نہیں جا سکتا۔

Marfat.com
Marfat.com

مجھے بھی اطمینان ہو گیا۔ لڑکی کا والد چاہتا تھا کہ لڑکا خوشامد کرے لیکن مجھے ان دنیاوی باتوں کا علم نہ تھا نہ میں وہاں گیا اور نہ ہی وہ اپنی ضد سے باز آیا۔ حتیٰ کہ مجھے یہ خبر سنائی گئی کہ وہ رشتہ کسی اور جگہ کر دیا گیا ہے۔ بلکہ شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی ہے۔ دوبارہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپ نے پھر فرمایا صبر کرو۔ شادی کی تیاریاں دونوں طرف شروع ہو گئیں اور میں قدرت کے کام دیکھتا رہا لیکن میرے قبلہ کی تسلی سے میرے دل میں تسکین ضرور تھی اور ذکر و مراقبہ میں مشغول رہا۔

مقررہ تاریخ سے ایک دن پیشتر جبکہ لڑکی کا والد بازار سے گزر رہا تھا۔ میرے ایک دوست سے جو میرا بہت ہی خیر خواہ تھا ملا۔ دوست نے پوچھا۔ میاں صاحب کدھر آئے۔ میاں صاحب نے جواب دیا کہ کل لڑکی کی شادی ہے۔ بازار سے ضروری سامان خریدنے جا رہا ہوں۔ میرے دوست نے کہا میاں صاحب اشیاء پھر خریدنا۔ پہلے اپنے داماد کی تو خبر لو۔ وہ رات سے حوالات میں ہے اس نے ایسا ایسا فعل کیا ہے۔ پہلے ضمانت دے کر رہا کرا لاؤ۔ پھر اور کام کرنا۔ میاں صاحب حیران و پریشان واپس گھر آ گئے۔ گھر والے پہلے ہی اسے رشتہ دینے پر رضامند نہ تھے۔ انہوں نے کہا اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ پہلی جگہ رشتہ کر دو۔ میاں صاحب کا خدا بھلا کرے۔ کہ وہ بھی خوش ہو گئے اور دوسرے دن شادی میرے ساتھ ہو گئی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا آپ نے خالق کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی مجھے مبارکباد بھی دی۔ تمام لوگ اس حقیقت اور واقعہ سے بہت حیران ہوئے مگر مجھے یقین ہے کہ یہ تمام میرے قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا اثر اور آپ کا باطنی تصرف تھا۔

حافظ اکبر صاحب خطیب مسجد نبویں لاہور بیان فرماتے ہیں کہ بیعت سے قبل میرے دل میں بارہا یہ خیال آتا کہ لوگ نمازِ تہجد کے لئے کس طرح اٹھتے ہیں اپنی طرف سے بہت کوشش کرتا کہ اس نعمت سے بہرہ یاب ہو جاؤں۔ لیکن غفلت ہی رہی جب میں حضور کے حلقہ غلامی میں داخل ہوا تو ایک رات تہجد کے وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری چارپائی کے قریب تشریف فرما ہیں اور فرماتے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ بیٹا! اٹھو تہجد کی نماز پڑھو۔ اس دن سے آج تک کبھی یہ نماز قضا نہیں ہوئی۔

حافظ صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں سویا ہوا تھا ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے پہلے میرا دایاں ہاتھ دبایا لیکن میں نے خیال نہ کیا پھر بایاں ہاتھ کسی نے ہلایا۔ میں نے پھر بھی کوئی خیال نہ کیا اور سو گیا۔ دفعتہً میرے قبلہ و کعبہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو ایسا پکڑا کہ مجھے سخت گرمی محسوس ہوئی اور بیتاب ہو کر اٹھ بیٹھا دیکھا تو فرش کی چٹائی کو آگ لگی ہوئی تھی۔ اور اگر تھوڑی دیر اور غفلت کرتا۔ اور میرے قبلہ باطنی تصرف سے امداد نہ فرماتے تو آگ اپنا کام تمام کر دیتی۔ الحمد للہ کہ حضور کے باطنی تصرف و امداد سے ہم سب بال بال بچ گئے۔

بابو محمد اسمٰعیل صاحب محکمہ ملٹری گراس فارم تقریباً چار سال راولپنڈی رہے۔ دوران قیام جو کلمات طیبات جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان معارف بیان سے سنے۔ یا جن واقعات کا مشاہدہ کیا۔ من و عن اپنی بیاض موسومہ "انمول موتی" میں درج کرتے رہے۔ چنانچہ ان کا بیشتر حصہ باب دوم میں درج ہو چکا ہے۔ کچھ واقعات رہ گئے تھے۔ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

عید گاہ کے دوستوں میں سے ایک دوست شاہ محمد نے بیعت ہونے کا واقعہ مجھ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ میں کوہاٹ میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پروانہ وار حضور کے گرد پھرتے ہیں۔ اور حلقہ غلامی میں داخل ہوتے جاتے ہیں میں بھی دیکھا دیکھی بیعت ہو گیا۔ میرا ایک ہمراز تھا اس نے جب سنا کہ میں بیعت ہو گیا ہوں۔ تو اس نے مجھے کہا کہ تم نے سخت غلطی کی۔ تمام عیوب تم میں پائے جاتے ہیں۔ اور ایک بزرگ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ بھی کر لی ہے کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ اب اگر تم کسی فعل بد کے مرتکب ہوئے تو یاد رکھنا تباہ ہو جاؤ گے۔ بہتر ہے بیعت واپس کر دو۔ مجھے اس بات سے بہت فکر ہوا۔ رات جوں توں کر کے گذاری۔ صبح کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ میں بہت گنہگار ہوں میں توبہ پر قائم نہیں رہ سکوں گا۔ ایسا نہ ہو۔ اس لغزش کے باعث تباہ ہو

Marfat.com
Marfat.com

جاؤں۔ لہٰذا بیعت واپس کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو ذکر تم کو بتایا ہے۔ اسے کرتے رہو۔ انشاء اللہ راہ راست پر آجاؤ گے۔ انسان جب سچے دل سے توبہ کرتا ہے۔ اس کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ فکر نہ کرو۔ میں نے جب یہ بات سنی تو میں مطمئن ہو گیا۔ گذشتہ عمر پر افسوس کیا اور رات کو خوب رویا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور آپ کی دعا و توجہ سے پھر کسی برے فعل کا ارتکاب تو در کنار خیال تک نہیں گذرا۔

بابو محمد مظفر صاحب صدیقی بھی محکمہ گراس فارم میں ملازم ہیں۔ وہ مرزائیوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے۔ ایک دن کسی طرح میں انہیں اتوار کی مجلس میں لے آیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوستوں کو ایسے پر تاثیر لہجہ میں وعظ فرما رہے تھے کہ دوست زار زار رو رہے تھے۔ بابو محمد مظفر کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ فرمانے لگے کہ عرصہ سے مرزائیوں کی مجالس میں جاتا رہتا ہوں۔ لیکن جو مزہ و لطف آج اس مجلس میں آیا ہے کبھی نصیب نہیں ہوا۔ دوسرے اتوار خود شوق سے تشریف لائے۔ اس دن کی کیفیت دیکھ کر خود بخود بیعت ہو گئے اور مرزائیت سے توبہ کر کے ازسر نو مسلمان ہو گئے۔ اور ان کا شوق اور بڑھ گیا۔۔۔ جب کبھی فراغت پاتے۔ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیادہ التفات نہ فرماتے۔ بابو محمد مظفر صاحب کا خیال تھا کہ جس طرح مرزائی چندہ کی خاطر میرے پیچھے دوڑتے رہتے تھے۔ اور خوشامد کیا کرتے تھے۔ اسی طرح یہاں بھی آؤ بھگت ہوگی۔ لیکن یہاں معاملہ ہی الٹا نکلا۔ اس بات نے مجھے مرزائیوں کی طرف سے بالکل بدظن کر دیا۔ کہ وہ محض چندہ کی خاطر مجھ سے ظاہر طور پر اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ وہ ہر وقت خدا کی یاد میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی محبت میں زیادہ زیادہ ترقی بخشے۔

حافظ عبدالواحد جو حافظ جھنڈے والے کے نام سے مشہور تھے مرزائیوں کے ساتھ خوب مناظرہ کیا کرتے تھے۔ مرزائیوں کے ردّ میں انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ایک روز وہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے تھوڑی دیر کے بعد رخصت کر دیا۔ رات کو خواب میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ حافظ جھنڈے والے کوتیس روپے دے دو۔ صبح اٹھ کر حافظ صاحب کی تلاش کی گئی۔ لیکن وہ نہ ملے۔ حضرت صاحب نے روپے گن کر علیحدہ بطور امانت رکھ دیئے کہ جب کبھی بھی حافظ صاحب آئیں گے۔ انشاء اللہ دے دیئے جائیں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد حافظ صاحب جھنڈے والے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہاری امانت میرے پاس پڑی ہے۔ مہربانی فرما کر اسے قبول فرمایئے حافظ صاحب نے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی اشارہ ہوا تھا۔ لیکن میں خود کسی سے سوال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دراصل بات یہ تھی۔ کہ مجھے مرزائیوں کے ردّ میں ایک کتاب چھپوانی تھی۔ مگر میرے پاس رقم نہیں تھی یہ سب اسی لئے ہوا۔ حافظ صاحب نے رقم بخوشی قبول کر لی۔

حافظ جھنڈے والے نے کوہ مری میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرماوے۔ بہت ہی مقبول بارگاہ رب الرحیم تھے۔ مرزائیت کی تردید میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے پیشوا کا وصال ہو چکا ہے کیا مجھے آپ بیعت کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے پیشوا کے ساتھ کیا تمہاری محبت نہیں تھی۔ اگر محبت ہے تو پہلی بیعت کافی ہے۔ مراقبہ میں مشغول رہا کرو کیونکہ ایک کا مقبول تمام جہاں کا مقبول ایک کا مردود سارے جہان کا مردود ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری بیعت کس جگہ ہے۔ اس نے عرض کی کہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف سے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے باکمال بزرگ کے وصال کے بعد بھی تمہیں برابر فائدہ پہنچتا رہے گا۔ اپنے مرشد کی وصایا پر دل و جان سے پابند رہو۔ میاں صاحب مرحوم فقیر کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے حافظ صاحب عید گاہ کا قطعہ خالق نے آپ کو بہت ہی عجیب عطا فرمایا ہے۔ یہاں طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ یہی دل چاہتا ہے کہ ہر وقت خدا کی یاد میں لگے رہیں۔

بابو متولی خاں سکنہ پنڈ بھاٹلہ ضلع راولپنڈی نے بیان کیا کہ مجھے بچپن سے ہی فقراء و علماء کی صحبت میں بیٹھنے اور انکی خدمت کرنے کا شوق تھا۔ اور ایسے بزرگوں کی خدمت میں

Marfat.com
Marfat.com

بیٹھنے کا اکثر اتفاق ہوتا رہا۔ بحالت ملازمت فوج جبکہ ایک پلٹن میں سکول ماسٹر تھا اور پریڈ قواعد وغیرہ تمام کاموں سے مستثنیٰ تھا۔ اس لئے درود و وظائف و تلاوت قرآن و کتب بینی کا وقت کافی مل جاتا تھا۔ ہماری فوج کے امام مسجد صاحب ایک خضر صورت مولوی، سید، نیک عالم شاہ صاحب تھے۔ مولوی صاحب موصوف علم و عمل دونوں میں کامل تھے۔ مجھے وظائف سے فراغت پا کر صاحب موصوف کے ساتھ مسجد شریف میں بوقت صبح بیٹھنے اور تبادلہ خیالات کرنے کا اکثر موقعہ ملا کرتا تھا۔ پلٹن بھر کے آدمی بلالحاظ مذہب و ملت مولوی صاحب کے متعلق نیک عقیدہ رکھتے تھے۔ اور بوقت مشکل و مصیبت آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے بھی عرض کیا اپنے دریائے فیض سے ایک قطرہ مجھے بھی عطا فرماتے تو کیا ہوتا۔ جواب میں فرمایا کہ بابو جی مجھ میں اور آپ کے پیر کامل میں بہت فرق ہے۔ وہ تکمیل کا آخری سلسلہ ہیں اور میں ابتدائی۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو ایسے مرد کامل کی بیعت کا فخر حاصل ہوا۔ مولوی صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بھی حافظ صاحب کے دیدار کا شوق دامنگیر ہے۔ خدا کرے قدم بوسی کا موقعہ ہاتھ آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ دو ماہ کی رخصت پر گھر گئے۔ کسی وجہ سے نوشہرہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر راولپنڈی شریف سے گذرتے وقت حضرت صاحب سے ملنے کا خیال آگیا اور گاڑی سے اتر پڑے اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات اور زیارت سے مشرف ہو کر جہلم واپس تشریف لے آئے چھٹیوں کے خاتمہ پر ملازمت پر حاضر ہوئے تو بندہ بھی قدم بوس ہوا۔ مولوی صاحب حسب معمول بعد فراغت نماز مسجد میں وظیفہ کے لئے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ کہ بابو جی مجھے آپ کے مرشد صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ واقعی جو اوصاف بزرگان دین زمانہ سلف میں پائے جاتے تھے۔ وہ ان میں بھی موجود ہیں۔ نیز فرمایا کہ میں جناب کے خلق کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں گویا خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مجسم آپ کے وجود میں نظر آیا۔ بقول مولوی رومی

ہیں نبی الوقت باشد آں مرید   کہ ازد نور نبی آید پدید

نیز یہ بھی فرمایا کہ میں بطور مسافر و ناواقف حاضر خدمت ہوا تھا۔ مگر جناب نے کمال

Marfat.com
Marfat.com

تعظیم اور تپاک سے میرے ساتھ مصافحہ فرمایا۔ اور ہاتھ پکڑ کر اپنے نزدیک بٹھالیا۔ دیر تک مزاج پرسی فرماتے رہے مجھ سے پہلے کئی آدمی وہاں موجود تھے۔ جو میری ہی طرح زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان کی تواضع شربت سے کی جارہی تھی۔ ایک درویش نے ان سب کو شربت پلایا۔ بعد ازاں حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک سے مصری لے کر ایک برتن میں ڈالی۔ اور پانی باہر سے منگا کر اس میں ڈالا اور خود شربت تیار فرمایا پھر فرمایا کہ مستعملہ گلاس کو دھو کر لایا جائے۔ خادم نے فوراً گلاس دھو کر پیش کیا۔ صاحب موصوف نے اپنے دست مبارک سے شربت کا گلاس بھر کر مجھے دیا۔ میں نے عرض کیا کہ جو درویش باقی مہمانوں کی تواضع کر رہا تھا وہی میری تواضع کے لئے بھی کافی تھا اور گلاس میں سب آدمی پی رہے تھے۔ اس کے صاف کرانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ خاندان سادات کے مایہ ناز ہیں اسلئے آپ کی تعظیم میری ذات پر فرض ہے مجھے اس پر بہت تعجب ہوا کیونکہ میرے سید ہونے کی انہیں کوئی اطلاع نہ تھی۔ حضرت صاحب نے میرا خاندان معلوم کر لیا اور وہ خلق ظاہر فرمایا کہ میں اس اعتراف پر مجبور ہوں کہ آپ مجسم اخلاق ہیں۔ آتے وقت میں نے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا بھی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آپ کے مرشد بھی کامل بزرگ ہیں۔ مولوی صاحب حضرت پیر حیدر شاہ صاحب جلال پور شریف سے بیعت تھے۔ انہیں اپنے مرشد سے خرقہ خلافت بھی حاصل تھا مولوی صاحب خود بھی مجسم اخلاق تھے۔ میں انیس ۱۹ سال تک پلٹن میں رہا۔ مگر اس مدت میں مولوی صاحب کے چہرہ پر کبھی غصہ کی علامات نہیں دیکھیں۔

ڈھوک رتہ امرال متصل راولپنڈی کا ایک شخص اپنی بیوی سے بہتر سلوک نہ کرتا تھا۔ حالانکہ جب اس نے یہ نکاح کیا تو اس کی ایک پہلی بیوی بھی موجود تھی۔ اور اس نکاح کا باعث ہی محبت تھی۔ شروع میں تو بہتر سلوک رہا۔ مگر سال ۱۹۳۵ء میں انکے درمیان کچھ نزاع کے آثار پیدا ہو گئے اور نوبت بایںجا رسید کہ بیوی کی طرف شوہر نظر سے دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ یہ میاں بیوی ہمارے پڑوس میں ہی رہتے تھے۔ اور میری بیوی اور اس کی بیوی میں رسم و راہ بھی تھی اور اسے یہ بھی علم تھا کہ میں حضرت صاحب کا مرید ہوں۔ اس

Marfat.com
Marfat.com

لئے میری بیوی کی وساطت سے مجھ سے طلب امداد کی درخواست کی۔ حضرت صاحب نے ایک تعویذ دیا اور اس کا یہ اثر ہوا کہ دونوں میاں بیوی پہلے کی طرح ایک جان ہو گئے۔ تھوڑے دنوں بعد اس کا خاوند میرے گھر پر آیا اور اشتیاق ظاہر کیا۔ کہ میں بھی جناب حضرت صاحب کا دیدار کرنے کا آرزومند ہوں۔ اور اس تجلئ فیض کا غلام بننے کی خواہش دل مضطر میں قدرتی طور پر محسوس کرتا ہوں۔ ایک دن مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ چنانچہ ایک دن اس کو بھی ساتھ لے گیا وہ بھی دل سے معتقد ہو گیا اور آپ کے غلاموں کے زمرہ میں شامل ہو گیا۔ مندرجہ ذیل ہر دو مناجات جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت مرغوب خاطر تھیں۔ اکثر بوقت سحر پڑھا کرتے تھے یا دوستوں سے سنا کرتے تھے۔ لہٰذا احباب کی خاطر درج کر دی جاتی ہیں۔

تضمین از ظفر بادشاہ بر مناجات حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پئے دنیا یوں ہی بک بک کے عبث جان کھپائی — نہ دیا منزل عقبیٰ کا مجھے رستہ دکھائی
مگر اب جی میں ہے سب چھوڑ کے ہرزہ سرائی — ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نہ روم من بجز آں رہ کہ تو آں رہ بنمائی

نہ پھروں عہد سے جبتک کہ میرے دم میں رہے دم — رہوں پیمان محبت پہ ترے میں یوں ہی محکم
طلب وصل تری دل سے مرے ہو نہ کبھی کم — ہمہ درگاہ تو جریم ہمہ درکار تو پویم
ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی

نہ چپ و راست سے گر ہووے تیری نصرت و یاری — نہ تیرا عرش سے تا فرش اگر فیض ہو جاری
نہ کہے کیونکر خدایا یہ خدائی تجھے ساری — تو خداوند یمینی تو خدا وند یساری
تو خدا وند زمینی تو خدا وند سمائی

نظر آتی ہے جہاں میں جو سپیدی و سیاہی — قلم صنع پہ دے ہے تیرے دن رات گواہی
تیری یکتائی متبرا ہے ہر اک شئ سے الٰہی — تو زن و جفت نہ جوئی تو خور و خفت نخواہی
احدا بے زن و جفتی ملکا کام روائی

Marfat.com
Marfat.com

نہ پرستش کا تو محتاج نہ محتاج عبادت نہ عنایت تجھے درکار کسی کی نہ حمایت
نہ شراکت ہے کسی کی نہ کسی کی ہے قرابت نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

جسے تو چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری جسے تو چاہے بزرگی دے جسے چاہے حقیری
کرم و عفو سے کیونکر نہ کرے عذر پذیری تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی

گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے تو رزق رسانی تیرے الطاف سے محروم نہ میخوار نہ زانی
کہ تو ستار ہے اور واقف اسرار نہانی ہمہ راعیب تو پوشی ہمہ راعیب تو دانی
ہمہ رارزق رسانی کہ تو باجود و عطائی

خرد و فہم سے گر دل نے کوئی بات تراشی کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی
مرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی نہ بدے خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

رہی مصروف ثنا میں تیرے ہر چند خلائق نہ ادا پروہ ثناء ہو جو ثنا ہے تیرے لائق
کہ وہ فوق اور ہے جس فوق سے ہے سب پہ تو فائق نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق
نہ مقامی نہ منال نہ نشینی نہ بپائی

رہ تو صیف تری رکھتی نہایت ہے درازی نہ لگے ہاتھ یہ کوچہ تری بے بندہ نوازی
چلے کنہ حقیقت میں تری نکتہ طرازی بری از چون و چرائی بری از عجز و نیازی
بری از صورت و رنگی بری از عیب و خطائی

تجھے دوست کی حاجت ہے نہ اندیشۂ دشمن نہ تجھے کام ہے عشرت سے نہ شیوہ تراشیون
نہ تجھے چاہیے ماویٰ نہ تجھے چاہیے مسکن بری از خوردن و خفتن بری از تہمت مردن
بری از بیم و امیدی بری از رنج و بلائی

نہ رہا عالم طفلی و جوانی ہوئی پیری غم دنیا کی ہوس میں مجھے ہے گی یہ اسیری
نہ روا رکھ میرے حق میں تو یہ خواری و حقیری تو علیمی و حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نمائندہ فضلی تو سزا وار خدائی

Marfat.com
Marfat.com

ترے اوصاف بیان کرنے کی باندھے ہے جودھن جی　　دم تقریر ہے گنگی دم تحریر ہے لنجی
مری گو نوک زباں گنج معانی کی ہے کنجی　　نہ تواں وصف تو گفتن کہ تو در وصف نہ گنجی
تنواں شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی

نہ نظر کو ہے یہ قدرت کہ تیری دیکھے تجلی　　نہ خرد کو ہے یہ طاقت کہ تجھے پائے ذرا بھی
متحیر ہوں میں اسمیں کہ صفت کیا کروں تیری　　احد لیس کمثلی صمد لیس کفضلی
لمن الملک تو گوئی کہ سزا وار خدائی

ظفرؔ اس وقت میں خاموش ہو گیا غنچہ کی مانند　　کہ یہ اشعار مناجات کے یاد آئے اسے چند
کھولے توصیف میں کس طرح تری اپنی زباں بند　　لب و زبان سنائی ہمہ توحید تو گویند
مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

Marfat.com
Marfat.com

مناجات از مؤلف

اے خداوند کریم و بے نیاز — فضل پر تیرے فقط ہے مجھ کو ناز
تیری نافرمانیوں کے ماسوا — اور کچھ مجھ سے نہ ہرگز ہو سکا
نعمتیں کھا کھا تیری اے بادشاہ — کر رہا ہوں ہر گھڑی صدہا گناہ
کونسی نعمت ہے جو تونے نہ دی — اور بدی اس کے عوض میں نے نہ کی
تو میرا معطی و منعم ہے خدا — میں تیرا بندہ مگر بڑھ کر برا
ہائے صد افسوس میں سوتا رہا — اور کانٹے راہ میں بوتا رہا
ظلم اپنی جان پر کرتا رہا — تجھ سے اے آقا نہ کچھ ڈرتا رہا
عمر سب بے شرمیوں میں کی تباہ — ہو گیا سب سے میں بڑھ کر روسیاہ
آجکل کرتے ہوا لبریز جام — ڈھل گئی دوپہر اب آئی ہے شام
کام کا جو وقت تھا وہ چل دیا — اب بھلا بے وقت مجھ سے ہو کیا
سوجھتا مجھ کو نہیں ہے کوئی ڈھب — تیرے در تک ہو رسائی کس سبب
اک ذریعہ ہے فقط سب سے بڑا — تیرے بندوں کا ہے مجھ کو آسرا
تیرے بندوں کا وسیلہ لایا ہوں — بارگہ میں تیری روتا آیا ہوں
ان کے صدقے اے میرے پروردگار — رحم کر مجھ پر مرا ہے حال زار
کر مرے حق میں قبول ان کی دعا — میری تقصیر و خطا کو دے مٹا
گرچہ یہ مسکین ہے بڑھ کر برا — تیرا ہی بند ہے در پر آگرا

کر مجھے تو رد یا مجھ کو قبول
ہے مرا ہاتھ اور دامان رسول

Marfat.com
Marfat.com

شجرۂ مقدسہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

مصنفہ و مولفہ خادم آستانہ عالیہ

شیخ حسن الدین سپرنٹنڈنٹ تالیف و طبع انجمن حمایت اسلام لاہور

فضل یا رب مرے حال زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودہ عصیاں پر رحمت کی نظر

تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم اے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر درِ افضال باز

تجھ کو دیتا ہوں ترے جود و سخا کا واسطہ
فضل کا، رحمت کا، بخشش کا، عطا کا واسطہ

تیری رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
کیوں ہوں شاکی' جانتا ہوں مستحق میں ہی نہیں

میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کیلئے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کے لئے

کر کرم مجھ پر محمد مصطفےٰ کے واسطے
فخر موجودات شاہ دوسرا کے واسطے

اس رسول بے نظیر و بے بدل کا واسطہ
راز دار خلوت بزم ازل کا واسطہ

رحم فرما حضرت صدیق اکبر کے لئے
عاشق و دلدادۂ حسن پیمبر کے لئے

حضرت سلمان فارس بے ریا کیواسطے
حضرت قاسم امام اولیا کے واسطے

کر امام جعفر صادق کے صدقے میں عطا
تو نجات دائمی کا مجھ کو در بے بہا

بایزید و بوالحسن اور بو علی فارمدی
یاالٰہی لاج رکھ لے ان کے صدقے میں مری

حشر کے دن یوسف ہمدانوی کا ساتھ ہو
ان کا دامان مقدس اور میرا ہاتھ ہو

شاہ عبدالخالق و شہ عارف ریوا گرڑھی
خواجہ محمود و عزیزاں صاحب خلق نبی

محترم بابا سماسی حضرت میر کلال
حضرت خواجہ بہاؤ الدین عطار اہل حال

حضرت یعقوب چرخی اور عبیداللہ شاہ
حضرت خواجہ محمد زاھد اپنے دیں پناہ

ان نفوس پاک کے صدقے میں اے رب الہ
دھو جبین معصیت آلود سے داغ گناہ

بخش دے صدقے میں یارب خواجہ درویش کے
خواجہ ملکنگی و خواجہ باقی باللہ کے لئے

شیخ احمد خواجہ معصوم حجتہ اللہ و زبیر
خواجہ اشرف اور جمال اللہ مرد اہل خیر

Marfat.com
Marfat.com

حضرت عیسےٰ محمد اور فیض اللہ شاہ
بخش دے ان کے لئے جو ہیں محمد کے فقیر[1]

خواجہ نور محمد نور بزم و شمع راہ
میرے آقا میرے ہادی اور مرے مرشد کے پیر

قبلہ عالم جناب حافظ عبدالکریم
آشنائے سرحق دانائے رمز لا الہ

حامل حکم شریعت، صاحب خلق عظیم
واقف راہ حقیقت فقر کی جائے پناہ

رحمت حق نے بلا کر لے لیا آغوش میں
جا رہے فردوسیوں کے عالم خاموش میں

میرے مرشد کے وہ نورالعین سجادہ نشین
حاجی حرمین حاجت گاہ ارباب یقین

جن کا سینہ دولت توحید کا گنجینہ ہے
قلب صافی جن کا حسن طور کا آئینہ ہے

جن کے دم سے ہے فروغ شمع بزم عارفاں
فخر عرفاں ' عبدِ رحمٰن دستگیر بیکساں

ان کے صدقے میں حسن خدام سب ہوں سرخرو
برقرار ان کی رہے دنیا و دیں میں آبرو

خاتمه الطبع

الحمدللہ۔ کہ بافضال ایزدی واکرام سرمدی حق سبحانہ، کتاب مستطاب المسمٰی "کنزالقدیم فی آثار الکریم" مشتمل بر مختصر حالات حیات طیبہ جناب شیخ المشائخ العظام، سلطان العارفین، برہان الواصلین، غوث صمدانی، قطب ربانی، مقبول بارگاہ رب الرحیم جناب قبلہ عالم وعالمیاں حضرت حاجی حافظ محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ العزیز بید عبدالضعیف النحیف الراجی الی رحمۃ رب العالمین بندۂ مسکین عالم دین وبسعی محب الفقراء حاجی محمد علی و حاجی محمد زمان خادمان دربار عالیہ مطبع حمایت اسلام لاہور زیر اہتمام شیخ حسن الدین صاحب خادم آستانہ عالیہ انطباع یافت وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وذریاتہ واہل بیتہ اجمعین الی یوم الدین آمین یارب العالمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

اللھم اغفر لمؤلفہ ولکاتبہ والحافظہ ولقاریہ ولمن سعٰی فیہ

یکم جون ۱۹۳۷ء

[1] خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

جمال السنۃ

تصنیف

ابو اسامہ محمد محی الدین جہانگیر

- ★ صحیح بخاری کا سلیس رواں بامحاورہ اور آسان ترین ترجمہ
- ★ موقع ومحل کی مناسبت سے ہر حدیث کے اندر ذکر شدہ نقش صاحب کی وضاحت
- ★ اعتقادی مسائل میں اہلسنت کے موقف کی تائید میں دلائل
- ★ متقدمین و متاخرین کی تحقیقات کا مغز اور نچوڑ مختصر لفظوں میں بیان کر دینا
- ★ صحیح بخاری کی سب سے زیادہ منظم وسیع اور جامع تخریج
- ★ فقہی مسائل میں مذاہب اربعہ کی مستند کتب کی روشنی میں ائمہ کی آراء نقل کرنا
- ★ فقہی و اعتقادی احکام کی روح سے شناسائی کے حصول کا ذریعہ
- ★ عصر حاضر کے معاشرتی و مذہبی مسائل پر مختصر مگر بصیرت افروز تبصرہ
- ★ درس نظامی کے طلباء خطباء، علماء، عام پڑھے لکھے افراد سب کیلئے یکساں مفید
- ★ ایک ایسی شرح جو وقت کی ضرورت ہے ایسی شرح جو آپ کی ضرورت ہے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول، ۴۰ اردو بازار، لاہور
فون: 042-7246006

Marfat.com
Marfat.com